

UNIVERSAL  
LIBRARY

**OU\_226456**

UNIVERSAL  
LIBRARY

# **DAMAGE BOOK**









عجیب و غریب اور تمام تعلیم یافتہ کے واسطے نہایت ضروری اور مفید کتابیں  
 (۱) مجموعہ تذکرۃ القرآن ششہ جلد میں مفصلہ ذیل صفائیں پر نہایت ہی عجیب  
 و غریب بحث ہے (۱) دلائل بریتی باری تعالیٰ (۲) اسمائے باری تعالیٰ کی حقیقت  
 اور کئے اعمال اور خواص (۳) مسئلہ تقدیر (۴) دعا کی حقیقت اور افادات الہی  
 کا ذکر (۵) کون لوگ غضب الہی کے نیچے ہیں اور کون گمراہ ہیں (۶) معاشرت  
 یعنی مرد و عورت کے باہمی تعلقات کس طرح پر ہوتے ہیں (۷) اسلامی حفظ صحت  
 (۸) غفلت کے خطرناک نتائج اور اونکا کامل علاج (۹) ذکر و فکر کی حقیقت اور اسکے  
 نتائج اور اوں طاقتوں کو زایل کرنے کی خرابیاں قیمت مع محصول ڈاک دو پیریم  
**مِفْتَاحُ الْقُرْآن** - اسکو معمولی اسد و حواں ایک مہینہ میں یاد کر کے پانچ ہزار لغتوں  
 اور ایک لاکھ سولہ ہزار صیغوں پر ایسا حاوی اور صرف و نحو میں ایسا شاق ہو جاتا ہے  
 کہ قرآن مجید با ترجمہ پڑھ سکتا ہے۔ چھوٹے بچے بھی اسکو چار پانچ مہینے میں یاد  
 کر کے قرآن مجید با معنی پڑھ سکتے ہیں اور بے معنی پڑھنے کی برابردت میں ختم کر سکتے  
 ہیں پس تمام بچوں جو انون اور بورٹھوں کو چاہئے کہ اسکو ضرور پڑھیں پھر تمام  
 عمر قرآن مجید کی با ترجمہ تلاوت کرنے میں ایسی عجیب خدا داد لغت کی طرف سے  
 غفلت بخیر اس سے بڑھ کر اور کیا خوش نصیبی ہو سکتی ہے کہ محض چند ماہ کی معمولی  
 محنت سے قرآن مجید با ترجمہ آتا ہے تمام مسلمانوں کو چاہئے کہ اب بچوں کو بے معنی قرآن  
 پڑھانا چھوڑ دیں اور اس قاعدہ کو پڑھا کر با ترجمہ پڑھایا کریں کیونکہ انھوں کے  
 ہوتے اندھا ہو کر چلنا سخت ناوانی ہے اگر ایسا ہی کریں گے تو ان شاربند اجیر  
 و آئی اتوں اور قصوں کو ایسا رواج ہو جائیگا کہ تمام وہابیات غریب گندہ  
 شعر اور جھوٹے قصے جھٹوں نے ہمارے دین و دنیا کو برباد کر رکھا ہے کلیتہً  
 ہوا ہو جا دین کے اسی قاعدہ اردو فارسی کے ہزار بالغت آجائیں گے جسکو سرکی

## تذکرہ القرآن

بابت جنوری ۱۹۰۰ء

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

نمبر

جلد

## تذکرہ فکر

سلسلہ کوہِ مطہر دیکھو جلدِ امیر  
وَإِذْ كَرَّمْنَا نَبِيَّكَ وَكَرَّمْنَا نَبِيَّكَ بِالْعِشِيِّ وَالْأَبْكَارِ  
کثرت سے اپنے رب کا ذکر اور تمام وسیع اور وسیع کر تیار  
وَإِذْ كَرَّمْنَا نَبِيَّكَ فِي نَفْسِكَ نَصْرًا وَجَيْفَةً وَدُونَ هُمَا  
اپنے جہی میں اپنے رب کو تضرع اور غوث کے ساتھ وہی آواز  
مِنَ الْقَوْلِ بِالْعُدُوِّ وَالْأَصْنَافِ وَلَا تَكُنْ مِنَ الْغَافِلِينَ  
صح اور شام پایہ کرتا رہ اور ست ہو غافلوں میں سے

انسان کا نفس کسی وقت بیکار نہیں رہ سکتا۔ جسوقت ظاہری شغلوں کو فارغ ہوتا ہے اسوقت اندر ہی اندر طرح طرح کے خیالات میں مصروف ہو جاتا ہے بعضوں کے نفس عشقیہ مضامین کی طرف دوڑتے ہیں۔ بعضوں کے دنیاوی تروٹا و تفکرات کی طرف۔ بعضوں کے مخالفانہ تجویزوں اور مضبوطیوں کی طرف شاعروں کے نفس شاعرانہ مضامین کی طرف فسانہ گوئیوں کے نفس قصبات کی طرف تنہا محبتیں کے نفس اپنے اپنے جھگڑوں کی طرف عاشقوں کے نفس اپنے اپنے مطلوب کی

طرف الخوض ہر شخص اپنی اپنی حالت کے خیالات میں مشغول ہو جاتا ہے۔ اسوجہ سے اوقات بیکاری کے واسطے ہزار ماقم کے شغل ایجاد کئے گئے ہیں مارتو نیم سازنجی۔ ڈھول اور ڈفراہی نفسانی اقتضا کا ایجاد ہیں۔ طاش شطرنج مرغ۔ بیئر۔ راک۔ تاج۔ اسی نفسانی عادت کا اظہار ہیں۔ اینون۔ شراب۔ تھنگ۔ چرس۔ حقہ۔ سلف نام اسی اندرونی کیفیت کا نتیجہ ہیں۔ چھوٹا بچہ جکا اندرونی نفس ابھی تک طاقت پر نہیں آیا۔ وہ اپنی حالت کے مطابق طرح طرح کے کھیل یا شغل ایجاد کرتا رہتا ہے اور ایک منٹ کے واسطے بیکار نہیں رہتا اس طرح جب نفس ناطقہ بڑھ جاتا ہے وہ خیالات کے بغیر ایک منٹ نہیں رہ سکتا یہ تمام شغل ایک قسم کی ادارگی اور لہو و لعب میں شامل ہیں نفس ناطقہ کے واسطے مناسب شغل جو حقیقی طور پر اُس کے واسطے ضروری اور مفید ہے اپنے رب کا ذکر ہے۔ اینون۔ شراب۔ تھنگ اور چرس سے طرب انچیز خیالات پیدا ہوتے اور دھچپہ نظارہ نظر آتے ہیں یہ ایک عارضی سرور ہوتا ہے جس کا نتیجہ پریشانی دماغ کے سوا کچھ نہیں مگر ذکر الہی کا جو سرور ہے وہ انسان کے دماغ کو پاک صاف بنانے والا اور اس کے خلاق کو سنوارنے والا اس کے قولے عقلیہ کو تیز کرنے والا اور اس کو سچی تسلی اور سعادت بخشنے والا ہوتا ہے۔ راک۔ تاج۔ اور باجہ کا شغل عارضی طور پر دل کو مہلاتا مگر قولے عقلیہ و اخلاقیہ کو خراب کرتا ہے مگر ذکر الہی کا شغل دائمی نتائج پیدا کرتا اور عقل و اخلاق کو درست کرتا ہے طاش باری شطرنج باری مرغ بازی۔ بیئر بازی وغیرہ سراسر لہو و لعب اور انسان کی دین و دنیا کو تباہ کرنے والے ہیں مگر ذکر الہی کا شغل انسان کے واسطے دینی و دنیاوی عروج کا باعث ہے۔ ذکر الہی کا شغل ایک طرف اور لہو و لعب راک۔ تاج۔ باجہ اور سکر کا شغل ایک طرف انہیں متضاد ہیں جو شخص ذکر الہی کا عادی ہے وہ لہو و لعب اور راک و باجہ وغیرہ سے کوئی خط نہیں اٹھا سکتا

برعکس اسکے جو شخص لہو و لب۔ یا راگ۔ باجہ۔ یا شراب یا تھنگ پتھر وغیرہ کا۔ عادی ہے وہ ذکر الہی سے محظوظ نہیں ہو سکتا یہی وجہ ہے کہ شارع اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام سکرات حرام فرمائے۔ راگ ناچ اور باجہ کی اجازت نہیں دی اور لہو و لب سے منع فرما دیا ہے اور ذکر الہی کی نسبت کیوں پُر اسرار الفاظ میں تعلیم ہے وَأَذْكُرْ ذَلِكْ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً وَدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدِّ وَالْأَصَالِ وَلَا تَكُنْ مِنَ الْغَافِلِينَ اپنے رب کو اپنے نفس میں تضرع اور خوف کے ساتھ اور وہی آواز سے صبح و شام یاد کر اور غافلین میں سے مت ہو جا۔ جناب الہی میں تضرع اور خوف کے ساتھ پیش ہونے سے جو حظ نفس حاصل ہوتا ہے اور حکا اندازہ وہی لوگ کر سکتے ہیں جو اس مبدا میں تجربہ کار ہیں اس حکم میں تو ہم لہو و لب اور راگ باجہ اور ناچنے کو دے کے طریق رہے ہوئے پھر فرمایا ہے کہ اونچی آواز سے نہیں بلکہ وہی آواز سے اپنے رب کو یاد کر۔ اگر انسان آواز کے ساتھ یاد کرے یا غزل و اشعار میں اسکی حمد گائے تو نفس ایسا کامل طور پر متوجہ نہیں ہو سکتا کیونکہ نفس کا اصلی شغل فکر اور خیال ہے نہ کہ گانا بجانا۔ یا اوچھلنا۔ گودنا۔ اسوجہ سے یہ حکم ہے کہ اپنے رب کو اپنے جی ہی جی میں وہی آواز سے یاد کر اونچی آواز سے نہیں اسیں غزل خوانی۔ قوالی اور ڈھول۔ سازنگی کا رہی صبح و شام عموماً انسان کے واسطے فراغت کا وقت ہیں انکے درمیانی وقفوں میں اور اور شغلوں میں مصروف ہو جاتا ہے اگلے ان اوقات کو خاص کر بیان فرمایا اور وَلَا تَكُنْ مِنَ الْغَافِلِينَ میں اور اوقات بھی شامل ہیں کہ خدا کی اطاعت اور اسکی مہجوری اور اسکے ذکر سے کسی وقت غافل نہ ہو آپ ہم اس حکم الہی اور موجودہ مسلمانوں کی عملی حالت کا مقابلہ کر کے دیکھتے

ہیں کہ عموماً اس حکم کے مطابق ہے یا خلاف۔ سرسری نظر سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ عموماً خلاف ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں بیش قیمت زندگی کا فارغ وقت عموماً واہیات شغلوں پر قربان کیا جاتا ہے۔ کہیں حقہ کی مجلس گرم رہتی ہے کہ فراغت کے وقت لوگ دہاں پر جمع ہو کر ادھر ادھر کی زلیلات بانکتے اور بیہودہ ہنسی اور غول میں اپنی عمر برباد کرتے ہیں۔ کہیں طاش بازی ہو کہیں شطرنج بازی۔ کہیں مرغ بازی۔ کہیں کبوتر بازی۔ کوئی ہارمونیوم اور سارنگی پرست ہو رہا ہے۔ کوئی راگ اور قوالی پر۔ کوئی دیوانوں پر دیوانہ ہو رہا ہے کوئی فسانہ جات پر۔ کوئی گلی کو چوں میں اوارہ پھر رہا ہے اور کتوں کی طرح گھر گھر کی بوڑھن گھنے کا عادی ہے۔ کوئی بھنگ چرس اور افیون کے نشہ پرست رہتا ہے کوئی لاف گزاف اور افترا پردازی میں۔ کوئی جھوٹی انشا پردازی کا متوالا ہے۔ کوئی واہیات شاعری کا۔ الغرض اس قسم کے ظاہری شغل اور عادات ہیں جب اکیلے فارغ ہو کر بیٹھتے یا لیٹتے ہیں اس وقت بھی واہیات نظارہ یکے بعد دیگرے پیش آتے ہیں پھر خدا کا ذکر و فکر کہاں۔ ہائے افسوس اس بیش قیمت اور فطرتی طاقت کو جو انسانی ترقیات اور اصلاح نفس کے واسطے ایک اعلیٰ درجہ کا اجتن ہے کس کس طرح سے بیہودہ طور پر خراب کیا جاتا ہے مگر کسی کو کچھ عبرت نہیں۔ کوئی ایک سنٹ کے واسطے بھی سوچا سمجھتا نہیں۔ کس کس طریق پر احکام الہی کے خلاف اور اپنے آپ کو برباد کیا جاتا ہے کیا **وَ اذْکُذِّبْتَ فِیْ لَفْیَاتِ** بھی فرماتا ہے کہ خدا کا ذکر مت کرو بلکہ قوم کی قوم۔ حقد بازی بیہودہ ہنسی محو مرغ بازی۔ شطرنج بازی اور راگ باجہ میں سرگرمی کے ساتھ مشغول رہو اپنی اوقات عزیز اور جہان و مال کو ابسی میں صرف کرو اور خوب دل گھول کر

صرف کرو دینی احکام کے وقت کانوں میں روٹی دے لیا کرو اور خدا کے راستہ میں تگدل اور بخیل بنے رہو کیا وَلَا تَكُنْ مِنَ الْغَافِلِينَ کا یہی عمل ہے کہ وہایات شغلوں اور لہو و لعب میں بدست بنے رہو اور کبھی انہی احکام کی طرف نظر نہ کرو۔ کیا وَ اِذْ كُنتُمْ كَثِيْرًا كِيْهِ يَتَعَلَّمُ ہے کہ وہایات قصوں کہانیوں میں مشغول اور آگ۔ ہاتھ میں شغوف۔ یا بھنگ۔ چرس افیوں میں بدست رہو اور خدا کا ذکر لینا تو درکنار ذکر کرنے والوں کے پاس بھی نہ بیٹھو اور نہ اونچی کوئی بات سنو۔ کیا سَبَّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا کی یہی اطاعت کہ بدعادت۔ بد شغل۔ اور بد خیالات میں اپنی تمام عمر تمام طاقتیں اور مال صرف کرنے چلے جاؤ اور اللہ کریم کے ذکر سے بھاسختے رہو یہ لو اؤن مسلمانوں کا حال ہے جو دین کی طرف سے سراسر غافل اور بد عمل ہیں۔ اب اول کا بھی حال دیکھو جو نمازی بستہ کار۔ اور دیندار کہلاتے ہیں اؤن میں بھی شاذ و نادر ایسے ملنے جو وَ اِذْ كُنتُمْ كَثِيْرًا كِيْهِ يَتَعَلَّمُ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرَّعًا وَ خِيْفَةً وَ دُؤْلًا اَلْحَمْدُ مِنَ الْقَوْلِ بِالْعُدُوِّ وَالْاَصْحَابِ وَلَا تَكُنْ مِنَ الْغَافِلِيْنَ اور سَبَّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا کا مصداق ہوں۔ قرب الہی اور معرفت حاصل کرنے کا یہ کیا آسان طریق ہے حظ نفس اور دل چسپی کا یہ کیا عمدہ شغل ہے مگر افسوس اس حقیقی شغل کو چھوڑ کر کیسے بخیل اور نادان بن گئے ہزار ہا وہایات شغل اسکے خلاف ایجاد کر لئے جنہوں نے ذکر اور فکر کا تخم ہی دلوں سے اٹھا دیا اور اَسْتَحُوْذُ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ فَانْتَبَهُمْ ذِكْرُ اللّٰهِ اُوْلٰئِكَ حِزْبُ الشَّيْطَانِ کا پورا پورا مصداق بن گئے اور اُوْلٰئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ میں بخوشی خاطر غافل ہو گئے اور اب اوس طرف سے کچھ نہ ذکر الہی کی طرف اؤں کا میل کرنا محال ہو گیا۔

اَلَا مَآ شَاءَ اللّٰهُ لِيَكِلَہٗ اَحْکَامَ اٰہِیٰ لِنَوَ اَوْرِبَاطِلِ مَعْلُوْمِ ہُوْنِے لَکِ گئے چنانچہ  
 کسی شطرنج باز۔ یا مرغ باز۔ یا قمار باز سے ذکر کر کے دیکھو کہ ان ذابیات  
 شتہوں کو چھوڑ کر خدا کے ذکر میں مشغول ہو جاؤ۔ پھر وہ کیا اس حکم کو مانتا  
 اور کیسی قدر کرتا ہے۔ جو شخص حقہ کی محفلیں گرم رکھتا ہو اور ادھر ادھر  
 کی زلیات میں وقت لگاتا ہے اور کونادو وَاَذْکُرْ رَبَّکَ کَیْثًا وَا  
 وَ سَیْجُوْہُ بَکْرَۃً وَاَصِیْبَۃً تو پھر دیکھو کس وقت کی نظر سے اس کو  
 دیکھتا اور کس قدر اس کی تعمیل کرتا ہے ایک تماش میں شہوت پرست انہی  
 قبضی۔ چرتی کو حکم سنا دو کہ اللہ کریم کا بہت ذکر کیا کر ذکر الہی کا سرور اصل  
 سرور ہے باقی تمام ذابیات دیکھو پھر اس حکم کو کیا لگت بنا تا ہے ایک  
 افارہ گرد بیکار شخص سے کہو کہ کیوں بیہودہ طور پر عمر عزیز کو برباد کرنا  
 ہے پھر دیکھو کیا وہ اس حکم کو قبول کرتا ہے۔ افسوس! نیکو سب کچھ  
 سمجھاتا ہے پر کوئی سمجھتا نہیں تذکرۃ القرآن نے اردو زبان میں ان  
 احکام کو صاف صاف بیان کرنا اور موجودہ تمیلات سے سمجھانا شروع  
 کر دیا ہے مگر کوئی دیکھتا اور مانتا نہیں بلکہ جیسا کہ قرآنی ترجمہ سے بھاگتے  
 ہیں ویسا ہی تذکرۃ القرآن سے جیسا کہ قرآن مجید با معنی پڑھنے کو فضول  
 اور غیر ضروری خیال کرتے ہیں ویسا ہی تذکرۃ القرآن کو وَاللّٰهُ مَیْمَنُہٗ  
 ذَکُوْرَۃُ الْمُنْشِرِ کُوْنِ اور اللہ تو اپنے نور کو پورا ہی کر کے چھوڑے گا  
 خواہ مشرک لوگ کراہت ہی کرتے رہیں۔ سننے والے ضرور سنیں گے۔ اور  
 ماننے والے ضرور مانیں گے پر غافلوں اور بدکاروں اور نادانوں پر قطع  
 حجت کے سوا اور کچھ نتیجہ نہیں ہوتا۔

۴۔ یہ سخت نادانی اور بد فہمی ہے کہ تعلیمی معیقلی اور رسم پرستی کو کافی سمجھ کر ترقی



کے واسطے کوئی آرزو اور کوئی کوشش نہ کیجاوے نہ اصل حقیقت کی طرف بھروسہ  
 نظر ہو اور نہ نتائج کی طرف غور کیا جاوے۔ چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے  
 هَلْ لَيْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرَ أَفَلَا تَتَفَكَّرُونَ کیا اندھا اور سونکھسا  
 برابر ہو سکتے ہیں کیا تم اتنا بھی نہیں سوچتے۔ عادات اور ذرا بھی دل کو  
 سنور کرنے والے صدر انسانی کو انشراح بخشنے والے۔ خیالات کو وسیع اور  
 بلند کرنے والے تمام نقیصات اور قوتہات کو دور کرنے والے تمام غلطیوں  
 اور بد عملیوں کی اصلاح کرنے والے غفلت اور جہالت کو دور کر کے نیت  
 اور تقویٰ پیدا کرنے والے اور انسان کو تمام خوف و حزن سے نجات دینے  
 والے ہیں عبادت اور ذکر کا مدعا یہی ہے کہ انسان کا دل روشن اور سینہ  
 فراخ ہو جائے خیالات وسیع اور بلند ہو جائیں تمام نقیصات اور قوتہات  
 دور ہوں تمام غلطیوں اور بد عادات کی اصلاح ہو جاوے غفلت اور جہالت  
 کے پردہ دور ہو جائیں خدا کا خوف پیدا ہو کر رشد و سعادت حاصل ہو اور تمام  
 خوف و حزن سے نجات ملی حاصل ہو جائے مگر افسوس صنفِ نادانی بظہری ہے  
 علمی بے عقلی اور رسم پرستی سے دین میں کام لیا جاتا ہے کسی دیناوی کام میں  
 نہیں لیا جاتا۔ ایک رسمی طور پر بنے سوچے سمجھے نماز ادا کر لینا یا چند دعائیں اور  
 استعجابات قدا میں پوری کر لینا کافی سمجھ لیا جاتا ہے مگر یہ خیال کبھی نہیں آتا  
 کہ ہمارے خیال اور اعمال میں بھی کچھ اصلاح ہوتی ہے یا نہیں قربتِ محبت  
 اور معرفتِ الہی کے کوئی آثار جو سچی عبادت کا لازمی نتیجہ ہے پیدا ہوتے  
 ہیں یا نہیں ہمیں کوئی خاص طور پر اور خاص طاقتیں حاصل ہوتی ہیں نہیں  
 جن انعامات اور امضات الہی کے واسطے اور جس ہدایت ربانی کے واسطے  
 اور جس مدد الہی کے واسطے شب و روز آیاتِ لغیب و آیاتِ کسبِ عید

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ میں دعا مانگی جاتی  
 ہے اور سب قبولیت کے کوئی آثار نمایاں ہوتے ہیں یا نہیں اور نہ کبھی برآرزو  
 ہوتی ہے کہ مدد آئی انعامات ربانی اور ہدایات رحمانی کے آثار پیدا ہوں  
 اور کبھی اونکے حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ نہ کبھی اصل حقیقت کی  
 طرف نظر کرتے ہیں کیونکہ دعا کے مومن اور دعائے مضطر کے جواب اور  
 قبولیت کا قرآن مجید وعدہ فرماتا ہے چنانچہ وہ فرماتا ہے اُجِيبْ دَعْوَتَ  
 الدَّاعِ اِذَا دَعَاۤنَی میں پکارنے والے کی پکار کو قبول کرتا ہوں جب وہ  
 مجھے پکارتا ہے پھر فرماتا ہے اَمِّنْ یُجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاۤہُ بِمَا مَضْطَرَّ  
 کو کون جواب دیتا ہے جب وہ اُسے پکارتا ہے برعکس اس کے دعائے غیر  
 سموع اور غیر مقبول کی نسبت اللہ کریم فرماتا ہے کہ وہ کافروں کی دعا قبول  
 ہے وَمَا دَعَاۤءُ الْكَافِرِیْنَ اِلَّا فِی تَحْتَلُلْ کافروں کی دعا تو بس بھٹکتی  
 ہی رہتی ہے پھر یہ کوئی نہیں سوچتا کہ ہمارے دعا مومن بندوں کے بتنا  
 ہے یا کافروں کے مشابہ۔ کوئی نہیں سمجھتا اور کوئی نہیں غور کرتا۔ کس کس  
 طور پر قرآن کریم انسان کو عبرت دلاتا اور سب انھیں کھولتا اور اوستی غفلت  
 اور جہالت کو دور کرنا چاہتا ہے مگر افسوس اوسیکو پس پشت ڈال دیا اور  
 اوسکو بامعنی پڑھنا غور کرنا اور اس سے عبرت بھڑانا چھوڑ دیا۔ غیر عربی  
 دالوں کو عذر دیکھا کہ ہم قرآن کریم کو نہیں سمجھ سکتے تذکرۃ القرآن نے بات  
 بینات کو صاف صاف اردو میں بیان کرنا شروع کر دیا مگر قلیل اذماند کو  
 بہت کلم سمجھتے ہیں۔ ظاہری قیام و قعود و سجود اور قرات کو کافی سمجھ کر لاہور  
 بنے بیٹھے ہیں حالانکہ عبادت کا خاص متعلق دل سے اور اصل قیام و قعود  
 و سجود ہی ہے جو دل کے برجوش ارا وہ اور خشوع و خضوع کے ساتھ

ہو جس میں دل کی غفلت جہالت استغنا اور استکبار و دیگر گنہگاروں کی نیاز  
 پیدا ہو اصل تسبیح تحمید تحمیل توبہ و دعا وہ ہے جو دل کی تہوں میں سے  
 خارج ہو نہ وہ جو زبان اور حجرہ سے اوپر ہی اوپر پیدا ہو اور دل تک  
 نہ پہنچے۔ زبان اور ماتھ پاؤں اور جسم سے عجز و نیاز ظاہر کرنا دلی حالت  
 کا اظہار ہوتا ہے اگر دلیں کچھ نہیں بلکہ دل غائب اور واہیات خیالات  
 میں میخیز اور اتوارہ ہو رہا ہے تو جسمانی اظہار ایک قسم کا ریا اور تقنع اور ہم  
 پرستی ہے یہی تو وجہ ہے کہ نمازوں میں دل نہیں لگتا نمازیوں کے  
 خیالات میں وسعت اور بلندی پیدا نہیں ہوتی ابھی محبت رحمت ہدایت  
 اور محبت کے آثار پائے نہیں جاتے دعاؤں میں قبولیت کے آثار نہیں رہے  
 کیا ہی سچ فرمایا ہے لَا صَلَوةَ إِلَّا بِحُضُورِ الْقَلْبِ کوئی نماز نماز نہیں  
 جب تک قلب حاضر نہ ہو۔ قرآن کریم صاف نمازیوں پر افسوس کرتا ہے  
 چنانچہ فرماتا ہے وَیْلٌ لِلصَّالِّیْنَ الَّذِیْنَ هُمْ عَنْ صَلَوةِهِمْ سَاهُونَ  
 ایسے نمازیوں پر افسوس جو اپنی نمازوں سے غافل رہتے ہیں۔ پھر ایک  
 جگہ پر فرماتا ہے لَا تَعْلَمُ إِلَّا بَصَآرُ وَلَٰكِنْ تَعْلَمُ الْقُلُوبُ الْكَافِرَةُ  
 یہ انھیں اندہی نہیں ہوتی بلکہ وہ دل اندھے ہوتے ہیں جو صدر متغافل  
 میں ہیں۔ مجھے زیادہ تر افسوس اون مولویوں پر ہے جو اپنے آپ کو  
 فارغ التحصیل بتلاتے مگر قرآن کے معنی سے نا آشنا اور تنفر ہیں اسکو  
 مجمل ہم اور غیر ضروری سمجھ کر ہمیشہ بے معنی تلاوت کرتے ہیں وہ بھی اپنی  
 دعاؤں کو غیر سموغ و غیر مقبول دیکھ کر اور اپنے آپ کو محبت ہدایت رحمت  
 اور نصرت الہی کے آثاروں سے دور پا کر انھیں نہیں کھولتے اور کچھ  
 نہیں سمجھتے اور کچھ عبرت نہیں پکڑتے اور کچھ خوف نہیں کھاتے بلکہ یہی

طور پر نماز و تسبیح پورا کرینے کو کافی سمجھ لیتے ہیں اور کبھی حقیقی نصیحت  
 اور رشد حاصل کرنے کی آرزو و کوشش نہیں کرتے بلکہ اپنے علم اور اپنی  
 سمجھ کو کافی سمجھ کر ربانی ہدایت و نصیحت سے مستغنی و تکبر بنے جاتے ہیں  
 کیا اندھیرا اور روشنی برابر ہیں کیا اندھا اور سونکھا برابر ہیں کیا بھینسا  
 اور نہ بھینسا برابر ہیں هَلْ كَيْتَوَى الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرَ اَفَلَا تَنْفَكُوْنَ  
 کیا اندھا اور سونکھا برابر ہو سکتے ہیں کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے ہو۔ اور  
 یہ بھی یاد رکھو جو اس دنیا میں اندھا ہے وہ وہاں بھی اندھا رہیگا  
 وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهِ الْعٰلَمِ مَعْوًى فَاٰخِرَةُ الْعٰلَمِ وَاٰخِرُ سَيِّئَةٍ  
 اس دنیا میں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا رہیگا اور بہت بُرا  
 گویا کہ ضلالت کی بھرپور بڑی پہچان ہے کہ انسان انوارِ باطنی اور رشدِ الہی  
 سے بے بہرہ رہے مگر کوئی نہیں دیکھتا کہ ہماری دعائیں تو شب و روز  
 یہ ہیں کہ خداوند کریم تو ہم کو مغفوب اور ضال لوگوں کے راستہ سے  
 بچا مگر ہم یہ نہیں دیکھتے کہ ہم میں آثارِ ان لوگوں کے پائے جاتے  
 ہیں يٰۤاَعْمٰى الْمُغْضُوْب عَلَيْهِمْ وَلَا الْفٰسِقٰلِیْنَ کے اور جب تک  
 کوئی سمجھے نہیں عبرت کیسے پکڑ سکتا ہے غضبِ الہی کے آثار میں  
 دنیاوی ذلت اور رسوائی بھی ہے جو لہو و لب کے حالات میں بار بار  
 ظاہر فرمائی گئی ہے وہی ذلت اور رسوائی مسلمانوں کی دائمی گرفتاری  
 جاری ہے مگر کچھ عبرت نہیں۔ بے علموں بے ہنروں اور جسراہم  
 پیشہ کی تعداد مسلمانوں میں بہت بڑھتی جا رہی ہے مگر کچھ خیال نہیں  
 اور خیال ہو کیسے جب تک کہ قرآن کریم کو با معنی نہ پڑھیں اور اس پر  
 غور و فکر کرنے کی عادت نہ ڈالیں تو کیسے یہ قوانینِ رحمانی سمجھ میں۔

آسکتے ہیں۔ قرآن کو چھوڑ دیا اسلئے واہیات تنازعات پیش آگئے  
 حنبیوں نے دینی عقل اور فہم کو برباد کر دیا ضروری اور اہم سائل کو  
 غیر ضروری اور ضعیف بنا دیا اور برعکس اوس کے غیر ضروری اور ضعیف  
 باتوں کو ضروری اور اہم کر دکھایا پس واہیات جھگڑاؤں میں مسلمانوں  
 کو بھینسا دیا یہی وجہ ہے کہ جن مسائل کی قرآن کریم شد و مدا اور تکرار کے  
 ساتھ صاف صاف الفاظ میں طرح طرح سے تعلیم و تحقیق کرتا ہے اور نکلا  
 کہیں ذکر نہیں اونپر کہیں بحث نہیں اور جنکی طرف اشارہ تاک نہیں اور  
 حدیث شریف میں صاف فیصلہ نہیں اوں پر دس رات بحثیں اور جھگڑاؤں  
 کئے جاتے ہیں اگر معمولی مکاتبات کی کتابوں میں سے کوئی ایک کتاب  
 چھوڑ دی جاوے تو اوس کے ہزار نقص اور جزایاں منتلائی جاتی  
 ہیں اور قرآن کوئی نہ پڑھے تو کچھ ذکر نہیں مانے افسوس قرآن  
 ایسا غیر ضروری اور باقی سب کتابیں ایسی ضروری ہیں۔ بہار دانش  
 کے بغیر کام نہیں چل سکتا مگر قرآن کا کوئی نام نہیں۔ افسوس افسوس

۵۔ بے سمجھی کا کام محض حیوانی فعل ہوتا ہے اوس سے انسانی قلب  
 کچھ روشنی حاصل نہیں کر سکتا۔ قرآن مجید مثال کے طور پر فرماتا ہے  
 اِنَّ الَّذِیْنَ حَمَلُوا التَّوْرٰتَ ثُمَّ کَفَرُوْا بِهَا کُنٰلِ الْجَحٰدِ یُجٰدِلُ  
 اَسْفَادُ اَحْقِیْقِ جب لوگوں سے توریت اٹھوائی گئی پراو بھٹوں نے  
 اوسکو نہیں اٹھایا وہ اوس گدھے کی مثال ہیں جو کتابیں اٹھاتا  
 ہو صاف ظاہر ہے کہ کتابوں کا اٹھانا جیسی کار آمد اور مصلح انسان تہا  
 جسکے اوں کو سمجھا جاوے اوں میں عجز و فک کر کیا جاوے اور اوجھ

منشا کے مطابق اپنے خیالات اور ارادات اور اعمال کو درست کیا جاوے  
 کیونکہ کتاب کا انسان سے یہی تعلق ہے کہ انسان اون کو سمجھ کر بصیحت  
 پکڑے اور اپنی اصلاح کرے ورنہ وہ ایک محال الکتاب گدھا ہے  
 جیسا کہ گدھے کو کتابوں کا بوجھ اٹھانے سے کوئی ثواب نہیں ملتا نہ  
 کوئی تزکیہ نفس یا نور باطن یا سمیت الہی یا ہدایت غیبی حاصل کر سکتا ہے  
 ایسا ہی وہ انسان جو آسمانی کتابوں پر غور و فکر کر کے اپنی اصلاح  
 نہیں کرتا وہ بھی کچھ ثواب حاصل نہیں کرتا نہ کوئی تزکیہ نفس یا نور باطن  
 یا سمیت الہی یا ہدایت غیبی حاصل کر سکتا ہے چنانچہ ہر شخص کا تجربہ شاہد  
 ہے۔

۶ ذکر الہی سے غافل ہونا شیطان کے بچے میں پھنسنا ہے پس جب غفلت  
 طاری ہو یا بد صحبت سے بیہودہ باتوں میں لگجاؤ تو چاہئے کہ فوراً توبہ  
 کرے اور غافلوں سے علیحدہ ہو کر اپنے رب کی طرف توجہ ہو جائے یہی  
 تقویٰ کی حقیقت اور یہی اس کا تقاضا ہے چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے  
 اِمَّا يَنْظُرُ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدُوا لَكَ كُنِيَ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ  
 اِنَّ الَّذِيْنَ اَلْفَوْا ذَا مَسْتَهُمْ لَيَمَلِكَنَّ الشَّيْطَانُ نَذْرًا فَادْعَاهُمْ  
 مُبْصِرُونَ۔ اِنَّمَا تُنذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الَّذِيْنَ كُفِرُوا وَخَسِيَ الرَّحْمَنُ الْغَيْبِ  
 فَتَبَيَّنَتْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّاجْزُؤُكُمْ اور اگر شیطان تم کو غافل کر دے پس  
 یاد آنے کے بعد بد عمل لوگوں کے ساتھ مت بیٹھ تحقیق متقی لوگ تو  
 وہ ہیں کہ جب اونکو شیطانی وسوسہ مس کرے تو فوراً متنبہ ہو جائیں  
 اور اسی دم دیکھنے لگیں۔ تو بھی تو اوسیکو سمجھا جا سکتا ہے جو بصیحت  
 پر چلے اور پروردہ رحمن سے ڈرتا رہے پس ایسے شخص کو مغفرت اور

اجر کریم کی خوشخبری سنا چنانچہ ان آیات کی واقعی مثالیں ہم شب روز  
ملاحظہ کرتے ہیں کہ جو شخص ذکر الہی سے غفلت کرتا ہے تو وہ طرح طرح کے  
واہیات شغل ضرور اختیار کر لیتا ہے کیونکہ نفس نامطقہ سیکار تو رہ نہیں سکتا  
اسلئے جب اوسکی قوت ذکر و فکر اللہ کریم کی طرف مشغول نہ ہو تو وہ واہیات  
جھگڑوں۔ یہودہ قصوں۔ عشقیہ مضامین اور کذابانہ افتراؤں کی طرف منہرو  
دوڑتی ہے یہی وجہ ہے کہ جب قدر قرآن کا سمجھنا اور ذکر و فکر کا اوس میں  
مصرف کرنا ترک ہوتا گیا اسقدر نفس آوارہ ہو کر جھوٹی کتابوں اور  
معتوا شاعری کا موجب بنتا گیا اور اپنی مصروفیت کے واسطے۔ شطرنج۔ قمار  
افیوں۔ شراب۔ حقہ۔ راگ۔ ناچ۔ باجہ وغیرہ ہزار ناواہیات شغل اختیار  
کرنے پہاں تک کہ عزات حقہ بجانا ادھر ادھر کی مزیلیات مانگنا شطرنج  
کھیلنا مرغ لڑانا۔ راگ باجہ سنا سنا ناچ دیکھنا آفیوں اور شراب میں مست رہنا  
تو بچپی کی باتیں اور ضروری شغلہ مہ لگے اللہ کا ذکر اور دینی امور معنو  
بے معنی اور غیر ضروری معلوم ہونے لگ گئے پس اسے مسلمانوں اگر دینا  
وایمان کا بحال ہونا چاہتے ہو تو توبہ کرو تمام واہیات صحبتوں اور یہود  
مشغلوں کو چھوڑ دو اور اپنے رب کی طرف جھک جاؤ فَلَاحَ تَعْدُ كَعْدَا  
الَّذِي كَرِهَ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ پر عمل کرو اور كُوْنُوا مَعَ الصَّادِقِينَ  
کے پابند ہو جاؤ اور ضرور ہے کہ ہمیشہ کی عادتیں بار بار متبیں آوارہ اور  
حزاب کرنا چاہیں مگر اوس آیت کو زیر نظر کھو جو فرمائی ہے اِذَا هُمْ مُنْتَسِفُونَ  
طَائِفٌ مِّنَ الشَّيْطَانِ تَكَوْفُا ذَاهُمْ مُصْبِرُونَ جب اوس کو شیطان  
وسوسہ مس کرے تو فوراً متنبہ ہو جاتے اور اوس وقت دیکھنے لگتے ہیں  
پس فوراً توبہ کرو اور اپنے رب کی طرف جھک جاؤ اور اوسکو بہت یاد کرو

یہاں تک کہ لغو خیالات اور شیطانی وساوس دور ہو کر خدا کے ذکر سے سرشار اور سرور ہو جاؤ

۷۔ مومن کو ایک روحانی عقل عطا ہوتی ہے جس سے وہ ہر فعل کی حقیقت اور اس کے انجام کو خوب دیکھتا ہے چنانچہ قرآن مجید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے فرماتا ہے عَلٰی بَصِيرَةٍ اَنَا وَهِيَ اَتَّبِعُنِيْ تَبِعُوا اور میرے تابعین ایک بصیرت کے راستہ پر ہیں یہی تو بصیرت ہے جو مومن کو دینی اور دنیاوی امور میں رہنمائی کرتی بڑی اور بھلی بات کی تمیز پیدا کرتی اور دھوکے سے بچاتی ہے یہی بصیرت تھی جسے انبیاء علیہم السلام اور ان کے تابعین کو دنیا کے مقابلہ میں صراطِ مستقیم پر ثابت رکھا تمام لوگ اونکو بہکا ہوا اور پاگل کہتے رہے مگر ان کو اندرونی بصارت نے کبھی شبہ نہ ہونے نہیں دیا جس بات کو انسان اپنی آنکھ سے دیکھ لیتا ہے اسکو کبھی جھوٹ اور غیر واقعی خیال نہیں کر سکتا اسطرچر رسولوں اور ان کے تابعین کا یہ حال ہوتا تھا کہ دینی امور انکی آنکھوں دیکھے معاملات تھے اسلئے دنیا کی تکذیب اور مخالفت ان کے ایمان میں کوئی شبہ نہیں ڈال سکتی تھی۔ ہزار مخالفت ہو مگر اپنے چشم دید معاملات کی افسان کتب تکذیب کرتا ہے بلکہ تمام مکتب اور مخالفت ادنیٰ نظر و بین جھوٹے اور بیوقوف ٹھہرتے ہیں مگر افسوس۔ قرآن مجید کے نہ سمجھنے اور وہابیات شغلوں میں بڑ جانے سے یہ تمام بصیرت جاتی رہی ذکر الہی فضول اور مکر وہ معلوم ہوتی اور اس کے مخالف تمام شغل و بچپ و لغریب اور دلربا معلوم ہونے لگ گئے سنائے سے نہیں سنتے سمجھائے سے نہیں سمجھتے قرآنی آیات سے صاف صاف طور پر بتلایا جاتا ہے مگر نہیں مانتے اور طرح طرح کے بیہودہ عذروں



کے ساتھ قرآن کی تحذیب اور مخالفت پر آمادہ ہو جاتے ہیں اِنَّا لِلّٰهِ  
وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ

۸ ذکر الہی سے دل مطمئن ہوتے بلائیں دور ہوئیں اور کتابش کی راہیں  
کھلتی ہیں چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے اَلَا يَذْكُرُ اللّٰهُ نَظْمًا مِّنَ الْقُلُوبِ  
اَگاہ ہو کہ اللہ کے ذکر سے دل اطمینان پاتے ہیں اَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ  
اِذَا دَعَاہُ وَ یُخَفِّفُ السُّوءَ وَ یَجْعَلُ لَّکُمْ خُلَافًا اَلَا وَضِعَ اللّٰهُ  
مَعَ اللّٰهِ قَلِيلًا مَّا نَذَرَ کُوْنٌ بَہلَا وہ کون ہے جو مضطر کو اس کی  
پکار کے وقت جواب دیتا اور اس کی مشکل آسان کر دیتا ہے اور کون ہے  
جو تم کو زمین کا خلیفہ بناتا ہے کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے مگر  
تم بہت کم غور و فکر کرتے ہو اِن آیات بنیات میں اللہ کریم تمام وساوس  
اور عذرات کی تردید فرماتا ہے جو اوارہ گرد و غویسند تائبین لوگ  
اپنی عادت کی موافقت میں پیش کیا کرتے ہیں کہ خالی پھر نے طاش  
کھیلنے حقہ بجانے زلیات ہانکنے اور تماشہ دیکھنے میں کسی کا کوئی نقصان  
ہنیں محض اپنی دل لگی اور وقت گزاری ہے اس میں دل بہلا رہتا ہے  
اللہ کریم فرماتا ہے اَلَا يَذْكُرُ اللّٰهُ نَظْمًا مِّنَ الْقُلُوبِ اَگاہ ہو کہ اللہ کے  
ذکر سے قلوب اطمینان پاتے ہیں اور واقعی ہے بھی اسی طرح مگر جنکے  
قلوب اندھے اور مردار ہو چکے وہ اس خطا اور اطمینان کو محسوس نہیں  
کر سکتے جو ایک زندہ دل انسان کو ذکر الہی میں حاصل ہوتا ہے ایسا جو  
سے وہ اس سمت کی لذات سے مایوس ہو کر وہیات عملوں میں مشغول  
ہو جاتے ہیں ایک اندھا خوش نماچین کے نظارہ سے کوئی خط نہیں  
ادھٹا سکتا ایسے چہر قلب کا اندھا انوار باطنی کے سرور و محروم رہتا ہے

پس جب ایسا دیکھو کہ ہمارا دل ذکرِ الہی سے خوش نہیں ہوتا بلکہ اوس سے  
 بھاگتا ہے تو فوراً خائف اور عبرت رزہ ہو کر اپنی اصلاح کر کیونچہ بھی  
 معنی ہونے کی ایک علامت ہے۔ پھر اوسکے خلاف غل خانہ۔ مریضہ خوبی  
 قوالی۔ تماشینی اور ناچ راگ میں مشغول ہونا اوس لغت کو اور زیادہ ظلم  
 کرتا ہے۔ ہمارا تو مشغل قرآن ہمارا ذکر قرآن ہمارا مطلوب قرآن اور ہماری  
 دل لگی قرآن ہونا چاہئے اگر ایسا نہیں تو سمجھو کہ نہایت ہی خطرناک  
 حالت ہے فاعْبُدُوا دِیَا اُولٰٓئِہٖ اَلَا یَعْلَمُ بَعْضُہَا دَانَ کہہ کرتے ہیں کہ  
 دنیاوی غموں اور فکروں کے دور کرنے کے واسطے یہ مشغل ہیں نیز ایسے  
 ذریعوں سے امر کے ساتھ واسطہ بنا رہا ہے اور ہمارے بہت سے کام غل  
 آتے ہیں ان وساوس کی تردید قرآن مجید اسطر چہرتا ہے کہ مشکلات  
 کا آسان کرنا اللہ کا کام ہے اور بقیہ ارکبی پکار کو سننا اوسکا شیوہ ہے پھر  
 یہ کیا یہ وہوہ عذر تراشتے ہو۔ اطمینان چاہئے تو خدا کا ذکر ظل مشکلات چاکر  
 ہو تو خدا کو پکارو کیا تم قدرتِ الہی کا نظارہ و نزات نہیں دیکھتے ہو کہ  
 اوسنے ملکوز میں کا با و شاہ بنا رکھا ہے تمام حیوانات انسان کے تابع  
 تمام عناصر انسان کے خادم۔ چاند سورج تارہ انسان کے خدمت گزار  
 آب و ہوا و رخت پھل پھول تمام انسان کے کارآمد پھر سوچو تو وہی  
 جس نے تمام مخلوقات کو تمہارا خادم بنا رکھا ہے تو کیا جردی ضرورت  
 میں وہ ذات مدد نہیں کر سکتی ہے افسوس اوس سمجھو پر جو منجھر دینا پست  
 اور بیدیں امر کی خاطر الہی احکام کو پس پشت ڈالے اور بد عادات  
 میں اوناخسا ساتھ دے۔ بے ایمانوں کا نہ بیان بہلا ہوتا ہے اور نہ  
 وٹان ہوگا۔

۹ جو شخص یہاں اندھا ہے وہ وہاں بھی اندھا رہیگا چنانچہ قرآن کریم  
 وَمَنْ كَانَ فِي هَذِهِ أَعْمٰی فَمَوْفٰی الْآخِرَةِ أَعْمٰی وَاصْلٰ  
 لِّلْیَّسٰةِ جو اس دنیا میں اندھا ہے وہی آخرت میں اندھا ہوگا  
 اور بہت بے راہ۔ پس دیکھنا چاہئے کہ ہماری ایمانی آنکھیں کھل گئی یا نہیں  
 ہمکو انوارِ الہی نظر آتے ہیں یا نہیں ہدایت اور معیتِ الہی ہمارے شامل  
 حال ہے یا نہیں وہ بصیرت جو انینا علیہم سلام اور اوں کے تابعین  
 کو حاصل ہوتی کھتی ہمکو نصیب ہوگئی یا نہیں ہم اپنے تمام خیال ارادہ اعمال  
 اور شغل اوس بصیرت کے مطابق درست کرتے ہیں یا نہیں ہمکو ذکر  
 الہی اور دینی خدمات میں خاص دلچسپی اور استقامت حاصل ہے یا نہیں  
 اور اوس کے خلاف غفلت اور لگی لہو و لعب اور تماشینی سے ہمکو دوری  
 اور نفرت ہے یا نہیں اگر ہے تو کس مراد حاصل ہے اور فلاحِ حقیقی  
 عَلَیْہِمْ وَلَاہُمْ نَجْرٌ تُوْن میں ہم داخل ہیں اور اگر نہیں تو صوفیا سمجھا چکا  
 کہ کچھ خرابی ہے اور وہ کیا ہے پس اوسکے اصلاح کرنی چاہئے ورنہ  
 تباہ ہو چکے اور اوسکے نتائج بہت کچھ دیکھ چکے اور آئندہ دیکھنے اور  
 ضرور دیکھنے مَن لَیْجَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَآہُ وَمَن لَّیْجَلْ مِثْقَالَ  
 ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَآہُ پس جسے ذرہ برابر نیکی کی وہ اوسکو دیکھ لیگا اور  
 جس نے ذرہ برابر بدی کی وہ اوسکو دیکھ لیگا۔ میں نے جہانگیر ان تمام  
 خرابیوں پر غور کیا مجھو یوہی معلوم ہوا کہ قرآن میں لوگوں نے غور و  
 فکر کرنا اور اوسکے تذکروں سے دل کو صاف اور مشہور کرنا چھوڑ دیا  
 اسلئے میں بار بار یہی علاج پیش کرتا ہوں کہ قرآن مجید کو باعنی پڑھنا  
 اور سمجھنا شروع کرو اوسکی مطابق اپنے خیالات اور عادات بنالو اور

اور اوسیکے تذکروں سے اپنی خلوت اور جلوت کو رونق و دو تمام شغلہ جو  
مخالفت میں کچھ تسلیم چھوڑ دیا اسی بنا پر میں نے تذکرۃ القرآن جاری کیا ہے  
اور اللہ کریم نے اپنے فضل کرم سے سفتاح القرآن میری قلم سے  
نکلا اور یا حبیب کو معمولی اردو خواں ایک دو مہینہ میں پڑھ کر قرآن مجید با ترجمہ  
باتسانی بڑا سستا ہے محض بھٹوڑی سی توجہ اور محنت کی ضرورت ہے۔ جاگو  
اٹھو اور کوشش کرو زیادہ عقلت اور آوارگی ابھی نہیں

۱۰۔ افسوس مسلمانوں نے قرآن کو ذکر اور فکر کا ذریعہ نہ سمجھا ملک ایک  
زبانی کو اس بنا لیا۔ مائے کیا ہو گیا۔ کیوں قرآن پر تدبیر نہیں کرتے  
کیا دلوں پر قفل لگ گئے کیا وہ گدے ہیں کہ ذکر و فکر کا اومیں مادہ  
ہی نہیں رہا اور وہ جانتے ہی نہیں کہ ذکر و فکر کیا ہوتا ہے۔ کیا  
قرآن بھاڑ کھانے والا شیر ہے کہ اس سے ہر آساں ہو کر بھاگے ہیں  
قرآن مجید فرماتا ہے وَقَالَ الْمَوْسُوْلُ يَا رَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا  
هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا۔ اور رسول نے کہا اے میرے رب میری  
قوم نے اس قرآن کو جو اس بنا لیا اخلاقت تدبیر و القرآن  
اَمْ عَلٰی قُلُوْبٍ اَقْفَالٌ اَلَمْا کیا قرآن میں عجز و فکری نہیں کرتے  
یا دلوں پر قفل لگ گئے (حبی وجہ سے وہ عجز و فکر کی قابل نہیں  
ہے) اَلَمْا لَمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مَعْرِضُوْنَ کَا نَفْسٌ مَّحْمُوْرَةٌ مُّسْتَقْفِرَةٌ  
قَرَأَتْ مِنْ سُورَةٍ۔ پس انہیں کیا ہو گیا کہ تذکرہ قرآنی سے منہ پھیر  
ہیں گویا کہ وہ بھاگ جانے والے گدے ہیں کہ شیر سے بھاگ  
جانے ہیں۔ ماں اے میرے مولا تیرے سب فرمان سچ ہیں۔

بدصحتوں۔ بدعاتوں۔ اور وہاں ہیات شفلوں کی وجہ سے دلوں

پر ایسے قفل لگ گئے ہیں کہ وہ کھلنے میں نہیں آتے اور مدتوں کی  
 بے سمجھی سے غور و فکر کی طاقتیں ایسی ماری گئی کہ سچ مچ گدھے بن گئے  
 ہاں اسے میرے مالک اور میرے آقا اپنی بد عملیوں اور بد عادتوں  
 کی وجہ سے ایسا حال ہو گیا کہ قرآن کے معنوں سے خوف آتا ہے اور  
 دل کا ہنسا ہے جیسے چور ڈاکو اور خونی کا دل اُن جرایم کی سزائیں  
 سن کر خوف کھایا کرتا ہے اور ایسی باتوں کو وہ سننا ہی نہیں چاہتا  
 بھی ہمارا حال قرآنی تنذیر و تبشیر کے مقابلہ پر ہو گیا ہے ہم اپنی تباہی  
 اور بربادی کے حال پھر اشد العذاب کے ڈر کیسے سن سکتے ہیں۔  
 اسے خداوند تو جسکو چاہے ہدایت کرے اور جسکو چاہے گمراہ کر دے  
 ہمارے اعمال بہت خراب اور ہماری حالتیں بہت ہی خراب ہیں۔  
 اسے خداوند تو ہی اپنے فضل سے سہارا اپنے کرم سے اور اپنے رحم سے  
 ہماری دستگیری فرما۔ اسے خداوند تو رحم کر۔ اسے خداوند تو رحم کر  
 اسے خداوند تو رحم کر۔ آمین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

### تذکرۃ القراءین کا پہلا سال

ا وہ کوں سے محرکات تھے جنہوں نے تذکرۃ القرآن کی اشاعت پر  
 ہمیں آمادہ کیا اول ظاہری محرکات قرآن کا با معنی پڑھنا اور  
 پڑھنا متروک ہو جانا۔ تعلیم عربی کا سلسلہ اس ترتیب پر ہونا  
 کہ اور کتابیں خوب سمجھ اور مذاق کے ساتھ پڑھی اور پڑھائی جاتی  
 ہیں مگر قرآن کی وہ نوبت کبھی نہیں آتی۔ وعظموں میں مبالغہ آمیز غیر

معتبر اور جھوٹے قصوں کا کثرت سے رواج ہو جانا قرآن کی سچی سچی اور پرستنی داستانوں سے مذاق بزنا و ابیات قصوں عشقیہ فنانوں زلیلات غزلیات۔ اور آہ گری فضول گوئی اور تماشینی کا اس کثرت سے رواج ہونا کہ قرآنی اذکار اور دینی شمار معدوم ہو گئے یا محض رسم کے طور پر رہ گئے۔ قرآن کی نسبت عام طور پر یہ ایمان ہونا کہ یہ مجمل اور مبہل اور غیر ضروری ہے اور اور ہی کتابوں سے تمام کام چلتا ہے اور اسی ایمان کے مطابق تمام اعمال اور عادات ہو جانا تاریخ۔ جغرافیہ۔ علم طبقات۔ کیمیا وغیرہ میں عجیب ترقیات ہونا اور مخالفین کا الفاظ تفاسیر کو بچو کر قرآن کو محل اعتراضات بنانا حالانکہ کسی مفسر کی یہی رائے ہے جو اس کے اپنے خیال یا اپنے علم پر مبنی ہو قرآن پر اعتراض وارد کرنا نادانی ہے جو کچھ تفاسیر میں لوگوں نے اس زمانہ کے جغرافیہ یا علوم اور فنون کے مطابق درج کیا اور ان کی غلطیوں کا اعتراض اس زمانہ کے جغرافیہ اور علوم و فنون پر ہو سکتا ہے نہ کہ قرآن مجید پر۔ جھوٹے قصوں و ابیات غزلوں اور یہودہ دیوانوں کا لاکھوں اور کروڑوں کی تعداد میں شائع ہونا اور دینی تذکروں کا مفقود ہو جانا عام طور پر مسلمانوں کو قرآنی تذکروں اور قرآنی معنوں سے منہارت منفر اور مخالفت ہونا ترک قرآن کی وجہ سے مسلمانوں کا یومانیو ماپست اور ذلیل ہوتے جانا مفلسوں اور بدکاروں اور جرایم پیشوینوں کی تعداد مقابلہ زیادہ ہوتی جانا شرک رسم پرستی۔ قبر پرستی اور دنیا پرستی حد سے بڑھ جانا دوام باطنی محرکات وہ قوانین رحمانی ہیں جو خشک سالیوں کے

بعد پانی برساتے مردہ زمیں کو از سر نو زندہ اور مافصل بڑے قیاموں  
 میں دینی روح بھونکتے ہیں جبکہ دنیاوی علوم و فنون میں بجز ترقیات  
 ہو رہی ہیں تو ضرور تھا کہ قرآن بھی اپنا عروج اور جلوہ دکھائے  
 جبکہ دینا پرستی حد درجہ کو بڑھ چکی ہے تو ضرور ہے قرآن مجید ہی  
 اپنا زندہ معجزہ دکھلا کر نفع ارواح کرے جبکہ انسانوں کے دل عموماً  
 دین کی طرف سے مردہ ہو گئے تو ضرور ہے کہ قرآن کریم جو ہر زمانہ اور  
 ہر قوم کی ہدایت کا ذمہ داری جاں آنے کے اسباب پیدا کرے  
 ۲ تذکرۃ القرآن کے کیا مقاصد ہیں اور کس کس طرح پر اسے افسانہ کو پورا  
 کیا ہے۔

مقصد اول قرآنی مضامین اور مسائل کو ماہواری و مامواری صورت میں  
 شائع کرنا اور ایسی تجاویز اور تدبیر پیش کرنی جن سے قرآنی علوم کا رواج  
 ہوا۔ چنانچہ دلائل سہتی باریتعالیٰ و اسمائے الہی و تقدیر و معاشرت  
 و حفظ صحت کے مضامین قرآن مجید سے ایک عجیب طریق پر شائع کئے  
 گئے اور قرآنی علوم کے رواج کے واسطے تجاویز و تدابیر ذیل پیش کی  
 سفاح القرآن شائع کیا جسکو معمولی اردو حوااں ایک دو مہینہ میں اور  
 مبتدی چھ سات مہینہ میں پڑھ کر قرآن مجید با ترجمہ باسانی پڑھ سکتا ہے  
 اوسکے بعد قرآن مجید با ترجمہ پڑھ کر دوسرے علوم شروع کرنے چاہئیں  
 اور ہمیشہ قرآن مجید کی تلاوت یا ترجمہ کرنی چاہئے۔

مقصد دوم قرآن کی کاملیت اور تفصیلت کو تمام اقوام پر ظاہر کرنا چنانچہ  
 و بیانات میں سب سے مقدم اور سب سے اعلیٰ درجہ کا مضمون دلائل بر  
 سہتی باری تعالیٰ ہے سوا دسکو کیسے واضح اور بین طور پر قرآن مجید سے

بیان کیا ممکن نہیں کہ دنیا کی کوئی قوم اپنی آسمانی کتابوں سے اس کا تقابل کر سکے پھر دوم درجہ پر اسمائے الہی کی تعریف اور اوتھے عمل اور خواص ہیں اونکو بھی صاف صاف طور پر قرآن مجید سے بیان کیا گیا سوم درجہ پر مسئلہ تقدیر جو تمام انسانی ترقیات کی بنیاد ہے اسکو قرآن کریم سے کامل طور پر بیاں کیا

مقصد سوم۔ مخالفین کے اعتراضات کا جوابات نہایت شائستگی اور علم کے ساتھ قرآن مجید سے دینا چنانچہ رب سے زیادہ ضروری اختلافات اور اعتراضات جو جبر و صفات ماری تعالیٰ و مسئلہ تقدیر اور قرآنی قابلیت و صداقت پر ہیں اون تمام اختلافات و اعتراضات کو ایسے طریق پر صاف کیا ہے کہ مخالف کو بھی سوائے تسلیم اور خموشی کے کچھ نہیں بڑتا قرآنی قابلیت اور صداقت کا ثبوت اس سے بڑھکا اور کیا ہو سکتا ہے کہ ادق سے ادق دینی مسئلوں کی نسبت ثابت کر دیا کہ قرآن مجید نے اور مسائل کو ایسے حل اور ایسے تدلل اور ایسے واضح طور پر بیاں فرمایا ہے کہ اسکی نظیر نہیں مل سکتی اور نہ اسپر زیادتی ممکن ہے بلکہ ہر مسئلہ کی نسبت قرآن کریم ایک بجز ناپیدائش کی طرح ہے کہ جقدر زیادہ غور کیا جاوے اسقدر نئے نئے دلائل پیدا ہو جانے والے ہیں مقصد چہام مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں اتحاد پیدا کرنا چونکہ مخالفت کی وجہ قرآن مجید کا ترک ہونا اور غفلت سے بے علمی اور بد فہمی کا بڑھ جانا ہے اسلئے ہم نے ہر مسئلہ میں قرآن مجید کو مقدم کر لیا ہے جیسا کہ اسکا حق ہے جب قرآن مجید تمام کتابوں پر علم مقدم ہو گیا اور **وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا** پر عمل ہو گیا تو ضرور ہے کہ حزبی اختلافات جاتے رہیں اور انشراح صدر ہو کر خفیف باتوں کے جھگڑے اور باہمی



نقصیات دور ہو جاویں یہی علاج رفع اختلافات کا قرآن کریم نے بیان فرمایا ہے  
۳ کیا قرآن کریم کے ترجمہ ان مقاصد کے واسطے کافی نہ تھے۔

تمام کام تو قرآنی ترجمہ ہی سے نکلتا ہے قرآن کریم تو دینیات کا ایک مستقل  
ابدی قانون ہے تذکرۃ القرآن کا محض یہ کام ہے کہ پیش آمد ضرورتوں کو  
مطابق صاف اردو میں ادبی اشاعت کرے موجودہ تو نو کجی اعتراضات دفع کرے  
موجودہ خرابیوں کے علاج قرآن مجید سے پیش کرے قرآن مجید کو ایک زندہ  
مصلح ثابت کرے اور دنیا کو دکھائے کہ اس زمانہ کی تمام اخلاقی اور روحانی  
فسادات کا کامل علاج قرآن مجید میں موجود ہے ایسا ہی ابد الابد تک ہر زمانہ  
کے واسطے یہ کامل علاج ثابت ہوگا جیسا کہ قانون اور سنت اور قانونی مجمع بنائے  
خود ہیں اور اجنارات محض موجودہ ضرورتوں کو پیش کرتے کرتے ہوتے ہیں  
اسی طرح قانون قرآنی کا یہ ایک منتہی گزار ہے۔ یا یوں کہو کہ اس کے منشاء  
اور مفہوم اور موجودہ زمانہ کی اصلاحوں کا اردو ترجمان ہے۔

۴ تذکرۃ القرآن کا نام تفسیر القرآن کیون رکھا گیا کیونکہ فی حقیقت یہ ایک  
تفسیر ہے۔

اسکی وجہ یہ ہے کہ ہمیں ایک آیت کی تفسیر دوسری آیات قرآنی سے کیجاتی  
ہے اور بار بار ضروری سبیل اور آیات قرآنی کو یاد دلایا جاتا ہے تاکہ ذہن نشین  
ہو جائیں اسلئے اسکا نام تذکرۃ القرآن رکھا گیا ہے اور یہ بھی فضل رب العالمین  
سے امید ہے کہ یہ ایک تفسیر کا پیش خیمہ بنے جو تفسیر القرآن بالقرآن ہو مگر  
اسوقت زیادہ تر اسکا یہ مقصود ہے کہ جیسے لاکھوں کروڑوں آیات فضول  
غزلوں اور افتراؤں نے دلوں میں گھر کر لیا اور بچوں اور جوانوں اور بزرگوں  
کے چال چلن کو افراط طلب لغو پسند اور آوارہ بنا دیا ہے اسطرچہ قرآنی ادکار کا

عام رواج ہو کر دینی مسائل دل نشین اور تمام لغو و کذب دور ہو کر خلوص و صدق  
اونکے بجائے جائزیں ہو جائیں موجودہ حالت میں اسکا نام نہ کرنا قحطی کھا گیا؟  
۵۔ اسکے ماسواہی شایع کرنے کی کیا ضرورت ہے ایک ہی دفعہ تفسیر کی صورتوں  
میں کیوں شایع نہ کر دیا جاوے۔

اسی وجہ یہ ہے کہ بڑی کتاب کا ہر وقت ماتھے میں رکھنا عموماً ناگوار ہوتا ہے  
دوسرے بڑی کتاب کو عام طور پر دکھلانا اور سنانا مشکل ہوتا ہے مگر چھوٹے  
رسالہ کو ہر شخص تھوڑی دیر میں ختم کر سکتا خود دیکھ کر دوسرے کو مطالعہ کے  
واسطے اور دوسرا میسرے کو دے سکتا ہے اسطرح اگر ایک فیض شدیدی پہنچا ہی  
نیز ایک رسالہ میں ایک مضمون مسلسل مذکور ہونے سے پوری بات ایک جگہ جمع  
ہو جاتی ہے۔ لہذا ہمیں دیندار لوگ تذکرہ کر سکتے ہیں ایک رسالہ کو مہینہ میں  
سیکڑوں اشخاص مطالعہ کر کے دوسرے کے شوق میں منتظر رہ سکتے ہیں پھر جب  
دوسرے مہینہ کا رسالہ پہنچے اسکو بھی دست بدست لیکر یکے بعد دیگرے مطالعہ  
کر سکتے ہیں اسکی بعینہ مثال اخبارات کی ہے جسکے چند اوراق ہونیکی وجہ سے  
ہر شخص مطالعہ کر سکتے ہے اگر چار سال کے اخبارات کو ایک جگہ جمع کر کے  
مخبر کتاب بنا دی جائے تو کوئی بھی اونکو نہیں دیکھ سکتا یہی وجہ ہے کہ عام  
طور پر تفسیر کا مطالعہ متروک ہو گیا ہے فی الحقیقت تذکرۃ القرآن جیسے ہمارے  
رسالہ کی نہایت ہی سخت ضرورت ہے۔ صرف بھی محض دھالی آنہ ماسواہی  
کے قریب بیٹھتا ہے جو حقہ نوشی کے مصارف سے کہیں کم ہے مگر افسوس  
حقہ کی یہ وقعت و عزت کہ جو کچھ صرف ہو کھلے دے کیا جاوے مگر تذکرہ  
قرآنی کی یہ وقعت کہ اسکا ایک جز و صرف کرنے ہوئے بھی شاق معلوم ہو  
فی الحقیقت جن لوگوں کو وہاں ہاتھ مصارف ضروری معلوم ہوتے ہیں اونکے

کب بھی ایسے ہی ہوتے ہیں اور جو دین کو مقدم سمجھتے ہیں ان کے کب بھی نیک اور صرف بھی نیک ہوتے ہیں کیا ہی سچ ہے ایچ طرف تو دَنَيْسُ لِلنَّاسِ فرمایا ہے کہ ہم اوسکے واسطے دین کے راستہ آسان کرتے ہیں دوسری طرف فرمایا ہے وَنُفِيسُكَ لِلْجَنَّةِ کہ ہم اوسکے واسطے خرابی کے راستہ آسان کرتے ہیں فاعقبوا اولی الاشارة

۶ اسکی اشاعت کس قدر ہوئی اور مصارف وائد کا کیا حال رہا اسکا جواب نقشہ ذیل میں مفصل درج ہے۔

## نقشہ اشاعت و آمد و خرچ تذکرۃ القرآن سال اول

نام ماہ و روز	نام سال و تاریخ	قیمت ادائیگہ	مصارف	آمد	کسبیت
نومبر ۱۸۹۹	اعلان تذکرۃ القرآن	۴۰۰۰	نامہ	۰	ملاحظہ نقشہ ہمارے نظر ہے کہ ہم نے
دسمبر ۱۸۹۹	تذکرۃ القرآن نمبر ۱	۱۳۰۰	نامہ	۰	اشاعت شروع ہوئی بیگنوں کی دہی
جنوری ۱۸۹۹	تذکرۃ القرآن نمبر ۲	۱۱۱۰	نامہ	۰	اور انکا دی مخلوط سے کم ہونے لگے
فروری ۱۸۹۹	تذکرۃ القرآن نمبر ۳	۹۸۶	نامہ	۰	تقدیر آج دوسواں نمبر بھی مضامین
مارچ ۱۸۹۹	تذکرۃ القرآن نمبر ۴	۹۳۴	نامہ	۰	بلغ ایک ہزار پچیس سو ستر ہوا اور آمد
اپریل ۱۸۹۹	تذکرۃ القرآن نمبر ۵	۹۳۴	نامہ	۰	بلغ تین سو بارہ روپے ہوئی اس
مئی ۱۸۹۹	تذکرۃ القرآن نمبر ۶	۷۸۵	نامہ	۰	بلغ ایک ہزار تین سو بارہ روپے کا نقصان
جون ۱۸۹۹	تذکرۃ القرآن نمبر ۷	۷۷۵	نامہ	۰	یہ اس باب کا چنانچہ کہ مسلمانوں میں
جولائی ۱۸۹۹	تذکرۃ القرآن نمبر ۸	۷۷۵	نامہ	۰	قرآنی اذکار سے کس قدر نفع ہے جس کا
اگست ۱۸۹۹	تذکرۃ القرآن نمبر ۹	۷۷۵	نامہ	۰	ہم اور کس قدر نفع دہری اور
ستمبر ۱۸۹۹	تذکرۃ القرآن نمبر ۱۰	۷۷۵	نامہ	۰	مخالفت خداوند عالم کا سنگ جی کراؤ و کھڑا
اکتوبر ۱۸۹۹	تذکرۃ القرآن نمبر ۱۱	۷۷۵	نامہ	۰	خاص فضل کی قرآنی شوق عطا فرما کر ایک
نومبر ۱۸۹۹	تذکرۃ القرآن نمبر ۱۲	۷۷۵	نامہ	۰	ابتلا میں آلا جو کچھ لکھا ہوا اس میں
دسمبر ۱۸۹۹	تذکرۃ القرآن نمبر ۱۳	۷۷۵	نامہ	۰	اور نہ ملے رہا اور دنیا پرستی کے بت دوسرے

ملاحظہ فرمائیے کہ ہمارے نظر ہے کہ ہم نے اشاعت شروع ہوئی بیگنوں کی دہی اور انکا دی مخلوط سے کم ہونے لگے تقدیر آج دوسواں نمبر بھی مضامین بلغ ایک ہزار پچیس سو ستر ہوا اور آمد بلغ تین سو بارہ روپے ہوئی اس بلغ ایک ہزار تین سو بارہ روپے کا نقصان یہ اس باب کا چنانچہ کہ مسلمانوں میں قرآنی اذکار سے کس قدر نفع ہے جس کا ہم اور کس قدر نفع دہری اور مخالفت خداوند عالم کا سنگ جی کراؤ و کھڑا خاص فضل کی قرآنی شوق عطا فرما کر ایک ابتلا میں آلا جو کچھ لکھا ہوا اس میں اور نہ ملے رہا اور دنیا پرستی کے بت دوسرے

۱۔ نقد و خریداراں میں اسقدر کمی رہنے کی کیا وجوہات ثابت ہوئی۔  
 وہی جو بات جہنوں نے قرآنی تراجم کا رواج معدوم کر دیا جنہوں نے قرآنی  
 اذکار سے مناعت اور تفسیر پیدا کر کے لغویات و ظلمات و مخرجات اور  
 افتراؤں کو دلپسند بنا دیا جنہوں نے صدق اور خلوص دور کر کے اونٹنے  
 بجائے کذب اور ریادلوں میں بھر دیا جنہوں نے پیغام عاشق۔ نواہی عاشق  
 جاں نڈاز جہاں سوز۔ دلبر۔ پنج زلمی۔ وغیرہ ہزار عاشقیہ اور کذابانہ پرچوں  
 کے کروڑوں طالب اور لاکھوں خریدار پیدا کر دیئے جنہوں نے کروڑ در کروڑ  
 ناولوں سے وکانوں۔ کتب خانوں اور انسانی دماغوں کو پر کر دیا اور جھوٹے  
 وافترا کا ایسا عادی اور مفتوں بنا دیا کہ قرآنی تذکرہ لغو ٹھہر گئے۔ تماشینی جھوٹے  
 قصہ و اہیات و محبتیں دیکھی کی باتیں سنگی اور قرآنی اذکار و حشت اور نفرت  
 کے سامان بیچ گئے۔

بعضوں کا یہ خیال ہے کہ تفاسیر کافی ہیں اسلئے تذکرۃ القرآن کو خریدنا نہیں  
 چاہئے مگر تفاسیر بحالے خود ہیں جب تک تذکرۃ القرآن جیسا مناد و رہبر لوگوں  
 کو بیدار کرتا نہ پھرے اسوقت تک کذب و فحش اور لغویات کا فساد جس نے وہاں  
 عالمگیر کی طرح لوگوں کو ہلاک کر دیا ہے کیسے رفع ہو سکتا ہے۔ اس کا کام  
 بابر بار ضروری احکام کو یاد دلانا سوتے ہوئے کو جگانا غفلوں کو ہشیار  
 کرنا اور شیطانی تذکروں کا جو عام طور پر دماغوں میں جانیٹیں ہو گئے ہیں  
 مقابلہ کرنا ہے۔ مان جن کثرت سے شیطانی تذکرہ و نشین ہوے ہیں جب  
 تک اسی کثرت سے تذکرۃ القرآن نہ ہو جائیں تب تک قرآن کریم کا کوئی  
 مذاق اور کوئی شوق پیدا نہیں ہو سکتا جیسے دنیاوی اور نفسانی معاملات  
 کے ہزاروں اخبار اور ہزاروں پرچے شائع ہوتے ہیں اسی طرح تذکرۃ القرآن

دینی مسائل کی اشاعت چاہتا ہے۔

۸ عام تغاسیر سے ہمیں کیا خصوصیت ہو  
 ادنیٰ یہ کہ مختلفہ فیہ اور تشابہ آیات میں بحث کرنا نہیں چاہتا۔  
 دوم یہ کہ قصص کو محض اوسبقدر بیان کرتا ہے جسقدر کہ قرآن سے ثابت  
 ہوتے ہیں۔

ستودہم یہ کہ ہر مسئلہ قرآنی کی تفسیر بھی قرآن سے یا۔ و زمرہ کے مشاہدوں  
 اور واقعات سے یا کارخانہ عالم کے نظام سے یا انسان کے فطرتی  
 علوم و معارف سے یا علوم و فنون کے واقعی اور یقینی مسائل سے کرتا ہے  
 اور ثابت کرتا ہے کہ وہی تفسیر قرآن مجید نے بھی کی ہے۔

چہنام یہ کہ قرآن مجید کو نظام عالم و حکومت و اسلامی کا ایسی قانون اور  
 ہر زمانہ میں ایک زندہ تجزہ ثابت کرنا چاہتا ہے چنانچہ جب تک جسقدر  
 مضامین بیاں ہوئے اور تمام میں دکھایا گیا ہے کہ قرآن مجید  
 کی ہر ایک آیت بنیہ کے مصداق اس زمانہ میں موجود ہیں کوئی آیت  
 بنیہ ایسی نہیں جسکا مصداق اسوقت موجود نہ ہو یا جسکی صداقت  
 و ضرورت پر تاریخ عالم شہادت عدیتی ہو یا جسکو فطرت صحیحہ خود بخود  
 نہ ماننی ہو۔

پہنجم یہ زمانہ کی تمام خرابیوں اور فسادات کا کامل علاج قرآن کریم سے  
 ثابت کرنا چاہتا ہے۔

ششم یہ کہ اس زمانہ میں جو جو اسلحا ہیں ضروری ہیں اونکی بار بار یاد  
 دہانی کرنا اور ثابت کرتا ہے کہ پیش بندی کے طور پر قرآن کریم نے  
 اونکو تمام کامل طور پر بیاں فرمایا ہے۔

۹ قرآن کی افضلیت اور کمالیت اسے خاص طور پر کیسے بیان کی  
آپ اسطرچہ کہ ہر ایک دینی مسئلہ تو حید و صفات باری تعالیٰ و تقدیر و  
معاشرت وغیرہ کے متعلق ثابت کیا کہ قرآن مجید میں اعلیٰ اور افضل طور  
پر مذکور ہے نیز اسکی تفصیل بھی

دعیم اسطرچہ کہ ہر ایک آیت بینہ ایک زندہ نشان اور نفس انسان یا  
کارخانہ عالم میں ایک واقعہ یا ایک حصہ ہے جسکی جو اپنے نفس میں کچھ لویا  
سو اسطرچہ پر کہ دینی ضروریات پر قرآن کامل طور سے حاوی اور  
ان تمام علمی غلطیوں سے بالکل پاک و صاف ہے جو اس زمانہ کی  
کتابوں میں عام طور پر پائی جاتی ہیں۔ اور جنہر نادان بے علم  
سولوی ابھی تک اڑے ہوئے ہیں۔

چہنام اسطرچہ کہ تمام مسائل باطلہ کی تردید اور تمام مسائل حقد کی تحقیق بتدقیق  
ہمیں موجود ہے جسکے ایک جز کا بھی کوئی کتاب مقابلہ نہیں کر سکتی اگر  
کوئی ایسی کامل کتاب بالمقابل ہے تو جائے کہ اسکے ماننے والے  
کسی ایسے مضمون پر اسکی بحث پیش کر کے دکھلائیں جیسا کہ تذکرۃ القرآن  
میں پیش کی گئی مقابلہ سے افضلیت صاف ظاہر ہو جائیگی **وَ اِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا  
وَكُنْ لَّكُمْ عَذَابٌ اَلِيمٌ فَاقْوُوا النَّارَ الَّتِي وُفِّدَ عَلَيْهَا النَّاسُ وَالْجَحْدَةُ اَعْلَى  
لِلْكَافِرِيْنَ**

۱۰ اجتہاد ہمیں کیا کیا مضامین شائع ہوئے (۱) دلائل برہنی باری تعالیٰ (۲)  
اسمائے باریتعالیٰ کی حقیقت اور مکمل عمل اور خواص (۳) مسئلہ تقدیر (۴) دعا  
کی حقیقت اور انعامات الہی کا ذکر (۵) کون لوگ غضب الہی کے نیچے ہیں اور کون گمراہ  
(۶) معاشرت (۷) حفظ صحت (۸) غفلت کے خطرناک نتائج اور نکاح کامل علاج

کافرانہ عالم

۱۱) ذکر الہی کی حقیقت اسکے نتائج اور اسکی خواص (۱۲) دعا کی حقیقت اور انعامات الہی کا ذکر (۱۳) کون لوگ غضب الہی کے نیچے ہیں اور کون گمراہ (۱۴) معاشرت (۱۵) حفظ صحت (۱۶) غفلت کے خطرناک نتائج اور نکاح کامل علاج

لیم میں ہی بڑی مدد ملیگی اور نڈل کا امتحان بجائے چھ سال کے چار سال میں ہی  
ایک انشا اللہ قاعدے۔ قیمت ۶۷

**مفتاح العرب** اسکے ذریعہ سے معمولی اردو و خوان تمام صرف و نحو عرب پر دو مہینہ میں  
ایسا مادی اور شاق ہو جاتا ہے کہ میزان مشب صرف میر۔ دستور البندی حصول الکبریٰ  
نحو میر۔ ہدایت النحو۔ کا قیہ شرح مالمو راج الارواح وغیرہ سو دو سال میں نہیں ہو سکتا جو حصہ  
مفتاح القرآن کے بعد اسکو پڑھنا چاہیں وہ ایک مہینہ میں ہی ختم کر سکتے ہیں اگر کوئی کسی  
دوسری کتاب صرفی یا نحوی کی ضرورت نہیں ہوگی۔ قیمت ۱۰

**مفید عام** عرف معینی لکھ۔ یہ ایک لغات ادویہ و علاج ہو ہر مرض اور دوا کا نام اردو  
انگریزی فارسی عربی زبان میں لغات کی ترتیب پر درج کیا گیا ہے جس میں مادی و کا حال  
معلوم کرنا ہو تو فوراً لغات کے طور پر آپس نکالو اور دیکھو خواہ اسکا نام آپکو اردو زبان میں  
آتا ہو یا فارسی یا عربی یا انگریزی میں اور کئی مدد سے خود کمال طور پر علاج کر سکتے ہو یا کم از  
کم کسی خاص نسخہ و معالجہ کی جانچ پڑتال اور قابل اخضا اراض میں جب چاہو کمال رائے حاصل  
کر سکتے ہو ہر مرض کے علاج میں انگریزی و یونانی نسخہ جات جو اعلیٰ درجہ پر قابل اعتبار ہیں  
کئے گئے ہیں۔ سہل الوصول اور ویسی ادویہ کی طرف خاص توجہ دی گئی ہے تاکہ اسکی مدد سے  
شہرہ و ہیات میں علاج بلا وقت ہو سکے۔ ہر قسم و دنی علم کے لئے یہ کتاب حالت صحت  
میں فین جانفزا اور ایام مصیبت میں نفع و غلہ ساز ہوگی اسکے تتمہ میں اخلاقی اور روحانی امراض کا  
علاج اور مفید اور قابل اعتبار کتاب ہے کہ اسکی نظر زمانہ سابق و حال کی کتابوں میں نہیں  
دیکھی جاتی۔ یہ کتاب تین جلدوں میں ہے قیمت فی جلد پچیس روپے قیمت بر سر جلد ستلہ کمانڈروں  
مالی علموں اور عربیہ علم دوست انخاص کو بشرط تصدیق ڈاکٹروں ہیڈ ماسٹروں اور نیر محمد دارو  
نصف قیمت پر دی جاسکتی ہے سالانہ اخصاص حصہ میں تمام امراض مخصوصہ مثلاً آنکھ سوزن  
وجوہان و نامردی مغزات جلق عطر نزع از نال۔ خلام عسرت لثت۔ انفاط وغیرہ کا علاج جامع

مہمات ہی برحق طور و درجہ دار۔ ایک ایک جامع





بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَمَنْ آخِرَ ضَعْفٍ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ

اور جس نے سرے ذکر سے منہ پھیرا میں تمہیں ڈر سکے گا لہذا ان ننگ ہوگی اور قیامت کو دن آسکو اندھا بنیاد

جلد نمبر ۲ تذکرۃ القسطن مابعد فروری ۱۹۱۷ء

یہ ایک ماہواری رسالہ ہے جو غرض قیل پر چھپکر شائع ہوا  
اول قرآنی مضامین اور مسائل کو ماہواری رسالوں کی صورت میں شائع کرنا قرآن مجید  
کو تمام بنی نوع کے واسطے کامل واعظ اور حقیقی خیر خواہ ثابت کرنا اور ایسی تجاویز  
و تعابیر پیش کرنی جن سے قرآنی علوم کا رواج ہو۔

دو قرآن کی کالیت و افضلیت کو تمام اقوام پر ظاہر کرنا اور اس بیہودہ فہم  
اور تعصب کو دور کر دینا کی کوشش کرنا جس سے مذاہب کو ایک دوسرے کا دشمن  
بننا کہ مہر رسدی اور رہنمائی کو کھو دیا اور تمام اقوام کو بلامعوم حقیقی صلاحیت و  
سادت سے محروم کر دیا اور خداوند عالم کی سچی پرستش کے بجائے اذبح و رولات  
کا پرستار بنا دیا ہے

سہو مخالفین کے اعتراضات کا جواب نہایت شائستگی اور علم کے ساتھ قرآن مجید سے  
دینا خدا اور تعصب کی رو سے کسی قوم یا کسی بشر کے دل آزاری نہ کرنا بلکہ سچی ہمدردی  
اور سچی خیر خواہی کا طور پر جس طریق سے تمام بد اخلاقی بے دینی اور ایمانی کو دور کر دینا  
چاہتا مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں اتحاد پیدا کرنا

اس رسالہ کی قیمت سالانہ مع معمول ڈاک دو روپیہ ہے جو پیشگی آنی ضرور ہے

در مطبع خیرین می مقام تراوڑی ضلع کرنا اہل بنگالہ

(کاتب جلال شاہ صاحب اطاعت بن ایس گانی لکھنؤ میں طبع ہوا)

جن صاحبان کو قیمت سالانہ رسالہ آراہ ہو ان کی حق شناسی اور تحسین کا مجاہد ہوں۔

عجیب و غریب اور تمام تعلیم یافتہ کے واسطے نہایت ضروری اور مفید کتابیں  
 (۱) مجموعہ تذکرۃ القراءۃ جلد ۱۱۰ میں مفصل ذیل مضامین پر نہایت ہی عجیب  
 و غریب بحث ہے (۱) دلائل چہتی باری تعالیٰ (۲) اسماء باری تعالیٰ کی حقیقت  
 اور کئے اعمال اور خواص (۳) مسئلہ تقدیر (۴) دعا کی حقیقت اور انعامات الہی  
 کا ذکر (۵) کون لوگ غضب الہی کے نیچے ہیں اور کون گمراہ ہیں (۶) معاشرت  
 یعنی مرد و عورت کے باہمی تعلقات کس طرح پرہوتے ہیں (۷) اسلامی حفظ صحت  
 (۸) غفلت کے خطرناک نتائج اور اونکا کامل علاج (۹) ذکر و فکر کی حقیقت اور کئے  
 نتائج اور اوں طاقتوں کو زایل کرنے کی خرابیاں سمیت مع حصول ڈاک دو پرچہ  
**مفتاح القرآن** - اسکو معمولی اردو خواں ایک مہینہ میں یاد کر کے پانچ روزہ لغتوں  
 اور ایک لاکھ سولہ ہزار صیغوں پر ایسا حاوی اور صرف و نحو میں ایسا شاق ہو جائے  
 کہ قرآن مجید با ترجمہ پڑھ سکتا ہے۔ چھوٹے بچے بھی اسکو چار پانچ مہینے میں یاد  
 کر کے قرآن مجید با معنی پڑھ سکتے ہیں اور بے معنی پڑھنے کی برابردت میں ختم کر سکتے  
 ہیں پس تمام بچوں جو انون اور پورٹھوں کو چاہئے کہ اسکو ضرور پڑھیں پھر تمام  
 عمر قرآن مجید کی با ترجمہ تلاوت کرتے رہیں ایسی عجیب خدا داد نعمت کی طرف سے  
 غفلت بخیر اس سے بڑھ کر اور کیا خوش نصیبی ہو سکتی ہے کہ محض چند ماہ کی معمولی  
 محنت سے قرآن مجید با ترجمہ آتا ہے تمام مسلمانوں کو چاہئے کہ اب بچوں کو بے معنی قرآن  
 پڑھانا چھوڑ دیں اور اس قاعدہ کو پڑھا کر با ترجمہ پڑھایا کریں کیونکہ انہوں کے  
 ہوتے انہما ہو کر چلنا سخت نادانی ہے اگر ایسا ہی کریں گے تو ان شاراندہ اچتر  
 و آئی آیتوں اور قصوں کو ایسا رواج ہو جائیگا کہ تمام وہابیات و غلیس گندری  
 شجر اور جھوٹے قصے جنہوں نے ہمارے دین و دنیا کو برباد کر رکھا ہے کلیتہً  
 ہوا ہو جاوے گا اسی قاعدہ اردو فارسی کے ہزار با نعمت آجائیں گے جنہو مدد کی

کیا یہ آیات آپ کی نظروں میں سرسری اور لغو ہیں

۲ غفلت میں انسان اعمال کے نتائج سے عبرت حاصل نہیں کر سکتا بلکہ بخیر بدست اور بدکاری میں غرق رہتا ہے چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے اقْرَبِ  
 النَّاسِ حَسَبًا لَّحْمٌ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ مُّعْرِضُونَ لوگوں کے واسطے اون کا جہا  
 قریب ہو گیا پر وہ غفلت میں مگھ پھیرے ہوئے ہیں یَا وَیْلَنَا قَدْ كُنَّا فِی  
 غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا اَبْلُ كُنَّا ظَالِمِیْنَ مائے ہماری کبھتی کہ ہم تو حقیقت  
 اس حال سے غفلت میں تھے بلکہ ظالم بنے رہے ہیں اے مسلمانوں کب تک  
 غفلت میں جیہ اور بدست بنے رہو گے اور اذکار قرآنی کی طرف رجوع نہ کرو گے  
 ۳ غفلت سے انسان حیوان لایعقل بن جاتا اور ایسی حالت کو پہنچ جاتا ہے کہ  
 اسکی اصلاح غیر ممکن ہو جاتی اور سمجھ اور صلاحیت کے قوئے مارے جاتے ہیں  
 بلکہ نصیحت کی بات اور فکر الہی سے بدگنا اور متنفر رہتا ہے چنانچہ قرآن مجید فرماتا  
 ہے كَذٰلِكَ يَتَخَذُ الْاِنْسَانُ اٰیٰتِنَا اَفَاٰتٍ تَكُوْنُ عَلَیْهِ وَكَيْلًا  
 اَمْ يَحْسِبُ اَنْ اَكْثَرُهُمْ لٰسَمِیْعُوْنَ اَوْ لَعٰیقِلُوْنَ اِنْ هُمْ اِلَّا كَاٰلَا  
 اَنْفَامٍ بَلْ هُمْ اَصْحٰلُ سَبِیْلٍ کیا تو نے اوس شخص کو دیکھا جسے اپنی خواہش  
 کو اپنا سہود بنا لیا کیا تو اوسکی وکالت کرتا ہے کیا تو گمان کرتا ہے کہ اکثر  
 اوس میں سے سنتے یا سمجھتے ہیں۔ نہیں نہیں وہ تو چوپایوں کے مشابہ ہیں بلکہ  
 اوسنے بھی نیا وہ بے راہ فمائلہم عَنِ السَّبِيلِ کَیْفَ مَعْرِضِیْنَ کَاٰلَکُمْ خَمْرًا  
 مِّنْ سَمْنٍ قُرْءٰتٍ مِّنْ سَمُوْرَةٍ پس اونکو کیا ہوا کہ مذکرہ قرآنی سے منہ  
 پھیرتے ہیں گویا کہ وہ بہاگ جانے والے گدھے ہیں کہ شیر سے بہاگ  
 جاتے ہیں پس کب تک قرآنی اذکار سے دور اور متنفر ہو کر اسد کریم  
 کے ان قوانین سے بے خوف بنے رہو گے کیا غفلت کی کوئی انتہا باقی

ہے یا الفاظ ربانی میں کوئی مبالغہ یا لغو ہے جس کو سرسری سمجھتے رہو گے  
 ۴ غفلت بد نہیں ہے ایمانی دنیا پرستی اور استغنا عن اللہ کا نتیجہ ہے جیسا کہ  
 قرآن مجید فرماتا ہے اَمْ حَسِبَ الَّذِينَ لَعَجُلُونَ الشَّيَاطِیْنَ اَنْ يَّسْبِقُونَا  
 کیا بدکاروں کا یہ گمان ہے کہ وہ ہم پر سبقت بجا یئسگے وَالَّذِينَ كَفَرُوا عَمَّا  
 الَّذِي دُؤِّمِعِرْضُونَ لَمْ يَكْفَارُوا لَوْ يَهْدٰی حَالٌ يُّوْمًا هَے کہ تائبیہ اور نصیحت سے منحہ  
 یہ پیرتے ہیں۔ پس کہاں تک غفلت کو اختیار کرو گے اور اس سے باہر تائسکی  
 کوشش نہ کرو گے

۵ غفلت میں انسان کا دل غیر مستقل رہتا اور آخر کار دینی و دنیاوی خرابیوں کا  
 باعث بن جاتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے وَمِنَ النَّاسِ مَنۢ يَّعْبُدُ اللّٰهَ  
 عَلٰی حَصْنَةٍ فَاِنْ اَصَابَهُ خَيْرٌ اَنْ اَطْعَمَ بِهٖ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةٌ فَاِنْ  
 اَلْقٰهُ عَلَىٰ وُجْهِهِ خَيْرٌ الدُّنْيَا وَاٰخِرَةُ ذٰلِكَ هُوَ الْخَسِرَانِ  
 الْمُسِيءِیْنَ لوگوں میں سے ایک ایسا ہے کہ ایک کنارہ پر اللہ کی عبادت کرتا ہے  
 پس اگر بھلائی اوسکو پہنچے تو اس سے مطمئن ہو جاتا ہے اور اگر کوئی فتنہ پہنچے  
 تو بدبر سے آیا تھا اولیٰ او دھر کو ہی لوٹ جاتا ہے دنیا کا بھی خسارہ اور  
 آخرت کا بھی۔ یہی تو صریح بربادی ہے پس کیا اس واسطے نافل ہو کہ خیر الدنیا  
 وَاٰخِرَتَہٗ میں بھیسے رہو کیا یہ الفاظ خداوندی سرسری ہیں اور قابل توجہ  
 نہیں ہیں۔

۶ وہابیات فقہ انسان کو نامعلوم طور پر ایسا بیدین بنا دیتے ہیں کہ وہ  
 آیات الہی کو سہنی سمجھنے لگتا ہے چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے وَمِنَ النَّاسِ  
 مَنۢ يَّبْتَغِیْ کَثْرَیْةَ الدِّیْنِ لِيُضِلُّ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بَعِیْزٌ عِلْمٌ وَّیَتَّخِذَ هَآ  
 هُرَ وَا اُولٰٓئِکَ لَہُمْ عَذَابٌ مُّہِیْنٌ اور لوگوں میں کوئی ایسا بھی ہے

جو آیات قصص مولیٰ تیا ہے تاکہ بے سمجھے لو جھے راہ خدا سے بہکاوے اور آیات الہی کی مبنی بناوے ایسے لوگوں کے واسطے رسوا کرنا اور عذاب ہے پس کہاں تک وہ آیات قصص اور نادلوں کے مشتاق اور قرآنی اذکار سے متنفر ہو گئے کیا یہ وہ قصص کے رواج سے چاہتے ہو کہ آیات الہی کی مبنی ہو اور راستبازی سے دور جا پڑو۔ اور عذاب ہمیں میں گرفتار ہو جاؤ۔

۷ جو لوگ آخرت کو بھلا دیتے ہیں وہ خود عذاب شدید کے مستحق اور دوسروں کی گمراہی کا موجب بنتے ہیں وہ شیطان کے بندہ اور شیطانی گروہ میں شامل اور دنیا اور آخرت میں برباد ہونے والے ہیں چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے کہ  
 اِنَّ الَّذِیْنَ یُفْسِدُوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ لَمُعَذَّبٌ شَدِیْدٌ بِمَا كَسَبُوْا یَوْمَ الْحِسَابِ قَوْلٌ لِّلْفَاسِیَةِ قُلُوْهُم مِّنْ ذِکْرِ اللّٰهِ اُوْلٰئِكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ط تحقیق جو لوگ اللہ کی راہ سے بھٹانے والے ہیں اوں کے واسطے عذاب شدید ہے کیونکہ انہوں نے زمانہ حساب کو بھلا دیا اوں لوگوں پر جس کے دل ذکر الہی کی طرف سے سخت ہو گئے یہ لوگ صریح گمراہی میں ہیں  
 اِیْحٰذْ عَلَیْهِمُ الشَّیْطٰنُ فَاَسْنٰهُمْ ذِکْرُ اللّٰهِ اُوْلٰئِكَ حِزْبُ الشَّیْطٰنِ اِلَّا اِنْ حِزَّبَ الشَّیْطٰنُ لَهُمُ الْخَاسِرُوْنَ ط شیطان نے اُن پر قابو پایا پس اونحو اللہ کے ذکر سے غافل بنا دیا۔ یہی لوگ شیطانی گروہ ہیں۔ خبردار تحقیق شیطانی گروہ برباد ہوئیوا لہے وَ مَنْ کَفَرَ عَنْ ذِکْرِ الرَّحْمٰنِ لَقَیْقٌ لَّہٗ شَیْطٰنٌ فَہُوَ کَذِبٌ جُو شخص ذکر رحمان سے غافل ہوتا ہے ہم اس پر شیطان کو قابض کر دیتے ہیں پس وہ اس کا ساتھی بن جاتا ہے پس کیا غافل رہ کر دن رات یہی چاہتے ہو کہ شیطانی گروہ میں شامل ہو جاؤ لغو پسند کتاب منفری اور بے ایمان بنے رہو اور حق و سعادت کے پیلوں سے دور رہو

سے دور جا پڑو

۸ غفلت سے بہوے ہو لوگ اٹھ باز یوں سے لعنت الہی کے نیچے آجاتے ہیں جیسا کہ قرآن مجید فرماتا ہے قُلْ الْخَاسِرُونَ الَّذِينَ كُفُّوا عَنْ عَهْدِهِمْ سَاءَ مَا لَهُمْ عَاقِبَةً اٹھ باز لوگ ہلاک ہوں جو غفلت میں بے خبر ہیں۔ پس کیا غفلت میں اٹھ باز یوں سے میاں زندگی بسر کرو گے اور تذکرۃ القرآن کی طرف کبھی بھی نہ جھکے

۹ نصیحت اور یاد دہانی مومنوں اور خدا ترسوں کے واسطے مفید ہے مگر جنہوں کے واسطے غیر موثر ہوتی ہے پس سعید و شقی اور صبی و مہنہ کی یہی شناخت ہے کہ وہ نصیحت کو مانتا ہے یا نہیں۔ تنذیر سے عبرت نہ ہوتا ہے یا نہیں اور ذکر الہی کو چاہتا ہے یا نہیں چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے قَدْ كُذِّبَ الَّذِينَ كَفَرُوا سَيِّدُكَ وَمَنْ يَنْجَسْهُ لَا يَجْعَلُنَا إِلَّا سَنًا لِلَّذِينَ يُصَلُّونَ النَّارَ الْكُبْرَى پس تو نصیحت کر جہاں تک نصیحت مفید ہو جو خدا ترس ہے وہ نصیحت پذیر ہو جائے مگر وہ بد بخت گریز کر گیا۔ جو بڑی آگ میں داخل ہو تو الہی ہے وَذُكِّرُوا بِالْآيَةِ كَذَّبُوا تَفْعُ الْمُؤْمِنِينَ اور تو نصیحت کر پس تحقیق مومنوں کو نصیحت سودمند ہوتی ہے پس کیا نصیحت کی بات سنو گے یا اوس سے خدا اور نصرت رکھو گے کیا سعادت کی حجت اپنی نفس پر قائم کرو گے یا ثقاوت کی جنت کی یا جہنم کی نجات کی یا ہلاکت کی

۱۰ جب قساوت قلبی اور بدکاری انتہا درجہ کو پہنچ جاتی ہے تب سنت اللہ یہ ہے کہ رحمت اور ہدایت کے سامان پیدا ہو کر تھے ہیں جتنے سعید کوئی اور سرور زندہ ہو جاتے مگر بد بخت لوگ سرکشی اور مخالفت کی وجہ سے اور زیادہ برباد ہو جاتے ہیں اسکی حقیقت بعینہ ایسی ہے جیسے کہ خشک موسم کے بعد جبکہ میں

مردہ پڑ جاتی ہے بارش ضرور آتی اور صبح تمہوں اور جڑوں کو نشوونما دیکھ کر  
 سبز کر دیتی ہے مگر گلے ہوئے تخم اور جلدی گل سڑ جاتے ہیں اب چونکہ  
 غفلت کی وجہ سے قنوت قلبی اور بدکاری انہما درجہ کو پہنچ چکی ہے  
 اسلئے سنت اللہ کے مطابق رحمت و ہدایت کے سامان بھی پیدا ہو گئے ہیں  
 چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے۔ اَلْمَيَانِ لِلَّذِينَ آمَنُوا اَنْ يَّجْتَمِعُوا قُلُوْبُهُمْ  
 لِيَذْكُرَ اللّٰهَ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ وَلَا يَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اَوَّلَوُا الْكِتٰبَ  
 مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمْ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَكَثِيْرٌ مِنْهُمْ  
 فَاسِقُوْنَ اَعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ يَخْبِيْهِ الْاَرْضُ بَعْدَ مَوْتِهَا قَدْ بَيَّنَّا  
 لَكُمْ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ کیا مسلمانوں کے واسطے وہ وقت نہیں  
 آیا کہ ذکر خدا اور ذکر قرآن کے لئے اونکے دل گداز ہوں اور اون لوگوں  
 کی طرح نہو جائیں جنکو پہلے کتاب دی گئی تھی پہراؤں پر ایک مدت  
 دراز گزر گئی۔ اور اوں کے دل سخت ہو گئے اور اکثر اوں میں سے فاسق  
 ہو گئے۔ لوگو جانو۔ کہ اللہ زمین کو او سکے مرے پیچھے زندہ کیا کرتا ہے  
 ہم نے آیتیں صاف صاف بیان کر دی ہیں تاکہ تم سمجھو پس کیا مسلمانوں کے  
 واسطے ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ ذکر خدا اور ذکر قرآن کے واسطے اونکے  
 دل گداز ہوں اور زیادہ غفلت سے روز بروز سیاہ باطن نہونے جائیں  
 اور فاسقوں کی کثرت ہو جائے

۱۱ قرآن مجید انسان کے اندر ذکر و فکر کی قوتیں پیدا کرنی چاہتا  
 اور خود سراسر وعظ و نصیحت ہے سچے قصوں اور واقعی مثالوں سے  
 انسان کو بلیہ اور خیر دار کرنا اور حیوانی زندگی کے علاوہ ایک روحانی  
 زندگی بخشنی چاہتا ہے چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ

لِّلْعَالَمِينَ یہ تمام جہانوں کے واسطے نصیحت ہی نصیحت ہی۔ پھر فرماتا ہے  
 اِنَّ هُوَ اَزْلَاذِكْرٍ لِّلْبَشَرِ یہ تو بشر کے واسطے نصیحت ہی نصیحت ہے  
 پس کیا اس نصیحت کو سننا اور سمجھنا نہیں چاہتے ہو کیا سوائے ہند نصیحت  
 کے اور کاکوی اور کام یا مقصود ہے

۱۲ عالم کا ہر ایک واقعہ نصیحتوں کی کتاب اور خود انسان کا نفس عبرتوں  
 کا دفتر ہے قرآن مجید اون تمام نصیحتوں اور عبرتوں کی یاد دہانی سے  
 بہرا ہوا ہے ہر لوگ کچھ نہیں سمجھتے چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے وَفِي  
 الْاَرْضِ اٰيَاتٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَفِيْ اَنْفُسِكُمْ اٰخَافَةٌ مُّبْتَضِرُوْنَ زمیں  
 میں اہل یقین کے واسطے نشانات ہیں اور تمہارے نفسوں میں بھی کیا  
 پس نہیں دیکھتے۔ پس کیا عالم کے واقعات اور اپنے نفس سے تمکو  
 کچھ عبرت حاصل نہیں ہوئی۔ کہ احکام خداوندی کی نافرمانی سے ظاہر  
 میں کیا حال ہو گیا اور نفس کیسے خراب ہو گئے۔ تو پھر ابھی افکار قرآنی کو  
 متفرد ہی ہو گئے

۱۳ اپنے نفس اور زمانہ کے حالات کو سوچنا اور خدا کا ذکر کرنا ترکیب  
 نفس اور ترقیات روحانی کے واسطے ضروری ہیں اسکے بغیر انسان  
 حیوانوں سے بدتر ہو جاتا ہے چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے اِنَّ شَرَّ  
 الدَّوَابِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ تحقیق اللہ  
 کے نزدیک شر ترین حیوانات وہ گونگے اور بھرے ہیں جو اپنی عقلوں  
 کو کام میں نہیں لاتے وَيَجْعَلُ الرَّحْمٰنُ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ  
 اور اللہ شرک کی نجاست اون لوگوں پر ڈالتا ہے جو عقل کو کام میں  
 نہیں لاتے پھر تمام مسلمانوں کو حکم دیتا ہے فَاذْكُرُوْنِيْ اَذْكُرْكُمْ



فَاسْتَكْبَرُوا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنَ مَآ تَجْهَبُ كُوَادُكُمْ فِيْكُمْ وَلَا تَكْفُرُوْنَ  
اور میرا شکر کرو اور کفر مت کرو پس کیا قرآن کا کبھی ذکر نہیں کرو گے  
اور اوس میں فکر کرنا چھوڑے رکھو گے کیا شر اللہ و اب کا خطاب جناب  
الہی سے لیکر ہی رہو گے۔

۱۴ یہ سخت نادانی اور بد فہمی ہے کہ بے علمی اور بے عقلی اور رسم ربتی کو کافی  
سمجھ کر ترقی کے واسطے کوئی آرزو اور کوئی کوشش نہ کیا وے نہ اصل حقیقت  
کی طرف نظر ہو اور نہ نتائج کی طرف غور کیا جاوے چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے  
هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰی وَالْبَصِيْرَ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ کیا اندھا اور سونکھا  
برابر ہو سکتے ہیں کیا تم اتنا بھی نہیں سوچتے پس کیا یہی چاہتے ہو کہ قرآن  
کی طرف سے اندھے بے بصر بنے رہو اور کبھی اس کے مضامین پر غور و  
فکر نہ کرو اور نہ عبرت لے لو اور جو اس کے احکام کی یاد دہانی کرتا ہے  
اوسکی ایک نہ سنو۔

۱۵ بے سمجھے کا کام محض حیوانی فعل ہوتا ہے اوس سے انسانی قلب  
کچھ روشنی حاصل نہیں کرتا قرآن مجید مثال کے طور پر فرماتا ہے۔  
اِنَّ الَّذِيْنَ حَمَلُوْا التَّوْرٰتَ لَمْ يَجْعَلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمْلِ لِحْمِلِ  
اَسْفَادًا يَخْفِقُ جَنَ لُوكُوْنَ سَے تورات اٹھوائی گئی پیرا و سکو انھوں  
نے نہیں اٹھایا وہ اس گدھے کی مثال ہیں جو کتابیں اٹھاتا ہو  
پس کیا یہودیوں کی طرح حال اکتب بننا چاہتے ہو اور غور و فکر  
سے بھاگتے ہو کیا قرآن کریم سمجھنے کی چیز نہیں کیا بلا سوچے سمجھے کوئی  
روحانی اور اخلاقی اصلاح ہو سکتی ہے کیا ایسا انسان جو قرآن کو پڑھی  
پر سمجھے نہیں وہ تورات والوں کی طرح کمثل الحماء لِحْمِلِ اسفا راہن



بصیرت حاصل ہے اور اگر نہیں تو پھر کیوں قرآنی اذکار سے اسقدر لاپرواہی اور غفلت و نفرت ہے۔

۱۸ ذکر الہی سے دل مطمئن ہوتے بلائیں دور ہوتی اور کنیائش کی راہیں کھلتی ہیں چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ آگاہ ہو کہ اللہ کے ذکر سے دل اطمینان پاتے ہیں اَمَّنْ تَحْيِيْبُ الْمَضْطَرِّ اِذَا كَانَ وَنَكَيْفُ السَّوْءِ وَتَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْاَرْضِ اِلَهٌ مَّعَ اللّٰهِ قَلِيْلًا مَا تَذَكَّرُوْنَ بہلا وہ کون ہے جو مضطر کو اوسکی بیکار کے وقت حباب دیتا اور اوسکی مشکل آسان کر دیتا ہے اور کون ہے جو تمکو زمین کا خلیفہ بناتا ہے کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے مگر تم بہت کم غور و فکر کرتے ہو۔ پس کیا یہ تمام کلمات لغو و سرسری ہیں کیا ذکر الہی اور تلافی اذکار سے دل اوداس اور غمناک ہوتے ہیں جو اسقدر دور بھاگتے اور لاپرواہی کرتے ہو کیا خدا کو چھوڑ کر اور اس کے کلام کو سرسری سمجھ کر دینا و آخرت میں سرسبز ہو سکتے ہو؟ کیا خدا اور اس کے احکام کو چھوڑ کر اپنے کسی اور کو رازق اور مالک اپنا سمجھ لیا ہے کیا مشکل کننا دفع البلیات اور قاضی الحاجات سوائے رب العالمین کے کوئی اور بھی ہے۔

۱۹ جو شخص یہاں اندھا ہے وہ وہاں بھی اندھا رہیگا چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے فَمَكَانٌ فِيْ هٰذِهِ اَعْمٰی فَمَهْوٰی الْاٰخِرَةِ اَعْمٰی وَاصْلٌ سَبِيْلًا جو اس دنیا میں اندھا ہے۔ آخرت میں بھی اندھا ہو گا اور بہت بے راہ پس کیا آپ نے کوئی نور عرفاں حاصل کر لیا اور اندرونی آنکھیں کھل گئی ہیں کہ اب عاقبت کا کوئی منکر نہیں رہا اور اگر نہیں تو پھر بھی قرآنی اذکار کی کوئی ضرورت نہیں اور تذکرہ تعریف

بھی ایک غیر ضروری شے ہے۔

۲۰۔ انیسویں مسلمانوں نے قرآن کو ذکر و فکر کا ذریعہ نہ سمجھا بلکہ ایک زبانی بچو اس بنا لیا۔ اسے کیا ہو گیا۔ کیوں قرآن پر تہہ برہنیں کرتے کیا دلوں پر قفل لگ گئے کیا وہ گدھے ہیں کہ ذکر و فکر کا ادھیں مادہ ہی نہیں رہا۔ اور وہ جانتے ہی نہیں کہ ذکر و فکر کیا ہوتا ہے۔ کیا قرآن بچھاڑ کھا نیوالا شیر ہے کہ اس سے ہراساں ہو کر بھاگتے ہو قرآن مجید فرماتا ہے وَقَالَ التَّوَسُّوْلُ يَا رَبِّ اِنَّ هُوَ مِنِّي اَتَّخِذُ وَاهِذَا الْقُرْآنُ فَلْيُجَوِّدَا اور رسول نے کہا اے میرے رب میری قوم نے اس قرآن کو بچو اس بنا لیا اَفَلَا يَنْدُبُرُوْنَ الْقُرْآنُ اَمْ عَلٰی قُلُوْبٍ اَقْفَالٌ لَّهَا کیا قرآن میں غور و فکر ہی نہیں کرتے یا دلوں پر قفل لگ گئے جسکی وجہ سے وہ غور و فکر کے قابل ہی نہیں رہے فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُحَرِّضُونَ كَا تَنْفُسُهُمْ فَسَفَّهَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ قِسْوَةً پس او نہیں کیا ہو گیا کہ تذکرہ قرآنی سے منہ پیرتے ہیں گویا کہ وہ بھاگ جانے والے گدھے ہیں کہ شیر سے بھاگ جاتے ہیں۔ پس کیا آپ قرآن کریم کو بچو اس ہی بنائے رکھو گے اور حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے اس درد کو زیادہ کرتے رہو گے کہ اسی رب میری قوم نے اس قرآن کو بچو اس بنا لیا ہے پس کیا قرآن پر غور و فکر ہی نہیں کرتے ہو یا لعنت ابلیس کے نیچے آکر قرآن سمجھنے اور اس سے عبرت پکڑنے کا مادہ ہی جاتا رہا

عقلمند کے خراب نتائج عقلی اور نقلی طور پر سن چکے اور اسکی واقعی مثالیں ہزار و ہزار دن رات مشاہدہ کر رہے ہو قرآنی افکار کی جتنی

سخت ضرورت ہے اوسکو بھی ہر ایک پہلو سے دیکھ چکے تاہم اکثر مسلمان بھی ایمان رکھتے ہیں کہ تذکرۃ القرآن کی کوئی ضرورت نہیں سرکاری خدمات اور دنیاوی اشتغال میں اوسے ہرج ہوتا ہے کیا جس نے ایمان کو چھوڑا ہے ایمانی بددیانتی اور ظلم کو اپنا پیشہ بنالیا کیا دوسرے سرکاری خدمات کو کس حقہ ادا کر سکتا ہے اور دنیاوی اشتغال میں کوئی کامیابی حاصل کر سکتا ہے۔ نہیں ہرگز نہیں بداخلاق بددیانت اور بے ایمان ملازم سلطنت کے واسطہ کھرنے والی انٹیون کے شاہجہ ہوئے ہیں اونی بددیانتی اپنے ہی نفس کے واسطے منصف نہیں ہوتی بلکہ ہر ایک سلطنت کے انتظام کو توڑنے اور ناکامی اور وفاداری کے خیالات کو بیا اور خوشامد سے بدل دیتی ہے مہذب اور عادل گورنٹ کے واسطے جیسی کہ گورنٹ برطانیہ ہے اوسکے خدمت گاروں یا رعایا کی طرف سے اعلیٰ درجہ کی بی خدمت ہو سکتی ہے کہ دیانت امانت عمیق وفا انصاف اور رحم کے نمونہ بننے اور بنانے کی کوشش کیا و سے نہ کہ ظلم اور بددیانتی کے پتے بنے رہیں سو اسے ظاہری بجاؤ اور ناپائش کے کچھ زیادہ کوشش ہی نہ کیجا و سے ایسے لوگوں کی دینا بھی جلد خراب ہو جاتی ہے اور آخرت بھی۔ فقط

اب ہم ذیل میں ادن بزرگوں کے نام درج کرتے ہیں جنہوں نے اولوں اور سابقوں کی طرح ۱۹۹۹ عیسوی کے رسائل کی قیمت ارسال فرما کر کاغذ تذکرۃ القرآن کو ممنون و مستور فرمایا جو قلیلہ مائدہ کون کے حکم کے مطابق ادن چار ہزار صاحبان میں سے ہیں جسکے اعلان تذکرۃ القرآن سے رسائل

جاری کئے گئے اور انکاری خطوط و واپسی کتب ہوتے ہوئے آخری تعداد ۴۱۶ رنگینی مگر امین سے محض ۱۵۶ صاحبان کی طرف سے آج تک قیمت بابت ۲۹۹ء وصول ہوئی اسلئے کل اخراجات بلیع و اشاعت تذکرہ القرآن مبلغ ۱۸۵۰۰ ہوئے۔ اور آمد سائے ہوئی اور کل کمی اس سائے بھی۔ مصارف کے اسقدر زیادتی اور آمد کمی کو وجہ سے اشاعت باقاعدہ نہیں ہو سکی اسلئے ان مخلصین کو جو میت ارسال فرما چکے تھے سخت پریشانی اور بےقراری برداشت کرنی پڑی مگر ہم محض مالی دقتوں کی وجہ سے سخت مجبور رہے امید کہ آمد و خرچ پر زلفردا ل کر بجارے احباب مسکینان و نادین۔ اب ان کی خدمت میں بہادب التماس ہے کہ تذکرہ القرآن کی ضرورت کو آپ بخوبی معلوم کر چکے ہیں اسلئے اسکی اشاعت میں غصا نہ جو فرمانا اور اسلئے درجہ کی کوشش کرنا آپ کا فرض ہے فی زمانہ اب سے بڑا ضروری اور اہم کام اسلام کے واسطے قرآن کا رواج دینا ہے اور منتقلہ کی بابت بھی میت سالانہ عطا فرما کر شکور فرمادیں اور جن صاحبان کے نام رسائل تذکرہ القرآن جاری ہیں وہ سال گذشتہ ارسال حال کی مہنت ارسال فرمادیں۔



نام مع تبه و غیره	شماره	نام مع تبه و غیره	شماره
خدا بخش خان بهادر وزیر ابیم امرتسر	۴۶	محمد رفیع خاں امیری محبت پور بس	۲۷
خدا بخش صاحب سبزه مدره عدالت ضلع کوٹا	۴۷	سید انصاری علیہ السلام خاں کجاری حیدر آباد	۲۸
سراج الدین احمد محمد شری محمد علی گنج	۴۸	سید عبداللہ بن حسن خیر حیدر آباد دکن	۲۹
مدنا پور بیگم	۴۹	قاسمی مبارک خاں موضع کنگرہ تبارہ دکن	۳۰
سید سردار علی خاں تحصیلدار جین پور ضلع دیرہ	۵۰	سید کریم علی خاں کجاری موضع کنگرہ تبارہ دکن	۳۱
غازی خان	۵۱	سید کریم علی خاں کجاری موضع کنگرہ تبارہ دکن	۳۲
سید سرور علی خاں مقام دانه دانه کجاری موضع کنگرہ	۵۲	مقام صاحب مبارک خاں موضع کنگرہ تبارہ دکن	۳۳
سید سرور علی خاں مقام دانه دانه کجاری موضع کنگرہ	۵۳	سید کریم الدین احمد صاحب دکن	۳۴
سلطان محمد خاں صاحب خزانچی پشاور مقام	۵۴	نشی صدیق حسن خاں امیری محبت پور بس	۳۵
نوشی صدیق حسن خاں امیری محبت پور بس	۵۵	سید صدیق حسن خاں امیری محبت پور بس	۳۶
شاه علی اکبر صاحب دیر و تبارہ دکن	۵۶	شیخ افضل حسین صاحب تحصیلدار تبارہ دکن	۳۷
محمد عظیم الدین خاں کجاری دکن	۵۷	خان محمد رفیع فروش مقام کجاری دکن	۳۸
موضع دیر و تبارہ دکن	۵۸	شیخ حبیب احمد خاں امیری محبت پور بس	۳۹
شهابت خاں صاحب مشهور دیر و تبارہ دکن	۵۹	مولوی حبیب احمد خاں خاں تبارہ دکن	۴۰
شیخ علی احمد صاحب مشهور دیر و تبارہ دکن	۶۰	سیاح حسین خاں صاحب مشهور دیر و تبارہ دکن	۴۱
شیخ علی احمد صاحب مشهور دیر و تبارہ دکن	۶۱	نشی حسین صاحب مشهور دیر و تبارہ دکن	۴۲
خلیفه رشید الدین صاحب مشهور دیر و تبارہ دکن	۶۲	خواجہ حسین الدین صاحب مشهور دیر و تبارہ دکن	۴۳
شیخ شریف احمد صاحب مشهور دیر و تبارہ دکن	۶۳	مولوی زین العابدین صاحب مشهور دیر و تبارہ دکن	۴۴
کوه مری صاحب مشهور دیر و تبارہ دکن	۶۴	بیر خاں صاحب مشهور دیر و تبارہ دکن	۴۵
طالب علی صاحب مشهور دیر و تبارہ دکن	۶۵	محمد علی صاحب مشهور دیر و تبارہ دکن	۴۶
مقام صاحب مشهور دیر و تبارہ دکن	۶۶	محمد علی صاحب مشهور دیر و تبارہ دکن	۴۷
طالب علی صاحب مشهور دیر و تبارہ دکن	۶۷	محمد علی صاحب مشهور دیر و تبارہ دکن	۴۸
طالب علی صاحب مشهور دیر و تبارہ دکن	۶۸	محمد علی صاحب مشهور دیر و تبارہ دکن	۴۹
طالب علی صاحب مشهور دیر و تبارہ دکن	۶۹	محمد علی صاحب مشهور دیر و تبارہ دکن	۵۰
طالب علی صاحب مشهور دیر و تبارہ دکن	۷۰	محمد علی صاحب مشهور دیر و تبارہ دکن	۵۱
طالب علی صاحب مشهور دیر و تبارہ دکن	۷۱	محمد علی صاحب مشهور دیر و تبارہ دکن	۵۲
طالب علی صاحب مشهور دیر و تبارہ دکن	۷۲	محمد علی صاحب مشهور دیر و تبارہ دکن	۵۳
طالب علی صاحب مشهور دیر و تبارہ دکن	۷۳	محمد علی صاحب مشهور دیر و تبارہ دکن	۵۴
طالب علی صاحب مشهور دیر و تبارہ دکن	۷۴	محمد علی صاحب مشهور دیر و تبارہ دکن	۵۵
طالب علی صاحب مشهور دیر و تبارہ دکن	۷۵	محمد علی صاحب مشهور دیر و تبارہ دکن	۵۶
طالب علی صاحب مشهور دیر و تبارہ دکن	۷۶	محمد علی صاحب مشهور دیر و تبارہ دکن	۵۷
طالب علی صاحب مشهور دیر و تبارہ دکن	۷۷	محمد علی صاحب مشهور دیر و تبارہ دکن	۵۸
طالب علی صاحب مشهور دیر و تبارہ دکن	۷۸	محمد علی صاحب مشهور دیر و تبارہ دکن	۵۹
طالب علی صاحب مشهور دیر و تبارہ دکن	۷۹	محمد علی صاحب مشهور دیر و تبارہ دکن	۶۰
طالب علی صاحب مشهور دیر و تبارہ دکن	۸۰	محمد علی صاحب مشهور دیر و تبارہ دکن	۶۱
طالب علی صاحب مشهور دیر و تبارہ دکن	۸۱	محمد علی صاحب مشهور دیر و تبارہ دکن	۶۲
طالب علی صاحب مشهور دیر و تبارہ دکن	۸۲	محمد علی صاحب مشهور دیر و تبارہ دکن	۶۳
طالب علی صاحب مشهور دیر و تبارہ دکن	۸۳	محمد علی صاحب مشهور دیر و تبارہ دکن	۶۴
طالب علی صاحب مشهور دیر و تبارہ دکن	۸۴	محمد علی صاحب مشهور دیر و تبارہ دکن	۶۵
طالب علی صاحب مشهور دیر و تبارہ دکن	۸۵	محمد علی صاحب مشهور دیر و تبارہ دکن	۶۶
طالب علی صاحب مشهور دیر و تبارہ دکن	۸۶	محمد علی صاحب مشهور دیر و تبارہ دکن	۶۷
طالب علی صاحب مشهور دیر و تبارہ دکن	۸۷	محمد علی صاحب مشهور دیر و تبارہ دکن	۶۸
طالب علی صاحب مشهور دیر و تبارہ دکن	۸۸	محمد علی صاحب مشهور دیر و تبارہ دکن	۶۹
طالب علی صاحب مشهور دیر و تبارہ دکن	۸۹	محمد علی صاحب مشهور دیر و تبارہ دکن	۷۰
طالب علی صاحب مشهور دیر و تبارہ دکن	۹۰	محمد علی صاحب مشهور دیر و تبارہ دکن	۷۱
طالب علی صاحب مشهور دیر و تبارہ دکن	۹۱	محمد علی صاحب مشهور دیر و تبارہ دکن	۷۲
طالب علی صاحب مشهور دیر و تبارہ دکن	۹۲	محمد علی صاحب مشهور دیر و تبارہ دکن	۷۳
طالب علی صاحب مشهور دیر و تبارہ دکن	۹۳	محمد علی صاحب مشهور دیر و تبارہ دکن	۷۴
طالب علی صاحب مشهور دیر و تبارہ دکن	۹۴	محمد علی صاحب مشهور دیر و تبارہ دکن	۷۵
طالب علی صاحب مشهور دیر و تبارہ دکن	۹۵	محمد علی صاحب مشهور دیر و تبارہ دکن	۷۶
طالب علی صاحب مشهور دیر و تبارہ دکن	۹۶	محمد علی صاحب مشهور دیر و تبارہ دکن	۷۷
طالب علی صاحب مشهور دیر و تبارہ دکن	۹۷	محمد علی صاحب مشهور دیر و تبارہ دکن	۷۸
طالب علی صاحب مشهور دیر و تبارہ دکن	۹۸	محمد علی صاحب مشهور دیر و تبارہ دکن	۷۹
طالب علی صاحب مشهور دیر و تبارہ دکن	۹۹	محمد علی صاحب مشهور دیر و تبارہ دکن	۸۰
طالب علی صاحب مشهور دیر و تبارہ دکن	۱۰۰	محمد علی صاحب مشهور دیر و تبارہ دکن	۸۱





نام مع تہ و غیرہ	نام مع تہ و غیرہ
۹۹ کراست احمد خان صاحب کسراٹ کشتہ چار	۸۷ مولوی فتح الدین صاحب مختار پلور ضلع
۱۰۰ سید کراست حبیب صاحب ڈپٹی کلکٹر تبارہ بنکی	۸۸ بالند ہر
ملک اودہ	۸۹ شیخ فرید الدین احمد صاحب ڈپٹی کلکٹر گونڈا
۱۰۱ منشی کرم الہی صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر ضلع	۹۰ فضل محمد صاحب نائب تحصیلدار لوہیہانہ
۱۰۲ منشی کریم اللہ خان صاحب آئری جی ٹی بی ضلع	۹۱ فضل الدین صاحب - قادیان ضلع گڑکانہ
۱۰۳ منشی گلزار حسین صاحب پٹنار - بی ریلوے آئری	۹۲ حفیظ العسکری صاحب تحصیلدار حنیف آباد
ڈسٹرکٹ دار بنگلہ	ضلع گوجرانوالہ
۱۰۴ لطف احمد صاحب وکیل سابق ایدہ لا آباد براہ	۹۳ انصاری فضل الہی صاحب مدرس ایم بی ٹی
پوسٹ پاشن پوری شاخ مانڈر کوڈر ضلع	بکسول بنوں
ضلع اول ملک پٹنار	۹۴ حفیظ بخش صاحب تحصیلدار شہر قیوہ ضلع لاہور
۱۰۵ محمد لطف اللہ صاحب مفتی ٹی بی کورٹ جید آباد	۹۵ ڈاکٹر حفیظ محمد خان صاحب بازار لال پاہ
۱۰۶ لاجی واجی سید صاحب خان بہادر سوداگر	گمرہ زینت محل - دہلی
۱۰۷ مبارک حسین صاحب ملازم ریلوے دار بنگلہ	۹۶ سید قمر الدین صاحب کسراٹ کشتہ ضلع گونڈا
۱۰۸ منشی محمد علی صاحب - ٹاڈ دار بنگلہ	۹۷ میر قمر الدین صاحب آئری جی ٹی بی ضلع
۱۰۹ محمد ابراہیم صاحب سوداگر صدر بازار گونڈا	ضلع انبالہ -
۱۱۰ ڈاکٹر محمد احق صاحب مدرسہ شفا خانہ گونڈا	۹۸ کاشی ناتھ جیو صاحب عامل ٹیپ خانہ ایدہ لا آباد براہ
۱۱۱ منشی محمد اسماعیل صاحب آئری جی ٹی بی کاندھلہ	پوسٹ پاشن پوری ضلع پانڈر کوڈر ضلع
ضلع مظفرنگر	ضلع اول ملک پٹنار
۱۱۲ محمد اعظم صاحب کیمپوٹر شفا خانہ ایدہ لا آباد	۹۹ کاظم حسین صاحب نائب تحصیلدار ٹانسی ضلع حصار

نام سہ تہہ دیگرہ	نام سہ تہہ دیگرہ
۱۱۳ محمد عظیم صاحب پسر ٹنڈٹ بکدہ رکشی ٹنڈٹ حیدر آباد کن۔	۱۲۳ سر دار محمد علی خان صاحب انری مجسٹریٹ ضلع راولپنڈی۔
۱۱۴ محمد اکبر صاحب خٹا دار جنگ	۱۲۴ میر محمد علی صاحب ٹکٹ کلکٹر ڈی ایچ ریلوی ضلع دار جنگ
۱۱۵ محمد تیز الدین صاحب اسٹیشن ماسٹر ٹنڈٹ	۱۲۵ محمد قاسم صاحب بہادر انری مجسٹریٹ کرور ضلع کوٹلی پور احاطہ مدراس
۱۱۶ میان محمد جمال صاحب نایب تحصیلدار ڈیرہ گوبی ضلع کانگڑہ	۱۲۶ متی محمد نور الدین صاحب ڈپٹی کلکٹر گونڈا حافظ محمد واحد خاں صاحب پولیس سٹیشن بنگال
۱۱۷ محمد حسین صاحب نایب تحصیلدار جہلم	۱۲۷ ضلع ایٹہ
۱۱۸ منشی میر محمد حسین صاحب دی کب دار جنگ	۱۲۸ محمد باقم صاحب سیٹھ صاحب کارخانہ محمد عبد الرحمان حاجی فقیر محمد سیٹھ صاحبان بنگال
۱۱۹ شیخ محمد حسین صاحب بی ای بسف قیم آباد ضلع آگرہ	۱۲۹ ضلع مدراس۔
۱۲۰ محمد حنیف صاحب مختار کلکٹر ڈی و جہادری شہر جہانپور محلہ سپاہ	۱۳۰ محمد یوسف علی صاحب بیٹا محمد بیٹا محمد حامد جوی دوشاہہ دل دالی
۱۲۱ محمد رفیق صاحب ناظر دار جنگ بنگال	۱۳۱ محمد یوسف علی صاحب ڈپٹی مجسٹریٹ دیبا جہانپور بنگال
۱۲۲ ایضا ایضا	۱۳۲ متی محمد یونس صاحب کلکٹر ڈی راج اروری ضلع دار جنگ
۱۲۳ محمد ذکریا صاحب مدرس غازی آباد ضلع میرٹھ پورہ سہریہ سہریہ پختہ۔	۱۳۳ سر ارنلڈ علی صاحب ادی کپ ذیر عظم بہادر حیدر آباد۔
۱۲۴ سونوئی محمد عبد اللطیف صاحب بسف ملو آباد	
۱۲۵ محمد حسین صاحب دار لکھنؤ شریف حیدر آباد کن	

نام سچہ و عزیز	نام سچہ و عزیز
۱۴۱ فاضل فیض محمد الحق صاحب ازیری محیط طریقی ڈاکخانہ محمد آباد ضلع غازی پور	۱۴۱ سید مرزا شاہ صاحب دیل ایڈل آباد براہ پوسٹ یا ٹم پوری شاخ بانڈر کوڈانس
۱۴۲ نواب علیو نصاب اسرہ ضلع مراد آباد محلہ کجلی۔	۱۴۲ ضلع اون۔ ملک براڑ
۱۴۳ نواز شعلی نصاب حیدر آباد دکن محمد سلطان شاہی مکان نشی امداد علی صاحب	۱۴۳ منشی مقبول حسین صاحب تحصیلدار پٹی
۱۴۴ مولوی نور الدین صاحب دہشتیں درگاہ مولانا قمر الدین اور رنگ آبادی نکل۔ درو	۱۴۴ شیخ ممتاز علی صاحب سر شہر سپرنٹنڈنٹ ضلع شکار پور سندھ
۱۴۵ نور محمد مالک نوری ڈاکخانہ موکل ضلع لاسیو	۱۴۵ موسیٰ خان صاحب نائب شرف تحصیل
۱۴۶ حکیم نور محمد صاحب نام مالک غازی محمد صاحب	۱۴۶ عیسیٰ خیل ضلع بنوں
	۱۴۷ میر نثار حسین خان صاحب مہر کجلی کوٹل حیدر آباد۔

یہ وہ صاحبان ہیں جنکی توجہ کو اللہ کریم نے قرآن مجید کی عنایت اور ضرورت  
کی طرف کھینچا ہے اور جو قلیل اہمات مذکور کے منشاء کے مطابق اوس  
تعداد کا انتخاب ہیں جو چار ہزار میں سے باقی رہے ہیں۔ انکو سوائے  
چند بزرگان دیں ایسے ہیں جنکی خدمت میں تذکرۃ القرآن بطور نذر  
پیش کیا جاتا ہے۔ جو اسکے وجود کی روح اور اسکے اجراء کے اور ترقیات  
کے لئے روحانی موجب ہیں۔ یقین سو کے قریب ایسے صاحبان ہیں جنکی  
خدمت میں شروع اشاعت سے رسائل بھیجے جاتے ہیں مگر اونکی طرف

ہر اسے اور نہ میت سالانہ وصول ہوئی ہے۔ ہمارا یہ ایمان ہے  
 مسلمانوں کا دینی اور دنیاوی عروج قرآن مجید کے ساتھ وابستہ ہے  
 جس قدر زیادہ توجہ اور کوشش قرآنی تعلیم کو رواج دینے میں کیجاوی  
 اور عملی حالت اس کے مطابق بنائی جائے اوسے قدر دنیاوی حالت خود  
 بخود درست ہوتی جاوے گی۔ مسلمانوں کے بہت اور ذلیل حالت پھر روز  
 افزوں ترل کو دیکھ کر مہر دلائل قوم طرح طرح کی کوششیں کر رہی ہیں  
 تاکہ اس بلا سے نجات ملے اسلامی سکول کالج اور انجمنیں اسی خیال اور  
 کوشش کا نتیجہ ہیں۔ یہ تمام کوششیں بجائے خود پھل لارہی ہیں اور  
 لائیگی کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی کی محنت کو ضایع نہیں کرتا اور کسی پر ایک ذرہ  
 برا بھلا نہیں کرتا۔ مگر یہ یاد رہے کہ جب تک قرآن کریم کی طرف سے  
 غفلت اور لاپرواہی ہے۔ اس وقت تک کوئی غیبی امداد ساتھ نہ آسکتی  
 قرآن مجید ایک طرف موجب حمت ہے۔ اور دوسری طرف موجب عذاب یعنی  
 عذاب ترس اور نیک عملوں کے واسطے موجب رحمت ہے مگر مہکاروں کو اس  
 موجب عذاب احکام الہی اور انکی اطاعت و غیر اطاعت کے لحاظ سے  
 انسانوں کی چار حالتیں ہو سکتی ہیں۔ اول یہ کہ اوسے مطلق بغیر ہو یا  
 صحیح علم حاصل نہوا ہو ایسی حالت میں دنیا پرستی بہت غالب ہو جاتی ہے  
 ہیں متم کے لوگ مہر دنیاوی عزت و دولت کے واسطے کوشش کرتے  
 ہیں۔ وہ اپنی کوششوں کے مطابق کامیاب ہوتے ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم  
 فرماتا ہے۔ مَن كَانَ يُرِيدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزَيِّنٰهَا لَنُؤْتِيَنَّهَا لَہٗم مِّنْهَا  
 اَعْمٰلًا ۚ لَّہُمْ فِيْہَا وَاھُمُ فِيْہَا لَا يُخْسَوْنَہٗ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ لَیْسَ  
 لَہُمْ فِیْ الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ وَجَلَدَ مَا مَنَعُوْا فِيْہَا وَبَطِلَ مَا كَانُوْا

لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ جو لوگ دنیاوی زندگی اور لوٹے آرائش کے طالب بن رہے ہیں اور ان کو ان کے اعمال کے مطابق پورا پورا دیا جائیگا اور آپس میں اونٹنی کچھ دیکھ کر نہ کی جاویگی مگر ان لوگوں کے واسطے آخرت میں سوائے آتش جہنم کے کچھ نہیں۔ اور جو کچھ دنیا میں کر چکے ضایع ہو جائیگا اور ان کو تمام عمل باطل ثابت ہوں گے۔ اس وقت تمام اقوام غیر اسلام اسی قسم میں شامل ہیں کیونکہ قرآنی تعلیمات کی حجت اور پیر قایم نہیں کی گئی اور اونکی انسانی نمایاں طرح طرح کے حجابوں اور آمیزشوں سے شکوک ہو گئی ہیں۔ قرآنی کے واسطے کوئی ایسا سلسلہ انتہائی سلسلہ ہے کہ اونکی زبانوں میں ہیں۔

خود مسلمانوں میں قرآن مجید سمجھنے اور سمجھانے کا رواج ایسا معدوم ہے کہ بعضی پڑھنے کا رواج دینا کے مذہب میں بیجانے کی برابر شکل ہو گیا ہے یہ ایک قسم کی ضررناک مخالفت ہے جو اسلام نے قرآن مجید کے ساتھ کی ہے۔ اسلئے تمام قومیں دنیا میں قرآنی مخالفت کے وبال سے محفوظ اور ماموں ہیں۔ اور تمام وبال عدم تبلیغ احکام الہی کا مسلمانوں پر پڑ رہا ہے جس سے اونکی حالت روز بروز ابتر اور ذلیل ہوتی جاتی ہے۔ اس مخالفت قرآنی کے طرف اللہ کریم اسطر جہاں ارشاد فرماتا ہے۔  
 قَالَ الرَّسُولُ يَا رَبِّ إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هَذَا الْقُرْآنَ مَهْجُورًا  
 وَكَذَلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِمَّنْ آمَنَ بِالْحُجُرِ مِثْنِ ۝۵ اور رسول نے کہا اے میرے رب میری قوم نے اس قرآن کو بکواس بنا لیا۔ اور  
 اس طرح ہم نے ہر ایک نبی کے واسطے مجرم لوگوں میں سے دشمن پیدا کر دیے ہیں۔ اے مسلمانو! یہ آیت کسی عبرت اور توجہ کے قابل ہو انحضرت

حمد علیہ واکہ وسلم جناب الہی میں شکایت پیش فرماتے ہیں۔ کہ اے  
 رب میری قوم نے اس قرآن کو مکہ واس بنالیا۔ اللہ تعالیٰ کلیہ  
 قاصدہ کے طور پر فرماتا ہے کہ ہر ایک بنی کی امت نے جب بدکار اور  
 سرکش لوگ ہو جاتے ہیں تو وہ ہمیشہ اسیطر چہرا اپنے بنی سے دشمنی کیا  
 کہتے ہیں۔ تاہم یہی طور پر اس قانون الہی کا یہ ثبوت ہو کہ موسیٰ علیہ السلام  
 کی قوم نے اپنی بنی سے یہ مخالفت کی کہ مسیح علیہ السلام کو لعنتی قرار دیا پھر  
 مسیح علیہ السلام کی امت نے اپنے بنی کے ساتھ یہ مخالفت کی کہ انتخاب  
 کو خدا اور خدا کا بیٹا قرار دیا اور خاتم النبیین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ  
 واکہ وسلم کو جہنم اور دھما باز قرار دیا جسکی نسبت تورات و انجیل میں صاف  
 صاف پیش کیا ہیں۔ دیکھو تذکرۃ القرآن جلد ۱ نمبر ۱۰ صفحہ ۶۷  
 سے ۷۸ تا ۸۰۔

اب مسلمانوں نے اپنے بنی کے ساتھ یہ مخالفت کی کہ قرآن مجید کے بڑھتی  
 بڑھتی اور بڑھتی ہوئے کو ایسا رواج دیا کہ سب سنی بڑھتی اور اوسیں غور  
 فکر کرنا قطعاً متروک ہو گیا اور ایسا متروک ہوا کہ باسنی بڑھنے کی طرف  
 مسلمانوں کو کھینچنا نہایت ہی دشوار امر ہو گیا ہے اگر تمام دینا کے  
 مخالف مسلمانوں کو قرآن مجید کے مضمون سے ایسا منفکر کرنا چاہتے تو  
 شاید کبھی نہ کر سکتے جیسا کہ اندرونی مخالفوں نے کر دیا ہے۔

دوسری حالت یہ محاذ احکام الہی کے یہ ہے کہ عداوت انکی طرف ہو کنارہ  
 محشی اختیار کجاوے جیسا کہ اسوقت عام طور پر ہو رہا ہے کہ احکام قرآنی  
 کے سننے اور سمجھنے اور قرآن مجید کے معنی بڑھنے سے تمام مسلمان کنارہ  
 کش ہیں۔ ایسی کنارہ کشی کا نتیجہ بھی عذاب ہے جیسا کہ قرآن مجید فرماتا ہے

سَخَّرَ لِي الدِّينَ يَصِدُّ فَوْقَ هُنَّ إِنَّمَا سَوَّاهُ الْعَذَابِ بِمَا  
يَصِدُّ فَوْقَ - جو لوگ ہماری آیات سے کنارہ کشی کرتے ہیں۔ ہم ان کو  
کنارہ کشی کی وجہ سے بڑا عذاب دینگے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ یہ کنارہ  
کشی کیسے کیسے عذابوں کا موجب ہو رہی ہو  
مستیری حالت یہ ہے کہ آیات الہی کے ساتھ ایک شخص کو ایسا کرنا  
جاوے۔ بروہ کچھ بھی پرواہ نہ کرے۔ ایسے لوگ جو  
جلد قہر الہی سے تباہ ہو جاتے ہیں چنانچہ قرآن مجید  
أَفْظَلُمُ مِّنْ ذِكْرِ بَابِ نَيْتٍ رَّبِّهِ ثُمَّ أَخْرَجَهُ  
مُنْقِمُونَ ہ اول شخص سے کون زیادہ نکلا  
آیات سے یاد دہانی کرائی گئی بروہ اعلان  
سے انتقام لینے والے ہیں۔ یہ الفاظ کیسے  
واقعی نمونہ ان الفاظ کے مطابق ہم اپنی ہی قوم میں دیکھ سکتے ہیں  
عبرت نہیں۔ اور کچھ خوف نہیں بھی تو موجب تمام تباہی اور زلزلے  
جو کھلی حالت یہ ہے کہ آسمانی کتاب کی جو بایں ابنی نفس اور خیالات کے  
مطابق دیکھی وہ مان لی اور باقی چھوڑ دی۔ ایسی حالت بھی دنیاوی  
ذلت و آخری عذاب کا موجب ہوتی ہے چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے  
أَفْتَوْ مَنُونَ بِرَبِّ الْعَذَابِ وَ نَكْمُ فَوْقَ بِهِ لَعْنُ كَمَا جَزَاءُ  
مَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ مِنَ الْآخِرَةِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَ يَكُونُ  
الْفَهَامَةِ يُرَدُّونَ إِلَى اسْتَدِ الْعَذَابِ كَمَا تَمَّ آسمانی کتاب کی  
بعض باتوں کو مانوں گے۔ اور بعض کی تکفیر کر دے گے پس جو لوگ تم میں  
سے ایسا کریں اونکی جزا سوائے اسکے کیا ہے کہ دنیا میں رسوا ہوں



اور جہنم کے دن سخت ترین عذاب کی طرف دھکیلے جاویں۔ الغرض  
 جب تک قرآن کریم مسلمانوں کے اندر موجود ہے اور وقت تک اوسپر  
 عز و فکر کرنا اوسکے تمام احکام کو ماننا اور عملی حالتیں اوسکی مطابق  
 بنانا۔ دینی اور دنیاوی ترغیبات کے واسطے لازمی اور ضروری ہے  
 جس تک ایسا نہ ہو سکے اور وقت تک نہ کوئی اسلامی یونیورسٹی۔ یا کالج  
 یا سکول اور کونو عزت دیکھتے ہیں اور نہ کوئی اجمن یا ندوہ۔ کیونکہ انھوں  
 ربانی احکام مطابق عذر غفلت۔ کنارہ کشی۔ لاپرواہی۔ اور نفسیاتی  
 تمام کی تمام موجب رسوائی عذاب ہے تو پھر کیا انسان عذاب سے بچ سکتا  
 جنگ کر کے کامیاب ہو سکتا ہے یا اوسکے قوانین کے خلاف کوئی راستہ  
 اختیار کر کے اپنی مرضی سے چل سکتا ہے ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ تمام سکول  
 اور انجمنوں کو جو قدر کامیابی حاصل ہوتی ہے وہ اسی حد تک محدود  
 رہتی ہے جس حد تک انھوں نے اسلامی اصول اور قرآنی احکام کو منہ  
 طور پر اختیار کیا ہے۔ کہاں ہیں علماء کے دین۔ اور مہمدروان قوم۔  
 وہ کیوں قرآنی تعلیم کی طرف پوری توجہ نہیں کرتے۔ کیا ابھی تک وہ اپنے  
 اصول قرآنی سے خیر ہیں۔ یا عدا غافل۔ یا مستغنی اور سرکش۔ کیا ایسی  
 حالتیں ربانی احکام کے خلاف کوئی اصلاح یا ترقی کی امید ہو سکتی ہے  
 یا کوئی انسانی یا انسانی مجمع خدا کے الفاظ کو چھوٹانا یا تباہ کر سکتا ہے  
 یا اوسکے قاعدوں کو توڑ سکتا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ پس جاگو اور  
 سہیہ مار ہو جاؤ۔ ایسا نہ سوؤ کہ غفلت اور سرکشی میں ہلاک ہو جاؤ۔ اپنی  
 اپنی کوتاہیوں تعلیم عدم و فنون کے طرف نہ بھی مصروف رکھو کیونکہ تمام  
 علوم و فنون قرآن مجید کی سچی اور واقعی تفسیر ہیں مگر قرآنی تعلیم کو سب

مقدم کرو۔ ایمان اور تقویٰ کے راستوں پر قائم ہو جاؤ۔  
 استغفار کے ساتھ اپنے مولا کی طرف جھک جاؤ۔ یہی راستہ ہے  
 جسکو اللہ تعالیٰ نے تمام کامیابوں کی جڑ قرار دینا ہے۔ تمام  
 قوموں کا عروج و ان کے اسلامی حالت پر منحصر رہا اور نہ ہو سکا۔  
 کسی قوم نے فطرتی اسلام سے بہت کچھ فیض حاصل کیا اور کسی  
 نے نفیسی اسلام سے۔ الغرض تمام انسانی ترقیات اور محالات کا سرچشمہ  
 اسلام ہے خواہ وہ دینی ہو یا دنیوی اور خواہ کسی قوم نے اسلامی  
 اصول کو جو ہر قسم کی نیکی اور اصلاح پر مبنی ہے فطرتاً اختیار  
 کیا ہو یا تعلیماً۔

اس مسئلہ کو ہم انشاء اللہ العزیم علیہ رسالوں میں شائع کر رہے  
 ہیں کہ ہر ایک قوم کا عروج و ان کی اسلامی حالت پر منحصر رہا ہے اور تمام  
 دنیا کا واقعی اور حقیقی مذہب ہی اسلام ہے۔ وَلِلّٰہِ الْمُلْكُ الْکَمَلُ  
 فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طٰوْعًا وَکَرْهًا وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَمِیْدُ  
 میں سب یا زمین میں ووائی کے واسطے اسلام لایا ہے خواہ  
 پارادہ و شوق لایا ہو یا جبر و اکراہ۔

یہ مسئلہ قرآنی آیات سے قریب قریب صاف طور پر بیان ہو چکا ہے  
 کہ مسلمانوں کا دینی و دنیاوی عروج قرآن کریم کی اطاعت پر منحصر  
 ہے مگر بہت سے کم علم ظاہر میں اور ناواقف کتاب نے اس پر  
 طرح طرح کے شکوک ظاہر کئے ہیں جنکی بنا و بنا پرستی یا غفلت کے  
 سوا کچھ معلوم نہیں ہوتی ہے۔ تاہم اس مسئلہ کو اور  
 زیادہ وضاحت کے ساتھ ثابت کرنا چاہتے ہیں کیونکہ جتنا

میں جس پر یہ بات صاف روشن ہو جاوے کہ  
 صرف موجب ہدایت و رحمت ہو ویسا ہی دوسری  
 بلاکت بھی ہے اور یہی قرآن اس وقت  
 ب زوال اور دوسری قوموں کے  
 ہے۔ تب تک اسکی وہ عزت و عظمت  
 حقیقی طور پر مستحق ہے اور نہ  
 جہ ہو سکتی ہے جو اس کے  
 اوت کے متعلق واقعی طور پر  
 ہیں کہ اس مضمون کو مفصلہ  
 ذیل شکلوں

(۱) اللہ تعالیٰ کے بندوں کو بتلھانے عدل و رحم  
 میں ان میں سے ایک ہے کہ اس کے وقت اپنے پاک  
 بندوں کی خاص مدد کرے۔ ادن کے رزق اور عزت کا حامی ہو  
 اور اون کا مادی اور والی۔ اور غمگسار بنے

(۲) جس قوم پر خدا کا رسول کلام الہی کے ساتھ نازل ہوا و سکا  
 عروج احکام الہی کی اطاعت پر منحصر رہا اور ہے اور رہیگا۔

(۳) ہر ایک ربانی کلام اور رسول کے ساتھ عذاب الہی بھی ضرور  
 ہوتا ہے۔ تاکہ مبیاک اور ناپاک لوگ اسطرچہ راہ کی طرف متوجہ  
 ملکہ جس بدکار قوم کو رب العلیین بر باد کرنا چاہتا ہے پہلے اُسکے  
 رفد اسحال لوگوں کی طرف احکام بھیجتا ہے۔ پس جب وہ نافرمانی  
 کرتے ہیں تب عذاب کے مستحق ٹھہر جاتے اور ہلاک کر دئے جاتے ہیں

۷، اچھے قوم کسی رسول - یا کلام الہی کی مخالفت  
 دینا میں بھی عذاب نازل ہوتا ہے اور  
 کوئی قوم اس مخالفت میں بڑھتی ہے۔

۸، رجوع الے اللہ اور استغفار سے غافل رہنے والے  
 ۹، جو لوگ دین سے علیحدہ ہو کر دنیاوی  
 کوشش کرتے ہیں وہ اپنی اپنی  
 ہوتے ہیں مان اگر یہ لوگ کسی  
 لگجائیں اور ظالم بنجائیں تو اذیت  
 جاتی ہیں اور اونچی ہلاکت کا  
 ۱۰، جو لوگ آسمانی کتاب کے احکامات سے غافل رہیں وہ جلدی

عذاب الہی کے نیچے آجاتے ہیں۔  
 ۱۱، جو لوگ احکام الہی کی مخالفت کے بعد بھی رجوع نہیں وہ  
 غضب الہی کے محرک اور سخت عذاب کے مستحق ٹہر جاتے ہیں۔  
 ۱۲، جو لوگ آسمانی کتاب کی بعض باتوں کو مابین اور بعض کو نہ  
 مابین وہ دنیا میں سخت ذلیل ہوتے اور آخرت میں سخت عذاب  
 کی طرف دھکیلے جائینگے۔

۱۳، خدا کا خوف نہ کرنا اور غفلت و بیباکی میں زندگی بسر کرنا برباد  
 ہو جانے کی علامت ہو۔

۱۴، عذاب اکبر جو مرنے کے بعد ملے گا اسکے علاوہ دنیا میں  
 ہی بدکاروں کو ایک عذاب خفیف دیا جاتا ہے تاکہ وہ حق کی

تو جو رکھیں۔

ایمان اور اعمال صالحہ کے بغیر انسان نقصان پر نقصان اٹھاتا اور بیکار رہتا ہے۔

اسلام عالمگیر مذہب ہے۔ ہر ایک مخلوق اسی کو مانتی اور اسی پر چلتی ہے خواہ بارادہ و شوق چلیا بہرہ اکراہ۔ مان ایک وہ لوگ ہیں جنکو میں فطراناً اور تعلیماتاً اور ایک وہ ہیں جنکو محض فطراناً نے اپنے اسلام کے مطابق جیسا کوئی عمل کرتا ہے ویسا ہی

ہی ترقیات اور خوبیوں کا زینہ فطرتی اور قلبی ہے۔ سب کو میں دور دنیاوی کمالات حاصل ہوتے ہیں وہ اسلام کے ہی فیض سے حاصل ہوتے ہیں۔ فقط

فیصلہ تاریخ مسیح سال الفرسالہ مذکرۃ القرآن ۱۹۰۰ء از نایب طبع فکر سائب و فرین  
مناقب عالم اہل فضل اہل عابدین ابوالحسن علی بن محمد عبد الجلیل صاحب شہادت  
بھگوان پوری کی افیریدان جناب مولانا شاہ فضل الرحمن صاحب لائق احمد قدس سرہ طرہ آبادی

ہو جس شوق کو ہم دوسرے عاشق یہ سال ہی  
وہ جن لبر کے جلو و گنج میں لیں یہ سال ہی  
خدا ہی خود ہو جس عذر کا وہ لائق یہ سال ہی  
ہر ایک جو یونہی جو یونہی فائق یہ سال ہی  
مسلمانوں کی حرز جان کو لائق یہ سال ہی  
کسی اسلام کی تاریخ صادق یہ سال ہی

کہان کمال بان سیرت اسلام ادھر آو  
تو میں تاریخ اسلامی کے عاشق طرہ آبادی  
زمانہ ہو جس لبر کا جنوں یہ سال ہی  
رسالہ شائع ہو رہا آج دنیا میں  
ہر اہل علم کے تقوید بازو کے یہ قابل ہی  
نرو و ضعف میں شیعہ تاریخ سال نو

عظیم میں ہی بڑی مدد  
ہو سیکے گا انشاء اللہ تعالیٰ

## مفتاح العربیۃ

ایسا عادی اور شاق ہو جا

نحو نیر - ہدایت آنجو - کما حقہ

منقول القرآن کلمہ

دوسری کتاب صرفی یا نحو

## مفید عام عن معیار

انگریزی فارسی عربی زبان

سکھ کر نا ہو تو فوراً لغات کے

آتما ہو یا فارسی یا عربی یا انگریزی

کم کسی خاص نسخہ و معالجہ کی جان

کر سکتے ہو ہر مرض کے علاج میں انگریزی و یونانی نسخجات جو اعلیٰ درجہ پر قابل اعتبار ہیں  
لئے گئے ہیں یہی اوصول اور ویسی اوویہ کی طرف خاص توجہ دی گئی ہے تاکہ اسکی مدد سے  
شہرہ و ہیات میں علاج بلا وقت ہو سکے۔ ہر فہیم و دنی علم کے لئے یہ کتاب حالت صحت  
میں مفیق جانفزا اور ایام صیت میں منق و نگار ہوگی اسکے تتمہ میں خلاقی اور روحانی علاج  
علاج اور مفید اور قابل اعتبار کتاب ہے کہ اسکی نظر نامہ سابق و حال کی کتابوں میں نہیں  
دیکھی جاتی۔ یہ کتاب تین جلدوں میں ہے قیمت فی جلد ہے کل قیمت ہر سہ جلد مسئلہ کا ڈیڑ روپ  
طالعینوں اور غریب علم دوست آنخاص کو مشیر طالعیدین و اکثر وں سپدا مائروں اور غریب عمدہ اور  
صفیت پر دیا جاسکتی ہے مسئلہ اخصاص حصہ میں تمام امراض مخصوصہ مثلاً انکس و کس  
و جربان و نامردی و فرات جلق و غیرت انزال و غلام عیت طوط - انقطاع و غیرہ کا علاج

کے ہیں دسویں گئے ہیں زمانہ موجودہ کی تمام خرابیوں اور  
 کی ترتیب پر درج کئے گئے ہیں نیز تمام

۵۰۔ اس کا کل یہ قیمت ۸۰  
 النساء والصبيان اس سال میں اون تمام ناگہانی دیکھوں اور درود کا علاج  
 تو انکی بخیر دنیاوی و دینی امور کی پابندی سے حاملہ اور زچہ  
 کو چارے ملک میں ۱۰۰ کی طرح ہلاک کر رہی ہیں قیمت ۳۰

۵۱۔ یہ نسخہ عام کی طرح تمام مرض لغت کی ترتیب پر درج کئے  
 قیمت ۱۰۰ علاوہ امتحان اور تخصیص درج کئے گئے ہیں طب جاحی  
 ہوا۔

۵۲۔ یہ کتاب عام سے جاوی اور جامع ہو یہ کتاب مفید عام کیستہ  
 مگر اسری اور یونانی کا ایسا کامل کتاب نہ جاتا ہے کہ بھر کسی کتاب کی ضرورت نہیں رہتی  
 اگرچہ پہلے سے اس کتاب کی نسبت مابراہ اور محض اس قدر تھا کہ ہر ایک مرض کی تعریف اور تخصیص درج  
 کی جاوے مگر نظر تکمیل اسباب و علامات و درجن و کیفیت کا بھی مختصر مگر کامل بیان شامل کر دیا  
 اسے باوجود زیادتی حجم نظر فائدہ عام وہی عیاں قیمت ۵۰

۵۳۔ اس کتاب میں ۱۰۰۰ سے زیادہ بیماریاں اور ہر ایک کی کفرۃ الفہرست کیستہ  
 اسے شوالیہ سو کر گنا شرح اندراج فی ماہ جاریہ فی صفحہ فی ماہ ہی مگر فی صفحہ فی ششماہی  
 ۱۰۰۰ روپیہ اور فی سال ۱۰۰۰ فی صفحہ ہوگی جو صاحبان اپنے طبع شدہ شہادت یا رسایل  
 بزبان اردو یا انگریزی وغیرہ اشاعت کیواسطے ارسال فرماویں وہ بشرح ذیل شائع  
 کئے جاسکتے ہیں۔ بوزن ۳۰ ماشہ فی عدد چار روپیہ ماسواہ ششماہی زیادہ اگر کم از کم ۱۰۰ روپیہ  
 ماسواہ اگر کم از کم ۱۰۰ روپیہ ماسواہ اگر کم از کم ۱۰۰ روپیہ ماسواہ اگر کم از کم ۱۰۰ روپیہ  
 کا پتہ آستان درویش ہے۔

وَمِنْ آيَاتِهِ فَاتُ الْكَوْثَرِ إِنَّهُ مُخْرِجُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامِ

درجہ بہ درجہ ذکر ہے جس میں اس کو دوسرا کثرت سے بھی اہد قیامت کے دن ہم اس کو اندھا تھا دیکھو

جلد نمبر ۲ تذکرۃ القرآن سنہ ۱۹۱۹ ماہ مہاج

یہ ایک ماہواری سالہ جو اغراض فیل پر چھپر شایع ہوتا ہے  
 اول۔ قرانی مضامین اور مسائل کو ماہواری سالو بھی صورتیں شایع کرنا۔ قرآن کریم کو  
 تمام ہی نوع کیوں سچو کامل و اعلا اور حقیقی خیر خواہ ثابت کرنا۔ اور ایسی تجاویز و تدبیر  
 پیش کرنی جس سے قرانی علوم کا رواج ہو۔

دویم۔ قرآن کی کاملیت و فضیلت کو تمام اقوام پر ظاہر کرنا اور اس میں ہر وہ صدا و تقبیل کے  
 دور کر نیکی کو شش کرنا۔ جس نے مذاہب کو ایک دوسرے کا دشمن بنا کر ہمدردی اور  
 استیلائی کو کھودیا اور تمام قوم کو باہم حقیقی صلاحیت و سعادت و محروم کرنا  
 اور خداوند عالم کی سچی پرستش کے بجائے اذکور سومات کا پرستار بنا دیا ہے  
 سوم۔ مخالفین کے اعتراضات کا جواب نہایت شائستگی اور حلم کے ساتھ قرآن مجید سے  
 دینا۔ خدا اور تقبیل کی رو سے کسی قوم یا کسی بشر کی دل آزاری نہ کرنا۔ بلکہ سچی ہمدردی  
 اور سچی خیر خواہی کے طور پر اخص طریق سے تمام بد اعتقانی۔ یوینی۔ اور بوائے  
 کے دور کر نیکی کو شش کرنا۔

چہام۔ مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں اتحاد پیدا کرنا

اس سالہ کی میت سالانہ مع محصول والے دور پر یہی جو پیشگی آئی جائے

مطبع عریضی تراوڑ ضلع کرنا املاک پنجاب طبع شد

دکاتب مالہ ہذا سید اعلان من آس گائی نوزیل ہر دوسری طبعی

جن صاحبان کو ذرا وقت ملے ان کے لئے درجہ اولیٰ بہار ہے



۲ مفتاح القرآن اسکو معمولی اردو خوان ایک مہینہ میں یاد کر کے پانچ ہزار لغتوں اور ایک لاکھ سو لاکھ سو لاکھ  
میں پڑھ لیا حادی اور صرف و نحو میں ایسا شاق ہو جائے کہ قرآن مجید بارجمہ پڑھ سکتا ہو چھوٹے  
بچے بھی اسکو چار پانچ مہینہ میں یاد کر کے قرآن مجید باسنی بڑھ سکیں ہیں اور معنی پڑھ سکیں برابر مدت میں ختم کر سکیں  
ہیں۔ پس تمام بچوں جوانوں اور پڑھوں کو چاہیے کہ اسکو ضرور پڑھیں۔ پھر تمام عمر قرآن مجید کی بارجمہ  
تلاوت کرتے رہیں۔ ایسی عیب خداوند غشت کی طرف غفلت نکلیں اس سے بڑھ کر اور کیا خوش نصیبی ہو سکتی  
ہے کہ محض چند ماہ کی معمولی شے قرآن مجید یا تہجد آماہی۔ تمام مسلمانوں کو چاہیے کہ اب بچوں کو بمعنی قرآن مجید  
پڑھانا چھوڑ دیں اور اس قدر کو پڑھا کر بارجمہ پڑھایا کریں۔ کیونکہ عظیمی ہو تو انہما ہر جہاں تلاوت  
ہے اگر ایسا ہی کرینگے تو انشاء اللہ العزیز قرآنی اتوں اور قصوں کو ایسا رواج ہو جائیگا کہ تمام دنیا بیت  
سوغ نہیں گندے شعر اور جھوٹے قصے خبروں کو ہمارے دین اور دنیا کو برباد کر رکھا ہو گلیتہ ہوا۔  
ہو جائیں گے اس قاعدہ سے اردو فارسی کے ہزار لغت آجائیں گے جنکو مدرسہ کی تعلیم میں بھی پڑی  
نہ دی گئی اور بدل کا امتحان بجائے چھ سال کو چار سال میں میں ہو سکیگا انشاء اللہ تعالیٰ۔

اسم مفتاح العربی کے ذریعہ سے مولیٰ احمد خواں تمام صرفہ و نحو عرب و ہندی میں ایسا

## تذکرۃ القرآن

ماہ مارچ ۱۹۰۰ء

جلد

نمبر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
تَحْمِيدٌ وَتُحْسِنُ عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ

مومنوں کی مدد کرنا ہمارا فرض ہے

لِلَّذِينَ آمَنُوا بِرَبِّهِمْ حَسْبُ

بن لوگوں کو اپنے رب کا حکم مانا تو پھر ہر چیز میں

(۱) اللہ تعالیٰ پر جو بندوں کے حقوق بہ تقاضائے عدل و رحم ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ مقابلہ کے وقت اپنے پاک بندوں کی خاص مدد کرے اور ان کے رزق اور عزت کا حامی ہو اور ان کا مادی اور دینی اور راز و نیاز کا سرکار بنے۔ چنانچہ وہ خود فرماتا ہے: وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ "مومنوں کی مدد کرنا ہمارا فرض ہے" پھر فرماتا ہے: إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَتَلَاوا الصُّحُفَ أَكْثَرَ مَعْصِرَةً وَرِزْقٍ كَرِيمًا "جو لوگ اللہ کو ماننے اور عمل صالح کرتے ہیں اور ان کے واسطے مغفرت اور عزت والا رزق ہے" پھر فرماتا ہے: إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا لَمَّا دُعِيَ الَّذِينَ آمَنُوا

مومنوں کا نادی ہے۔ "اللَّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا"۔ اللہ مومنوں کا  
والی ہے۔ "إِنَّ اللَّهَ يُدَافِعُ مَنِ الَّذِينَ آمَنُوا"۔ اللہ مومنوں کی  
بلاؤں کو دفع کرتا ہے۔ "وَلَيُعَذِّبَنَّ اللَّهُ مَن يَبْغِضُوهُ"۔ اللہ بغض کرنے والوں کو  
اوس شخص کی سزا دے گا جو اوسکی خدمت کرتا ہے۔ "وَمَنْ يَتَوَلَّ اللَّهَ  
وَرَسُولَهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا فَإِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْغَالِبُونَ"۔ جو  
اللہ سے اور اس کے رسول سے اور مومنوں سے محبت کرتا ہو۔ پس اللہ کا ہی  
گروہ غالب رہتا ہے۔

ان آیات بنیات سے صاف ظاہر ہے کہ ایمانداروں کا اللہ حامی۔ ناصر  
والی۔ حافظ اور نادی ہے اول سے محبت کرنا۔ اونکے گناہوں کو بخشنا  
عزت کا رزق دینا۔ بلاؤں کو اوسنے دور رکھنا اور مقابلہ کے وقت اونکو  
غلبہ دینا ہے۔ علم حیوانات میں یہ مانا ہوا مسئلہ ہے۔ اور تاریخ انسان بھی  
مشاہد ہے کہ تمام مخلوقات میں اپنے اپنے غلبہ اور قیام کے واسطے ہمیشہ  
تکشمش رہتی ہے جو قبال ترین ہیں۔ وہ غالب اور قایم رہتے  
جو ناقص ترین ہیں وہ مغلوب

رہنا ہوتا ہوتا جاتے ہیں۔ عدالت اور راستی ایمانداری کے اعلیٰ اور  
ضروری اجزاء ہیں جس قوم میں یہ نہیں اوسکا کوئی ایمان نہیں جو شخص  
ظلم کرتا۔ اور جھوٹ بولتا ہے اور ساتھ موسیت کا دعویٰ رکھتا ہے وہ  
فی الحقیقت جھوٹا اور بے ایمان ہے۔ تمام عالم اوسکے کذب پر شہادت  
دیگا اور اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے اوسکو باطل ثابت کرے گا۔ چنانچہ وہ خود  
فرماتا ہے۔ "يُخَيِّضُ اللَّهُ الْبَاطِلَ وَيُخَيِّضُ الْحَقَّ بِكَلِمَاتٍ"۔ اللہ اپنے کلمات  
سے باطل کو مٹاتا اور حق کو حق ثابت کر کے دکھاتا ہے۔ جھوٹا دعویٰ

کوئی چیز نہیں۔ سچے مومن بنو اور عملاً راستی اور عدالت سے اوگی چسائی  
 ظاہر کرو پھر دیکھو کہ قدرت الہی کس کس طرح چیر بد کرتی اور بے ایمانی کے  
 مقابلہ پر تمہارا کیسا غلبہ ظاہر کرتی ہے۔ خداوند عالم کے ہاتھ میں ایک نیزا  
 ہے جس میں تمام شخصوں اور قوموں کے ایمان اور اعمال کا موازنہ ہوتا رہتا  
 ہے اور ان اعمال کے مطابق ہی قومیں زیر و زبر ہوتی رہتی ہیں چنانچہ  
 وہ خود فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغۡتَیۡرُ مَاۤ اَبۡقَیۡوۡمۡ حَتّٰی یَغۡتَیۡرُ وَاَمَّا  
 یَاۡلَافِیۡہِمۡ تَحۡقِیۡقُ اللّٰہِ کَیۡ قَومِ کِی حَالَتِ کَی نَہِیۡں بَدَلتا سب تک وہ اپنے  
 نفسوں کی حالت کو نہ بدل لے۔

(۲) جس قوم پر خدا کا رسول کلام الہی کے ساتھ نازل ہوا اور اس کا عروج احکام  
 الہی کی اطاعت پر منحصر رہا اور ہے اور رہے گا۔ چنانچہ اللہ کریم فرماتا ہے  
 الَّذِیۡنَ اسۡتَجَابُوۡا لِرَحۡمَۃِ اللّٰہِ ؕ جَنۡ لُّوۡکَ لَہِ اِنۡہِ ؕ سَبَّ کَا عِکَ مَانَا  
 اونکے واسطے بہتری ہی بہتری ہے۔ الَّذِیۡنَ احۡسَبُوۡا فِیۡ ذٰلِہِ الدِّیۡنِ  
 حَسَنَةً ؕ وَ کَذٰ اٰۤلَا حِوۡرَۃٌ حَیۡوۡۃٌ جَو لُوۡکَ بَہلای کرتے ہیں اور ان کے  
 واسطے اس دنیا میں ہی بھلائی ہے۔ اور آخرت کا گھرو اور جہنم ہے۔  
 جناب نوح علیہ السلام جو اپنی قوم کو ایک آنے والے عذاب کی خبر دینے  
 اور اس سے ڈرانے کے واسطے مامور ہوئے تھے۔ اپنی قوم کو خفیہ اور  
 علانیہ طور پر فرما۔ اور مجمعوں میں سمجھاتے رہے مگر کسی نے نہ مانا آخر کار  
 فرماتے ہیں۔ فَقُلْتُ اسۡتَغۡفِرُوۡا رَبَّکُمۡ اِنَّہٗ كَانَ عَقَدًا ؕ اَہٗ یُرۡسِلُ  
 السَّحَابَ عَلَیۡکُمۡ مِّدۡرَآءَ ؕ وَ یُمِیۡدُ کُمۡ بِاُمۡوَالٍ وَ بَنِیۡنٍ وَ  
 یَجۡعَلُ لَکُمۡ جَنَّٰتٍ وَ یَجۡعَلُ لَکُمۡ اَنْۡہَادًا ؕ مَا لَکُمۡ لَا تَرْجُوۡنَ  
 لِلّٰہِ ؕ فَاَ اَہٗ ؕ پس میں نے کہا اپنے رب سے استغفار کرو تحقیق وہ

تم پر پانی برساتا رہا اور آسمان سے بھیج دیا۔ تمہارے مالوں اور اولاد کو  
 بڑھایا گیا۔ اور تمہارے لئے باغ اُگائیے گئے۔ اور نہریں جاری کر دی گئیں۔ تمہیں کیا  
 ہو گیا کہ اللہ سے بڑی بڑی اسیدین نہیں رکھتے۔ ایسا ہی سیدنا موسیٰ علیہ السلام  
 اپنی قوم عاد سے فرماتے ہیں۔ وَيَقُومُ اسْتَعِظُوا وَتَكُونُوا لَكُمْ  
 اَللّٰهُ يَرْسِلُ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا وَيُرْسِلُ فِيْكُمْ فُجُورًا اِلٰى قَوْمِكُمْ  
 وَلَا تَنْتَوُا فُجُورًا مِّمَّنْ هِيَ اِلَيْهِمْ رَاجِعَةٌ اسے میری قوم اپنے رب سے استغفار کرو پھر  
 اسکی طرف جھک جاؤ۔ وہ پانی برساتا ہوا آسمان تمہاری طرف بھیجے گا۔ اور  
 تمہاری موجودہ نوت کو اور ترقی دے گا اور سرکشی کر کے مجرم مت بنو۔  
 ایسا ہی شعیب علیہ السلام اپنی قوم مدین سے فرماتے ہیں۔ وَيَقُومُ اَوْفُوا  
 بِالْكِبَالِ وَالْمِيزَانِ بِالْقِسْطِ وَلَا تَحْسَبُوا النَّاسَ سَبِيحًا هُمْ  
 وَلَا تَحْسَبُوْا فِيْ الْاُذُنِ مُفْسِدِيْنَ هَ بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ  
 مُّقِيْمِيْنَ اے میری قوم اپنے ہمانہ اور ترارو کو انصاف کے ساتھ  
 پورا کرو اور لوگوں کو اونکی چیزیں کم نہ دیا کرو اور زمین میں فساد پھیلانا  
 مت پھرو۔ اگر تم مومن ہو تو تمہارے واسطے بقیۃ اللہ بہتر ہے یعنی  
 جو ایمان داری سے بچے رہے بہتر ہے۔ ایسا ہی ایک اور جگہ پر قرآن کریم  
 فرماتا ہے۔ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطِ اِنَّهُ تَقْوٰةٌ  
 ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ نَاوِيْلًا اور جب ناپ کرو تو پورا ناپ کرو  
 اور بھی ترارو سے تولو۔ یہ بہتر ہے اور اسکا انجام اچھا ہے۔ قرآن مجید  
 اہل تورات و انجیل کی نسبت فرماتا ہے۔ وَلَوْ اَنَّكُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰتَ  
 وَالْاِنْجِيْلَ وَسَاءَ اَنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا كَلُمُوْا مِنْ قَوْمِهِمْ  
 وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ اگر یہ لوگ تورات و انجیل کو اور نیزادوں

صحیحوں کو جو اوسکی طرف اوستے رہا بطرف سے نازل ہر دیر سے لے کر ہر دور  
 سروں کے اوپر اور پاؤں کے تلے سے رزق حاصل کرتے یعنی ایسی برکتیں  
 ہوتی کہ اوپر سے ہی رزق برستا۔ اور نیچے سے بھی اوبلتا۔ چنانچہ اہل ثورات  
 و انجیل نے اپنی کتابوں کو قائم کیا تمام دنیا کی زبانوں میں اونسکے ترجمہ  
 شائع کئے اور واعظ پیچہ اب اوسکی حدیں با فراغت رزق کبار بھی ہیں جو  
 فی الحقیقت سروں کی طرف سے ہی برس رہا ہے اور پاؤں کے نیچے سے  
 بھی اوبل رہا ہے۔ یہ ایک زبردست پیشگوئی تھی جبکہ ظہور ہر وقت نام ظلم  
 میں شائدہ ہو رہا ہے۔ ایسا ہی ایک اور جگہ برقرآن مجید فرماتا ہے۔

وَكُوفُوا أَهْلَ الْقُرَىٰ آمَنُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ تَعَالَىٰ عَلَيْهِمُ بَرَكَاتٌ مِّنَ  
 السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَلَٰكِنَّ كَذُوبًا أَفْحَذًا لَهُمْ يَمَّا كَانُوا يُكْسَبُونَ  
 اگر ان بستیوں کے رہنے والے خدا کو مانتے اور خدا ترس بنتے تو ہم تمہارا  
 اور زمین سے برکتوں کے دروازہ انہر ضرور کھول دیتے مگر انہوں نے  
 تخریب کی اسلئے پہنچے ان کرتوتوں کی سزا میں جو وہ کرتے تھے انہیں  
 بچا لیا۔ اسی طرح پر جناب شامہ الثمین سید المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم قرآن مجید کی سب سے سورہ صود میں فرماتے ہیں وَآبِ  
 اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ يُُمِيتْكُمْ مَوْتًا عَاقِبَاتٍ إِلَىٰ جَهَنَّمَ  
 مُسْتَمِرَّةً وَيُؤْتِ كُلَّ ذِي فَضْلٍ فَضْلَهُ وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنِّي أَخَافُ  
 عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيرٍ اور بھد کہ اپنے رب سے استغفار کرو اور  
 اوسکی طرف جھک جاؤ۔ وہ تمہیں ایک نئی مفر تک اچھے سامان عطا کریگا  
 اور ہر ایک اہل فضل پر اپنا فضل کریگا اور اگر سرکشی کرو گے تو جہنم تمہاری نسبت  
 ایک بڑے دن کے عذاب کا اندیشہ ہے۔

۳) ہر ایک ربانی کلام اور رسول کے ساتھ عذاب الہی ہی ضرور ہوتا ہے تاکہ بپاک اور ناپاک لوگ اسطرح اور سکی طرف متوجہ ہوں بلکہ جس بدکار قوم کو رب اعلیٰں برباد کرنا چاہتا ہے پہلے اس کے مرفہ الحال لوگوں کی طرف احکام بھیجتا ہے پس جب وہ نافرمانی کرتے ہیں تب عذاب کے ستون ٹہر جاتے اور ہلک کر دیے جاتے ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے  
 وَمَا أَرْسَلْنَا فِي قَرْيَةٍ مِّنْ نَّبِيٍّ إِلَّا أَخَذْنَا أَهْلَهَا بِالْبَاسِ أَوِ الضَّرَإِ لَعَلَّهُمْ يَضُرُّعُونَ۔ یعنی جس کسی گاؤں میں کوئی نبی بھیجا ساتھ ہی اس کے باشندوں پر مصیبتیں بھی ڈالی۔ اور نقصانات بھی پہنچائے۔ تاکہ وہ گڑا گڑائیں پس اس آیت کو یہ سب صاف ظاہر ہے کہ ہر ایک نبی کے ساتھ ایک تنگی اور مصیبت بھی ضرور آتی ہے تاکہ اوس کے حل گذار ہو کر خدا کی طرف جلدی جھکیں اور نبی کی تعلیم کو سنیں کیونکہ عموماً کوئی نبی ایسے ہی وقت میں آتا ہے۔ جبکہ غفلت۔ بے فہمی۔ اور بے کاری انتہا درجہ کو پہنچ جاتی ہے اور بلا سخت مصیبتوں کے لوگ خدا کی طرف مایل نہیں ہو سکتے۔ برعکس اسکے قرآن مجید۔ یہ ہی فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی فرد یا قوم پر عذاب پڑنازل نہیں فرماتا جب تک رسول سبوت نفاذ نہ کرے۔ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ تَبْعَثَ وَرُسُلًا۔ اور ہم عذاب کرنے والے نہیں جب تک کسی رسول کو نہ بھیج دیں۔ ایک اور جگہ فرماتا ہے۔ وَإِذَا أَرَادْنَا أَنْ يَهْلِكَ قَرْيَةٌ أَمَرْنَا مُنَادِيَهُمْ فِيهَا أَنْ يَسْقُوا فِيهَا فَنَحْيَاهُمْ عَلَىٰ كَيْفِ الْقَوْلِ قَدْ مَرَّ لَهَا نَذْرٌ أَمَّا " اور جب کبھی ہم یہ ارادہ کرتے ہیں کہ کسی بستی کو برباد کر دیں تب اس کے مرفہ الحال لوگوں کی طرف ایک حکم بھیجتے ہیں۔ پس وہ نافرمانی کرتے ہیں تب اوپر قول عذاب حق ہو جاتا ہے

پس اس سلسلہ مار کر تباہ کر دیتے ہیں

(۴) جو قوم کسی رسول یا کلام الہی کی مخالفت کرتی ہے وہ سپرد دنیا میں بھی عذاب نازل ہوتا ہے اور آخرت میں بھی۔ جب قدر زیادہ کوئی قدم اس مخالفت بڑھتی ہے اور سینہ صبری ہلاک کر دی جاتی ہے چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے: **وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا هُمْ فِي الْعَذَابِ بِمَا كَانُوا يُفْسِدُونَ** جو لوگ ہماری آیتوں کی تخریب کرتے ہیں اور نافرمانیوں

کی سزا میں عذاب نازل ہوتا ہے پھر کلیہ تمام دسے طور پر فرماتا ہے: **كُلَّمَا جَاءُكُمْ رَسُولٌ مِّنْكُمْ يَكْفُورُ بِآيَاتِنَا فَفَأَنذَرْتَهُمْ بَعْضُ مَا يَصْلَحُونَ** آجہاد بیت قہر نے ان قوم کو ایسی عیب کی اسلئے ہم نے بھی ایک کو ایک کی پیچھے رسول آیا اور سنہ اس کی تکذیب کی اسلئے ہم نے بھی ایک کو ایک کی پیچھے ہلاک کیا اور ان کے نشانہ بنا دئے پس بے ایمان لوگ پر لعنت ہو پھر ایک جگہ پر تمثیلات سے قرآن مجید اس سلسلہ کو اسطرچر واضح فرماتا ہے اور پہلے موسیٰ کو کتاب تورات دی اور ان کے بھائی ماروں کو وزیر کے طور پر اس کے ساتھ کیا پھر ان کو حکم دیا کہ اوں لوگوں کی طرف جاؤ جو ہمارے نشانوں کو جھٹلاتے ہیں (پس) دہ گئے اور سمجھایا مگر انہوں نے نہ مانا بلکہ مقابلہ پر آمادہ ہوئے اسلئے ہم نے ان کا کہوچ تک ٹھادیا اور قوم نوح نے بھی جب ہمارے رسولوں کو جھٹلایا تب ہم نے ان کو غرق کر دیا اور ان کو واسطے ایک عبرت کا نشان بنا دیا اور پہلے ظالموں کے واسطے عذاب دردناک طیار کر رکھا ہے اور اسطرچر عاد اور ثمود اور خندق والوں اور ان کے درمیاں میں اور بہت سی امتوں کو پہلے ہلاک کر دیا اور سمجھوں کو پہلے اور لوگوں کی مثالیں دی

۴۴۴



موسے کو سمجھا یا مگر کسی نے نہ سمجھا۔ اسلئے ہم نے سب کا سینا نام کر دیا اور یہ لوگ  
 ضرور اس نبتی پر بھی ہو کر گزرے ہیں، جس پر بری طرح پیٹھ بربائے گئے  
 ہیں تو کیا انہوں نے اس کو دیکھا ہو گا مگر اصل یہ ہے کہ ان لوگوں کو  
 مرنے کے بعد جی اٹھنے کا یقین نہیں اور اسے پیٹھ پر کبھی یہ لوگ  
 تنکو دیکھتے ہیں سے سہی کرتے اور کہتے ہیں کیا اسے کو اللہ نے رسول  
 کر کے بھیجا ہے۔ چنانچہ اصل عبارت یہ ہے۔ وَ لَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى  
 الْكِتَابَ وَ جَعَلْنَا مَعَهُ أَخَاهُ هَارُونَ وَ زَوْجًا فَقُلْنَا اذْهَبَا  
 إِلَى الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَبُوا بِآيَاتِنَا فَذَرْنَاهُمْ يَنْتَابُوا مِيزَانَهُ وَ قُلْنَا  
 نُوحٍ لَّمَّا كَذَبُوا الْوَسْلَ الْاٰخِرَ فَنُوحٍ وَ جَعَلْنَا لَهُمُ الْاٰيَةَ  
 وَ اعْتَدْنَا لِلظَّالِمِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا وَ عَادًا وَ مُؤَذَّوْا اَصْحَابِ  
 الْاَوْسِ وَ قُرُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ كَثِيْرًا وَ كَلَّا ضَرَبْنَاهُ الْاَمْثَالَ  
 وَ كَلَّا نُنَبِّئُكَ اَنْتَبِرْ اِهْ وَ لَقَدْ اَلُوْا عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِي اُمْلِيَتْ  
 مَطَرُ السُّوْعِ اَقْلَمَ لَيْكُوْا نُوْا يَهُ وَ تَحَابَلْ كَا نُوْا لَا يَرْجُوْنَ  
 لِنُؤْدَا هِ وَ اِذَا رَاُوْا اَنْ يَتَّخِذُوْا لَكَ الْاَلَهَ وَ اَهْ  
 اَهْلًا الَّذِيْ لَعَنَ اللّٰهُ رَسُوْلًا هِ

اور رجوع اللہ اور استغفار سے آنے والا عذاب ٹل جاتا ہے۔ چنانچہ  
 نوح علیہ السلام جو آنے والے عذاب سے یقینی خبر رکھتے تھے اپنی قوم  
 سے فرماتے ہیں میں نے کہا کہ اپنے رب سے استغفار کرو تحقیق  
 وہ غفار ہے اگر ایسا کرو گے تو وہ پانی برسا یوں آسمان تمہاری طرف  
 بھیجے گا اور تمہارے مالوں۔ اور اولاد کو بڑھائے گا اور تمہارے واسطوں  
 باغات اور گائیگا۔ اور نہریں جاری کرے گا۔ ایسا ہی ہوو علیہ السلام جو اپنی

جو اپنی قوم پر عذاب قریب سے بھینی ضرر رکھتے تھے اونکو اوس عذاب سے بچنے کا طریق اسطر چہر تعلیم فرماتے ہیں۔ اور اے میری قوم! آپ رب سے استغفار کرو پھر اوسکی طرف جھک جاؤ اگر ایسا کرو گے تو وہ پانی برسا بنو والا آسمان تمہاری طرف بھیجے گا۔ اور تمہاری موجودہ قوت کو اور قوت دیگا اور تمہرے جس ہو کو مجرم مت بنو۔ ایسا ہی جناب سید المرسل خاتم النبیین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ اور یہ کہ اپنے رب سے استغفار کرو اور اوسکی طرف جھک جاؤ۔ وہ تمہیں ایک وقت مقرر تک اچھو سامان عطا کریگا۔ اور ہر ایک اہل فضل پر اپنا فضل کریگا۔ اباب جگہ کلیہ قاعدہ کے طور پر قرآن مجید فرماتا ہے۔ وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبُهُمْ وَهُمْ كَيْفَ تُعَذِّبُونَ اور اللہ ایسا نہیں ہے کہ اپنے عذاب کرنے لگجائے جبکہ وہ استغفار کرتے ہوں۔ فرعون کا قصہ اس سلسلہ کی کامل مثال ہے جسکی تفصیل تورات میں درج ہے۔ اور قرآن مجید اوسکی تصدیق فرماتا ہے اسلئے ہم اوسکو تورات مقدس سے ذیل میں نقل کرتے ہیں۔ اور جسد خداوند نے ملک مصر میں موسے سے باتیں کیں۔ یوں ہوا کہ خداوند نے موسے سے کہا میں خداوند ہوں۔ تو سب کچھ جو میں تجھے کہتا ہوں شاہ مصر فرعون سے کہہ۔ موسے نے خداوند سے کہا دیکھ میرے تو ہونٹوں کا خشنہ نہیں ہوا فرعون کیونکر میری سنیگا۔ پھر خداوند نے موسے سے کہا دیکھ میں تجھے فرعون کے لئے خدا بنا دیا۔ اور تیرا بھائی مارون تیرا پیغمبر ہوگا۔ سب کچھ جو میں تجھے حکم کروں سو نو کھنا۔ اور تیرا بھائی مارون فرعون سے کہے گا کہ نبی اسرائیل کو اپنے ملک سے جانے دے۔ اور میں فرعون کو دل کشت کر دوں گا اور اپنی نشانینوں اور عجائب کو ملک مصر میں زیادہ کروں گا۔ لیکن فرعون

ماری نہ سینگا۔ پس میں اپنا ماتھ مصر پر لمبا کرونگا۔ اور اپنی نو جوں کو جویری  
 دم بنی اسرائیل سے بڑے سجزہ دکھا کے ملک مصر سے نکال لاؤنگا۔ اور میں  
 جب مصر پر ماتھ چلاؤنگا۔ اور بنی اسرائیل کو انیس ست نکال لاؤنگا تب مصری  
 جاسٹیکے کہ میں خداوند ہوں۔ موسیٰ اور ماروں نے جیسا خداوند نے انہیں  
 کہا انہوں نے ویسا ہی کیا۔ اور جو قوت ادن دونوں نے فرعون سے گفتگو  
 کی۔ موسیٰ اتنی برس۔ اور ماروں خراسی برس کا تھا۔

اور خداوند نے موسیٰ اور ماروں کو کہا کہ جب فرعون تمہیں کہے کہ اپنا معجزہ  
 دکھاؤ۔ تو ماروں کو کہیو کہ اپنا عصا سے اور فرعون کے آگے بھیکدے۔ وہ  
 ایک ساب بن جائیگا۔ تب موسیٰ اور ماروں فرعون کے آگے اور انہوں زوہ  
 جو خداوند نے انہیں فرمایا تھا کیا ماروں نے اپنا عصا فرعون اور اسکی خادیا  
 کے آگے پھینکا اور وہ ساب بن گیا۔ تب فرعون نے بھی دانائوں اور جادوکاروں  
 کو طلب کیا چنانچہ مصر کے جادوکاروں نے بھی اپنے جادوؤں سے ایسا ہی کیا کہ  
 اون میں سے ہر ایک نے اپنا جادو کا عصا پھینکا اور وہ ساب بن گیا لیکن  
 ماروں کا عصا اون کے عصاؤں کو نکل گیا۔ اور اسے فرعون کے دلو کو سختی کر دیا  
 کہ اُسے اونکی جیسا خداوند نے کہا تھا نہ سنی۔ تب خداوند نے موسیٰ سے کہا  
 کہ فرعون کا دل سخت ہے اور ان لوگوں کو جانے نہیں دیتا۔ اب توجیح کو  
 فرعون کے پاس جادو کہہ کہ وہ دریا پر جائیگا تو لب دیا جدھر سے وہ آوے  
 اس کے مقابل کھڑا ہو جیو۔ اور وہ عصا جو ساب بن تھا اپنا پٹھین لہجو اور  
 اسے کہیو کہ خداوند خبر ایوں کے خدا نے میری نیس تجھ پاس بھیجا ہے اور  
 کہا کہ میرے لوگوں کو جانے دے تاکہ وہ بیابان میں میری عبادت کریں۔  
 اور دیکھ کہ تو نے کبھی اب تک نہ سنی۔ خداوند نے یوں فرمایا کہ تو اسی جیسا تھا کہ

میں خداوند نہ ہوں۔ دیکھو کہ میں یہ خاص جو میرے ہاتھ میں جو دریا کے پانی بہا رہا  
اور وہ لبو پہنچا تھا۔ اور پھیلیاں جو دریا میں مرجاؤنگی اور دریا بد لبو پہنچا تھا  
اور مصر کے لوگ دریا کا پانی پیتے ہوئے دیکھ پاؤ گئے۔

پھر خداوند نے سوچا کہ کیا کہ بارون ہو کہہ کہ اپنا غما سے اور اپنا اچھ مصر کے لوگوں  
پر اور اونگی بہوں۔ اور اوسکے دریاوں۔ اور اونگوں تالابوں۔ اور اونگی جھیلوں  
پر جلاتا کہ وہ لبو میں جاویں اور بارون ملک معیر میں ہر ایک ننگی اور چرائی و ترس ہو  
ہو جاوے۔ تب موتی اور باروں سے عیساک خداوند نے فرمایا تھا کیا اوسو عصا  
اٹھایا اور دریا کے پانی پر فرعون کی آنکھوں اور اوسکے لوگوں کی آنکھوں کو  
سایہ اندازہ کرنا کہ پانی سب لبو ہو گیا اور دریا کی پھیلیاں مر گئیں اور  
دریا بد لبو پہنچا اور مصر کے لوگ دریا کا پانی نہ پیا اور مصر کی ساری زمین  
میں لبو ہوا تب مصر کے جاؤ کروں نے بھی اپنے جادوؤں کے ایسا ہی کیا  
پر فرعون کا دل سخت ہو گیا اور چھپا کہ خداوند نے کہا تھا اوسے اور کچھ نہ کرے  
اور فرعون پیرا اور اپنے گھر کو گیا اور اوسکا دل ایسا ہی تنو بہ ہوا  
اور بارہ مصریوں نے دریا کے اتر پاس کوئے کھو دسے کہ اون  
سے پانی بہویں کہو کہ وہ دریا کا پانی نہ بنی سکے۔ اور جب سے کہ خداوند  
نے دریا کو مارا سات دن گذر گئے۔ پھر خداوند نے موسے کے کہ اگر خداوند  
پاس جا اور کچھ اوس سے کہہ کہ خداوند یوں کہتا ہے کہ میرے لوگوں کو  
جاسے دسے تاکہ وہ میری عبادت کریں۔ اور اگر تو جانے نہ گیا تو کچھ  
میں میرے ملک کے سب اطراف کو منڈکوں کو بھرنے اور وہ اچرا کے  
تیرے گھر میں اور تیری آرام گاہ میں۔ اور تیرے ہانگ پر اور تیرے ہاتھ  
کے گھروں میں اور تیری رعیت پر۔ اور تیرے تنور و مینے۔ اور تیرے آٹے

کے گنتوں میں داخل ہونگے۔ اور مینڈک بچہ پر اور تیری رعیت  
تیرے سب لوگوں پر چڑھینگے۔

اور خداوند نے موسے کو فرمایا کہ ماروں سے کہہ کہ اپنا عصا نہروں اور دریاؤں  
اور حوضوں پر بڑھا۔ اور مینڈکوں کو ملک مصر پر چڑھا جہاں چم ماروں نے  
مصر کے بانی پر ماتھ بڑھایا اور مینڈک چڑھ آئے۔ اور مصر کی زمیں چھپادی  
اور جادوگروں نے بھی اپنے جادوں سے ایسا ہی کیا۔ اور مصر کی زمیں پر  
مینڈک چڑھائے۔

بت فرعون نے موسیٰ اور ماروں کو بلایا اور کہا کہ خداوند سے شفاعت کرو  
کہ مینڈکوں کو مجھ سے اور میری رعیت سے دفع کرے اور میں اوں لوگوں  
کو جانے دوں گا کہ وہ خداوند کے لئے قربانی کریں۔ موسے نے فرعون  
کو کہا کہ تو میرے اوپر اپنی بڑائی کر میں تیرے اور تیرے لوگوں اور تیری  
رعیت کے لئے کب دعا مانگوں کہ مینڈک بچے اور تیرے گھروں سے دفع  
ہو دیں اور دریای میں ہیں۔ وہ بولا کہ کل تب اوس نے کہا کہ تیرے کہنے  
کے مطابق ہو گا تا کہ تو جانے کہ خداوند ہمارے خدا کی مانند کوئی نہیں  
اور مینڈک بچہ اور تیرے گھروں کو اور تیرے لوگوں اور تیری رعیت  
کو چھوڑ دینگے۔ دریا ہی میں رہا کرینگے۔ پھر موسے اور ماروں فرعون  
پاس سے نکل گئے اور موسے نے خداوند کے آگے بسبب مینڈکوں کو جو  
اوس نے فرعون پر بھیجے تھے دعا مانگی۔ اور خداوند نے موسیٰ کی دعا کے  
موافق کیا۔ اور مینڈک گھروں اور گائون اور کھیتوں میں سے مر گئے اور  
انہوں نے نہاں تہاں انہیں جمع کر کے تو دے لگا دئے کہ زمیں بدبو ہو گئی  
پر جب فرعون نے دیکھا کہ مہلت ملی تو اوس نے اپنا دل سخت کیا۔ اور صیبا

حذاوند نے کہا بھٹا اونچی نہ سنی۔ بت حذاوند نے موسے سے کہا کہ  
 ناروں سے کہہ کہ اپنا عصا بڑھا اور اس زمین کے گرد کو مارتا کہ وہ تمام  
 ملک مصر میں جو میں بنجاویں۔ انہوں نے ایسا ہی کیا اور ناروں نے اپنا  
 ہاتھ عصا کے ساتھ بڑھایا اور زمین کی گرد کو مارا اور وہ انسان اور حیوان  
 پر جو میں بن گئیں۔ اور سب گرد زمین کی تمام ملک مصر میں جو میں ہو گئیں۔  
 اور جادو گردوں نے بھی چاہا کہ اپنے جادوں سے جو میں نکالیں پر نکال نہ کی  
 اور انسان اور حیوان کہ جو میں لپٹ رہی تھیں تب جادو گردوں نے فرعوں  
 سے کہا کہ یہ خدائی قدرت ہے اور فرعوں کا دل سخت ہو گیا اور جیسا حذاوند  
 نے کہا بتا اس نے اونچی نہ سنی۔

تب حذاوند نے موسے سے کہا کہ صبح سویرے اٹھو اور فرعوں کے آگے کھڑا ہو  
 دیجیے کہ وہ دریا پر ایک کتا لٹاؤ اسے کہہ کہ حذاوند نیوں کہتا ہے کہ میرے لوگوں  
 کو جانے دو اسکے سے میری عبادت کرو۔ نہیں تو اگر تو انہیں جانے نہ دے گا  
 تو دیکھ میں تجھ پر اتنے سے ٹوکرے۔ اور چیرا کر عیبت پر اور تیرے گھروں  
 میں غول کے غول مچھر بھجوں گا کہ مصریوں کے گہراور تمام زمین جہاں  
 جہاں وہ ہیں ان غولوں سے بھر جاویں گی۔ اور میں اسدل جن کی  
 زمین کر کہ میں مصری قوم رہتا ہے خدا کر ونگا کہ غول مچھروں کے وہاں  
 نہ جائیں گے تاکہ تو جانے کہ زمین کے دریاں حذاوند میں ہوں اور میں  
 تیرے لوگوں اور اسے لوگوں میں جدائی کر دوں گا اور یہ عجمہ کل ہوگا  
 بننا پچہ حذاوند نے یوں ہی کیا اور فرعون کے گھر اور اسکے لوکروں  
 کے گھروں اور سارے ملک مصر میں مچھروں نے غول آئے۔ کہ زمین مچھروں  
 کے غول سے مزارب ہو گئی۔ بت فرعون نے موسیٰ اور ناروں کو بلایا اور

اور اپنے خدا کے لئے اس زمیں میں قربانی کرو۔ موسے نے کہا  
 ہر نالایق نہیں کہ ہم خداوند اپنے خدا کے لئے وہ قربانی کریں جس سے  
 ہماری نفرت رکھتے ہیں۔ سو اگر ہم مصریوں کی آنکھوں کے آگے وہ قربانی  
 کریں جس سے وہ بیزار ہیں۔ تو کیا وہ ہمیں سمجھنا و بخیرین گویں ہم تین  
 دن کی راہ بیاباں میں جا کیٹے اور اپنے خدا کے لئے جیسا کہ وہ ہم کو فرمایا  
 قربانی کرینگے فرعون بولا کہ میں تمہیں جانے دوں گا کہ تم خداوند اپنے  
 خدا کے لئے بیاباں میں قربانی کرو۔ لیکن تم بہت دور جاؤ میرے لئے  
 شفاعت کرو موسیٰ بولا دیکھ میں تیرے پاس سے باہر جاتا ہوں اور میں  
 خداوند کے آگے شفاعت کروں گا کہ پھر وہ کے غل فرعون اور اس کے  
 نوکروں اور اس کی رعیت پر سے کل جاتے ہیں لیکن ایسا نہ کہ فرعون  
 پھر دغا بازی کرے۔ اور لوگوں کو خداوند کے لئے قربانی کرنے کو جانے  
 نہ دے۔ تب موسے فرعون پاس سے باہر گیا اور خداوند سے شفاعت کی۔  
 خداوند نے موسیٰ کی عرض کے موافق کیا اور اس نے پھر وہ کے غلوں  
 اور فرعون اور اس کے نوکروں اور اس کی رعیت پر سے دور کیا کہ ایک بھی  
 نہ رہا۔ فرعون نے اس بار بھی اپنا دل سخت کیا۔ اور لوگوں کو ہرگز جانے  
 کی رخصت نہ دی۔

تب خداوند نے موسے کو کہا کہ فرعون کے پاس جا اور اسے کہہ کہ خداوند  
 عبرانیوں کا خدا یوں کہتا ہے کہ میرے لوگوں کو جانے دے تاکہ وہ میرے  
 ہماری عبادت کریں۔ کیونکہ اگر جانے نہ گیا اور ایسے بھی اور نہیں روکے گا  
 تو دیکھ کہ خداوند کا نام تیرے مویشی پر جو دشت میں ہیں۔ گھوڑوں۔  
 گدھوں۔ اونٹوں۔ بیلوں۔ اور بھٹیروں پر ہوگا بڑی مری پڑیگی۔ اور خداوند

اسرائیل اور مصریوں کے مویشی کو آپس سے جدا کر گیا۔ اور اون میں سے جو بنی اسرائیل کی ہے کو بھی نہ مر گئی۔ اور خداوند نے ایک وقت مقرر کیا اور کہا کہ کل خداوند ویسا ہی زمیں پر کر گیا اور خداوند نے دوسرے دن ایسا ہی کیا اور مصریوں کے سب مویشی مر گئے۔ لیکن بنی اسرائیل کے مویشی سے ایک ہی نہ مرا۔ چنانچہ فرعون نے یہیجا تو کیا دیکھتا ہے کہ اسرائیلیوں کے مویشی کا کوئی بھی نہ مرا تھا تو بھی فرعون کا دل سخت ہوا۔ اور اس کا لوگوں کو جانے نہ دیا۔

اور خداوند نے موسیٰ اور ہارون سے کہا کہ دونوں ہاتھ بھر کے عقیقہ کی لٹکی سے لہو اور سسے اور سے فرعون کے سامنے آسمان کی طرف اٹھاؤ اسے اور وہ مصر کی ساری زمیں میں غبار مینا دیگی اور تمام ملک مصر کے آدمی اور چار پائیوں کے بدن پر بھوڑے اور پیچھوڑے ہو سینگے۔ چنانچہ انھوں نے عقیقہ کی راکھ لی اور فرعون کے آگے کھڑے ہوئے اور موسیٰ نے اسی جانب کی طرف پھینک دیا اور وہ انہیں انہی اور یہاں کے بدن پر بھوڑے ہوئے پھینک پیدا ہو گئے۔ اور جادوگر بھڑوں کے سبب موسیٰ کے آگے کھڑے نہ ہو سکے کہ جادوگروں اور سارے مصریوں پر بھوڑے پڑے۔ اور خداوند نے فرعون کے دل کو سخت کر دیا اور اس نے جیسا کہ خداوند نے موسیٰ سے کہا تھا۔ اونکی نہ سنی۔

پھر خداوند نے موسیٰ سے کہا کہ صبح سویرے اٹھ اور فرعون کے آگے کھڑا ہو اور اسے کہہ کہ خداوند عبرانیوں کا خدا یوں کہتا ہے کہ میرے لوگوں کو جانے دی تاکہ وہ میری عبادت کریں۔ اسلئے کہ میں ابکے اپنی ساری بے ایمانیوں سے دل اور تیرے لوگوں سے دور کر دیں۔ اور تیری رعیت پر نازل کروں تاکہ تو مانگ کر رہا ہو۔



دسے زمیں میں سیری مانند کوئی نہیں ہے۔ اور اب میں اپنا ماتھ  
 دھونگا اور بچے اور تیری رعیت کو وباسے ماروں گا اور تو زمیں پر سے  
 ہلاک ہوگا۔ اور میں نے سچے فی الحقیقت اسلئے یہ پاکیا ہو کر اپنی فوت بچہ  
 دکھاؤں تاکہ میرا نام سارے جہاں میں مشہور ہوئے۔ اب تک تو میرے  
 لوگوں پر تکبر کرتا جاتا ہے کہ انہیں جانے نہیں دیتا۔ دیکھ میں کل اس وقت  
 ایسے بڑے بڑے اور مصر میں اس کے ابتداء سے بنیاد سے اب تک نہ  
 بڑے تھے برساؤ نگاہیں نوکروں کو ابھی بھیج اور اپنے مویشی اور جو کچھ تیرا  
 مال میدان میں ہے جمع کر کہ ہر ایک انسان اور حیوان پر جو میدان میں لگا  
 اور گھر میں لایا نہ جائیگا اور پراولے پڑینگے اور وے بال ہونگے۔ فرعوں  
 کے نوکروں میں ہر ایک جو خداوند کے کلام سے ڈرتا تھا اپنے نوکروں  
 اور اپنے مویشی کو گھروں میں بگھانے آیا اور جس نے خداوند کی بات باؤ  
 تلی اپنے نوکروں اور اپنے مویشیوں کو میدان میں رہنے دیا۔  
 اور خداوند نے موسے کو کہا کہ اپنا ماتھ آسمان کی طرف بڑھانا کہ ساری  
 ملک مصر میں انسان اور حیوان اور کھیت کی سبزی پر جو مصر کی زمیں میں  
 ہے اولے پڑیں۔ اور موسے نے اپنا عصا آسمان کی طرف اٹھایا اور  
 خداوند نے گرجایا اور اولے بیجے اور آگ زمیں پر جھتی تھی اور خداوند  
 نے مصر کی زمیں پر اولے برسائے۔ پس اولے گرے اور اونوں میں آگ  
 بیٹی ہوئی تھی آگ اس شدت سے کہ ایسا نام ملک مصر میں جب تک وہ  
 آباد ہوا تھا تو تھا اور اونوں نے سارے ملک مصر میں اونکو جو میدان  
 میں تھے کہا انسان اور کیا حیوان سب کو مار اور اونوں سے میدان کی  
 سبزی سب ماری گئی اور میدان کی سبزی سب ماری گئی اور میدان کو سارا

درفت لوٹ گئے۔ مگر قحط زمین کی زمیں میں جہاں بنی اسرائیل تھے اوہ نہ پڑے۔

بڑے فرعون نے موسیٰ اور ماروں کو بلوایا اور انہیں کہا کہ میں نے اس وقت گناہ  
 کیا خداوند عادل ہے۔ میں اور میری قوم گناہگار ہیں۔ خداوند کے شفاعت  
 کرو کہ میں اور آگے اواسط سے گرے اور اوہ نہ گرین بت میں تمہیں  
 جانے دوں گا اور تم اس سے آگے بہاؤ نہیں رہنے کے۔ بت موسیٰ نے اس کو  
 کہا کہ یہ تجھ سے باہر نکلے ہو خداوند کے آگے ہاتھ اٹھاؤنگا۔ اور اگر خدا  
 موقوف نہ ہوتا اور اوہ قوت نہ ہوتے تو جانے کہ زمین خداوند  
 ہی کی ہے۔ ہر اواز اور تیرے دل میں جانتا ہوں کہ اب بھی خداوند خدا ہے  
 نہ دارینگے سوا اولوں سے انہی۔ اور جو مارے پڑے کیونکہ جو کے ہونے  
 آپکے تھے۔ اور اسی بڑھ چکی تھی۔ پر گئیوں اور اچلیاں مارے نہ پڑے کیونکہ  
 وہ بڑے نہ تھے اور وہ نہ تھے۔ فرعون پاس سے شہر کے باہر جا کر خداوند  
 نے آگے ہاتھ اٹھاؤنگے۔ سوا ہوتا اور اوہ موقوف ہو گئے اور نہ جو زمین  
 پر جاتا تھا بلکہ جب فرعون نے دیکھا کہ تیرہ اور اوہ اور اگر خدا موقوف ہو کر  
 تو پہنچائی کی اور اوہ نے اور اس کے نوکروں نے دل اپنا سخت کر لیا اور  
 فرعون کا دل سمجھ نہ آیا۔ اس نے ہرگز بنی اسرائیل کو جیسا کہ خداوند نے  
 موسیٰ کی معرفت کہا تھا جانے کی حضرت ندی۔

پھر خدا نے موسیٰ سے کہا کہ فرعون پاس جا کہ میں نے اس کے دل کو اور  
 اس کے نوکروں کے دلوں کو سخت کر دیا ہے تاکہ میں اپنی یہ نشانیاں انہیں  
 سمجھ نہ کروں۔ اور تاکہ تو اپنے بیٹے اور اپنے پوتے کو میری قدرتیں  
 اور میری نشانیاں جو میں نے مصر میں انہیں نمود کیں نہ اوسے تاکہ تم  
 جانو کہ خداوند میں ہی ہوں جہاں چھ موسیٰ اور ماروں نے فرعون پاس آکر

خداوند عبرانیوں کا خدا یوں کہتا ہے کہ کب تک عاجزی کرنے سے  
 بازار پر گیا میرے لوگوں کو جانے دے کہ وہ میرے عبادت کریں نہیں  
 ۔ وہ میرے لوگوں کو جانے نہ دیکھ کل میں تیرے سارے ملک میں  
 بڑیاں بہو جو نگا اور اون سے زمین کے سٹے چپ جائینگے کہ کوئی زمین کو دیکھنے  
 نہ پاویگا اور وہ اوس باقیات کو جو اولوں کی آفت سے تیرے لئے بچ رہی  
 ہے کھا جائیگی اور ہر ایک و رخت کو جو میدان میں سے چٹ کر لیگی ۔ اور وہی  
 اس طرح سے کہ تیرے باپ دادوں نے ابراہیم تیرے باپ دادوں کے باپ  
 دادوں نے جبر و زستہ کے دے دینا میں آئے اچھا نہیں دیکھا ۔ تیرے گھر  
 اور تیرے نوکروں کے گھر اور سارے مصریوں کے گھر بھڑینگے ۔ بت وہ بھرا  
 اور فرعون پاس سے نکل گیا ۔ بت فرعون کے نوکروں نے اسے کہا کہ کب تک  
 ہم اس مرد کے پسند سے میں رہیں اور لوگوں کو جانے دے تاکہ وہ سے  
 خداوند اپنے خدا کی عبادت کریں اب تک تجھے خبر نہیں کہ نصرا جڑ گیا ۔ بت  
 موسے اور ماروں فرعون پاس پھر لائے گئے اور اس نے انہیں کہا کہ جاؤ  
 اور خداوند اپنے خدا کی عبادت کرو پر کون سے لوگ ہیں جو جائینگے ۔ یہی  
 ہو لاکہ ہم اپنے جوانوں اور اپنے بوڑھوں ۔ اور اپنے بیٹوں اور اپنی بیویوں  
 اور اپنے گلوں اور اپنے گائے بیلوں بیت جاؤ بیٹے کہ تمکو خبر دے کہ اپنی  
 خدا کی عید کریں بت اوسنی انہیں کہا کہ خداوند یوں ہی تمہارے ساتھ رہے  
 جو میں تمہیں اور تمہارے بچوں کو جانے دوں دیکھو کہ بدی تمہارے آگے  
 ہے ۔ ایسا نہو گا اب تم جو مرد ہو سو جاؤ اور خداوند کی عبادت کرو کہ تمہاری  
 خواہش بھی ہتی پس وہ فرعون کے آگے سے دھکیا کے نکالے گئے ۔  
 بت خداوند نے موسے سے کہا کہ اپنا ماتہ لے لیں کہ لئے مصر کی زمین پر

بڑھا۔ تاکہ وہ سے ملک مصر بر آئیں اور ہر ایک بنبر سے کہ جو اس ملک میں ادول  
 کے بچ رہے ہیں کہائیں۔ پس موسے نے زمین مصر پر اپنا عصا اٹھایا اور  
 خداوند نے اس سارے دن اور ساری رات میں بڑا آندھی چلائی جب  
 صبح ہوئی تو بڑا آندھی ٹڈیاں لائی۔ اور ٹڈیاں تمام مصر پر آئیں اور مصر  
 کے تمام اطراف پر پھیں۔ اور ایسی میٹیاں تھیں کہ اُن سے شبیر ایسی ٹڈیاں  
 زائی تھیں۔ نہ اوگے احمد پھر آئیگی۔ کہ سارے زمین اور فٹے چھپ گیا  
 ایسا اندھیرا ہوا تھا کہ انہوں نے اوس زمین کے ہر ایک بنبر سے اور درختوں  
 کے پھوسے کو جو انوں سے بچ گئے تھے چاٹ لیا اور تمام ملک مصر میں کسی درخت  
 پر اور میدان کی گھاس میں سبزی نہ چھوٹی۔

بت فرعون۔ یہ موسیٰ اور ماروں کو جلد بلایا اور کہا کہ میں خداوند تمہارا پر خدا  
 کا اور تمہارا لنگہ کا ہوں سو اب میں تمہاری منت کرتا ہوں فقط اس مرتبہ میرا گناہ  
 بخشو اور خداوند اپنے خدا سے شفاعت کرو کہ فقط اسی موت کو مجھ سے دور  
 کرے۔ چنانچہ وہ فرعون پاس سے نکل گیا اور خداوند سے شفاعت کی اور خدا  
 نے بچو آندھی بھیجی جو ٹڈیوں کو لیگی اور دریا سے قتل ٹم ڈال دیا اور مصر کی  
 تمام اطراف میں ایک ٹڈی زری۔ پر خداوند نے فرعون کے دل کو سخت  
 کر دیا کہ اس نے بنی اسرائیل کو جانے کی رخصت نہ دی۔

پھر خداوند نے موسے سے کہا کہ اپنا ماتھا آسمان کی طرف مبارک تاکہ ملک مصر میں  
 تاریکی ہو ایسی تاریکی جو ٹوٹی جاوے۔ چنانچہ موسے نے اپنا ماتھا آسمان  
 کی طرف اٹھایا اور بت دن تک سارے ملک مصر میں عجیبانہ ہیرا۔ انہوں  
 نے انہیں کسی سے کسی کو نہ بچا اور نہ کوئی سین دن تک اپنی جگہ سے ہلا  
 سارے بنی اسرائیل کے مکانون میں اجالا تھا۔ بت فرعون نے موسے کو بلایا

ہم جاؤ خداوند کی عبادت کرو فقط تمہارے گلے اور تمہارے  
 یں یہاں رہیں تمہارے بچے۔ یہی تمہارے ساتھ جاویں۔ سوئے نے  
 بلا پہنچے ضرور ہے کہ تو ہمارے ہاتھ میں قربانیوں اور سوختنی قربانیوں  
 کے لئے ذبح دیوے تاکہ ہم خداوند اپنے خدا کے آگے قربانی کریں  
 ہماری مواسی بھی ہمارے ساتھ جاوے گی اور ایک کھر بھی نہ چھوڑا جائیگا  
 کیونکہ ہمیں ضرور ہے کہ امین سے خداوند ابنو خدا کی عبادت کے لئے ایوں  
 اور جب تک وہاں نہ جائیں ہم نہیں جانتے کہ کونسی چیزوں سے خداوند  
 کی عبادت کریں۔

لیکن خداوند نے فرعوں کے دل کو سخت کر دیا۔ اُسے اونکا جاننا چاہا  
 اور فرعوں نے اُسے کہا کہ میرے سامنے سے جا آپ سے ہٹا رہ پھر میرا  
 دیکھنے کو مت آئیو کیونکہ جس دن تو میرا سنھ دیکھیں گے تو مر جائیگا۔ تب موسے نے  
 کہا کہ تو نے اچھا کہا۔ میں پھر تیرا سنھ نہ دیکھوں گا۔

خداوند نے موسے سے کہا کہ میں فرعون اور مصریوں پر ایک بلا لاؤں گا  
 بعد اوسکے وہ تمہیں یہاں سے جانے دیگا اور جب وہ تمہیں جانے دیگا  
 تو یقیناً تم سب کو دھکیلا۔ کے نکال دیگا۔ سوا ب تو لوگوں کے کانون میں  
 کہہ کہ ہر ایک مرد اپنے پڑوسی اور ہر ایک عورت اپنی پڑوسن سے۔ روپے  
 کے برتن اور سونے کے برتن عاریت لیوے۔ اور خداوند نے اود لوگوں  
 کو مصریوں کی نظر میں غنیمت بنی اور یہ موسے بھی زمیں مصر میں خداوند  
 کے نزدیک اور لوگوں کی نگاہ میں بزرگ تھا۔ اور موسے سے کہا کہ خداوند  
 ایوں کہنا ہے کہ میں اوصی رات کو نکلی مصر کے چوں بیج جاؤ گا اور زمیں  
 مصر میں سارے پلوٹھے فرعوں کے پلوٹھے تھے جو تخت پر بیٹھا۔ بے بیٹے

اوس لونڈی کے بلوٹھے تک جو چکی کی اوٹ میں ہوا اور سارے چار پایوں کو  
 بلوٹھے مچ جائینگے۔ اور ساری مصر کی زمیں ایسا بڑا ماتم ہو گا کہ جیسا کبھی نہ تھا  
 نہ کبھی بچھ ہو گا۔ لیکن سارے بنی اسرائیل پر ایک کتا بھی جیسے نہ ہلائیگا نہ تو  
 انسان پر اور نہ حیوان پر تاکہ تم جانو کہ خداوند کیونکر مصریوں اور اسرائیلیوں  
 میں فرق کرتا ہے اور یہ تیرے سب لوگ مجھ پاس رجوع کرینگے اور اپنے  
 ستیں یہ کہتے ہوئے میرے آگے خم کرینگے کہ تو نکل جا۔ اور سب لوگ جو تیری  
 پیرو ہیں جاوین اور بعد اوسکے میں نکل جاؤ گا پھر وہ فرعون پاس سخت  
 سے جھجھلاتا ہوا نکل گیا اور خداوند نے سوئے سے کہا کہ فرعون تمہاری  
 نہ سینگا۔ تاکہ میرے عجائبات زمیں مصر میں فراوان ہوں اور موعا اور  
 مارون نے یہ عجائبات فرعون کو دکھائے اور خداوند نے فرعون کے  
 دل کو سخت کر دیا کہ اوسنے اپنے ملک سے بنی اسرائیل کو جانے نہ دیا۔  
 پھر خداوند نے زمیں مصر میں سوئی اور ماروں کو کہا کہ یہ مہینا تمہارے  
 لئے مہینوں کا شروع ہو گا اور یہ تمہارے سال کا پہلا مہینا ہو گا۔  
 اسرائیلیوں کے سارے گروہ سے یہ بات کہو کہ اس مہینے کے دسویں دن  
 ہر ایک مرد اپنے اپنے باپ دادوں کے گھر آنے کے مطابق ایک برہ گھر  
 پہنچے ایک برہ اپنے لئے لیوے اور اگر وہ گھرانا برہ کا مقدور نہ تھا ہو  
 تو وہ اور اس کا مہسایہ جو اوسکے گھر سے لگا ہوا ہو نفری کے شمار کے موافق  
 لیوے اور تم ہر ایک آدمی پر اوسکے کھانیکے موافق حساب میں برے کے  
 ہتھار بارہ بے غیب چاہئے۔ نرا اور مادہ ہو تم بھڑوں سے یا کیریوں سے  
 لیجو۔ اور تم اسے اس مہینے کی چودھویں تک رکھ چھڑو اور اسرائیلیوں  
 کے فرقہ کی ساری جماعت شام کو ذبح کرے۔ اور وہ لہو کو لیریں اور

زمینیں جہاں وے او سے کھائینگے اُسکے دروازہ کے دہڑ اور باہر  
 اور برکی جو کھٹ پر چھا پائیں اور وے اسی رات کو وہ گوشت تنہا  
 جو ابے خمیری روٹی کے ساتھ کرطوی ترکاری سمیت کھاویں او سے کچھ  
 اور پانی میں ابال کے ہرگز نہ کھاویں بلکہ او سکوسری پاونوں سمیت اور انکو  
 جو پست میں ہے اُن پر بھون کے کھاویں۔ اور تم صبح تک انہیں سے  
 کوئی چیز نہ کھاؤ۔ اور اگر کچھ انہیں سے صبح تک باقی رہ جائے  
 اُنکی سے نہ کھاؤ۔

اور تم اُسے یوں کھائیو کہ مگر بناندھکے اپنی جوتیاں پانوں میں بہنے ہو  
 اور اعضاء اپنے اعضاء میں لئے ہوئے اور تم او سے جلد کھا لیجو کہ فص خداوند  
 کے ہے اسلئے کہ میں آج رات ملک مصر میں گذروں گا اور سب پلوٹے  
 انسان کہ اور یہ وہاں کے جو ملک مصر میں مارون گا اور مصر کے سارے  
 اور یہ ملک کا حکم جائے کروں گا کہ میں خداوند ہوں اور وہ خون تمہارے  
 لئے اور ان گھروں پر جہاں تم نشان ہو گا اور میں وہ لہو دیکھنے کے  
 لئے آؤں گا اور جب میں مصر کی زمین کے رہنے والوں کو  
 ماروں گا تو وہ بائیں اور سجی کہ تمہیں ہلاک کرے اور پھر دن تمہارے  
 لئے ایک یادگار ہو گا اور تم خداوند کے لئے اس دن میں یہ عید پست  
 پست کیجو۔ اس عید کو اب تک کہ پیشہ کی رسم ستر کیجو۔ سات دن تک تم  
 بے خمیری روٹی کھاؤ۔ تم پہلے ہی دن خمیر اپنے گھروں سے باہر  
 کرو کیجو۔ اسلئے کہ جو کوئی پہلے دن سے لیکے ساتویں دن تک کسی دن  
 خمیری روٹی کھائیگا۔ تو وہ شخص اسرائیل میں سے کاٹا جاوے گا۔ اور پہلے  
 دن صبح مقدس ہو گا۔ اور ساتویں دن بھی تمہارے واسطے مجمع مقدس

ہو گا ان میں کسی طرح کا کام نہ کیا جاوے گا سوا اسکے کہ ہر ایک آدمی کچھ  
 کھاوے ہی فقط کیا جاوے اور تم بے خمیری روٹی کی یہ عید یاد رکھو  
 کیونکہ اسی دن میں تمہارے لشکروں کو مصر کی زمیں سے باہر لایا جائے گا  
 اسلئے تم اس دن کو اپنی زمانہ میں ہمیشہ کی رسم کے لئے یاد رکھو پہلے عید  
 کی چودھویں تاریخ سے شام کو اکیسویں تاریخ تک تم بے خمیری روٹی  
 کھائیو سات دن تک تمہارے گھروں میں جبر پائے جاوے گے کیونکہ  
 جو کوئی خمیری کھائیگا۔ اسرائیل کی جماعت سے کاٹا جاوے گا خواد وہ سب  
 ہو خواہ اوسکی بیانیث میں ہوئی ہو۔ تم خمیری کو جی پہرمت کھائیو تم  
 اپنی سب بستیوں میں خمیری روٹی کھائیو۔ تب سوسے لے اسرائیل کے  
 سارے بزرگوں کو بلایا اور انہیں کہا کہ اپنے اپنے گھر پہنچو ایک ایک  
 برد نکال کے لاؤ اور ہر پنج گارہ نہ سج کرو۔ اور تم نو۔ ش کی ایک تختی لاؤ  
 اور اسے اوس لہو میں جو باسن میں ہے غوطہ دوئے کے امپر کی جو کھال  
 اور دونوں بازو دروازے کے آئیں کے چھاپو۔ اور تم میں سے ہر ایک  
 صبح تک اپنے گھر کے دروازے سے باہر نہ جاوے۔ اور تمہارا ہر ایک  
 ہاتھ کہ مصریوں کو مارے اور جب وہ آپر کی چوٹ لگے اور وہ لوگ بازو  
 پر لہو کو دیکھیں تو خداوند پر سے گزریگا اور ہر ایک کو اپنے واسطے کہ  
 نہ چھوڑے گا کہ تمہارے گھروں میں اسکے ہمیشہ رہے اور تم اپنی اور  
 اپنے بیٹوں کے لئے رسم کے لئے اس کام کی ہمیشہ محافظت کرو اور  
 یوں ہوگا کہ تم سب اوس زمیں میں خداوند تعالیٰ اپنے واسطے  
 کے موافق دیں گے۔ داخل ہو گے تو تم اس عبادت کی محافظت کرو گے  
 اور یوں ہوگا کہ جب تمہاری اوار تم سے کہیں کہ تم اس عبادت نہ



جو۔ تو تم کہو گے کہ یہ مسیح کی قربانی خداوند کے لئے ہو جو  
 یسٰی بنی اسرائیل کے گھروں پر سے گزرا جس وقت اوس نے مصر میں  
 لو مارا اور ہمارے گھروں کو چپا یا بن لوگوں نے سر جھکائے اور سب  
 کئے۔ اور بنی اسرائیل چلے گئے اور انہوں نے جیسا کہ خداوند نے موسے  
 اور مارون کو فرمایا تھا کیا انھوں نے ویسا ہی کیا۔

اور یوں ہوا کہ خداوند نے ادھی رات کو مصر کی زمیں میں سارے بلوٹھ  
 فرعون کے بلوٹھے سے یکے۔ جو اپنے تخت پر بیٹھا تھا اس قیدی کو بلوٹھ  
 تک جو قید خانہ میں تھا چار بابوں کے بلوٹھے سمیت ہلاک کئے۔ اور  
 فرعون رات کو اٹھا وہ اس کے سب نوکر اور سارے مصری اٹھو اور  
 مصر میں بڑا فوضہ مچا۔ کیونکہ کوئی گھر نہ رہا جس میں ایک نما  
 تب اسے موسے اور مارون کو رات ہی کو بلایا اور کہا کہ اٹھو اور  
 میرے لوگوں میں سے نکل جاؤ۔ تم اور بنی اسرائیل جاؤ۔ اور جیسا تم نے  
 کہا خداوند کی عبادت کرو۔ اپنے گلے اور گائے پیل بھی لو جیسا  
 تم نے کہا ہو۔ اور روانہ ہوا اور میرے لئے بھی برکت چاہو۔ اور مصری  
 اون لوگوں پر جبر کرتے تھے تاکہ انہیں ملک مصر میں سچلید خارج کریں  
 کیونکہ وہ سمجھے کہ ہم سب مر جائیں گے۔ اور اوں لوگوں اٹا گوئند صاحب  
 بیشتر اوس سے کہ وہ یقین ہو آئے کے شکنجہ میت کپڑوں میں باندھ کر  
 اپنے کا ندھو پنرا اٹھایا اور بنی اسرائیل نے موسے کے کہنے کے موافق  
 کیا اور انہوں نے مصریوں سے روپے کے برتن اور سونے کے برتن  
 اور کپڑے عاریت لئے اور خداوند نے اوں لوگوں کو مصریوں کی  
 نگاہ میں ایسی عزت بخشی کہ انہوں نے انہیں عاریت دی اور انہوں نے

مصریوں کو لوٹ لیا۔

اور بنی اسرائیل نے غمیں سے رکات تک پیادے سفر کیا۔ اوں کے مرد  
سواروں کے چھ لاکھ کے قریب تھے۔ اور ایک دوسری بڑی گروہ  
مل جلک اُن کے ساتھ گئے اور گلے اور پٹلی اور بہت بڑی مواسی گئی۔ اور  
انہوں نے اوس گوند ہے ہوئے آتے جو مصر سے لے نکلے تھے جنہیں  
رویٹان پکامیں کیونکہ وہ خمیر ہوا تھا۔ اچلے کہ وہ مصر سے جبراً نکالے  
گئے تھے۔ اور وہاں ٹھہرنے لگے اور نہ کچھ کھانا اپنے لئے تیار کرنے پاؤ  
اور بنی اسرائیل کے جو مصر کے باشندے تھے بود و باش چار سو تیس برس  
تک تھی۔ اور چار سو تیس برس کے آخریوں ہوا کہ ٹھیک اوسیدن خداوند  
کی ساری فوجیں۔ زمین مصر سے نکل گئیں۔ یہ خداوند کی وہ رات ہی جو جاگ  
حوب یاد رکھی جاوے کہ وہ انہیں مصر کی زمین سے باہر لایا خداوند کی  
یہ وہی رات ہے جسے چاہئے کہ سارے بنی اسرائیل اپنے قرون میں  
یاد رکھیں۔

پھر خداوند نے موسے اور ماروں کو کھا کہ منج کی یہ رسم ہے۔ کہ کوئی  
بیگانہ اوسے نہ کھاوے لیکن ہر ایک شخص کا غلام جو زر خرید ہے جب  
اوس کا ختنہ کیا جاوے تو وہ اوسے کھاوے۔ بیگانہ۔ اور مرد و زن کھاوے  
یہ ایک ہی گھر میں کھایا جاوے اور کھا گوشت کچھ گھر سے باہر نہ بجا یا جاوے  
اور نہ اوسکی ہڈی توڑی جاوے اسرائیل کی ساری جماعت اوسپر  
عمل کرے اور اگر کوئی بیگانہ تمہارے ساتھ مقیم ہو اور خداوند کی  
منج کیا چاہئے تو اوسکی سب مرد اپنی ختنہ کروائیں پت وہ نزدیک اوی  
اور منج کرے اور اب وہ گویا تمہاری زمین میں پیدا ہوا ہے کیونکہ نامختون

حایک۔ وطنی اور ریگاہ کی جو تمہارے بیچ میں ہوا ایک  
 پہلی سارے بنی اسرائیل نے جیسا کہ خداوند نے موسیٰ اور  
 بن کو فرمایا ویسا ہی کیا۔ اور یوں ہوا کہ ٹھیک اسی دن خداوند  
 نے بنی اسرائیل کو اود کے لشکر و فوج کے ساتھ زمین مصر سے باہر نکالا  
 اور خداوند نے موسیٰ کو فرمایا کہ سب پلوٹے میرے لئے مقدس کر  
 جو کوئی کہ بنی اسرائیل میں۔ کھولینو الارحم کا ہے کیا انسان اور کیا حیوان  
 میرا ہے۔

اور موسیٰ نے لوگوں سے کہا کہ تم یہ دن جس میں تم مصر سے باہر آئے  
 اور قید خانہ سے باہر نکلے یاد رکھیو۔ کہ خداوند تم کو نہر بردتی۔ دیا  
 سے نکال لایا خمیری روٹی کھائی نہ جاوے تم اس کے مہینے میں۔ آج  
 کے دن باہر نکلے۔ اور پھر ہوگا کہ جب خداوند تجھے کنعانیوں۔ اور  
 حیتیوں۔ اور اسوریوں۔ اور حویلوں اور یوسیوں کی زمین میں لاوے  
 جسے اس نے تمہارے باپ دادوں سے قسمیہ کہا ہے کہ تمہیں دیوے گا  
 جہاں دودھ اور شہد بہتا ہے۔ تو تو اس مہینہ میں یہ عبادت یاد  
 رکھیو۔ سات دن تک تو بے خمیری روٹی کھائیو اور ساتویں دن خدا  
 کے لئے عید ہوگی بے خمیری روٹی سات دن کھائی جاوے اور  
 خمیری روٹی تیرے پاس نظر نہ آوے اور نہ خمیر تیرے سارے ملک  
 میں تیرے روبرو دکھائی دیوے۔ اور تو اسی روز اپنے بیٹے پر  
 ظاہر کیجیو۔ کہ جب ہم مصر سے باہر نکلے بت خداوند نے ہم سے جو کچھ کہا  
 اوس سب سے یہ ہے۔ اور یہ ایک فنانی تجھ پاس تیرے ماتھے میں  
 اور تیری دونوں آنکھوں کے سامنے ایک یادگار ہوگی۔ تاکہ خداوند

کی شرح تیرے منہ میں ہو کیونکہ خداوند نے تجھے بزبردستی ملک مصر سے  
 نکالا۔ تو یہ حکم سیوقستہ معین میں سال بسال یاد رکھو۔ اور یوں ہوگا  
 کہ جب خداوند تجھے کنعانیوں کی زمین میں جیسے اوس نے تجھ سے  
 اور تیرے باپ دادوں سے قسم کھائی ہے لاوے اور اوسے تجھے  
 دیوے تو سب کو جو کہ رحم کا کھو لینو الا ہے خداوند کے لئے جدا کیجئے  
 سارے زیتیرے مویشی میں جو پہلے پیدا ہوئے خداوند کے ہونگی  
 اور گدھے کے پہلے بچے کے بدلے برے کو فدیہ دیجئے۔ اور اگر تو  
 اسکا فدیہ نہ دیوے تو اوسکی گردن توڑ ڈالو اور اپنے فرزندوں  
 میں آدمی کے سارے بلوٹھوں کا فدیہ دیجئے۔

اور یوں ہوگا کہ جب تیرا بیٹا آئندہ کو تجھ سے پوچھے۔ اور کہے کہ یہ  
 کیا ہے تو قیادستہ کہو کہ خداوند مہکو بزبردستی۔ مصر اور غلاموں  
 کے گھر سے باہر لایا اور جب فرعون نے سچا ہا کہ تمہیں جانے دے مصر سے  
 ہوا کہ خداوند نے مصر میں سب بلوٹھے انسان کے بلوٹھوں سے  
 نیلے حیاں کے بلوٹھوں تک مار ڈالے۔ ہوا سٹے میں اوس سب  
 مردوں کو جو رحم کے کھو لینو اسے میں خداوند کے لئے ذبح کرتا ہوں  
 لیکن اپنے فرزندوں کے سب بلوٹھوں کا فدیہ دیتا ہوں۔ اور یہ  
 تیرے ہاتھ میں ایک علامت۔ اور تیری آنکھوں کے بیج ایک یادگار  
 ہوگا کیونکہ خداوند بزبردستی سے مہکو مصر سے باہر نکال لایا۔

اور جب فرعون نے اُن لوگوں کو جانے دیا تو یوں ہوا کہ خدا نے  
 انہیں یہ رہبری نہ کی کہ وہ فلسیتوں کی راہ سے جاویں اگرچہ وہ  
 نزدیکی کی راہ تھی کیونکہ خدا نے کہا ایسا ہنو کہ وہ لوگ لڑائی دیکھیں

اور مصر کو پہر جا دیں بلکہ خدا نے اوس لوگوں کو دریائے قسطنطنیہ کے  
بیاباں کی طرف پھیرا اور بنی اسرائیل صفت باندھے ہوئے زمیں مصر  
سے نکلے چلے گئے اور موسیٰ نے یوسف کی ہڈیاں ساتھ لیں کیونکہ  
اُسے بنی اسرائیل کو تاکیدا قہم دیکھے کھا تھا کہ خدا یقیناً تمہاری خبر گیری  
کر گیا تم یہاں سے میری ہڈیاں اپنے ساتھ لیجاؤ۔

تب پھر دس سب سکات سے روانہ ہوئے اور بیاباں کے کنارہ ایتام  
میں اتر پڑے اور خداوندوں کو بدلی کے ستوں میں تاکہ اوہیں راہ  
بتا دے اور رات کو آگ کے ستوں میں ہو کے تاکہ اوہیں روشنی بخشنے  
اُن کے آگے چلا جاتا تھا۔ تاکہ دن رات چلے جائیں۔ وہ بدلی کا ستون  
دن کو اور آگ کا ستون رات کو اوس لوگوں کے آگے سے ہرگز نہ اٹھا  
تا تھا

اور خداوند نے موسیٰ سے فرمایا کہ بنی اسرائیل سے کہہ کہ پھرین۔ اور  
فی الحیرات کے آگے محبدال اور دریا کے درمیان۔ مقیم ہوں بعل سفون  
کے سمت بل جو دریا کے کنارے ہے مقیم ہوں۔ فرعون بنی اسرائیل  
کے حق میں کہیگا کہ وے اوس زمیں میں بھنے ہیں اور بیابان نے  
انہیں بند کیا ہے۔ اور میں فرعون کے دل کو سخت کروں گا کہ وہ اوس  
کا پیچھا کرے گا اور میں فرعون اور اس کے سارے لشکر پر غالب  
ہوں گا تاکہ مصری جانیں کہ خداوند میں ہوں اور انہوں نے ایسا  
ہی کیا۔

اور جب شاہ مصر کو خبر دی گئی کہ وے لوگ بھاگ گئے تو فرعون اور  
اوس کے خادموں کا دل اوس لوگوں کی طرف سے پیر گیا۔ اور وے

شرح تھان۔ اور راج تھان۔ وغیرہ سے دو سالین نہیں پونگنا جو صاحب نقلہ  
جائیں۔ وہ ایک مہینہ میں ہی ختم کر سکتے ہیں اگر بعد کسی دوسری کتاب صر فی یا نحو کی  
اس مفید عالم عرف معین المیکمہ۔ یہ ایک نجات اودیہ و علاج ہر برہمن  
انگریزی۔ اردو۔ فارسی عربی زبان میں نجات کی ترتیب پر درج کیا گیا۔

کرنا ہر نو فوڑا نجات کو طور پر نہیں نکالا اور دیکھ لو خواہ اسکا نام انکم  
عربی۔ یا انگریزی میں انکی مدد کو خود کمال طور پر علاج کر سکتے ہوں

جانچ پڑنا۔ اور قابل اخفا امراض میں جب چاہو کمال راج حاصل کر سکتے ہر

دیوانی نسخہ جات جو اعلیٰ درجہ پر قابل اعتبار میں درج کئے گئے ہیں۔ سہل آلود

خاص توجہ دینی جو ناگہاں کی مدد کو۔ شہر و دیہات میں علاج بلا وقت ہو سکے۔ ہر فہم دوزی

احالت صحت میں فتنہ خائفرا۔ اور ایام صبت میں ہوس و غلہ ساز ہوگی اگر تہہ میں اطلاق اور روحانی امر

کا علاج نہایت ہی دلچسپ اور معقول طور پر درج کیا گیا ہو۔ یہ ایک ایسی جامع اور مفید۔ اور قابل اعتبار

کتاب ہو کہ انکی فطرت زمانہ سابق و حال کی کتابوں میں نہیں ملے گی جتنی۔ یہ کتاب تین جلدوں میں ہے

قیمت فی جلد چھ روپے کل قیمت ہر سہ جلدوں کے۔ کچا نڈروں۔ طالب علموں۔ اور غریب علم دوست اشخاص کو

بیشتر نصیب دینا۔ ہڈیاں شہروں۔ اور غریب عہدہ داروں کی نصف قیمت پر دیا جاسکتی ہو۔

۵۔ رسالہ اعضا مخصوصہ۔ اس میں تمام امراض مخصوصہ مثلاً آفتاب۔ سوزاک و جریان۔ نامردی

اضرات خلق۔ عقر۔ سرعت انزال۔ احتلام۔ عسرت اطمث۔ اشتقاق وغیرہ کا علاج۔ جماع کے قواعد

اور آداب۔ اور بہت سے ضروری مضامین صحت کی ترتیب پر درج کئے گئے ہیں۔ نیز تمام اودیہ جوان کو

اعضا کی تسلیق میں درج ہیں زمانہ موجودہ کی تمام خرابیوں اور سدا کا اس کی کل علاج جو قیمت

۶۔ مفید النساء والصبیان۔ اس رسالہ میں تمام ناگہانی دکھوں۔ اور دردوں کا علاج ہے

جو عورتوں کی خبری دود و بالائی نادانی۔ اور دایاات سرخو کی پابندی سے حاملہ۔ اور زچہ اور نو زائیدہ

بچوں کو مہار سے ملک میں دبا و عالمگیر کی طرح ہلاک کر رہی ہے۔ قیمت ۳

کے تشخیص کا موضوع۔ اس کتاب میں مفید علم کی طرح تمام ہر فن لغت کی ترتیب پر درج  
کئے جا کر ہر ایک مرض کی تعریف۔ اسباب۔ کیفیت۔ علامات۔ امتحان اور تشخیص درج کئے گئے ہیں  
جو آتی۔ امراض قابلہ۔ امراض القیون۔ امراض النسوان۔ امراض البصیان۔ امراض التین وغیرہ  
کی مرض شناسی انہیں۔ با تمام امراض پر یہ کتاب کامل طور سے حاوی اور جامع ہے۔ یہ کتاب  
مکتبہ الکرطی۔ یونانی کا ایسا کامل کتب خانہ بن جاتا ہے کہ پھر کسی کتاب کی ضرورت نہیں رہتی  
پہلے سے اس کتاب کی سب سے بڑا اور اچھا ہندو شخص ہندو شخص کی تعریف اور تشخیص درج  
مگر بنظر ثبات و علامات و امتحان و کیفیت کا بھی مختصر مگر کامل ہاں شامل کر دیا گیا ہے  
یا وجود یہ حجم کے بنظر افادہ عام قیمت وہی دو روپیہ آٹھ آنہ ہے

۸۱ استھاد تو اوٹری۔ یہ اشتہاری پرچہ جو ایک ہزار مہوار چھپکر تذکرۃ القفران کے ساتھ  
مہواری شایع ہوا کر گیا بشرح اندراج فی ماہ چار روپیہ فی صفحہ فی سہ ماہی ملت فی صفحہ فی ششماہی  
امین روپیہ اور فی سال ۳ روپیہ فی صفحہ ہوگی جو صاحبان اپنی طبع شدہ اشتہارات یا رسائل برائے  
اردو یا انگریزی وغیرہ اشاعت کی واسطے ارسال فرمائیں وہ بشرح ذیل شایع کئے جاسکتے ہیں  
فوزن ۳ ماشہ فی عدد چار روپیہ مہوار۔ ۳ ماشہ سے زیادہ ایک تولہ تک ملے روپیہ مہوار۔

ایک تولہ سے زیادہ فی تولہ یا دو ٹکی کسر سے ملے روپیہ مہوار بنا جو روں کے لئے اپنی اپنی طاقت  
کا یہ نہایت آسان وزنیہ ہے۔ اجرت اشتہار خواست کو ساتھ آنی جاسکتی ہے۔ وزن علامتیں ساحت  
نوٹ۔ تمام درجہ تیس۔ بنام فتح محمد خان بنجر تذکرۃ القفران مقام تراوڑی ضلع کرنال آئی سٹیج

المکتبہ

خاکسار فتح محمد خان بنجر تذکرۃ القفران مقام تراوڑی ضلع کرنال صوبہ پنجاب

وَمِنْ أَعْرَاضٍ عَنْ دِرْكِي فَإِنَّ لِي مَعْنِيَةً صَبْرًا وَخَشَرًا كَوْمَ الْقِيَامَةِ عَمِي

در کجاست میرے ذکر سے میرا یہی معنی آکر ہے۔ لہذا ان تمام جملے اور قیامت کے دن ہم انکا ذکر کرتے ہیں۔

# جلد نمبر تذکرۃ القرآن سنہ ۱۰۹۰ ماہ اپریل

یہ ایک ماہواری سالہ ہے جو اغراض فیل پر چھپکر شایع ہوتا ہے  
 اول۔ قرآنی مضامین اور رسائل کو ماہواری رسالوں کی صورت میں شایع کرنا۔ قرآن کریم کو  
 تمام بنی نوع کیوں سہل و آسان اور حقیقی خیر خواہ ثابت کرنا۔ اور ایسی تجاویز و تدبیر  
 پیش کرنی جن سے قرآنی علوم کا رواج ہو۔

دوئم۔ قرآن کی کاملیت و فضیلت کو تمام اقوام پر ظاہر کرنا اور اس میں جو صدقہ و تقصیب  
 و درکری کی کوشش کرنا۔ جس میں مذہب کو ایک دوسرے کا دشمن بنا کر ہمدردی اور  
 ہمتنازی کو کھودیا اور تمام قوم کو بالعموم حقیقی صلاحیت۔ وسعت و سعادت و محروم کرنا  
 اور خداوند عالم کی سچی پرستش کے بجائے انکو رسومات کلبہ پرستار بنا دیا ہے  
 سولم۔ مخالفین کے اعتراضات کا جواب نہایت شائستگی اور علم کے ساتھ قرآن مجید سے  
 دینا۔ خدا و تعصب کی رو سے کسی قوم۔ یا کسی بشر کی دل آزاری نہ کرنا۔ بلکہ سچی ہمدردی  
 اور سچی خیر خواہی کے طور پر احسن طریق سے تمام بد اخلاقی۔ بدینی۔ اور با ایمانی  
 کے دور کر نیکی کوشش کرنا۔

چہام۔ مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں اتحاد پیدا کرنا

اس سالہ کی قیمت سالانہ مع محصول ڈال دو روپیہ ہے جو پیشگی آنی چاہئے

مطبع عمر نیری تراوڑی ضلع کرنا املک پنجاب طبع شد

جن صاحبان کو ذہنیت و علم کی ترقی و ترقی کے لئے یہ ماہواری رسالہ شایع ہوتا ہے



## عربی اور تمام تعلیم یافتہوں کی واسطی نہایت ضروری مفید کتابیں

۱۔ حجۃ الوداع القرآن ۹۹ جلد حسین مصطفیٰ ذیل مضامین پر نہایت ہی عجیب و غریب بحثوں  
(۱) دلائل برستی باری تعالیٰ (۲) اسمائی باری تعالیٰ کی حقیقت اور کمال اعمال اور خواص دس سلسلہ تقدیر  
اور دعاؤں کی حقیقت اور انعامات الہی کا ذکر (۳) کون لوگ غضب الہی کو بچیں اور کون گمراہ ہیں (۴)  
مناشرت یعنی مرد و عورت کو باہمی اعتقادات کس طرح پرہوتے ہیں (۵) اسلامی حفظ صحت (۶) شفقت کے  
خطراتک تاراج اور اوکا کمال علاج (۷) ذکر و فکر کی حقیقت (۸) کوکب نایاب اور اعلیٰ قوتوں کو زایل کر دہی  
حرایاں محبت مع حصول ذاک و دور و بیہ

۲۔ مفتاح القرآن اسکو معمولی اردو خوان ایک مہینہ میں یاد کر کے پانچ سو لغتوں اور ایک لاکھ سو سو کلام  
میں غور پر ایسا حاوی اور صرف و نحو میں ایسا شائق ہو جائے کہ قرآن مجید باری تعالیٰ پر کلمہ چھوٹے  
بچے ہی اسکو چار پانچ مہینہ میں یاد کر کے قرآن مجید یا معنی پڑھ سکیں اور معنی پڑھ سکیں برابر تہ میں غم کو کھو  
دیں۔ پس تمام بچوں و جوانوں اور پڑھوں کو چاہیے کہ اسکو ضرور پڑھیں۔ پھر تمام عمر قرآن مجید کی تائید  
نماؤں کرتے ہیں۔ اسی محبوب خدا وادب کی طرف سے شفقت نیکر اس کو پڑھ کر اور کیا خوش نصیبی ہو سکتی  
ہے کہ محض چند ماہ کی معمولی محنت سے قرآن مجید باری تعالیٰ تمام سلمانوں کو چاہیے کہ اب بچوں کو معنی قرآن مجید  
پڑھنا چھوڑیں بلکہ اس قدر کو پڑھ کر باری تعالیٰ پر کلمہ چھوٹے ہو جائیں کہ ان کو چاہیے کہ چلیا تخت نافی  
ہے اگر ایسا ہی کرینگے تو انشا اللہ العزیز قرآنی آیتوں اور قصوں کو ایسا رواج ہو جائیگا کہ تمام دہائیت  
سوں میں گندہ شعراء جو ہوتے تھے جنہوں نے ہمارے دین اور دنیا کو زباور رکھا ہی لکھتے تھے۔  
ہو جائیں گے اس قاعدہ سے اردو فارسی کے ہزار لغت آجائیں گے جس سے ہر سہ کی تعلیم میں بھی باری  
مدد ملے گی اور مدال کا امتحان بچہ چھ سال کو چار سال میں پاس ہو سکے گا انشا اللہ تعالیٰ۔

۳۔ مفتاح العربیہ اسکو ذریعہ سے معمولی اردو خوان تمام صرف و نحو پر بروہ مہینہ میں ایسا  
حاوی اور شائق ہو جائے کہ قرآن مجید باری تعالیٰ پر کلمہ چھوٹے ہو جائیں کہ ان کو چاہیے کہ چلیا تخت نافی

## تذکرۃ القرآن

ماہ اپریل ۱۳۸۷ھ



نمبر

جلد

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
مُحَمَّدٌ وَفَضِّلَا عَلَى سُوْلِ الْكَرِيمِ

سند کوٹھجور پناہ دہا ایچ

بولے کہ ہم نے یہ کیا کیا اسرائیل کو اپنی خدمت گاری سے باہر جانے پر  
بتا دیا اس نے اپنی کھڑیاں جو تھیں اور اپنے لوگ ساتھ لئے اور اس پر  
چڑھ سو جہنمی کالاباں ساتھ لائیں اور اوں سپر سردار تھلے اور  
خداوند نے تمام مصر فرعون کے دل کو سخت کر دیا اور وہ بنی اسرائیل  
کے پیچھے چلے دو دریا بہ بنی اسرائیل بالادستی سے نکلے۔ اور مصری اور  
بچھا گئے چلے گئے اور فرعون کے سارے کھوڑوں اور اونچی کالاباں  
اور اوں کے سواروں اور اوں کے لشکر نے ان کو پیٹھ کھڑا کرتے ہوئے  
دور یا پر فی الحیرات اور اوں کے آگے بل سفوں کے مقابل جا ہی لیا۔  
اور جب فرعون نزدیک ہوا اور بنی اسرائیل نے آنکھیں اوپر کیں اور  
مصریوں کو اپنے پیچھے آتے دیکھا اور وہ سخت سے ڈرے بت  
بنی اسرائیل نے خداوند سے فریاد کی۔ اور موسیٰ نے کہا کہ کیا مصر میں قبر

کی جگہ نہ تھی کہ تو ہم کو دیاں سے بیابان میں مرنے کے لئے لایا۔ تو نے ہم سے یہ کہا معاملہ کیا کہ ہم کو مصر سے نکال لایا۔ کیا یہ وہی بات نہیں جو ہم نے مصر میں تجھ سے کہی تھی کہ ہم سے ماتہ اٹھاتا کہ ہم مصریوں کی خدمت کریں کہ ہمارے لئے مصریوں کی خدمت کرنا بیابان میں مرنے سے بہتر تھا۔ بت موصی نے لوگوں کو دکھا خوف نہ کرو کہڑے رہو اور خداوند کی نجات دیکھو جو آج کے دن وہ تمہیں دیوے گا۔ کیونکہ اُن مصریوں کو جنہیں تم آج دیکھتے ہو تم انہیں پہر تا ابد نہ دیکھو گے۔ خداوند تمہارے لئے جنگ کرے گا۔ اور تم پیپ پاپ رہو گے۔

بت خداوند نے موصی سے کہا کہ تو کیوں میرے آگے چلیں۔ تو اپنا عصا اٹھا اور دریا پر اپنا ہاتھ بڑھا۔ اور اسے حصہ کر بنی اسرائیل دریا کے زمرے میں۔ سے سوکھی زمین پر ہو کے گزر جائینگے اور دیکھ کہ میں مصریوں کے دل کو سخت کر دوں گا اور وہ اپنے گناہوں کو دیکھ کر نینکے اور میں فرعون اور اس کی سپاہ اور اس کی گاڑیوں اور اس کے سواروں پر اپنا جلال ظاہر کروں گا۔ اور یہ مصری حبیب میں فرعون اور اس کی گاڑیوں پر اور اس کی سواروں پر اپنا جلال ظاہر کروں گا تو جانے گے کہ میں خدا ہوں۔

اور خدا کا فرشتہ جو اسرائیلی لشکر کے آگے چلا جاتا تھا۔ پھر اور اون کی پشت پر آیا اور بدلی کا وہ ستون اون کے سامنے سے گیا اور اون کی پشت پر جا ٹھہرا۔ اور مصریوں کے لشکر اور اسرائیلی لشکر کے بیچ میں آیا اور وہ ایک اندھیری بدلی ہوئی پورات کو روشن ہوئی سو تمام رات ایک لشکر دوسرے کے نزدیک نہ آیا پھر موصی نے دریا پر ہاتھ بڑھایا اور خداوند نے بہ سبب بڑی پوری اندھی کے تمام رات میں دیا

کو چلایا اور دریا کو سکھا دیا۔ اور پانی کو دو حصے کیا۔ اور بنی اسرائیل دریا کے بیچ میں سے سوکھی زمیں پر ہو گئے گزر گئے۔ اور پانی کی اون کے دہنے اور بائیں دیوار بنی۔

اور مصریوں نے پیچھا کیا اور اون کا پیچھا کئے ہوئے وہ اور فرعون کے سب گھوڑے اور اون کی گاڑیاں اور اون کے سوار اور یا کے بھتیجے تک آئے اور یوں ہوا کہ خداوند نے پچھلے پہر اوس آگ اور بدلی کے ستوں میں سے مصریوں کے لشکر پر نظر کی۔ اور مصریوں کی فوج کو گھیر دیا۔

اور اون کی گاڑیوں کے پھیموں کو نکال ڈالا ایسا کہ شکل سے چلتی تھیں چنانچہ مصریوں نے کہا کہ اور اسرائیلیوں کے منہ پر سے بھاگ جاؤں کیونکہ خداوند اون کے لئے مصریوں سے جنگ کرتا ہے۔

اور خداوند نے سو سے کہہا کہ اپنا ہاتھ دریا پر بڑھاتا کہ پانی مصریوں اور اون کی گاڑیوں اور اون کے سواروں پر پھر آئے۔ اور سو سے کہنے

اپنا ہاتھ دریا پر بڑھایا اور دریا صبح ہوتے اسپنے قوت اہلی پر ٹوٹا۔ اور مصری اسی کے آگے بھاگے اور خداوند نے مصریوں کو دریا میں ہلاک

کیا۔ اور پانی پھرا۔ اور گاڑیوں اور سواروں اور فرعون کے سب لشکر کو جواؤں کے پیچھے دریا کے بیچ آئے تھے جھپایا۔ اور ایک بھی

ان میں سے باقی نہ چھوٹا۔ پر بنی اسرائیل خشک دریا پر دریا کے بیچ میں چلے گئے اور پانی کی اون کے دہنے اور بائیں دیوار بنی۔ سو خداوند نے

اس دن اسرائیلیوں کو مصریوں کے ہاتھ سے یوں بچسایا اور اسرائیلیوں نے مصریوں کی لاشیں دریا کے کنارے پر پھینکیں۔ اور اسرائیلیوں کی

بڑی قدرت جو خداوند نے مصریوں پر ظاہر کی دیکھی اور لوگ خداوند سے

ڈرے بت خداوند پر اور اس کے بندے موسیٰ پر ایمان لائے  
 بت موسیٰ اور بنی اسرائیل نے خداوند کے آگے یہ گیت گایا۔ اور بولے کہ  
 میں خداوند کی حمد و ثنا گاؤں گا۔ کہ اس نے بڑے جلال سے اپنے  
 تئیں ظاہر کیا اس نے گھوڑے کو اس کے سوار سمیت دریا میں ڈال دیا۔  
 خداوند میری قوت اور میرا راک ہے اور وہ میری نجات ہوا۔ وہ  
 میرا خدا ہے میں اوجی بڑائی کروں گا میرے باپ کا خدا ہے میں اس کی بزرگی  
 کروں گا۔ خداوند صاحب جنگ ہے۔ یہوواہ اس کا نام ہے۔ فرعون  
 کی گاڑیاں اور اس کا لشکر اس نے دریا میں ڈال دیا۔ اس کے چنے ہوئے  
 سردار دریائے قلزم میں ڈبائے گئے۔ گہراپوں نے انہیں چھاپا۔ وہ  
 پتھر کی مانند تھک چلے گئے۔ اے خداوند تیرا دھنا تھک نہ رہا میں شہور ہوا  
 اور خداوند تیرے دھناتھنے نے میریوں کو چور چاہ کیا۔ تو نے اپنے  
 بڑے جلال سے اپنا سامنہ کرنے والوں کو دھوا دیا تو نے اپنے غضب  
 کو بھجا۔ جس نے اون کو زخمی کی مانند چھاپا۔ اور میرے نتھنوں کے  
 دم سے پانی ایک جگہ سمٹ گیا اور موجیں تو دالودا کھڑی ہو گئیں۔ او  
 دریا کے پج میں گہراپے جم گئے۔ دشمن بولا میں چہا کروں گا میں جانوٹا  
 میں لوٹ کا مال ہانٹوں گا۔ اُن سے میں جی اپنا ٹھنڈا کروں گا میں اپنی  
 لہو کھینچوں گا میرا تھاکو ہلاک کرے گا۔ تو نے اپنی ہوا سے  
 بھونک ماری دریا نے انہیں چھاپا۔ وہ کیسے کی طرح زور  
 کے پانی میں تلے بیٹھ گئے۔ معبودوں میں خداوند تجہسا کون ہو۔ پاکیزگی  
 میں کون ہے تیرا جلال والا۔ ڈرا بنوالا۔ صاحب بڑائیوں کا۔ اور  
 عجائبات کا بنانے والا۔ تو نے اپنا دھنا تھک نہ رہا۔ زمیں انہیں

غل گئی۔ تو نے اپنی رحمت سے اون لوگوں کی جنہیں تو نے پہلے بارشہاد  
کی تو نے اپنے زور سے انہیں اپنے مقدس مکان تک لایا۔ تو نے  
سینگی اور کاپت جاوینگی اور فلسیتوں کو خوف بڑھایا۔ بت اور دم سے  
رہیں حیران ہونگے۔ سواب کے پہاڑوں کو کیکسی پھڑکی۔ کھان کے  
سب رہنے والے بچھل جائینگے انہیں خوف اور ہراس ہوگا۔ وہ  
تیرے بزرگ، ماتھے سے بہر کی طرح بے حس و حرکت بن جائیں گے۔  
جب تک تیرے لوگ گزرنے جاویں اور خداوند جب تیرے دے لوگ  
جنہیں تو نے خرید کیا۔ گزرنے جاویں۔ تو انہیں لایکا اور انہیں اپنی  
سیراث کے پہاڑ پر ورخت کی طرح لگاویگا۔ اس جگہ پر جو خداوند نے  
اپنے رہنے کے لئے بنائی ہے اور جائے قدس میں جو خداوند تیرے  
ہاتھوں نے قائم کی ہے۔ خداوند ابد الابد سلطنت کریگا۔ اس لئے کہ  
فرعون کا گھوڑا کٹاریوں اور اس کے سواروں سمیت سب اس جگہ پر  
گیا۔ اور خداوند نے دریا کے بانی کو اوں پر پھر پھر اس بنی اسرائیل  
دریا کو۔ جہوں بیچ سے سوکھی زمین پر ہونے چاہئے۔

اس تمام قصہ کو قرآن مجید نہایت مختصر اور پر معنی طور پر بار بار اشارہ  
فرماتا ہے ایک جگہ پر عصائے موسیٰ اور ید بیٹائے کا ذکر فرما کر ارشاد  
فرماتا ہے قَدْ اَنَّا لَمْ نَزَلْنَا مِنْ دُونِ وَاٰلِ فِرْعَوْنَ وَ مَلَاٰئِمِہِ  
سائیرے رب کی طرف سے فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف  
یہ دو برہان ہیں دوسری جگہ پر بلائے تمنا کی نسبت اس طرح فرماتا ہے  
وَلَقَدْ اَخَذْنَا آلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِّیْنَ وَفَقَصْنَا مِنَ الثَّمَرَاتِ  
لَعَلَّهُمْ یَذَّكَّرُوْنَ اور سننے آل فرعون کو تیرے سالیوں میں اور

کمی پیداوار میں مبتلا کیا تاکہ وہ متنبہ ہوں۔ پھر متفرق معجزات کی نسبت  
 فرماتا ہے۔ فَأَوْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوفَانَ وَالْجُرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالْقُمَّلَ  
 السَّفَادِيحَ وَالزَّمَّ أَبَاتٍ مُفَصِّلَاتٍ فَأَسْتَكْبَرُوا وَكَانُوا  
 قَوْمًا مُّجْرِمِينَ۔ پس ہم نے اون پر طوفان اور ہڈیاں اور  
 چجر جی وجوں اور مینڈک اور خون پیسے جو علیحدہ علیحدہ نسلات  
 تھے مگر وہ تجبر کرتے۔ ہے اور سرکش بنے رہے۔ متواتر عذابوں کے

بعد ایمان لائے اور موسیٰ علیہ السلام سے التجائے دعا و شفاعت کرنے  
 کی بابت قرآن کریم اس طرح فرماتا ہے وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ  
 قَالُوا يَا مُوسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَمِدْتَ كَلَّا لَئِنِ كُشِفَتْ  
 عَنْكَ الرِّجْزُ لَنَوْبُنَا لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِي إِسْرَءِيلَ  
 فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمْ الرِّجْزَ إِلَى آخِلٍ هُمْ بِالْعُذَّةِ إِذَا هُمْ  
 يَسْتَكْبِرُونَ۔ جب کہیں اوپر عذاب آتا وہ کہتے اے موسیٰ اپنے

رب سے اس عہد کے طفیل جو تیرے ساتھ کیا ہے ہمارے واسطے دعا  
 کر۔ اگر تو مجھے اس عذاب کو دور کر دے گا تو ہم ضرور ضرور تجھ پر ایمان  
 لادیں گے اور ضرور ضرور تیرے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیج دیں گے پس  
 جب ہم ایک وقتہ خاص کے لئے حکم کیا تو انہوں نے پہنچا تھا۔ عذاب  
 کو دور کر دینے تو فوراً بد عہدی کرنے لگے۔ یہاں تک کہ بار بار کی عہد شکنی  
 اور سرکشی اور روز افزوں تشدد و کجی کر بنی اسرائیل بہت گھبرا  
 اٹھے اور موسیٰ علیہ السلام نے بدین الفاظ ان کو تسکین دی۔

لَعَنَ رَبُّكَ لَئِنْ يُخَلِّكَ عَدُوٌّ كُفَرًا وَكَفَرُوا بِكَ فِي الْأَرْضِ  
 یعنی فریب ہے کہ تمہارا رب تمہارے دشمن کو ہلاک کر دے اور تمہیں

اس زمین جانشین کرے۔ اور خوف بھی حضرت موسیٰ نے آخر کار  
 تَنكِارُ يَهُدَىٰ رَعَاكِي ۖ كَتَبْنَا الظُّلُمَاتِ عَلَىٰ أَهْلِ الْهَيْمَةِ ۖ وَأَشْدَدُ  
 عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوا بِكَتَبْنَا الْقُرْآنَ عَلَىٰ الْكَلْبِ ۖ لَعْنَةُ  
 ہمارے رب اپنے کلموں پر بھارا و پھیر دے گا اور ان کے دلوں  
 کو سخت کر دے گا کہ ایمان لائے نہ لائیں یہاں تک کہ وہ ناک عذاب  
 نہ دیکھ لیں اس پر دعا کا نتیجہ یہ ہوا کہ آخر کار وہ ویران میں غرق کر دیے  
 گئے غرق ہوتے وقت بھی فرعون چلایا اَمْسَتْ اَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا  
 الَّذِي اَمْسَتْ بِهِ يَكُونُ أُسْرًا كَيْسَلٍ ۖ وَأَقَامِينَ الْمُسْلِمِينَ ۖ میں  
 ایمان لایا کہ تحقیق کوئی معبود سوا اسے اور اس ذات کے نہیں ہے جس  
 پر نبی اسرائیل ایمان لاسکے ہیں اور میں مسلمانوں میں سے ہوں۔  
 سیدنا یونس علیہ السلام کا قصہ بھی سہل و سہوار اور سنے مانج  
 کے عجیب مثال ہے۔ سورہ الصافات۔

وَإِنْ يُؤْمِنُ لَرَبِّكَ الْمُسْلِمِينَ ۖ إِذْ أَبَقَ إِلَى الْفُلِ الْكَاسِ  
 اور تیک یونس رسولوں میں سے ہے کہ جب بحال کر پری ہوئی کشتی  
 الْمُسْلِمِينَ ۖ فَسَاءَ لَهُمْ مَكَانٌ مِنَ الْمَدْحِضِينَ ۖ  
 کا طوفان چبے اور وہاں اہل کشتی کے ساتھ فرعون والا اور فرعون کا نام نکلا اور  
 فَالْتَمَسَهُ الْمَوْتُ وَهُوَ مُلِيمٌ ۖ فَلَوْلَا أَنَّهُ كَانَ مِنَ  
 دریا میں بھیک دگڑگڑاتے ہوئے اور وہ موت بہت ملاحت زدہ ہو گیا پس اگر  
 الْمُسْلِمِينَ ۖ لَلْبَيْتِ فِي بَطْنِهِ إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ  
 وہ تھ کر نہ بولتا تھا تو اس کے پیٹ میں یوم مضر تک رہا (یعنی یونس کی)  
 فَتَبَدَّدَ نَدُّ الْفِرْعَاءِ وَهُوَ سَقِيمٌ ۖ وَأَنْبَتْنَا عَلَيَّهِ  
 اس نے ہم نے اس کو میدان میں ڈال دیا۔ گروہ بہت بڑھ چکا تھا۔ اور تھوڑے



شَجَرَةٍ مِّنْ يَّقْطِئِينَ ۝ وَادَّسَلْنَاهُ إِلَىٰ مِائَةِ أَلْفٍ

ایک درخت بھی اگا دیا اور بنجر نلگر ایک لاکھ اسی کی طرف بلکہ

اَوْ يَرِيدُونَ ۚ فَاَمْنُوا فَنَعْنَهُمْ اِلَىٰ حِينٍ ۝

اوس کچھ زیادہ کی طرف بجا تب وہ لوگ ایمان لائے اسی کو ایک دن تک اس کے ساتھ

سورۃ الانبیاء میں بھی اسی طرف حسب ذیل اشارہ ہو۔

وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا اَصْنَابًا اِذْ ذَهَبَ مُغَايِبًا قَطَنًا اَن يَكُنْ ثَقْدِرَ

اور ذالنون کو یاد کرو جب غائب ہو کر چلے۔ اور ایسا مان کیا کہ ہم پر قابو ہو گا

عَلَيْهِمْ فَنَادَىٰ فِي الظُّلُمَاتِ اَن لَّا اِلَهَ اِلَّا اَنْتَ

ہیں انکار اندہیوں کے اندر جلال اللہ کہ اے خدا تیری سوا کوئی معبود نہیں

فَاَنْتَ اَعْلَمُ بِمَا كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ ۚ فَاَنْتَ سَعْبَبُ

پاک ہے تحقیق میں ہی ظالموں میں سے تھا پس ہم نے اسی کی پکار کرنا

لَهُ وَبَحَّيْنَاهُ مِنَ الْعَذَابِ ۚ وَكَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِينَ

اور اوس کو غم سے نجات دی اور اس طرح ہم مومن کو نجات دلاتے ہیں

اور اوس کو غم سے نجات دی اور اس طرح ہم مومن کو نجات دلاتے ہیں

اور اوس کو غم سے نجات دی اور اس طرح ہم مومن کو نجات دلاتے ہیں

اور اوس کو غم سے نجات دی اور اس طرح ہم مومن کو نجات دلاتے ہیں

(باب اول)

یونہ بنی کی کتاب

اور خداوند کا کلام یونہ بنی کو پہنچا۔ اور اوس نے کہا کہ اوستھ

اور اوس بڑے شہر بنیواہ کو جا اور اوسکی مخالفت میں ضادی کر

کیونکہ اوسکی شرارت میرے سامنے اوپر آئی۔ لیکن یونہ خداوند

کے حضور سے ترسیس کو بھاگنے لگے۔ اوستھ اور وہ یا فا

میں اتر گیا اور وہاں ایک جہاز کو جو ترسیس کو جانے پر بھتا

باب اب اوسکا کہ اب ویکرا و سپر چڑھاتا کہ خداوند کے حضور سے

ترسیں کو اونکے ساتھ جاوے۔

لیکن خداوند نے سمندر پر ایک بڑی اندھی پہی اور سمندر کے درمیان طوفان نے شدت کی ایسی کہ گمان تھا کہ جہاز تباہ ہو جاوے گا۔ تب تلح ہر اسان ہوئے اور ہر ایک نے اپنے اپنے معبود کو پوکارا اور دے اجناس جو جہاز پر تھیں سمندر میں ڈال دی تاکہ یوں اسے ہلکا کریں پر یونہ جہاز کے اندر اور ترکر پڑا تھا اور سو گیا تب نا خدا ادس کو پاس گیا اور اسے کہا کہ کیوں ہوا کہ تو پڑ کے سوراٹا اٹھا اپنے خدا کو پکارنا اگر ایسا ہوگا کہ خدا ہمیں یاد کرے تو ہم ہلاک نہ ہونگے اور انھوں نے آپس میں کہا کہ آو ہم لوگ قرعہ ڈال کر دیا منت کریں کہ کھلے سبب سے ہم پر یہ بلا آتی چنانچہ انھوں نے قرعہ ڈالا۔ اور قرعہ میں یونا کا نام نکلا تب انھوں نے اس سے کہا تو مہلو جتلا کس کے سبب یہ بلا ہم پر آتی ہے۔ تیرا کیا پیشہ ہے اور تو کہاں سے آیا تیرا وطن کہاں اور تو کس قوم میں کا ہوا ہے اسے اس نے کہا کہ میں عبرانی ہوں اور یہوواہ آسمان کے خدا سے جس نے سمندر اور زمین کو پیدا کیا ہے۔ ترسان ہوں تب وہ لوگ نہایت ڈرے اور اسے کہنے لگے تو نے ایسا کیوں کیا۔ کیونکہ انھوں نے دیا منت کیا تھا کہ وہ خداوند کے حضور سے بھاگا ہو۔ اسلئے کہ اس نے آپ او نہیں کہا تھا۔

تب انھوں نے اس سے پوچھا کہ ہم تجھ سے کیا کریں تاکہ سمندر ہمارے لئے ساکت ہو جاوے کہ سمندر زیادہ طوفانی ہوتا چلا جاتا تھا تب اس نے او نہیں کہا کہ تم لوگ مجھ کو اٹھا کر سمندر میں ڈالو

تو تھارے واسطے سمندر کا تلاطم جاتا رہیگا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ یہ بڑی اندھی میرے ہی سبب سے پیدا ہوئی ہو پھر بھی ملاحوں نے ڈانڈ مارنے میں بڑی کوشش کی تاکہ کناسہ بچڑیں لیکن دوزخ کو اسلئے کہ سمندر اونچی مخالفت میں اور بھی زیادہ زور سے موج مارتا تھا بت دے خداوند نے حضور میں چلائے اور بولے کہ اے خداوند ہم تیری منت کرتے ہیں کہ ہم لوگ اس آدمی کی جان کے سبب سے ہلاک نہ ہوویں اور خون ناحق کو ہماری گردن پر مت ڈالنا کیونکہ اے خدا تو نے جو چاہا سو ہی کیا ہے اور انہوں نے یونہی گواہی دے کر سمندر میں ڈال دیا اور سمندر کا تلاطم موقوف ہو گیا۔ بت دے خداوند سے پیٹ ڈرے نہ اور انہوں نے خداوند کے حضور ایک قربانی گدھائی اور نعین مانی۔

پھر خداوند نے ایک بڑی مہمبلی مقرر کر رکھی تھی کہ یونہی کو نکل جاوے اور یونہی تین دن رات مہمبلی کے پیٹ میں رہا۔ باب دوم  
تب یونان نے مہمبلی کے پیٹ میں خداوند اپنے خدا سے دعا مانگی اور کہا کہ میں نے اپنے پیٹ میں خداوند خدا کو پوکا رکھا اور اسے پیری سنی۔ ان میں پاتال کے بطوں میں چلایا۔ اور تو نے میری آواز سنی کیونکہ تو ہی نے مجھ کو گہراؤ میں سمندر کے درمیاں ڈالا اور پانی کی دھاروں نے مجھے کھیر لیا۔ اور تیری ساری موجیں اور ڈھب مجھ سے گزر گئے۔ تب میں نے کہا کہ میں تیری نظر سے دور ہینکا گیا۔ تو بھی تیرے مقدس ہیکل کی طرف پھر نظر نہ کرونگا۔ پانیوں نے مجھ کو میری جاں تک کھیر لیا۔ اور گہراؤ نے چاروں طرف سے مجھ کو بند کر رکھا ہے

اور سمندر کے سوار میرے سر پر بیٹھے گئے۔ اور میں پہاڑوں کی چوٹیوں  
 تک اتر کے جانا زمین کے اڑنیے مجھ پر عہدہ کے لئے بند رہتے مگر  
 اے خداوند میرے خدا تو میرے جان کو گور میں سے رٹائی دیگا۔  
 جبوقت میرا جی مجھ میں اڑوب گیا تب میں نے خداوند کو یاد کیا اور  
 میری دعا تیرے مقدس سیکل میں تجھ تک پہنچی۔ جو لوگ کہ جھوٹے ہیں  
 کو مانتے ہیں وہ اپنی نیتیں کہہ دیتے ہیں پر میں شکر گزاری کی آواز  
 سنا کے تیرے آگے قربانی گذرانوں گا۔ میں اپنی نظروں کو ادا  
 کرونگا نجات خداوند سے ہے اور خداوند نے مجھ کی کو کہا اور اوستی  
 یونہ کو خوشی پر اگل دیا۔  
 باب سوم

اور خداوند کا کلام دوسرے بار یونہ کو پہنچا اور اوستی نے کہا کہ اٹھ اوستی  
 بڑے شہر مینوہ کو جا اور وہاں اوستی کی منادی کر جسکا میں تجھے  
 حکم دیتا۔ تب یونہ خداوند کے کلام کے مطابق اٹھ کر مینوہ کو گیا اور  
 مینوہ خدا کے سامنے ایک بڑا شہر تھا کہ اوستی کے احاطہ میں دن کی راہ  
 تھی اور یونہ شہر میں داخل ہونے لگا اور ایک دن کی راہ میں جا کے  
 منادی کی اور کہا چالیس اور دن ہونگے تب مینوہ برباد کیا جاوے گا  
 تب مینوہ کے باشندوں نے خدا پر اعتقاد کیا۔ اور روزہ کی منادی  
 کی اور سب نے چوٹے سے بڑے تک ٹاٹ پھنسا اور یہ جز مینوہ کے۔

بادشاہ کو پہنچی اور وہ اپنے تخت پر سے اڑھا اور بادشاہی لباس کو  
 اتار ڈالا اور ٹاٹ اڑھ کر رکھ کر بیٹھ گیا۔ اور بادشاہ اور اوستی  
 ارکان دولت کے فرمان سے ایک اشتہار مینوہ میں کیا گیا اور اس  
 بات کی منادی ہوئی کہ کوئی انسان یا حیوان گلہ یا رمہ کوئی چیز مطلق

نہ چکھے۔ اور کھانا کھاوے اور نہ پانی پیوے۔ لیکن انسان اور حیوان  
 ٹاٹ سے ملے ہوئے اور خدا کے حضور شدت سے تالہ کریں بلکہ  
 ہر کوئی اپنی اپنی بری راہ سے اور اپنے اپنے ظلم سے جو اون کے  
 ہاتھوں میں ہے۔ باز آویں کیا جائیں کہ خدا پر گنا اور پچھائیگا اور  
 اپنے قہر شدید سے باز آویگا تاکہ ہم لوگ ہلاک نہ ہوں۔ اور خدا نے  
 اونکے کاموں کو دیکھا کہ وہ اپنے برے راہ سے باز آئے۔

بت خدا اوس بدی سے جو اُس نے کی تھی کہ میں اوس سے کروں گا پھبتا  
 کہ باز آیا اور اوس نے اوس سے وہ بدی کی۔ باب چہام  
 بریونہ اوس سے نہایت ناخوش ہوا اور پٹ رنجیدہ ہو گیا اور اوس  
 خداوند کے آگے دعا مانگی اور کہا کہ اے خداوند میں تجھ سے عرض  
 کرتا ہوں کہ یہ میرا مقولہ نہ تھا جو وقت میں ہنوز اپنے وطن میں تھا  
 اسیلے میں آگے سے ترسیس کو بھاگتا کیونکہ میں جانتا تھا کہ تو کریم اور  
 رحیم خدا ہے جو غصہ کرتے ہیں دھما ہے اور نہایت مہربان اور پھبتا  
 کے آپ کو بدی سے باز رکھتا ہے اب اے خداوند میں تیری منت  
 کرتا ہوں کہ میری جان کو مجھ سے لے لے کیونکہ میرا زمانہ بے یس و نہر ہے  
 بت خدا نے فرمایا کیا تو شدت سے رنجیدہ ہوتا ہے اور یونہ شہر سے  
 باہر جا کے شہر کی پورب طرف بیٹھا اور وہاں اپنے لئے ایک چہپر  
 بنایا اور اوس کے نیچے چھانوں میں بیٹھ رہا کہ دیکھے اوس شہر کا حال  
 کیا ہوتا ہے بت خداوند نے رینڈی کا ایک درخت اوگایا اور اُسے  
 یونہ کے اوپر دوڑایا تاکہ وہ اوس کے سر پر سایہ کرے اور اوسے  
 تکلیف سے چھڑائے اور یونہ اوس رینڈی کے پیڑ کے سبب سے

نہایت خوش ہوا۔ لیکن دوسرے دن صبح کی وقت خدا کے ایک  
 کبیڑے کو تیار کیا اور اس نے اس رینڈی کے درخت کو کاٹا  
 ایسا کہ وہ سوکھ گیا اور جب آفتاب چڑھا بت ایسا ہوا کہ خدا نے پورب  
 کی طرف سے چلائی اور آفتاب کی گرمی نے یونہی کے کھس اثر کیا  
 وہ غش میں آیا اور اپنی جان کے لئے موت چاہی اور کہا کہ اس میری  
 جینے سے میرا مرنا بہتر ہے۔ اور خدا نے یونہی کو کہا کیا تو اس  
 رینڈی کے درخت کے سبب شدت سے رنجیدہ ہے اور سو کہا میں تیرا  
 رنجیدہ ہوں کہ مرنا چاہتا ہوں تب خداوند نے فرمایا کہ بچہ اس  
 رینڈی کے درخت پر رحم آیا جسکے لئے تو نے کچھ محنت نہ کی اور نہ  
 تو نے اسے اوگایا جو ایک ہی رات میں اوگایا اور ایک ہی رات  
 میں سوکھ گیا۔ اور کیا مجھے لازم نہ تھا کہ میں اتنے بڑے شہر مینوہ  
 پر جس میں ایک لاکھ بیس ہزار آدمیوں سے زیادہ جو اپنے دھن  
 با میں ہاتھ کے دریاں امتیاز نہیں کر سکتے اور سوانہی بھی بہت  
 ہیں۔ شفقت نہ کروں۔

(۶) جو لوگ دین سے علیحدہ ہو کر دنیاوی عزت اور دولت کے واسطہ  
 کوشش کرتے ہیں وہ اپنی اپنی کوششوں کے مطابق کامیاب  
 ہونے ہیں۔ ماں اگر بچہ لوگ کسی سول یا کلام الہی کی مخالفت کرنے  
 لگ جائیں اور ظالم بن جائیں تو اونکی دنیاوی کوشش بھی برباد ہوتی  
 اور اونکی ہلاکت کا موجب ہو جاتی ہیں۔ جنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے  
 مَنْ كَانَ يُرِيدِ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزَيَّنَّا لَهَا تُوْفً اٰلَيْهِمْ اَعْمَالُهُمْ  
 فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يَحْسُبُوْنَ هٗ اُوْلٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِيْ الْاٰخِرَةِ

إِلَّا النَّارَ وَجَبَطَ صَاعًا صَاعًا فِيهَا وَبَاطِلٌ مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ  
 جو شخص اور آتش چاہتا ہے ہم اسکو اس کے اعمال کے مطابق دنیا  
 میں دیتے ہیں اور اونکی محنت میں کچھ کی نہیں کی جاتی مگر ان لوگوں  
 کے واسطے آخرت میں آگ کے سوائے کچھ نہیں دیا جائے گا اور انکی تمام دنیاوی  
 محنتیں برباد و بربادی اور تمام اعمال باطل ثابت ہوئے اس آیت کریمہ کی  
 صاف ظاہر ہے کہ دنیا کے واسطے جتنے کوئی شخص محنت اٹھاتا ہے  
 اس کے مطابق وہ ضرور پھل حاصل کر لیتا ہے خواہ کوئی مومن ہو یا غیر  
 مومن۔ اور انکی محنت میں کچھ کی نہیں کی جاتی مگر دنیا پرستوں کی صنعتیں  
 اور محنتیں آخرت میں کچھ کارآمد نہ ہونگی اور ان کو سوائے آتش  
 جہنم کے اور کچھ حاصل بھی نہ ہوگا۔ ان لوگوں کی دنیاوی کامیابی  
 اور ترقی بھی اس وقت تک ہے جب تک وہ ظلم کا پیشہ اختیار نہ کریں  
 اور نہ کسی رسول یا کلام الہی کی مخالفت پر کمر بستہ ہوں ورنہ دنیا میں  
 بھی ایسے لوگ جلد ہلاک اور تباہ کر دیے جاتے ہیں۔ چنانچہ کافروں  
 کی نسبت خداوند عالم فرماتا ہے إِنَّ اللَّهَ يُخْزِي الْكَافِرِينَ تحقیق  
 اللہ کافروں کو رسوا کرے گا اور پھر فرماتا ہے إِنَّ اللَّهَ عَدُوٌّ  
 لِلْكَافِرِينَ۔ تحقیق اللہ کافروں کا دشمن ہے پھر فرماتا ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ يُحَادُّونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَئِكَ فِي الْأَعْيُنِ  
 ذَلِيلٌ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہ  
 بہت ذلیل ہوتے ہیں۔ یہ مسئلہ منبر میں شرح طور پر بیان  
 ہو چکا ہے ظالموں کی نسبت اللہ کریم فرماتا ہے فَكَأَيُّ مَنُفِرَةٍ  
 أَهْلَكْنَاهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَى عُرُوشِهَا وَيَاكُورٌ

مُعْطِلَةٌ وَهَضْمٌ مُشِيدَةٌ پس بہت سی بہتوں کو سبب ہلاک کر دیا کیونکہ  
 اوکے باشندے ظالم ہو گئے تھے۔ پس وہ اپنی جھتوں پر گرے پڑے  
 ہیں اور بہت سے چالیں اور نجات مکانات و بران پڑے ہیں ایک  
 اور مقام پر قرآن مجید کفار کی نسبت فرمایا **لَهُمْ عَذَابٌ فِي الدُّنْيَا**  
**وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ وَشَقَّ** اونکے واسطے دنیاوی زندگی میں عذاب  
 ہے اور آخرت کا عذاب تو بیشک بہت ہی سخت ہو۔

**لَهُمْ عَذَابٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ**  
 چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے **سَيَخْزِي الَّذِينَ يَصْدُقُونَ عَنْ**  
**أَيْتِنَا سَوْءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوا يُصْذِقُونَ**۔ اون لوگوں کو  
 جو ہماری آیتوں سے کفارہ کہتی کرتے ہیں اس جرم کفارہ کہنی کی سزا میں  
 ہم شباب بڑا عذاب دیں گے۔

۱۸) جو لوگ احکام الہی کی یاد دہانی کے بعد بھی رجوع نہ کریں وہ غضب  
 کے محک اور سخت عذاب کے سختی ٹہر جانے میں چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے  
**وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِآيَاتِ رَبِّهِ ثُمَّ أَعْرَضَ عَنْهَا إِنَّا**  
**مِنَ الْمُجْرِمِينَ مُنْقِصُونَ** اس شخص سے زیادہ کون ظالم ہے جسکو  
 اوکے رب کی آیات سے یاد دہانی کرا لی گئی پر اسنے اعراض کیا  
 تحقیق ہم ایسے مجرموں سے انتقام لینے والے ہیں

۱۹) جو لوگ آسمانی کتاب کی تحقیق باتوں کو انہیں اور بعض کو نہ مانتیں  
 وہ دنیا میں سخت ذلیل ہونے اور آخرت میں سخت عذاب کی طرف  
 جائیں گے چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے **أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ**  
**وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَاءُ مَن يَفْعَلْ ذَلِكَ مَعَكُمُ الْآخِرَتَى**



فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ بِرَدُّونَ إِلَىٰ أَسْمَاءِ  
 الْعَذَابِ وَمَا لِلَّهِ بِغَا فَلَ عَمَّا لَعَلَّوْنَ كَيَا تَمَّ اس تَحَابُّ كَمَ  
 بعض باتوں کو مانتے اور بعض کی تکفیر کرتی ہو۔ پس جو شخص ایسا کرے  
 اوستی جزا سوائے اسکے اور کیا ہو سکتی ہے کہ دنیاوی زندگی میں  
 دولت اٹھاوے اور قیامت کو سخت تریں عذاب کی طرف دھکیلا  
 جاوے۔

۱۱۱) خدا کا خوف نہ کرنا اور غفلت و مہیا کی میں زندگی بسر کرنا برباد  
 ہو جانے کی علامت ہو چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے اَفَا مَنُومُنْكَرٌ  
 فَلَا يَأْتِي مَكُوْلَهُ اِلَّا الْقَوْمُ الْخَاسِرُونَ۔ کیا تم اس کی  
 نامعلوم سزاؤں سے بے خوف ہو گئے۔ پس یاد رکھو کہ اللہ کی  
 نامعلوم سزاؤں سے وہی لوگ بیخوف ہیں جو برباد ہونے والے ہیں  
 ۱۱۲) عذاب اکبر۔ جو مرنے کے بعد ہو گا اور اسکے علاوہ دنیا میں ہی  
 بدکاروں کو ایک عذاب خفیف دیا جاتا ہے تاکہ وہ حق کی طرف  
 رجوع کر سکیں چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے وَكَذٰلِكَ يُقَيِّمُ مِنَ الْعٰلَمِیْنَ  
 اَلَا كَسٰی لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ اور ہم ان کو اس عذاب اکبر کے  
 علاوہ ایک عذاب دلنے بھی ضرور چکھائے ہیں تاکہ وہ رجوع  
 کریں۔

۱۱۳) ایمان اور اعمال صالحہ کے بغیر انسان نقصان پر نقصان اٹھاتا  
 اور آخر کار بدکار ہو جاتا ہے چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے وَالْعَصٰی  
 اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّٰلِحٰتِ  
 وَلَوْ اَصْحٰبُ الْحَمٰی وَلَوْ اَصْحٰبُ الْاَصْبٰی زَمٰنَہٗ کُوْدِیْہُوْا تَحْقِیْق

انسان نقصان ہی نقصان میں ہے مگر جو خدا کو مانیں اور عمل صالح کریں اور ایک دوسرے کو حق اور صبر کے ساتھ نصیحت کرتے رہیں :-

۱۳۴۔ تمام عالم کی ہر ایک مخلوقات کا مذہب اسلام ہے خواہ بارادہ شوق ہو یا بے جبر واکراہ بعض اس دین پر فطرتاً اور تعلیماتاً قائم رہتے ہیں اور بعض کی سطح بھی نہیں۔ چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے۔ **وَالَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ فَسَبِّحُوا لَهُم مِّنَ اللَّيْلِ وَنَاصِطِ الْمَوَاقِیْ**۔ جو کوئی آسمانوں میں یا زمین میں ہے وہ خدا کے واسطے سبلمان ہے خواہ برضاے خاطر ہو یا بکراہ اور سب کو اسی کی طرف واپس ہونا ہے ایک اور جگہ پر دینِ قیم کی نسبت رب العالمین فرماتا ہے **فَطَرَتِ اللّٰهُ اَللّٰهُ النَّاسَ عَلَیْهَا لَا تَبْدِلُیْ الْمَخْلَقَ اللّٰهُ ذَٰلِكَ الَّذِیْنَ الْقَبِیْمَ وَكَوْنَتِ الْاَنْسَ النَّاسَ لَا یَغْلُوْنَ**۔

فطرت اللہ وہ ہے جس پر اللہ نے لوگوں کو پیدا کیا ہے اللہ کی پیدائش کیواسطے کوئی تبدیلی نہیں۔ یہی دینِ قیم ہے مگر اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔ اس فطرتی اسلام کی نسبت اور الفاظ میں قرآن مجید دوسری جگہ اس طرح فرماتا ہے **وَنَفْسٍ سَّوَّیَا سَوَّاهَا قُلُوبُهُمْ فَجَوَّرَهَا وَتَقُولُ هَآ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ ذَٰلِكَ هَآ قَدْ خَابَ مَنْ ذَٰلِكَ**۔

قسم ہے نفس کی اور اُس ذات کی جس نے اُس کو ایسا درست بنایا پھر اُس کے اندر نیکی اور بدی کا علم ڈال دیا۔ تحقیق جس نے اُس کو پاک کیا وہ فلاح یافتہ ہوا اور جس نے اُس کو ناپاک کیا وہ ہر بارادہ ہوا۔ پھر چاہا قرآن کریم کا نام تذکرہ اور ذکر یعنی یاد دہانی رکھا گیا ہے۔ یاد دہانی انہیں امور کی ہوتی ہے جو پہلے سے کسی نہ کسی طریق پر معلوم ہو چکے اور پھر فراموش ہو گئے ہوں :-

## منظر

خدا کی یاد سے دل شاد ہوئے  
 نہ کر غفلت خدا کی یاد سے تو  
 خدا کا نام ہے لوگوں پر ارا  
 جو چھوڑی یاد لوگوں نے خدا کی  
 خدا پر ہے فرض مومن کی ادا  
 عمل نیک اور اس مولا کے پیماں  
 ہر اک نیکی کا پھل ہے شادمانی  
 شرارت سے گھٹے عقل اور عزت  
 بھلائی کا ہے پھل سکھ اور راحت  
 مصائب جیسے قدریں اس چہاں میں  
 نہ ہو کر غنہ و تقصیر ات انسان  
 سبھی کذاب اور عیار و بیداد  
 خدا دیتا ہے اُن کی نسل کو مار  
 گناہ کر کو ہو جاتے ہیں ابتر  
 آخر جاتے ہیں اُن کے سبکدات  
 خدا کے حکم کو جو مانتے نہیں  
 وہ پھلتے پھوٹتے ہیں دو جہاں میں  
 نہ کوئی خوف و حزن اُنکو ستا رہے  
 بلائیں اُن پر بھی آتی ہیں گاہے  
 جو اجڑا گھر ہے وہ آباد ہوئے  
 کہ تا سرسبز اور شاواں رہے تو  
 نہ پکڑو اس سے اکدم بھی کنار  
 تب بھی شدت ہوئی قحط اور وبا کی  
 فرض ہے یہ بروے عدل اوراد  
 اسی سے عزت و نصرت ہے ایجاں  
 خدا کا رحم و فضل و کاسرا نی  
 خدا کا ہو غضب اور قہر و لعنت  
 بُرائی کا ہے پھل و کد اور مصیبت  
 وہ سب اپنے ہی فعلوں کا پیاں ہیں  
 ٹھکانا کچھ نہیں پھر ایک بھی اں  
 بہت ہی جلد ہو جاتے ہر باد  
 اگر ہو بھی وہ ہو جاتی ہے بد کا  
 ترقی پاتے ہیں پھر اُن سے بہتر  
 نہیں کام آتے ہیں باغات و چاہا  
 اُنیکو رب عالم جانتے ہیں  
 سدا رہتے ہیں مولا کی اماں میں  
 نہ کوئی دشمن اُن پر غلبہ پاوے  
 کرے پاک اُنکو مولا جیسے چاہے

ستائے میں انہیں بدکار بد ذات  
 مدد کرتا ہے بس اللہ اُن کی  
 خدا فرما چکا قرآن کے اندر  
 جو رکھتے ہیں دست ایمان اعمال  
 مصائب میں مدد کرتا ہے دائم  
 ہمیشہ رحم اور فضل و کرم سے  
 سدا چاہو جو اس مولا سے رحمت  
 ملتا ہے خدا باطل کو دائم  
 نہیں کرتا کسی کو حق برباد  
 نہیں ہوتی کوئی بھی قوم پامال  
 خدا کا فضل اگر تم چاہتے ہو  
 بھلائی کی رکھو ہر وقت نیت  
 اگر ظلم و شرارت سے بچو گے  
 بھلائی سے بھلا پاؤ گے دام  
 کرو گے ظلم گریک ذرہ بھر بھی  
 رہو گے جس طرح خلق خدا ساتھ  
 ہمیشہ رحم سے پاؤ گے رحمت  
 بھلوں کی ہے بھلائی دو جہاں میں  
 یہی تحائف سب لوگوں سے کہتا  
 کہ اُس مولا سے چاہو مغفرت تم  
 کہ وہ ہے قادر غفار و منان

کہ پاتے ہیں مخالفت اُنکے حالات  
 سدا دیتا ہے ظالم کا نشان بھی  
 کہ دوسن کی مدد ہے حق ہمپر  
 بڑھاتا ہے خداوند اُن کا اقبال  
 طریق نیک پر رکھتا ہے قائم  
 بچا رکھتا ہے اُن کو خوف و غم  
 وہ بنتا ہے کفیل رزق و عرت  
 جو حق ہے اُسکو کر دیتا قائم  
 نہ چھوڑے جب تلک عدل اُدا  
 نہ بدلے جب تلک وہ اپنا احوال  
 کسی انسان کو ہرگز نہ دکھ دو  
 کہ تاجر سے خدا کی تم پر رحمت  
 خدا کے فضل سے شاداں رہو گے  
 شرارت سے بنو گے سخت ناکام  
 نتیجہ اُس کا دیکھو گے ضروری  
 یہی تم سے کر لگا رب کا ہاتھ  
 ہمیشہ ظلم سے پاؤ زحمت  
 خدا کے قہر سے وہ ہیں اماں میں  
 اسی لعین میں دن رات رہتا  
 خلد ص دل سے مانگو مغفرت تم  
 کرم سے اپنے برساتے کا باران

بڑھائے مال اور نیلیں تمھاری  
 تمھاری کیا ہوئی تعلیم و تعلیں  
 اس طرح ہیں فرما گئے ہو و  
 اگر تم مغفرت چاہو خدا سے  
 وہ بھیجے گا گرم سے بادلوں کو  
 کروست سرکش حکم خدا سے  
 شعیب مدینی کا تھا یہ فرماں  
 حقوق خلق میں نقصاں کروست  
 نہ پھیلاؤ زمین میں تم فسادات  
 بچے جو کچھ تمہیں صدق و صفا سے  
 اگر مومن ہو تم مانو گے یہ بات  
 رکھو پوری تم اپنی ناپ و میزان  
 دربرکات سے صدق و صفائی  
 صفا و صدق پر رحمت خدا کی  
 یہی ہے نسبت تورات و انجیل  
 جو آئرا انیہ ہے اُنکے سوا بھی  
 ملے رزق اُنکو فضل بیکراں سے  
 چنانچہ حالتِ یورپ کو دیکھو  
 تراجم ہو گئے ہر یک ژباں میں  
 اسی سے ہے سدا اقبالِ یورپ  
 یہی ہے نسبتِ امصار دیگر

کہ سے باغات سبز انہار جاری  
 کہ اللہ سے نہیں رکھتے امیدیں  
 کہ استغفار اور توبہ کرو زود  
 کرو توبہ ہر اک ظلم و دغا سے  
 بڑھائیگا تمھاری قوتوں کو  
 بنو مست مجرم ظلم و دغا کے  
 کہ رکھو ٹھیک تم کیاں و میزان  
 دغا و مکری بایل رہو مست  
 بگڑ جائیں گے ورنہ اس سے حالات  
 مبارک ہے وہی فضل خدا سے  
 شرارت سے سدا بہتر ہے خیرات  
 اسی میں ہوو گی برکت فراوان  
 تجارت جس نے یورپ کی بڑھائی  
 دغا بازی پہ ہے لعنت خدا کی  
 کہ گمہ کرتے رہیں حکموں کی تمیل  
 کہیں قائم وہ سب تعلیم ساری  
 رہے ملتا زمین و آسمان سے  
 اشاعت ہائے توراتی کو سوچو  
 سناوی ہو گئی سارے جہاں میں  
 عروج و غلبہ اطفالِ یورپ  
 بیاں قرآن میں با صد تواتر

اگر اہل القراے ایمان لاویں  
 تو پاویں برکتیں ارض و سما کی  
 مگر عدم جھٹلاتے رہے وہ  
 ہوئے برباد و تکذیب و جفا سے  
 یہی فرماتے ہیں ختم الرسل بھی  
 تم اپنے رب سے غفران چاہو  
 کہ تا بخشنے تمہیں سامانِ حسنے  
 جو اہل فضل ہے وہ فضل پاوے  
 اگر کذاب اور سرکش رہو گے  
 بڑے دن کا عذاب آویگا تمہیں  
 چنانچہ جتنے تھے مکہ میں کفار  
 ہوئے ختم اس نبی کی زندگی میں  
 برا انجام ہے ظلم و دغا کا  
 کہیں ہوں ظالم و کذاب و فجار  
 اگر راشی ہیں یا سودی ہیں یا چور  
 نہیں چلتی ہیں انکی نسلیں و چار  
 فنا ہو جاتے ہیں قہر خدا سے  
 اجر جہاتے ہیں اُن کے قصہ عالی  
 جو ہوا اولاد وہ ہوتی ہے ہدکار  
 کوئے تکذیب جو امت نبی کی  
 اٹھا دیتا ہے اُن کو رب عالم

خدا کے حکم سے باہر سخاویں  
 سدا ہوتی رہے رحمت خدا کی  
 سزا اعمال کی پاتے رہے وہ  
 نہ پائی کچھ اماں قہر خدا سے  
 کہ اسے کفار اور جہاں کئی  
 خلوص دل سے اسکی سمت و رو  
 توقف دیوئے تا اجل سے  
 بنیر رحمت رحمن آوے  
 عذاب اللہ سے کیونکہ کچھ گے  
 بغاوت سے تمہاری ہے یہی ڈر  
 بنے اللہ کے بندے یا ہو کفار  
 یہ نصرت تھی خدا کی بزرگی میں  
 یہی قانون ہے جاری خدا کا  
 بزودی ہوتے ہیں بے نسل و خوار  
 نہیں پاتے بہت ایام وہ زور  
 کہ پڑنے لگتی ہے اللہ کی مار  
 یہی قانون ہے بس ابتدا سے  
 پڑے رجھاتے ہیں محلات خالی  
 بہت عیاش و مصروف اور زنا کا  
 نہیں رہتی ہے دنیا میں کبھی بھی  
 ہویدا کرتا ہے پھر اور آدم

بڑا ہی ظلم ہے تکفیر و تکذیب  
 جو اترے کوئی حکم آسمانی  
 بغاوت اور نفرت اور غفلت  
 کلام اللہ قرآن مقدس  
 کرے جو اسکی اب تکفیر و تکذیب  
 مصائب اور زلت کی پڑے مار  
 یہی لعنت تھی جس سے نوح کی قوم  
 جو کی فرعون نے موسیٰ کی تکفیر  
 فمود و عاد اور اقوام دیگر  
 خدا نے بس نہیں چھوڑا کسی کو  
 مسلمانوں سنو سننا اگر ہے  
 اگر کرتے رہیں اسکی اطاعت  
 اگر سرکش رہیں یا غافل اس سے  
 سبھی اشکال میں ہر باد ہونگے  
 نہ پاٹیں جب تلک قرآن کو ہم  
 تلاوت کا ہے حق غور و تفکر  
 خلاف اس کے بلا معنی تلاوت  
 نبی فرماتے ہیں با کلفت و پاس  
 پڑے غفلت میں معنی سمجھا تک  
 مسلمانوں نے جو قرآن کو چھڑا  
 کیا پھر خوب تنگ و خوار انکو

خدا کرتا ہے انکی جلد تخریب  
 اطاعت میں ہے اُس کے کامرانی  
 یہ ہو جاتے ہیں بس اسباب  
 شفا و وعظ و رحمت ہے یہی بس  
 خدا سے جلد تر ہو اسکی تغذیہ  
 سعیش تنگ ہو و ایم سے خوا  
 ہوئی مستغرق طوفاں بیک بیم  
 خدا نے غرق سے کی اُسکی تدبیر  
 ہو سے تکذیب سے نابود و ابتر  
 ہو سے تکذیب پیشہ لوگ جو جو  
 ہماری بہتری قرآن پر ہے  
 سٹے و نیا و عقبے میں فراغت  
 رہیں بدست یا کچھ کابل اس سے  
 مصائب و دن بدن ایذا ہونگے  
 رہے گا حال تنگ و زار و ایم  
 قفقہہ اور تدبیر اور مدد کر  
 بقول حق ہے نبیوں کی عداوت  
 کیا امت نے میری اسکو کو اس  
 سٹا تفہیم کا نام و نشان تک  
 خدا نے رشتہ رحمت کو توڑا  
 دیا ہر طرح کا آزار اُن کو

معیشت تنگ کی اور دین برباد  
 بڑے نادان ہیں اور سخت ظالم  
 جو پڑھتے ہیں کتابیں اور دل سے  
 سمجھتے ہیں اسے بے سود و بیکار  
 رسمی طور پر بس مانتے ہیں  
 کہتے ہیں دگر کے سخت مشتاق  
 زمانہ سے کیا گم درس فرقاں  
 ہوئی کم دولت و توقیر ساری  
 بنارکھا ہے اسکو محض بکواس  
 مسلمانوں عجب یہ ماجرا ہے  
 سمجھ آتا نہیں کیا ننگوارستا  
 سمجھنے کے لئے قرآن ہے آیا  
 ہوا کرتے ہیں جو گمراہ و غافل  
 جو خالص و عطر اس قرآن کو پایا  
 خدا فرماتا ہے با صد ثواب  
 مبارک نور اور کامل شفا ہے  
 نہیں مطلب ہے کچھ قرآن کا اور  
 کم و علم و عمل اس کے مطابق  
 اگر اس سے یہی غفلت رکھو گے  
 ہو کیا دین اور ایمان تمھارا  
 مصائب دین بدن ہیں دیکھو اینراد  
 جولاہرواہ ہیں قرآن سے عالم  
 نہیں پڑھتے ہیں قرآن غور سے  
 تو دل سے ہیں اس سے سخت خیر  
 نہیں کوئی ضرورت جانتے ہیں  
 مگر قرآن ہے اُن کے لئے شاق  
 تبھی جاتا رہا سب دین و ایمان  
 ترقی پر ہے بس تنگی و خواری  
 نہیں تفہیم کے جاتی کبھی پاس  
 کہ اعراض اسطہر اس سے ہوا ہے  
 کہ یکساں ہیں نہیں اندھا دینا  
 عجب نور و بیاں ہے ساتھ لایا  
 نصیحت سے چڑایا کرتے ہیں دل  
 تبھی معنی سے اس کے دل چلایا  
 کہ قرآن سے غرض ہے بس تذکر  
 نصیحت کو فقط حق نے دیا ہے  
 مگر کرتے رہو تم فکر اور غور  
 نہو جاؤ مخالف مثل سابق  
 عذاب دین و دنیا میں رہو گے  
 کہ قرآن سے ہو مطلق کنار



کیا ہوا قرآن سے نفرت ہو گیا  
 جبکہ رہے لغو و کذب و افرا  
 فحش اور جھوٹی کتابیں جیسا  
 پر انہیں کا ہر نفس میں ذوق ہے  
 ذکرِ آسمے کہیں قرآن کا  
 دل رہے حاضر نہ کچھ ہوش و حواس  
 لاکھ اخبار اور قصہ و اہیات  
 پر کلام اللہ سے دلچسپی نہیں  
 سخت و حشت معنی قرآن سے  
 چونکہ دشمن ہو گئے قرآن کے  
 حکم ہے یہ صاف اُس رحمان کا  
 ترک قرآن کے لئے باتیں ہزار  
 پر پڑھیں دایم کتابیں و اہیات  
 اس کے سو سو نفع بتلاتے رہیں  
 ضد معنی کلام اللہ پر  
 سوسنا و ایک بھی سنتا نہیں  
 کیا یہی ہے مدعا تسلیم کا  
 کیا نبی تسلیم کرتے تھے یہی  
 اس کے معنی کی ضرورت کچھ نہیں  
 اسکو بے معنی پڑھا کرنا مدام  
 پڑھتے رہنا حقوق سے دیگر کتب

اور مخالفت بات سے رغبت ہو گیا  
 ہر نفس میں اسکی ہے حرص ہوا  
 لا رہی ہیں دین و دنیا کا عذاب  
 رات دن بیہودگی کا شوق ہے  
 فکر ہو جاتا ہے و اس پر جان کا  
 جان پتر مردہ ہوا اور چہرہ آداس  
 مشغلہ دلچسپ ہیں دن اور رات  
 بھاگ جائیں وعظمتے اسکو نہیں  
 رغبت و الفت ہے بس شیطان  
 اسلئے بندہ بنے شیطان کے  
 غافل اس سے دوست شیطان  
 ضد معنی پر جو باتیں ہزار  
 فحش و لغو و افرا کو ہر لیا  
 الکلوں سے دیکھو سمجھاتے رہیں  
 ہو رہے ہیں پیچھا اور بے بصر  
 اس طرف کوئی بھی دل جھکتا نہیں  
 نام تک جاتا رہے تفسیر کا  
 غور مت قرآن پر کرنا کبھی  
 دیکھنا معنی نہ سن پاؤ کہیں  
 اس کے معنی کچھ نہیں آئینکے کام  
 با سوائے قرآن کے لازم ہر سب

اور باتوں کا سمجھنا ہے ضرور  
 پڑھتے رہنا شوق سے بس مرثیہ  
 ذرہ بھر اس کا نہ کھنا تم خیال  
 اسکو کر لینا فقط بکو اس تم  
 وعظ اور تدریس سے دینا نکال  
 کام دیوینگی تمہیں باقی کتب  
 عقل کو اس میں لگانا ست کبھی  
 عقل کا اس میں نہیں ہے کوئی کار  
 اسے مسلمانوں پہی ایمان ہے  
 حیف ایسے دین اور ایمان پر  
 یہ تو رحمت ہے شفا ہے نور ہے  
 یہ کلام پاک ہے حق سب میں  
 سبہم و مجمل نہیں اس کا بیاں  
 مردہ دل میں ڈالتا ہے جان یہ  
 بختا ہے وصل رب پاک سے  
 رحمت و نور و بیاں ہے میں یہی  
 ذکر پاوہ دستاں ہے بس یہی  
 مصلح آوارگاں ہے بس یہی  
 راحت و نور و اماں ہے بس یہی  
 جاں فزائے عارفاں ہے بس یہی  
 دلکشائے عابدان ہے بس یہی

پر نہیں قراں میں کوئی ہی نور  
 پر ایسے کروینا دل سے صاف محو  
 اس سے کچھ حاصل نہیں ہوگا کمال  
 اور نہ کھنا اس سے کوئی آس تم  
 مطلب اس کا ہے فضول اور محال  
 اسلئے اس کی نہ کھنا کچھ طلب  
 ورنہ تم ہو جاؤ گے کافر جی بھی  
 فتنہ ہو گئے اس کے معنی سے ہر  
 کفر کا موجب ہی قرآن ہے؟  
 کفر جو بڑھتا ہے اس قرآن پر  
 سخت بد قسمت ہے جو اندھا ہے  
 اسکے فکلوں میں کوئی دھوکا نہیں  
 ہر امر کا صاف دیتا ہے نشان  
 زندہ کر دیتا ہے سب ایمان یہ  
 غور سے گرا سکو تو پڑھتا رہے  
 حق تعالیٰ کا نشان ہے بس یہی  
 دستگیر یکساں ہے بس یہی  
 روح افسردہ کی جاں ہے بس یہی  
 رب عالم کا بیاں ہے بس یہی  
 سچی سچی داستاں ہے بس یہی  
 اور علاج غافلاں ہے بس یہی

جانفرا سے عارفاں ہے بس یہی	نور چشم عاقلان ہے بس یہی
دشگیر طالبان ہے بس یہی	جان بخش عاشقاں ہے بس یہی
روح بخش تائبان ہے بس یہی	صادقوں کا حرز جاں ہے بس یہی
چارہ ساز سومان ہے بس یہی	دلنواز طالبان ہے بس یہی
دلنواز بید لاں ہے بس یہی	دلفرا سے عاجزاں ہے بس یہی
نگسارِ عالماں ہے بس یہی	رہنمائے گمراہاں ہے بس یہی
دلبرِ پیرو جواں ہے بس یہی	کاشفِ راز نہساں ہے بس یہی
ہادیٰ راہِ مہناں ہے بس یہی	ہر بلا میں پاسباں ہے بس یہی
جاں گداز فاسقاں ہے بس یہی	دلِ دہلداد گاں ہے بس یہی
ربِ عالم کی مدد کا ہے وکیل	سومنون کے رزق و عزت کا شیل
صادقوں کو اس سے رغبت ہو	فاسقوں کو اس سے نفرت ہو
سومنون کے واسطے نور و شفا	کافروں کے واسطے کرب و بلا
پیر جو ہیں بدکار وہ رہتے ہیں	کھینچتا ہے نیک بندوں کو ضرور
عادلوں کو اس سے اُلف ہو	ظالموں کو اس سے وحشت ہو
سنگروں کے واسطے شمشیر ہے	مشرکوں کے واسطے اندھیر ہے
سرکشوں کے واسطے زحمت ہے	مخلصوں کے واسطے رحمت ہے
پیرِ طلب اور شوق و محنت ہے فرور	دل کی آنکھوں کے لئے ہر صانور
کھینچتا ہے زور سے سوئے الد	طالبوں کو صاف بتلاتا ہے راہ
جلد کر دیتا ہے حق سے التیام	ہے خدائے پاک کا پیارا کلام
چند ہفتہ شوق سے اسکو پڑھو	آزماؤ دیکھ لوئے طالبو
اور لائقِ علم و دانش بنے نظیر	ہر جگہ آئی ہیں اللہ کی ندیر

پر کیا لوگوں نے از بس ارتداد  
 اسلئے وہ شرک سے خالی نہیں  
 ہے یہی تعلیم محفوظ و صحیح  
 صاف انہیں ہے درویش مافترا  
 شتی کے واسطے نور و بیاں  
 ہے یہی تعلیم حق اور صاف صفا  
 ظلمتیں ساری اسی سے دور ہو  
 اتنی و عالم ہوں یکساں فیضیاب  
 ہر بشر کے واسطے کافی ہے یہ  
 سارے مددوں کے لئے کامل و  
 بس یہی قرآن ہے قرآن ہے  
 نیک و بد کی بس یہی میزان ہے  
 چشمہ صدق و صفا قرآن ہے  
 جانفزائے مردگاں قرآن ہے  
 حق تعالیٰ کا ہے یہ سچا کلام  
 ذرہ شک کی اس میں گنجائش نہیں  
 خواب غفلت میں پڑے سو تکیوں  
 شوقِ دل سے اسکی جانب جھک  
 دایمی آرام میں آ جاؤ گے  
 حق تعالیٰ کے بہت ہو گے قریب  
 اور ملیں گی عترتِ دنیا و دیں

پس کیا اپنی کتنا بوں میں فساد  
 مثل قرآن ہے نہیں وحد کہیں  
 اور تعلیمیں ہیں آمیزشِ مرج  
 ان سے پھر کیونکر لے راہ صفا  
 ہے یہی قرآن اقدس بیگیاں  
 مشکلوں کا ہو اسی سے انکشاف  
 واصل حق اس سے سب مجبور ہو  
 سب کریں اپنے موافق اکتساب  
 ہر مرض کے واسطے شافی ہے یہ  
 سب اندھیروں کے لئے کامل ضیا  
 خوب جانے جمیں کچھ ایمان ہے  
 حق و ناحق میں یہی فرقان ہے  
 منبع فضل و ہدایت قرآن ہے  
 روحِ دل پڑ مردگاں قرآن ہے  
 دلبرِ عالم کا ہے اصلی پیام  
 اس بنایک ذرہ آسائش نہیں  
 عمر اپنی بخت میں کھوٹے ہو کیوں  
 آنکھ اپنی کھو لکر اسکو پڑھو  
 معرفت کے نور سارے پاؤ گے  
 جلد ترنجاؤ گے اس کے حبیب  
 رحمت و برکات اور فضلِ متین

علمتیں سب دور تر ہو جائیں گی | ہر طرف کی یکے آ جائیں گی

## اعلان ضروری

مفتاح القرآن - جس قدر پہلی طبع میں چھپا تھا ختم ہو چکا اب اور بھی عجیب تر پیرایہ میں اس کا دوسرا ایڈیشن طیارہ ہو رہا ہے جو پہلے سے کئی باتوں میں بڑھ کر جس نے صاف صاف ثابت کر دیا ہے کہ قرآن مجید کا با معنی پڑھنا ہندوستانی طلباء کے واسطے اُردو سے بھی آسان تر ہے معمولی اُردو خواں ایک مہینہ میں اور چھوٹے بچے چار مہینہ میں اس کو ختم کر کے قرآن مجید با ترجمہ آسانی پڑھ سکتے ہیں مفید عاہر جس قدر پہلی ایڈیشن میں چھپی تھی قریب اختتام ہو گئی شایقین جلد جلد درخواستیں بھیجیں ورنہ دوسری ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑے گا۔

تشخیص الامراض - یہ عجیب و غریب کتاب ہاتھوں ہاتھ جاری ہے شایقین جلد درخواستیں بھیجیں ورنہ دوسری ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑے گا۔

جن صاحبان کی خدمتیں تذکرۃ القرآن شروع سے پہنچتا ہے انکی خدمت میں عرض ہے کہ تمام رسائل کو محفوظ رکھیں کیونکہ اللہ کریم کے فضل و کرم سے یہ ایک عجیب و غریب تفسیر کا پیش خمیہ ہیں اور خود بھی آیات بنیات کی صحیح اور واضح تفسیریں جن صاحبان کے پاس کوئی نمبر کم ہو وہ ۲۰ کے ٹکٹ بھیج کر منبر تذکرۃ القرآن سے طلب فرما سکتے ہیں۔

المع

خاکسار فتح محمد خاں منبر تذکرۃ القرآن و مفید عام و غیبہ و مقام تراویح و منبر کربلا

شرح حق اور مراد و توحید و غیرت و ایمان و غیرہ جو صاحب مشرق اعظم کو ایدہ گزشتہ  
کتاب میں درج کیا ہے یہی تمام کتب کے ہیں جو کہ کسی دوسری کتاب میں یا نحو کی خدمت میں پہنچی  
ہم مقید علم و حجت متعین انکس یہ ایک نجات ادویہ و علاج ہی ہر مرض اور دوا کا نام۔  
اگر ہی۔ اور دوسری جو کہ میں نے نجات کی تربت پر درج کیا گیا ہو جس میں یا دوا کا حال معلوم  
کرنا ہو تو نجات کو طور پر کہیں خود اور دیگر کو خواہ اس کا نام کہو اور زبان میں آنا ہو یا فارسی۔ یا  
عربی۔ یا انگریزی میں اس کی مدد خود کمال طور پر علاج کر سکتے ہو تاکہ انہم کسی خاص نسخہ و صاحب کی  
جانچ پڑنا۔ اور قابل اخفا مرض میں جب چاہو کال راہو حاصل کر سکتے ہو ہر مرض کو دیکھیں۔ انگریزی  
ہو یا نالی نسخہ جات جو اعلیٰ درجہ پر قابل اعتبار میں درج کئے گئے ہیں۔ پہلی احوال اور دوسری اور یہ کی طرف  
خاص توجہ دینی جو تاکہ اس کی مدد کو شہر و دیہات میں علاج بلا وقت ہو سکے ہر قسم و ذی علم کے لئے یہ کتاب  
حالت صحت میں فتنہ خائف۔ اور ایام صحت میں ہوس و غلبہ ہوگی اگر کہ تہ میں اطلاق اور دوا کی امر میں  
کا علاج نہایت ہی دلچسپ اور معقول طور پر درج کیا گیا ہو۔ یہ ایک ایسی جامع اور مفید اور قابل اعتبار  
کتاب ہو کہ اس کی فہم دانہ سابق و حال کی کتابوں میں نہیں ملے گی یہ کتاب تین جلدوں میں ہے  
تینت فی جلد تیسری جلد ہر سہ جلد میں کیا تاہوں۔ طالب علموں۔ اور غریب علم دوست شخص کو  
بشرط تصدیق و اکثر دین۔ ہر پڑا مشروں۔ اور مشر و جلد و دار و کو نصف قیمت پر دیا جاسکتی ہو۔  
۵۔ ہر جلد ایک حصہ ہے۔ اس میں تمام لراض مخصوصہ شلا انگشت۔ سوزاک و جربان۔ نامر و سی  
میزان جلق۔ فقر۔ سرگت اترال۔ حلقہ حشر لکٹ۔ اشتہاد وغیرہ کا علاج۔ علاج کے قواعد  
اور ادب۔ اور ہر ایک مریض میں نجات کی تربت پر درج ہو گیا ہو جس میں تمام ادویہ جو ان کو  
بھلا کر دستیاب ہیں درج ہیں زمانہ موجود کی تمام مریضوں اور سادہ و عوام کے لئے علاج و تہ  
۶۔ مقید النساء والعیال۔ اس رسالہ میں تمام نکاحی و نکاحی اور در و دوا کا علاج ہے  
جو مرد و عورت کی بیماریوں اور دوا کی بیماریوں میں شامل۔ اور بچہ اور نوجوان  
جو کہ وہاں سے کہیں دبا و دیکھ کر کی طرح پاک کر دی ہے۔ جیت ۳

کے تشخیص کا مرض۔ اس کتاب میں مفید علم کی طرح تمام ہر امن لغت کی ترتیب پر درج  
کئے جا کر ہر ایک مرض کی تعریف۔ اسباب۔ کیفیت۔ علامات۔ امتحان اور تشخیص مریج کئے گئے ہیں  
طب۔ جراحی۔ امراض قابلہ۔ امراض العین۔ امراض النساء۔ امراض البصیان۔ امراض السین وغیرہ  
میں سے کوئی مرض متنبی نہیں رہا۔ تمام امراض پر یہ کتاب کامل طور سے حاوی اور جامع ہے۔ یہ کتاب  
مفید علم کے ساتھ ملکہ ڈاکٹری۔ یونانی کا ایسا کامل کتب خانہ بن جاتا ہے کہ پھر کسی کتاب کی ضرورت نہیں رہتی  
اگرچہ پہلے سے اس کتاب کی نسبت ہمارا ارادہ صحت مند تھا کہ ہر ایک مرض کی تعریف اور تشخیص درج  
کی جاوے مگر بطریق الباب و علامات و امتحان و کیفیت کا بھی مختصر مگر کامل یہاں شامل کر دیا گیا ہے  
باوجود زیادتی حجم کے نظر اتنا وہ عام نیت وہی دور وہیہ اٹھانہ ہے

۱۸۱۸ شہادۃ ترقی دہری۔ یہ اشتہاری پرچہ جو ایک ہزار مہوار چھپرے پر تذکرۃ القرآن کے ساتھ  
ماہواری شایع ہوا اگرچہ بشرح اندراج فی ماہ چار روپیہ فی صفحہ فی سہ ماہی ملت فی صفحہ فی ششماہی  
ایسے روپیہ اور فی سال سے روپیہ فی صفحہ ہوگی۔ جو صاحبان اپنی طبع شدہ اشتہارات یا رسائل پران  
اوردو یا انگریزی وغیرہ شاعت کیواسطے ارسال فرمیں وہ بشرح ذیل شایع کئے جاسکتے ہیں  
فوزن ۳ ماشہ فی عدد چار روپیہ مہوار۔ ۳ ماشہ سے زیادہ ایک تولہ تک ملے روپیہ مہوار۔

ایک تولہ سے زیادہ فی تولہ یا دو سکی کسر سے ملے روپیہ مہوار۔ تاجروں کے لئے اپنی شاعت  
کا یہ نہایت آسان و زیادہ ہے۔ اجرت اشتہار خواست کو ساتھ آتی جاتی ہے۔ ورنہ علامہ قسطلی حاف  
نوٹ۔ تمام درجہ تہیں۔ بنام فتح محمد خان منیر تذکرۃ القرآن مقام تراوڑی ضلع کرنال آتی چاہیں

المکتہ  
خاکسار فتح محمد خان منیر تذکرۃ القرآن مقام تراوڑی ضلع کرنال۔ صوبہ پنجاب

وَمِنْ لَحْظَةٍ مِّنْ ذِكْرِي فَكَانَ كَوْفِيَّةً حَسَنَةً وَحَسْبُكَ دِرْهَمُ الْقَابِضَةِ

درجہ جناب سے ذکر سے میرا یہی مقصد کہ وہ علم فرائض تک پہنچے اور قیامت کے دن ہم انکو دے گا انکو انعام

# جلد نمبر تذکرۃ القرآن سنہ ۱۴۰۰ ماہ مئی

یہ ایک ماہواری سالہ جو اغراضِ فیل پر چھپر شایع ہوتا ہے  
 اول۔ قرآنی مضامین اور مسائل کو ماہواری رسالوں کی صورت میں شایع کرنا۔ قرآن کریم کو  
 تمام بنی نوع کیواسطہ کمال دینا اور حقیقی خیر خواہ ثابت کرنا۔ اور ایسی تجاویز و تلبیر  
 پیش کرنی جسے قرآنی علوم کا رواج ہو۔

دوئم۔ قرآن کی کاملیت و فضیلت کو تمام اقوام پر ظاہر کرنا اور اس میں ہر وہ صفا و فضیلت  
 و درک دینی کو نشی کرنا جس نے مذاہب کو ایک دوسرے کا دشمن بنا کر ہمدردی اور  
 مہینہ سازی کو کھودیا اور تمام قوم کو بالعموم حقیقی صلاحیت۔ وسادات و معروف و مذکور  
 اور خداوند عالم کی سچی پرستش کے بجائے انکو برسموات کا پرستار بنا دیا ہے۔  
 سٹوم۔ مخالفین کے اعتراضات کا جواب نہایت شایستگی اور علم کے ساتھ قرآن مجید سے  
 دینا۔ خدا اور تعصب کی رو کو کسی قوم۔ یا کسی بشر کی دل آزاری نہ کرنا۔ بلکہ سچی ہمدردی  
 اور سچی خیر خواہی کے طور پر اخص طریق سے تمام بد اخلاقی۔ بد دینی۔ اور بربادی  
 کے دور کر دینی کو نشی کرنا۔

چہارم۔ مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں اتحاد پیدا کرنا

اس سالہ کی قیمت سالانہ مع حصول ڈاک دو روپیہ ہے جو پیشگی آتی چاہئے

درجہ عزیزی تراویح ضلع کوٹا املاک پنجاب طبع شد

دکات و مالک ہندوستان اعلان میں ہائیں کاپی نویسی و دوسری عملی

جن صاحبان کو از درجہ عزیزی تراویح ضلع کوٹا املاک پنجاب طبع شد



## عربی اور تمام تعلیم یافتہوں کی واسطہ نہایت ضروری مفید کتابیں

۱۔ مجموعہ تذکرۃ القلآن ۱۲ جلد۔ سب سے مفید ذیل مضامین پر نہایت ہی عجیب و غریب بحث ہے  
(۱) دلائل نبوی باری تعالیٰ (۲) اسمائی باری تعالیٰ کی حقیقت اور کج اعمال اور عوج و مناسبت تفسیر  
(۳) دعائی کی حقیقت اور لافطیات الہی کا ذکر (۴) کون لوگ غضب الہی کو بچیں اور کون گمراہ ہیں (۵)  
سماشرت یعنی مرد و عورت کو ہماری لطافت کس طرح پرہوتے ہیں (۶) اسلامی خط و صوت (۷) غلط کلمے  
خطراک نہایت اور اذکار کا علاج (۸) ذکر و فکر کی حقیقت۔ اور کج نیاچ اور اوج طاقوتوں کو زایل کرنے کی  
خوابیاں بہت سے محمول ڈاک دور دہیہ

۲۔ مفتاح القلآن اسکو معمولی اردو خوان ایک مہینہ میں یاد کر کے پانچ روز لغتوں اور ایک لاکھ سو گز  
میسروں پر ایسا حاوی اور صرف و نحو میں ایسا شاق ہو جائے کہ قرآن مجید باری تعالیٰ پر تفسیر کر سکتا ہو۔ چھوٹے  
بچے ہی اسکو چار پانچ مہینہ میں یاد کر کے قرآن مجید باطنی پڑھ سکیں اور عینی پڑھ سکیں باری تعالیٰ میں ختم کر سکیں  
ہیں۔ پس تمام بچوں جانوں اور بڑھوں کو چاہیے کہ اسکو ضرور پڑھیں۔ پھر تمام عمر قرآن مجید کی باری تعالیٰ  
تلاوہ کرتے رہیں۔ ایسی عجیب خدا داد نعمت کس طرح غفلت نیکر اس سے ہو کہ اور کیا خوش نصیبی ہو سکتی  
ہے کہ محض چند مال کی معمولی محنت سے قرآن مجید باری تعالیٰ پر تمام مسلمانوں کو چاہیے کہ اب بچوں کو یعنی قرآن مجید  
پڑھنا چھوڑ دیں اور اس قدر عہد کو پڑھا کر باری تعالیٰ پر تفسیر پڑھ لیں۔ کیونکہ اگر بچوں کو ہو تو اللہ ہمارے چاہنا سخت نافرمانی  
ہے اگر ایسا ہی کرینگے تو انشا اللہ العزیز قرآنی آیتوں اور قصوں کو ایسا رواج ہو جائیگا کہ تمام واسطیات  
غزلیں گندے شراب ہو جائیں گے قصبے جن میں ہمارے دین اور دنیا کو برباد کر رکھا ہو گلیتہ ہوا۔  
ہو جائیں گے اس قاعدہ سے اردو فارسی کے بزرگ دانش آموختہ جو حضرات مدرسہ کی تعلیم میں بھی تھے  
نہ دیکھیں اور نڈل کا امتحان بچائے ہر سال کو چار سال میں پڑھ لیا انشا اللہ تعالیٰ۔

۳۔ مفتاح العربیہ اسکو ذریعہ سے معمولی اردو خوان تمام صرف و نحو عرب پروردہ میں ایسا  
حاوی اور شاق ہو جائے کہ قرآن مجید باری تعالیٰ پر تفسیر کر سکیں اور عینی پڑھ سکیں باری تعالیٰ میں ختم کر سکیں

نمبر

جلد

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
مُحَمَّدٌ وَتُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

دعا

اَدْعُو اَبْرَارَكُمْ تَضَرُّعًا وَحَنِيفَةً اِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِلِينَ  
اپنے رب کو تضرع اور خوف کے ساتھ پکارو تحقیق اللہ زیادتی کرنے والوں سے محبت نہیں کرتا

وَالْاَرْضُ فَسَدَتْ وَفِي الْاَرْضِ بَعْدَ اَصْلَاحِهَا وَادْعُوا  
زمین میں اصلاح کے بعد فساد پڑ گیا اور خوف و طمع کے ساتھ

خَوْفًا وَطُمُوحًا اِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِنَ الْمُحْسِنِينَ

اس سے دعا مانگا کرو۔ تحقیق اللہ کی رحمت محسنوں سے قریب ہے

اس آیت شریف میں دعا کا حال اور اس کی قبولیت کے طریق بیان فرمائے

گئے ہیں۔ تضرع یعنی گڑ گڑانا اور خوف یعنی اپنے گناہوں کی شامت اور خدا

کی عدالت سے ڈرنا دعا کی واسطے لازمی امور ہیں۔ جب قدر کوئی دعا ان دو حالتوں

سے خالی ہوگی اس قدر قبولیت سے دور ہوگی کیونکہ تضرع میں انتہا درجہ عاجزی

نیاز شامل ہو جاتا ہے اور خوف میں اپنی عبودیت و گنہگاری اور خداوند عالم کی

الوہیت اور قدوسیت کا اظہار ہوتا ہے جب قدر تضرع اور خوف کس انسان میں  
ترقی کریں اُس قدر وہ گناہوں سے پاک ہو کر خدا کی جناب میں مقبول اور پیارا  
ہو جاتا ہے۔ برعکس اس کے جو انسان خدا کی طرف سے لاپرواہ اور بے خوف بنا رہا  
ہے اس قدر تنگبر خالہم سرکش اور بدکار ہوتا جاتا اور حدود انسانیت سے جو مجزویا  
راستہ روی اور عبودیت میں خارج ہو جاتا ہے۔ جب تضرع اور خوف کی  
خوبیوں سے کوئی انسان عاری ہو تو سمجھنا چاہئے کہ وہ انسانیت کے خارج  
اور جناب الہی سے مرود ہو گا تو کیا کہ تضرع اور خوف سے علیحدہ ہونا بدکاری  
میں پڑ جانا اور خدا کی حضور میں غیر مقبول ہو جانا ہے چنانچہ آیت مذکورۃ <sup>لصد</sup>  
میں ایک طرف یہ حکم ہے کہ اپنے رب کو تضرع اور خوف کے ساتھ پکارو  
دوسری طرف ساتھ ہی یہ تنبیہ ہے کہ اللہ حد سے گزر جانے والوں کو دوست  
نہیں رکھتا دوسرے الفاظ میں اس آیت کریمہ کا مطلب اس طرح پر بیان کر سکتے  
ہیں کہ اپنے رب کو محض و نیاز گریہ و زاری اور خوف کے ساتھ پکارتے رہو اگر  
ایسا نہ کرو گے تو ان فافلوں اور ظالموں میں شامل ہو جاؤ گے جو اپنی زیادتیاں  
کی وجہ سے اس قابل نہیں رہتے کہ خدا ان سے محبت کرے پھر دوسرے الفاظ  
میں اسکی تشریح اس طرح ہے ولا تفسدوا فی الارض بعد اصلاح  
وادعوا کو خفا و ظمعا یعنی اصلاح کے بعد زمین میں فساد نہ کرو اور جو  
و طمع کے ساتھ اللہ سے دعائیں مانگا کرو۔ پھر اور پیرایہ میں آئندہ الفاظ اس  
مطلب کو اور بھی صاف کرتے ہیں۔ ان رحمۃ اللہ قریب <sup>من</sup> الحسنین  
تحقیق اللہ کی رحمت محسنوں سے قریب ہے۔ رحمت الہی جو دعاؤں کی قبولیت  
کا موجب ہوتی ہے اسکی نسبت اللہ کریم فرماتا ہے کہ وہ نیکی کرنے والوں کے  
قریب ہے جب کوئی نیک بندہ اللہ کو پکارے تو رحمت الہی اسکی قبولیت

کے واسطے حرکت میں آجاتی ہے۔ الغرض مومن متقی اور نیک ہونا گریہ نزاری اور عجز و نیاز کے ساتھ دعائیں مانگنا قبولیت کے واسطے لازمی امور ہیں عکس اس کے بدکاری اور ظلم کی حالتیں جو دعائیں لاپرواہی اور بیدلی کے ساتھ کیجائیں وہ قبولیت حاصل نہیں کرسکتی چنانچہ آیتہائے مذکورۃ الصدیقین الفاظ ذیل اس کے شاید میں ان اللہ لا یحب للہتدین تحقیق اللہ حد سے گذر جانے والوں کو دوست نہیں رکھتا قرآن مجید جو ہر ایک روحانی مسئلہ کو طرح طرح کی تعلیلات اور ہر طرح کے پیراؤں میں صاف روشن کرنا چاہتا ہے اور مقامات میں اس مسئلہ کی تشریح اس طرح پر فرماتا ہے۔ <sup>انفصال</sup> وما للظالمین من ظالمون کا کوئی مددگار نہیں ان اللہ لا یمدی القوم الظالمین اللہ بدکاروں کو کامیابی کے راستہ نہیں دکھاتا ان اللہ لا یمدی القوم الظالمین اللہ ظالموں کی ہدایت نہیں کرتا وما دعاء کافرین الا فی ضللنا فرماؤں کی دعائیں سمجھتی رہتی ہے جیسے کوئی راہ سے بھٹکا ہو اسافر منزل مقصود کو نہیں پہنچ سکتا اس طرح کسی ایسے شخص کی دعا جو خدا کو نہیں مانتا کسی قبولیت کو نہیں پہنچتی یہی وجہ ہے کہ ظالم اور بدکار قومیں جو خدا کی نسبت ایمان صحیح نہیں رکھتی اور اصلاح نفس و عیہ و دیت کے راستوں سے دور ہیں اپنی دعاؤں کو بے اثر دیکھ کر انکی قبولیت سے ہی انکار ہو گئی ہیں اور دعا کو محض عبادت سمجھتی ہیں یہ بے ایمانی کا دو حصہ درجہ ہے اول درجہ تو وہ ہے کہ خدا کی ہستی ہی سے انکار کیا جاوے دویم درجہ یہ ہے کہ اسکو کارخانہ عالم کی طرف سے بے اختیار محض یا معطل مانا جاوے۔ نپاک بندوں کی مخلصانہ دعائیں ضرور جناب الہی تک پہنچتی اور مناسب جواب حاصل کرتی ہیں یہ ایک پس پردہ مکالمہ ہے جو مومن بندہ اور اس کے رب کے

در بیان ہوتا ہے یہ ایک روحانی ملاقات ہے جو پاک دوح کو اس کے  
 سولہ کے ساتھ ہوتی ہے اور ہر سال پورے یقین اور ایمان کے ساتھ  
 اپنے عجز و نیاز اور توبہ و استغفار کو کریم مالک کے آگے پیش کرتا ہے  
 اور ہر خداوند عالم کی رحمت کا میابی کی صورت یا مناسب تشریف سے اسکی  
 ولہاری کرتی ہے نصرت الہی کے مشاہدات اپنی زندگی میں معائنہ ہو کر یوں  
 کے یقین کو روز بروز ترقی ہوتی اور معرفت بڑھتی ہے۔ بنیائیں کوئی مذہب اور  
 کوئی قوم ایسی نہیں جسکی آسمانی کتابوں میں دعائی تعلیم نہ ہو بلکہ کوئی فرد بشر بھی  
 ایسا نہیں جو دلگداز مصائب اور جانسوز تکالیف کے وقت خود بخود اپنے رب  
 سے مدد اور معافی کا خواستگار نہ ہوتا ہو۔ ہاں یہ تو ضرور ہے کہ سعید اور خدا ترس  
 لوگ تو بات بات میں اپنے رب کو پیکار سے اپنے آپ کو ناجیز اور ناتواں  
 خیال کر کے اس قادر مطلق کی مدد کے خواہاں ہوتے ہیں ہر ایک حاجت میں  
 اور ہر ایک دکھ میں جو ضرورت ہو اس سولہ سے چاہتے ہیں کوئی دنیاوی تکلیف  
 یا حاجت ہو یا دینی ہر ایک امر میں خدا سے دعائیں مانگتے ہیں۔ ان لوگوں کا  
 حال بعینہ ایک معصوم بچہ کے مشابہ ہوتا ہے جو ہر ایک ضرورت کے وقت  
 رو دیتا اور ماں کر کے پکارتا ہے ایسے ہی یہ خدا کے پیارے اپنے محبوب  
 اور سولہ حقیقی کو بھی ہر ضرورت کے وقت پکارتے ہیں اور جیسے ماں شفقت  
 و رحمت کے ساتھ اپنے معصوم بچہ کی کار سازی کرتی ہے ویسے ہی رب العالمین  
 کمال شفقت و رحمت کے ساتھ اپنے عاجز بندے کی کار ساز ہر کرتا ہے۔  
 دویم درجہ کے وہ لوگ ہیں جو عموماً غفلت اور لاپرواہی میں اپنی زندگی بسر کرتے  
 اور اپنی طاقتوں اور کوششوں کو اپنے واسطے کافی سمجھتے ہیں معمولی حالتوں میں  
 کبھی خدا کو یاد نہیں کرتے مگر غیر معمولی حالتوں میں ضرورت اسکی طرف جھکتے دعائیں

مانگتے نذر و نیاز مانتے اور اُس کے پاک بندوں سے دعا کا سوال کرتے ہیں۔ جب تک یہ لوگ خود توبہ و استغفار نہ کریں اپنے مالک کے آگے درود لیں اور عجز و نیاز کے ساتھ نہ روئیں اُس وقت تک کوئی قبولیت حاصل نہیں کرتے۔ اس لئے یہ لوگ دعاؤں کی کچھ حقیقت نہیں سمجھتے مگر مصیبت کے وقت فطرتی ایمان اندرونی طور پر جوش مار کر خدا کی طرف اُنکو ضرور جھکا دیتا ہے۔ سویم درجہ کے وہ لوگ ہیں جو معمولی تکالیف میں بھی خدا کی طرف نہیں جھکتے اور نہ کوئی اُس سے مدد مانگتے ہیں مگر جب ناقابل برداشت تکالیف اُنکے سر پہ آ پڑتی اور اُن کے گھمنڈ خود روی اور بے نیازی کو توڑ کر دلوں کو شکستہ و مایوس کر دیتی ہیں اُس وقت یہ بھی خدا کے آگے رونے لگتے اور دعائیں مانگتے ہیں۔

الغرض کوئی مذہب آسمانی ایسا نہیں جس میں دعاؤں کی تاکید نہ ہو اور کوئی فرد بشر ایسا نہیں جس کی فطرت ایک نہ ایک وقت اُسکو دعاؤں کی طرف جھکا دے پھر وہ انسان کیسا لاندہب اور فطرت انسانی و مشاہدات جاودانی طرف سے کیسا جاہل ہے جو دعاؤں کو فضول یا غیر مقبول خیال کرتا ہے اور وہ قوم کیسی نادان ہے جس نے عدم قبولیت دعا کو اصول ایمانی میں سے قرار دیا ہے۔ تمام عالم میں دعاؤں کی آواز ہے بچہ جوان اور بوڑھے سب خدا کو پکارتے ہیں علم والے اور بے علم سب مکے میں فطرۃً دعا کی اصلیت کے قابل ہیں سارے مذہب اور ساری قومیں خدا سے دعائیں کرتی ہیں۔ اتنا فرق ضرور ہے کہ ایک لوگ دکھ اور سکھنگی اور فراخی میں ہر ایک ضرورت کے وقت خدا کی مدد دے اور رحمت کے طالب رہتے ہیں اور ایک لوگ تھوڑی تھوڑی تکالیف کی تو اور ایک لوگ سخت مصائب کی وقت۔ پھر کیا ایسا ایمان جو کم و بیش ہر ایک فطرت میں موجود ہے باطل ہے تو پھر ماننا چاہئے کہ تمام علوم متعارفہ اور

فطرتی عقائد باطل ہیں اور ساتھ ہی مانتا چاہئے کہ تمام علوم انسانی باطل ہیں کیونکہ تمام علوم کی بنیاد علوم متعارفہ اور فطرتی عقاید ہوتے ہیں۔ الغرض دعاؤں کو بے حقیقت سمجھنا دہریت یا سوفسطائی کا ایک شعبہ ہے یا بے ایمانی و بدکاری کا ایک نتیجہ۔

دعاؤں کی قبولیت سے انکار	خلاف دیں و فطرت کا ہر نظریہ
سعیدوں کی رفیق دم دعا ہے	عبودیت کا خاصہ التجا ہے
خدا داتا ہے اور انسان گدا ہے	عبادت کا یہی تو مدعا ہے
دعاؤں سے ہو قربت اور حیرت	خدا کی مغفرت اور فضل و نصرت
دعا ہر ایک فطرت کی صدا ہے	ہر اک دکھ میں اسی کا آسرا ہے
دعا سے جو کوئی کرتا ہے انکار	سمجھ لو ہے وہ غافل اور بدکار
سعادت جب تک انسان قائم	کراتی ہے دعائیں رب سے ایم
تکبر اور رعونت اور جہالت	دعاؤں سے کر دیتی ہیں نفرت
دعا تو مغز ہے ہر بندگی کا	سہارا ہے بہت یہ زندگی کا
دعائیں شستی و انکار و غفلت	یہ کرتے ہیں حماقت کی دلالت
نہیں کرتا ہے جو اللہ کو یاد	وہ ہو جاتا ہے بس بدکار و برباد
دعا سے رحمت خالق ہو شامل	دعا سے دین اور ایماں ہو کامل
بڑھے اس سے خلوص نور عرفا	زیادہ دم بدم ہو دین و ایماں
خدا کی بود و اور فضل و رحمت	ملے تقصد ملے رنج اور زحمت
دعائیں شرط ہے اخلاص زاری	گدا زور و خوف و انکساری
خدا کا خوف ہو خلقت شہقت	نفس میں جوش ہو اور دل میں رقت
دعائیں ہو اگر کچھ بے نیازی	نہیں ہوتی ہے اُس سے کار سازی

جو ہوں ناحق و بے معنی دعائیں	اجابت حق تعالیٰ کی نہ پائیں
یونہی برباد اور بیکار جائیں	سراسر زحمت و نقصان لائیں
جو ہو مغرور یا جبار و کذاب	دعاؤں میں نہ ہو سکے اسکی ایجاب
دعا کو فطراناً سب جانتے ہیں	قبولیت کو اسکی مانتے ہیں
کوئی بے علم ہو یا علم والا	وہ قایل فی الحقیقت ہے عا کا
کوئی ہر وقت کرتا ہے دعائیں	کوئی اسوقت جب آئیں بلائیں
غرض خالی نہیں کوئی دعا سے	تفقر اس سے ہے نفرت خدا سے
نہ کوئی قوم و مذہب ہے نہ انسان	نہیں جس میں دعا پر کوئی ایمان

الغرض دعا ایک ایسا فطرتی امر ہے کہ دنیا کا کوئی ٹمک یا شاہ لڑکگانوں تو درکنار کوئی گہر بھی ایسا نہیں جس میں دعا پر فطرتی ایمان ہونے کا ثبوت نہ ملتا ہو کہیں بڑے چھوٹوں کے حق میں دعائیں کرتے ہیں اور کہیں چھوٹے بڑوں کے حق میں کہیں نوکر اپنے آقاؤں کے حق میں اور کہیں آقا اپنے نوکر کے حق میں کہیں دوست کو دوست دعائیں دیتا ہے اور کہیں دشمن کو دشمن بددعائیں سلام گڈ مارنگ جیتے رہو خوش رہو اسی فطرتی ایمان کا ظہور میں تمام زبانوں میں خدا تعالیٰ کے نام قاضی الحاجات - مجیب الدعوات - رحیم و کریم - ذوالفضل العظیم - داتا گنجینہا اور غفار ہیں۔ یہ اسمائے الہی بھی قبولیت دعا کی طرف صاف دلالت کرتے ہیں پھر ایسے عام یقین سے عمداً انکار کرنا جیسے تمام نبی نوع کی فطرتیں - زبانیں - رسومات اور عبادات شاہد ہیں اور جس پر تمام آسمانی تعلیموں کا اتفاق ہے کیسی جہالت ہے کیا یہ سلب کچھ باطل ہے نہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ دعا کی قبولیت سے انکار کرنا اس امر کا اقرار ہے کہ اس کا ایمان اللہ کریم کی نسبت ناقص یا کالعدم ہے یا غفلت و بدکاری کذب و ریا ووظلم و



و تکبر کی وجہ سے ایسا مردود ہو گیا ہے کہ خدا کی جناب میں اُس کی کوئی دعا قبول نہیں ہوتی اس لئے قبولیت دعا سے انکار کر بیٹھا ہے۔ اپنے آقا سے انعامات کی امید اُس نوکر کو ہوتی ہے جو خلوص اور خوشدلی کے ساتھ خدمت کرتا رہا ہو اور ہمیشہ ہر طرح پر اُس کو خوش رکھا ہو۔ جو نوکر اپنے آقا کی مرضی کے خلاف چلے اُس کو بخیل بے رحم اور ظالم خیال کرتا رہے اور اپنی بڑائی بے ایمانی اور بد چلنی سے ہمیشہ اُس کو ناخوش رکھے وہ اُس سے انعامات کی کیا امید کر سکتا ہے وفادار خیر خواہ مستعد اور فرمانبردار نوکر کو اپنے آقا سے ہر طرح کی بھلی امید ہوتی اور اُس کی التجائیں قبول ہوتی ہیں برعکس اُس کے جو فائدہ خواہ شست اور نافرمان نوکر کو ہمیشہ اپنے آقا سے خوف رہتا اور اُس کی التجائیں سچائے قبولیت کے اور نفرت اور غضب پیدا کرتی ہیں یہی حال نیک اور بد کی دعاؤں کا ہوتا ہے چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے **ان الذین امنوا والذین ہاجرنا وجاہدوا فی سبیل اللہ** اولئک یرحمہم اللہ واللہ غفور راحیم تحقیق جو لوگ ایمان پر قائم رہتے خدا کے واسطے وطنوں کو چھوڑتے اور جان و مال سے ہر طرح کی کوشش کرتے ہیں یہی لوگ ہیں جو اللہ کی رحمت کی امید کرتے ہیں کیونکہ اللہ غفور اور رحیم ہے اس آیت سے ظاہر ہے کہ قبولیت دعا کے واسطے سب سے پہلے صفات باری تعالیٰ پر صحیح ایمان ہونا اور پھر اُس ایمان کے مطابق اپنے عقائد اعمال اور عادات کو درست رکھنا ضروری ہے جو قوم خدا کو معطل یا نادار یا بے اختیار محض ماننے والا اُس کے فضل و کرم کی امیدیں کر سکتی ہے دویم درجہ پر خوشنودی رب العالمین کے واسطے تکالیف اٹھانا اور ہر طرح کی محنت برداشت کرنا ضروری ہیں خواہ وطن چھوڑنا پڑے یا جنگ و جدال تک کا سامنا ہو کہ سیلح احکام الہی سے باہر نہ جائے الغرض جو لوگ ایمان و اعمال اور جد و

کے ساتھ خدا کے سچے بندے اور سچے پرستار بن رہتے ہیں وہی رحمت الہی کے اُمیدوار بنتے اور اُنہیں کی دعائیں قبول ہوتی ہیں اللہ کریم کے دوا سہا کے ہیں جو قبولیت دعا کے موجب ہوتے ہیں اقول غفور ویم رحیم غفور کے معنی ہیں بہت بخشنے والا اور رحیم کے معنی بہت رحم کھانے والا۔ جب کوئی مومن بندہ اپنے خدا سے کچھ مانگتا ہے تو اسکی غفاری بہت سارے گناہوں کو بخشتی ہے ساتھ ہی اسکی رحمت حرکت میں آکر اسکی دعا کو قبول فرماتی یا کسی اور بہتر طریق سے اطمینان کر دیتی ہے۔ اسطرح ہر ایک بایمان سائل اُن انعامات کا مستحق ٹھہر جاتا ہے جو کمی محنت یا شامت اعمال کی وجہ سے اُسکو نہیں مل سکتے تھے۔ یہی سلسلہ ہم دنیاوی معاملات میں بھی ٹھہر رہا ہے اور ملاحظہ کرتے ہیں۔ ایک وفادار نوکر کی کسی شستی یا غفلت سے اگر اس کا آقا ناراض ہو کر اسکی ترقی کو روک لے تو اسکی توبہ اور التجا کرنے پر فوراً بخشتیتا اور فراخ دلی کے ساتھ اپنی حد اختیار کے مطابق سلوک کرتا ہے۔ پر خدا کی بخشش اور رحمت تو بے حد و بے انتہا ہے جیسا کہ قرآن کریم فرماتا ہے لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَتِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا اللہ کی رحمت سے ناسیدی مست کرو تحقیق اللہ تمام گناہوں کو بخشتیتا ہے ہمارے ایمان اور اعمال کیسے ہی خراب کیوں بنوں اور جناب باری سے ہم کیسے ہی مردود کیوں نہ ہو گئے ہوں ہمیں مایوس نہ ہونا چاہئے کیونکہ وہ تمام گناہ کو بخشتیتا اور رحمت بھیجنے کے واسطے طیار ہوتا ہے۔ قبولیت دعا اور رحمت کے باج ہمارے گناہ ہوتے ہیں مگر حبیب اللہ کریم تمام گناہوں کو بخشنے والا ہے پھر کیوں مایوس ہوں۔ رحمت الہی سے مایوس ہونا گمراہی کی دلیل ہے جیسا کہ قرآن کریم فرماتا ہے وَمَا يَقْنُتُ مِنْ رَحْمَتِ رَبِّهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْفَالِغُونَ۔ اپنے رب کی رحمت سے کوئی نا اُمید نہیں ہوتے مگر گمراہ لوگ

اُس قوم کے دین اور عقل پر افسوس جو خدا کو بخشش اور رحمت کے صفات میں بے اختیار مانتے اور دعاؤں کو محض ایک طریق عبادت خیال کرتے ہیں۔ اُن کے نزدیک دعائیں ایک قسم کی جھوٹی عبادات ہیں۔ یہ نتیجہ اُس بجا تصرف کا ہے جو صحیح اور بیدین لوگوں نے کلام الہی کی تفسیر میں کیا۔ ۵

خود جو ہیں مردود و ربا خدا وہ کیا کرتے ہیں انکار و عدا  
رست، و فضل خدا سے دور ہیں بے خبر ہیں بے بصیرے نور ہیں  
استغفار عام تمہید کے بعد ہم مضمون دعا کو چند اشکال کی صورت میں بیان کرتے ہیں:-

۱ دعاؤں کی قبولیت کا ایمان ہر ایک انسان کی فطرت میں موجود ہے۔ سیدوں میں یہ ایمان زندہ رہتا اور ہر ایک جھوٹی بڑی ضرورت کے وقت اُنکو کامل یقین کے ساتھ خدا کی طرف رجوع ہوتا ہے۔ عکس اس کے سید مومن کی یہ ایک بڑی چھپان ہے کہ وہ ہر حال میں اپنے خدا کی نصرت مغفرت اور رحمت کا طالب بن رہا ہے جس قدر انسان دنیا پرست، غافل اور جناب الہی سے دور ہوتا جاتا ہے اسی قدر یہ ایمان ضعیف اور بھیاں ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ پرلے



من اذ واجنا وذوينا تفاقدة اعين اسے ہمارے رب تو ہماری بہیوں اور  
 ہماری اولاد میں سے قرۃ العین عطا کر۔ یونس کہتے ہیں سب انہی ظلمت نفسی  
 اس میرے رب تحقیق میں ہی اپنے نفس پر ظلم کیا۔ حضرت سلیمان کی دعا ہے  
 سب اغفر لی وہب لی ملکاً لا ینبغی لاحد من بعدی۔ اس میرے رب تو  
 میری مغفرت کر اور مجھ کو ایسا ملک عطا کر جو میرے بعد کسی کو نہ پہنچ سکے حضرت سلیم  
 علیہ السلام کی دعا ہے سبنا انزل علینا ما نلک۔ اسے ہمارے رب تو ہم پر  
 ایک خوان نازل کر۔ اصحاب کہف کی دعا ہے۔ سبنا اتنا من لدنک  
 رحمة۔ اسے ہمارے رب تو ہم پر اپنی جناب سے رحمت بھیج۔ انکے علاوہ  
 اور بہار ہا متفرق دعائیں ہیں جیسے سبنا انت ولینا فاغفر لنا وارحمنا  
 سبنا لا تراخذنا ان شیننا واخطانا ربنا ولا تجعل علینا اصلاً کما حسنت  
 علی الذین من قبلنا سبنا ولا تجعلنا مظلماً لکناہ وعفت عنا واغفر لنا  
 وارحمنا انت مولانا فانصرنا علی القوم الکافرین۔ سبنا اغفر لنا ذنوبنا  
 واسد فنا فی امرنا وثبت اقدامنا۔ الغرض سبنا اور سبنا کی پکار سے  
 تمام قرآن بھرا ہوا ہے دوسری طرف دنیا پرستوں بدکاروں اور ملعونوں کا گروہ  
 ہے جسکی مثال فرعون اور اس کا گروہ ہے۔ فتنہ ست مصیبت کی وقت وہ بھی  
 موسیٰ علیہ السلام سے دعا کے خواستگار ہوتے ہیں۔ تفصیل کے لئے دیکھو  
 رسالجات ماچ واپریل ۱۹۹۱ء صفحہ ۳۷۷ پر ایک عام مثال کے طور پر قرآن مجید  
 فرماتا ہے۔ اذ اسکبوا فی الظلم دعوا اللہ المسلمین لہ الدین فلما انجھم  
 الی البلاء اذھم یشکون۔ جب کشتی میں سوار ہوتے ہیں تب اللہ کو دینی اخلاص  
 کے ساتھ پکارتے ہیں مگر جب ہم ان کو صحیح سلامت خشکی پہنچا دیتے ہیں تب  
 فوراً شرک کرنے لگتے ہیں۔

۲۔ دعاؤں کی قبولیت سے معرفت ترقی پکڑتی اور

ایمانی اصول یقینی صورت میں متبدل ہو جاتے ہیں۔

جب ایک مومن بندہ اپنے رب کو کسی ضرورت یا کسی مشکل کے وقت پکارتا ہے تب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی سن رہا ہے پھر اور زیادہ اُسیدِ خلوص اور عجز کے ساتھ پکارتا ہے تب پہلا احساس اور بھی تیز ہو جاتا اور اُسکو اپنی دعاؤں میں زیادہ پُرجوش بنا دیتا ہے آخر کار رب العالمین جو الرحمن الرحیم ہے کمال فضل اور رحمت کے ساتھ اُسکو خواب یا الہام کے ذریعہ سے جواب دیتا ہے یہ جواب ایسا تسلی بخش ہوتا ہے کہ سائل کو ایسا یقین کمال ہو جاتا ہے جیسا کہ حاکم ظاہری کے احساس پر یعنی جوقدر انکھوں سے دیکھی ہوئی شے یا کانوں سے سنی ہوئی آواز کے واقعی وجود پر پورا یقین ہوتا ہے ویسا ہی اس باطنی اطلاع کی صداقت پر کمال بھروسہ ہوتا ہے۔ جب بار بار اپنی دعاؤں کے جواب میں یقینی امور مشاہدہ کرتا ہے تب باری تعالیٰ کی صفت رحمت کے عجیب عجیب خواص اُسکو معلوم ہوتے جاتے ہیں اپنے تجربہ سے وہ دیکھتا ہے کہ کن کن باتوں سے خدا خوشنود ہوتا اور کن کن باتوں سے ناراض ہوتا ہے کن حالتوں میں اُسکی دعا کو جلد ترقبولیت حاصل ہوتی ہے اور کن حالتوں میں دیر میں اور کن حالتوں میں کوئی جواب نہیں ملتا اس طرح پر تمام اصول اور حقیقت واقعی طور پر معلوم ہوتی جاتی ہے۔ صفائیِ علوم کے ساتھ اخلاصِ محبت و فاضلِ شکرِ خفا اور تسلیم کی قومیں بھی ترقی پکڑتی ہیں امدادِ خوب سمجھتا ہے کہ ایک وقت خدا تعالیٰ سے مانگنے کا ہے اور ایک وقت اُسکی رضا پر صبر و شکر کرنے کا ایک وقت اُس کے انعامات سے سرور اور ممتاز ہونے کا ہے اور ایک وقت ابتلاؤں

میں وفاداری اور تسلیم ظاہر کرنے کا بغرض ایسا مومن اپنے خدا سے بار بار ملتا  
 بہ کلام ہوتا اور دین کے راستوں میں میناؤں کی طرح چلتا ہے برعکس اُس کے  
 جو مقبول نہیں وہ خدا سے دور ہے اور دین کے راستوں میں اندھوں کی طرح  
 چلتا ہے۔ اس طرح پر دعاؤں کا سلسلہ حصول رشد و سعادت کا موجب ہوتا ہے  
 چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے واذا سألک عبادی عنی فانی قریب احیب  
 دعوة الداع اذا دعان فلیست بعلی والیوم ینتو ابی لعلہم یرشدو  
 اگر میرے بندے تجھے میری بابت سوال کریں پس اُنکو جواب دے کہ میں  
 قریب ہوں۔ دعا کرنے والا جب مجھے پکارے میں اُسکو قبول کرتا یا جواب دیتا  
 ہوں۔ پس میرے بندوں کو چاہئے کہ مجھے دعائیں مانگا کریں اور مجھے ایمان  
 رکھیں تاکہ وہ رشد حاصل کریں۔ یہ یاد رکھئے جیسا کہ ہم تمہید میں بیان کر چکے  
 ہیں کہ قبولیت دعا کے واسطے سخت ایمان، استغفار، توبہ، صبر اور عجز و نیاز ضروری  
 ہیں چنانچہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ لفظ عبادی سے اپنے بندوں کو مخاطب  
 کر کے اپنے قریب اور محیب ہونے کا اظہار فرماتا ہے اور دعا کرنے والے کو  
 لفظ الداع سے عام نہیں رہنے دیا بلکہ اللع لام سے مخصوص کر دیا ہے  
 اور آیات قرآنی اس سلسلہ کو اور زیادہ واضح کرتی ہیں چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔  
 فاستغفوا للہ تعالیٰ ان ربی قریب مجیب ۵ خدا سے استغفار  
 کرو اور اُس کی طرف جھک جاؤ کہ تحقیق میرا رب قریب اور محیب ہے ایک  
 اور مقام پر ارشاد ہے یا ایہا الذین امنوا استعینوا بالصبر والصلوة ان اللہ  
 مع الصابرین ۶ اسے مومنو اللہ سے صبر اور نماز کے ساتھ مدد دیا کرو کہ تحقیق  
 اللہ صابرین کے ساتھ ہے۔

۷۔ صفات باری تعالیٰ میں سے اجابت دعا ایک

ایسی صفت ہے جو عفو و رحیم اور مغفرت کا مظہر بنتی اور  
 اور اولیاء کرام کی زندگی میں عجیب و غریب کرشمہ دکھلاتی ہے  
 امام الوقت سید سعید و مہدی مسعود اپنے رسالہ برکات الدعا میں فرماتے ہیں  
 اور دعا کی ماہیت یہ ہے کہ ایک سعید بندہ اور اس کے رب میں ایک تعلق  
 مجاذب ہے یعنی پہلے خدا تعالیٰ کی رعایت بندہ کو اپنی طرف کھینچتی ہے پھر بندہ  
 کے صدق کی کشتیوں سے خدا تعالیٰ اس سے نزدیک ہو جاتا ہے اور دعا کی  
 حالت میں وہ تعلق ایک خاص مقام پر پہنچ کر اپنے خواص عجیبہ پیدا کرتا ہے سو  
 حیثیت بندہ کسی سخت شکل میں مبتلا ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف کامل یقین اور کامل  
 استیسا اور کامل محبت اور کامل وفاداری اور کامل ہمت کیساتھ جھک جاتا ہے اور نہایت  
 درجہ کا پیدار ہو کر غفلت کے پردوں کو چیرتا ہوا فنا کے میدانوں میں آگے سے  
 آگے نکل جاتا ہے پھر آگے کیا دیکھتا ہے کہ بارگاہ الوہیت ہے اور اس کے  
 ساتھ کوئی شریک نہیں تب اس کی روح آستانہ پر سر رکھ دیتی ہے اور قوت  
 جذب جو اس کے اندر رکھی گئی ہے وہ خدا تعالیٰ کی عنایات کو اپنی طرف کھینچتی  
 ہے تب اللہ جل شانہ اس کام کے پورا کرنے کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اس  
 دعا کا اثر ان تمام مبادی اسباب پر ڈالتا ہے جن سے ایسے اسباب پیدا ہوتے  
 ہیں۔ جو اس مطلب کے حاصل ہونے کے لئے ضروری ہیں۔ مثلاً اگر بارش کے  
 لئے دعا ہے۔ تو بعد استجاب دعا کے وہ اسباب طبعیہ جو بارش کے لئے  
 ضروری ہوتے ہیں اس دعا کے اثر سے پیدا کئے جاتے ہیں۔ اور اگر قحط کے  
 لئے بدعا ہے تو قادر مطلق مخالفانہ اسباب کو پیدا کر دیتا ہے۔ اسی وجہ سے  
 یہ بات ارباب کشف اور کمال کے نزدیک بڑے بڑے تجارب سے ثابت



ہو چکی ہے۔ کہ کامل کی دعا میں ایک قوت تکوین پیدا ہو جاتی ہے۔ یعنی  
 بانہ تعالیٰ وہ دعا عالم غلی اور علوی میں تصرف کرتی ہے۔ اور عناصر اور اجرام  
 فلکی اور انسانوں کے دلوں کو اس طرف لے آتی ہے جو طرف سو تیر مطلوب ہے  
 خدا تعالیٰ کی پاک کتابوں میں اسکی نظیریں کچھ کم نہیں ہیں۔ بلکہ اعجاز کے بعض  
 اقسام کی حقیقت بھی دراصل استجاب دعا ہی ہے۔ اور جب قدر ہزاروں  
 معجزات انبیاء سے غہور میں آئے ہیں۔ یا جو کہ کہ اولیاء کے کرام ان دلوں  
 تک عجائب کرامات دکھلاتے رہے انکا اصل اور منبع یہی دعا ہے۔ اور اکثر  
 دعاؤں کی اثر سے ہی طرح طرح کے خوارق قدرت قادر کا تماشا دکھلا رہے ہیں  
 وہ جو عرب کے بہا ہانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گذرا کہ لاکھوں مردے  
 تھوڑے دلوں میں زندہ ہو گئے۔ اور پشتوں کے بگڑے ہوئے الہی رنگ  
 پکڑ گئے۔ اور آنکھوں کے اندھے بینا ہوئے۔ اور گونگوں کی زبان پر الہی معارف  
 جاری ہوئے۔ اور دنیا میں یک دفعہ ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ پہلے اس  
 سے کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا۔ کچھ جانتے ہو وہ کیا تھا؟

## وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دعائیں

ہی تھیں جنہوں نے دنیا میں شور مچا دیا۔ اور وہ عجائب  
 باتیں دکھلائیں جو اس امی بیکیس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں۔ اللہ  
 صل وسلم وبارک علیہ وآلہ بعددہم وغیرہ عنانہ لہذا الامۃ  
 وانزل علیہ انوار رحمتک الی الابد

قرآن مجید سے تاثیرات دعا کی بابت یہاں تک ثابت ہوتا ہے کہ جب کوئی  
 شخص مصائب میں گرفتار ہوتا ہے یا کوئی قوم خراب حال ہو جاتی ہے

اُس مصیبت اور تباہی کے وقت جو دعائیں نازرار اور بے اختیار اُنکے  
 سوہوں سے نکلتی ہیں وہ ایک نایک وقت ضرور اپنا اثر کرتی اور زمانہ کا  
 تخت پلٹ دیتی ہیں۔ یہی سلسلہ دعا ہے جو مغلوب کو غالب اور زیر دست  
 کو زبردست بنا دیتا ہے۔ اور عروج اور غلبہ کے وقت میں عموماً لوگ لاپرواہ  
 متکبر سرکش اور ظالم بن جاتے ہیں اسلئے دعائیں اُن سے چھوٹ جاتی اور  
 یہ لاپرواہی اُن کے زوال کا موجب بنتی ہے، برعکس اس کے جو لوگ تباہی  
 اور مظلومیت کی حالت میں ہوتے ہیں وہ عموماً کثرت سے اپنے خدا کو یاد کرتے  
 ہیں اسلئے آخر کار اُنکی آہ وزاری مقبول ہو کر عروج کا باعث بن جاتی ہے سلسلہ  
 عروج و زوال کا کنبوں خاندانوں اور قوموں میں اس کثرت سے دیکھا جاتا  
 ہے کہ یہ بات ضرب المثل ہو گئی ہے ”دہر بات کا انت ہے“، یعنی انتہائے  
 زوال کے بعد عروج اور انتہائے عروج کے بعد زوال شروع ہو جاتا ہے  
 اصل راز اس شخصی اور قومی عروج و زوال کا دعا اور غنا ہے۔ کسی بزرگ کا سہم  
 بہ ترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کرے ۛ اجابت از دم حق بہر استقبال می آید  
 قرآن مجید ان تصرفات الیہ کی نسبت اسطرچہ فرماتا ہے۔

اَمَّنْ يَحْيِي الْمَيِّتَ اِذَا دَعَا وَيَكْشِفُ السُّوْمَ وَيَجْعَلُ لَكُمْ خُلَفَاءَ اَلَا رَءُوْ  
 عَ اَللّٰهُ مَعَ اللّٰهِ ۝ بھلا کون ہے جو بقیہ کی سنتا ہے جس وقت، وہ اُسکو نکارتا ہے  
 اور مصیبت کو دور کر دیتا اور تمکد زمین کے خلیفہ بناتا ہے کیا اللہ کے ساتھ کوئی  
 اور معبود ہے اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ مصیبت کا دور ہونا اور زمین  
 میں عروج پانا اضطراری دعاؤں سے شروع ہوتا ہے یہ تمام قدرت اللہ کو  
 ہے جس کے سوائے اور کوئی معبود نہیں اور مسئلہ بھی ایسا صاف اور بدیہی  
 کہ ہر ایک انسان اپنے دل سے سوال کر کے اس نتیجہ کو پہنچ سکتا ہے اسلئے

یہ تمام حقیقت سوال کی صورت میں بیان فرمائی گئی ہے تاکہ ہر ایک سمجھدار آدمی خود سوچے اور سمجھے۔

(۴) جو لوگ دعائیں نہیں مانگتے وہ سخت غافل بیدین اور بدکار ہو جاتے اور ان تعلقات باطنی سے محروم رہ جاتے ہیں جو مومن بندہ کے واسطے رفع الی اللہ اور ازاد بصر کا موجب ہوتے ہیں

جو شخص خدا سے کچھ نہیں مانگتا وہ عیوویت کی حقیقت اور سب العالمین کی رحمت و فضل سے نا آشنا محض ہے انسان کی کیا حقیقت ہے جو اپنے رب سے لاپرواہ بنا رہے ہم ظاہری سلسلوں میں بھی جو باطنی قواعد کا نمونہ ہیں یہی دستور دیکھتے ہیں کہ جو ماتحت اپنے افسر کو حقیر یا با اختیار یا بخیل یا سوبی خیال کر کے اُس سے کسی قسم کی فیض کی امید نہ رکھتے اور نہ کبھی اُس سے کوئی سوال کرے بلکہ سوال کو لا حاصل ہتک خیال کرتا رہے وہ کبھی اپنے افسر کی خوشنودی حاصل نہیں کر سکتا اور ان تمام فیوض سے محروم رہ جاتا ہے جو اُسکی نسبت حسن ظن رکھنے اچھی خدمات کرنے اور دلجوئی کرنے سے حاصل ہو سکتے تھے اور عموماً لاپرواہی بڑھتے بڑھتے تنفر کو پہنچ جاتی ہے جو مخالفت اور نقصانات کا موجب ہوتی ہے پھر جب ایک ناچیز انسان اپنی لیاقتوں اور قوتوں پر شک برآور کر کش بنا رہے اور سب العالمین کی کچھ حقیقت نہ سمجھے نہ اُس سے دعاؤں کی قبولیت کا یقین کرے اور نہ اُس سے فیوض و انعامات کی توقع رکھے تو پھر اُس کا کیا دین اور کیا ایمان ہے اور خداوند عالم کو اُسکی

کیا پرواہ ہے۔ عموماً دنیا پرستوں جاہلوں غافلوں متکبروں اور بدکاروں کا یہی حال ہوتا ہے کہ اپنی کمائی پرست عیش و تنعم میں غرق اور دنیاوی شغلوں میں خدا سے بے خبر رہتے ہیں پھر سب العالمین کو کچھ نہیں سمجھتے اور محض حیوانی زندگی بسر کرتے ہیں کہ گاؤں کی طرح سوائے شکم سیری کے کچھ خیال انکو نہیں آتا بلکہ حیوانوں سے بھی پرے ہو جاتے ہیں قرآن مجید میں نوح علیہ السلام سے غافلوں اور بدکاروں کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں مَا لَكُمْ لَا تَحِجُّونَ لِلَّهِ وَقَارًا تَحِیُّوْنَ کیا ہو گیا کہ اللہ سے بڑی بڑی اُسیدیں نہیں رکھتے ایک اور جگہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں مَا یَعْبُوْهُنَّ بِحَمْرِ بَنی لَوْلَادَعَاؤُكُمْ لَوْ كُوِّنَ الْكُرْهُمُ عَائِیْنٌ نَّكِرُوْهُ تَوْبِیْرٌ سے رعب کو ٹھہرا کر کیا پرواہ ہے۔ پھر ایک اور جگہ پر قرآن کریم فرماتا ہے اِنَّكُمْ لَمَكُوْهُنَّ اَوَّانٌ لِّمَا كَا رِهُوْنَ کیا ہم تمہارے شامل حال جانے انعامات اور برکات کر دیں چنانچہ تم کراہیت کرتے ہو۔

مَا لَكُمْ سَتَ بَیْفِكُمْ لَیْسَا ہُوَا سے

قدیر اور عزیز اور رزاق عالم  
دکھوں سے تیرے گھر کو اور کو بھر کے  
تو تیرے یکدم میں آوار کر دے  
زمانہ کو خشکی کے دیکھ سے رلا دے  
سرکانات عالی و ہزار دہر گرا دے  
ہزاروں کو یکدم میں کر دیو سے راہی  
خداوند عالم کو یوں ہی سمجھتا  
ماں کیا تجھے حکمِ ارض و سما کا  
نہیں یاد یکدم خداوندِ عالم

تو اسے بندہ ناتواں چیز کیا ہے

ہو ہے مالک الملک و خالق عالم  
ہو یا ہے تو یکدم میں برباد کر دے  
ہو یا ہے تجھ سخت بیمار کر دے  
کھڑک تجھ سے باغات سار کھا  
زیں اور پیادوں کو تھر تھرا دے  
وباؤں سے آدم پر لاوے تباہی  
نہیں سکی پرواہ کچھ بھی سمجھتا  
میں تو یہی کیا ایک بندہ خدا کا  
تو کہتا ہے لوگوں سے اُسیدہ نرم

<p>نہیں مانگتا کچھ بھی رحماں سے تو          کہ مایوس و سفاک رحماں سے ہے          اُمید اور خوف اُن سے ہی کرتا          اسبوجھ سے تنگ اور خوار ہے تو          فیوضِ خدا سے ہے انکار تجھ کو          وہی دیوے عزت وہی دیوے ذلت          نہیں کر سکے اُس سے تکرار کوئی          رہے سخت بیدین و آئیں بلیاں          محبت کرے ظلمت و شیطنت سے          مصیبت صد اچھپے آتی رہے بس          بدی کی طرف تجھ کو شیطان پھیرے          ہمیشہ کو پھر دکھ سے روتا رہے تو          نہ نصرت خدا کی نہ رحمت خدا کی          پڑے دور نیکوں کے اطوار سے تو          دعاؤں میں یک لمحہ بھی ہونہ کابل          کہ بندہ بے محتاج ہر دم خدا کا          نہ کر ایسے آقا سے بجا تنفر          بگڑتا ہے جو کچھ تیرا ہی بگڑتا</p>	<p>سوالات کرتا ہے انسان تو          بھلا کیا خدا کمتر انسان سے ہے          خلائق کے در پر پڑا پھر رہا ہے          مگر رب سے مایوس و بیزار ہے تو          دعا اور عبادت سے ہے عار تجھ کو          وہ ہے صاحبِ مغفرت اور رحمت          نہیں اُس کے حکموں میں مختار کوئی          نہ مانگے اگر تو خدا سے دعا نہیں          رہے دور اللہ کی مغفرت سے          سیاہی ترے دل پہ چھاتی رہے بس          خرابی رہے دین و ایماں میں تیرے          یہاں اور وہاں سخت اندھا ہو تو          نہ ہو تجھ کو حاصلِ محبت خدا کی          رہے بیخبر دل کے انوار سے تو          ارے بیخود و سرکش و مست و جاہل          تو رکھ و ردِ ہر وقت اچھی دعا کا          نہ رکھ اپنے مولا سے اتنا تکبر          خدا کا نہیں اسمیں کچھ بھی بگڑتا</p>
--	--

۵۔ دعاؤں کا قبول نہ ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ  
 مشرک ہے یا غفلت اور سیراہی کی وجہ سے جناب الہی

میں اُسکو قبولیت حاصل نہیں ایسے شخص کو تو بہ  
 واستغفار کے ساتھ خداوند عالم کو پکارنا چاہئے۔  
 چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے وما دعاء الکافرین الا فی ضلل۔ خدا  
 سنکروں کی دعا بھٹکتی بھٹکتی پھر کر تی ہے ان اللہ لا یرہی القوم  
 الفاسقین اللہ بدکاروں کو کاسیابی کے راستے نہیں دکھاتا ان اللہ لا  
 یحب المعتدین اللہ حد سے گزر جانے والوں کو دوست نہیں کہتا  
 الا ان لعنت اللہ علی الکاذبین یا رکھو کہ جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ہے  
 الا ان لعنت اللہ علی الظالمین یا رکھو کہ ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے  
 ان رحمت اللہ قریب من المحسنین تحقیق اللہ کی رحمت محسنوں کے  
 قریب ہے وما للظالمین من انصار ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہوتا  
 لا دعوة الحق والذین یدعون من دونہ لا یستجیبون لہم یہ شئی الا  
 کباسط کفینہ الی الماء یبلغ فاہ وما هو بیا لغط وماء دعاء الکافرین الا فی  
 ضلل۔ اُسکو پکارنا حق ہے جو لوگ خدا کو چھوڑ کر اور دوسرے دعا کرتے ہیں  
 وہ انکی کچھ بھی قبولیت نہیں کر سکتے مگر جیسے ایک شخص اپنے دونوں ہاتھ  
 پانی کی طرف پھیلائے تاکہ پانی اُس کے منہ میں آجائے حالانکہ وہ اُس تک  
 از خود آسنے والا نہیں اور کافروں کی دعا تو یوں ہی بھٹکی پھر کر تی ہے۔

سمجھ لے کہ ہے تو ہی دور از خدا نہیں اُسکی رحمت کا بچھڑنا دور شرارت میں یا شرک میں غرق ہے تبھی اپنے رب سے نہیں تجھکا	نہ ہو سے جو مقبول تیری دعا قریب الشیاطین ہے رب سے دُور ترے دین وایمان میں کچھ فرق ہے بھلائی نہیں ہے کوئی تیری پاس
--	--

ہنہیں تیری سنتا ہے رب کریم	بدافعالیوں سے ہوا ہے برجم
لنگوکار ہوتے ہیں بس باریاب	شریروں سے ہے دورا سکی جباب
ریاکار ہو یا جفا کار ہو	دغا باز ہو یا کہ بدکار ہو
دعا اُس کی ہوتی نہیں قبول	پکارا اُس کی جاتی ہے ساری
گناہوں سے جب تک نہ پاک نہ	دعاؤں سے ہرگز نہوا نکشاف
خدا پاک ہے پاک کا ہے حبیب	لنگوکار کو ہے قریب اور محیب

۶۔ دعاؤں کا قبول ہونا اس امر کی دلیل ہے کہ اُس کی دین و ایمان خداوند عالم کی نظر میں منظور ہے وہ خدا کا محبوب ہے خداوند کریم اُسکی سنتا اور اُسکو جواب دیتا ہے۔

چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے ان رحمۃ اللہ قریب من المحسنین۔ تحقیق اللہ کی رحمت محسنوں کے قریب ہے۔

۷۔ خداوند عالم سے رحمت مغفرت اور فضل کی دعائیں مانگنا ہر ایک مومن پر لازم ہے۔

چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے فليست تحيلو الي واليومنوا بي اعلموه برشد و پس چاہئے کہ مجھے دعائیں مانگا کریں اور مجھ پر ایمان رکھیں تاکہ رشد حاصل کر سکیں پھر فرماتا ہے وسئلوا اللہ من فضلا اللہ سے اُس کے فضل کا سوال کرتے رہو۔ پھر ارشاد ہے ادعوا ربکم تضرعوا وخيفتہ اپنے رب سے تضرع اور خوف کے ساتھ دعائیں کرو لہذا دعوة الحق اُسکو پکارنا حق ہے یا ايمہم الذین امنوا استعينوا بالصبر والصلوة لعل ايمان لوگو تم اللہ صبر اور عبادت کیساتھ

مدد طلب کیا کرو ادعوینی استجب لکم تم مجھے دعا کرو اور میں قبول کروں گا اور  
 بھی صدہا آیات حکم اور تمثیل کے طور پر ہیں جن سے دعاؤں کا مانگنا لازمی ثابت  
 ہوتا ہے واقعی طور پر بھی یہ ایک صاف اور ظاہر بات ہے کہ جو شخص خدا کو  
 دُعا العالمین رحمن رحیم قاضی الحاجات غافر الذنب قابل التوبۃ  
 سمیع الدعا اور ذوالفضل العظیم ماننا ہے مگر عملاً اُس سے کوئی توقع نہیں  
 رکھتا اور نہ کبھی اُس سے کچھ مانگتا ہے اور نہ مانگنے میں کچھ فائدہ کی اُسید خیال  
 کرتا ہے پھر اُس کا کیا دین اور کیا ایمان ہے فی الحقیقت اُسکی نظروں میں  
 خدا بھی ایک بیکار اور فضول ہے جو اپنے اختیار اور ارادہ سے کچھ تصرف  
 نہیں کر سکتا بلکہ اُس کے اعمال کے مطابق نتائج پیدا کرنے پر مجبور ہے یا غور و خجود  
 وہ نتائج پیدا ہوتے رہتے ہیں واقعی ایسا ایمان دہریت کی ایک صورت  
 ہے جو محبوب الحال مدعیان ایمان نے پیدا کی ہے نعوذ باللہ من شرکوا  
 انفسا ومن سیئات اعمالنا ومن یهدی اللہ فلا مضل لہ ومن ینصللہ  
 فلا ہادی لہ

۸۔ دعاؤں میں ہمیشہ دنیا و آخرت کی بھلائی اور  
 رب العالمین کی رضا مد نظر رکھنی چاہئے محض دنیاوی  
 آرام و آسائش کا طالب ہنا ہے دینی اور بے ایمانی  
 کی علامت ہے۔ پناہیچہ قرآن کریم فرماتا ہے فمن الناس من یقول

سبنا اتنا فی الدنیا ومالاً فی الآخرة من خلأ قہ ومنهم من یتقول دینا  
 اتنا فی الدنیا حسنة وفی الآخرة حسنة وقنا عذاب النار۔ پھر لوگوں



میں سے کچھ ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب تو ہمہ دنیا میں عطیات  
 کر اور آخرت میں انکا کچھ حصہ نہیں اور لوگوں میں سے کچھ ایسے ہیں جو کہتے ہیں  
 اے ہمارے رب تو ہمیں دنیا میں بھی خیر و برکت دے اور آخرت میں بھی خیر و  
 برکت دے اور جہنم کے عذاب سے بچا پس نمونہ کے طور پر ان آیات میں یہ  
 تعلیم دیکھی ہے کہ جو لوگ خدا سے دنیا ہی دنیا طلب کرتے ہیں وہ بے دین  
 اور بے ایمان ہیں انکو آخرت میں کچھ نہیں ملیگا مگر جو لوگ صاحب دین و  
 ایمان ہیں وہ یہ بھی دعا نہیں کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب تو دنیا و آخرت میں ہمکو  
 بھلائی دے اور جہنم کے عذاب سے بچا پھر ایک اور نمونہ کے طور پر انبیاء  
 علیہم السلام اور ان کے پیچھے تابعین کی طرف سے قرآن مجید میں درج ہے ربنا  
 اخضر لنا دیننا واسئلنا فی اسرنا وثبت اقدامنا وانصنا علی القوم  
 الکافرین خاتمہ اللہ ثواب الدنیا وحسن ثواب الاخرۃ اے  
 ہمارے رب تو ہمارے گناہوں کو بخش اور ہماری زیادتیوں کو معاف کر اور  
 ہمیں تیرے قدم رکھ اور کافروں کے مقابلہ پر ہماری مدد کر پس اللہ نے  
 انکو دنیا میں نوجو بدلہ دیا سو دنیا آخرت میں بھی اچھا بدلہ دیا۔ فکلمہ دعا پر ہم  
 کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی تفسیر میں بھی لکھ چکے ہیں دیکھو تذکرۃ القرآن ص ۱۸۹۹ء  
 ح فہمہ ۱۶۷۔

دعا کی نسبت عام شجاعت اور اعتراضات جو پیش کئے جاتے ہیں انکا  
 بیان حضرت مسیح الزماں علیہ السلام کی کتاب برکات الدعائے  
 ذیل میں نقل کر کے ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔  
 مد سید صاحب اپنے رسالہ مندرجہ عنوان میں دعا کی نسبت اپنا یہ عقیدہ

ظاہر کرتے ہیں کہ استجاب دعا کے یہ معنی نہیں ہیں کہ جو کچھ دعا میں مانگا گیا ہے وہ دیا جائے کیونکہ اگر استجاب دعا کے یہی معنی ہوں کہ وہ سوال بہر حال پورا کر دیا جائے تو دو شکلیں پیش آتی ہیں اول یہ کہ ہزاروں دعائیں نہایت عاجزی اور اضطراب سے کی جاتی ہیں مگر سوال پورا نہیں ہوتا جسکے یہ معنی ہوتے ہیں کہ دعا قبول نہیں ہوئی حالانکہ خدا نے استجاب دعا کا وعدہ کیا ہے۔

دوسری یہ کہ جو امور ہونے والے ہیں وہ مقدر ہیں اور جو نہیں ہونے والے ہیں وہ بھی مقدر ہیں۔ اُن مقدّر بات کے برخلاف ہرگز نہیں ہو سکتا پس اگر استجاب دعا کے معنی سوال کا پورا کرنا قرار دے جائیں تو خدا کا یہ وعدہ کہ ادعویٰ استجب لکم اُن سوالوں پر جن کا ہونا مقدر نہیں ہے صادق نہیں آ سکتا یعنی ان معنوں کی رو سے یہ عام وعدہ استجاب دعا کا باطل ٹھہر چکا کیونکہ سوالوں کا وہی حصہ پورا کیا جاتا ہے جس کا پورا کیا جانا مقدر ہے۔ لیکن استجاب دعا کا وعدہ عام ہے جو ہمیں کوئی بھی استثنا نہیں پھر جس حالت میں بعض آیتیں ظاہر کر رہی ہیں کہ جن چیزوں کا دیا جانا مقدر نہیں وہ ہرگز دی نہیں جاتیں اور بعض آیتوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کوئی دعا رد نہیں ہوتی اور سب کی سب قبول کی جاتی ہیں اور نہ صرف اسے بقدر بلکہ یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے تمام دعاؤں کے قبول کرنے کا وعدہ کر لیا ہے۔ جیسا کہ آیت ادعویٰ استجب لکم سے ظاہر ہے پھر اس تناقض اور تضاد آیت سے بجز اس کے کیونکر مخلصی حاصل ہو کہ استجاب دعا سے عبادت کا قبول کرنا مراد لیا جائے یعنی یہ معنی کئے جائیں کہ دعا ایک عبادت ہے اور جب وہ دل سے اور شوق اور خضوع سے کی جائے تو اس کے قبول کرنے کا خدا تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے پس استجاب دعا کی حقیقت بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ وہ دعا ایک عبادت متصور ہو کر اس پر ثواب مترتب ہوتا ہے یا اگر تھوڑے

ایک چیز کا ملنا ہے اور اتفاقاً اس کے لئے دُعا بھی کی گئی تو وہ چیز مل جاتی ہے مگر نہ دُعا سے بلکہ اس کا ملنا مقدر تھا اور دُعا میں بڑا فائدہ یہ ہے کہ جب دُعا کرنے کے وقت خدا کی عظمت اور بے انتہا قدرت کا خیال اپنے دل میں جمایا جاتا ہے تو وہ خیال حرکت میں آکر اُن تمام خیالات پر جن سے اضطراب پیدا ہوا ہے غالب ہو جاتا ہے اور انسان کو صبر اور استقلال پیدا ہو جاتا ہے اور ایسی کیفیت کا دل میں پیدا ہو جاتا ہے کہ عبادت ہے اور یہی دُعا کا استجاب ہونا ہے۔ پھر سید صاحب اپنے رسالہ کے اخیر میں لکھتے ہیں کہ جو لوگ حقیقت دُعا سے ناواقف اور جو حکمت اُس میں سے بیخبر ہیں وہ کہہ سکتے ہیں کہ جب یہ امر مسلم ہے کہ جو مقدر نہیں ہے وہ نہیں ہو نیکا تو دُعا سے کیا فائدہ ہے۔ یعنی جبکہ مقدر بھر حال بل رسیگا خواہ دُعا کرو یا نہ کرو اور جس کا ملنا مقدر نہیں اُس کے لئے ہزاروں دُعائیں کئے جاؤ کچھ فائدہ نہیں تو پھر دُعا کرنا ایک امر عبث ہے اس کے جواب میں سید صاحب فرماتے ہیں کہ اضطراب کے وقت استہاد کی خواہش رکھنا انسان کی فطرت کا خاصہ ہے سو انسان اپنے فطرتی خاصہ سے دُعا کرتا ہے بلا خیال اس کے کہ وہ ہو گا یا نہیں اور مقتضائے اسکی فطرت کے اُسکو کہا گیا ہے کہ خدا ہی سے مانگو جو مانگو۔

اس تمام تحریر سے جسکو ہم نے بطور غلامیہ اور پر لکھ دیا ہے ثابت ہوا کہ سید صاحب کا یہ مذہب ہے کہ دُعا ذریعہ حصول مقصد نہیں ہو سکتی اور نہ تحصیل مقاصد کے لئے اُس کا کچھ اثر ہے اور اگر دُعا کرنے سے کسی داعی کا فقط مقصد ہو کہ بذریعہ دُعا کوئی سوال پورا ہو جائے تو یہ خیال عبث ہے کیونکہ جس امر کا ہونا مقدر ہے اُس کے لئے دُعا کی حاجت نہیں اور جب کا ہونا مقدر نہیں ہے اُس کے لئے تضرع و انتہا بیفائدہ ہے۔ غرض اس تقریر سے ہمارا مقصد فانی کبھل گیا کہ سید صاحب کا یہی عقیدہ ہے کہ دُعا صرف عبادت کے لئے موضوع ہے اور اُسکو کسی دنیوی مطلب

کے حصول کا فریضہ قرار دینا طمع خام ہے۔

اب واضح ہو کہ سید صاحب کو قرآنی آیات کے سمجھنے میں سخت دہوکا لگا ہوا ہے مگر ہم انشاء اللہ تعالیٰ اُس دہوکے کی کیفیت کو اس مضمون کے اخیر میں بیان کرینگے اسوقت ہم نہایت افسوس سے یہ ظاہر کرتے ہیں کہ اگر سید صاحب قرآن کریم کے سمجھنے میں فہم رسا نہیں رکھتے تھے تو کیا وہ قانون قدرت بھی جسکی پیروی کا وہ دم مارے ہیں اور جسکو وہ خدا تعالیٰ کی فعلی ہدایت اور قرآن کریم کے اسرار غامضہ کا مفسر قرار دیتے ہیں اس مضمون کے لکھنے کے وقت انکی نظر سے غائب تھا۔ کیا سید صاحب کو معلوم نہیں کہ اگرچہ دنیا کی کوئی خیر و شر مقدس سے خالی نہیں تاہم قدرت نے اُسکے حصول کے لئے ایسے اسباب مقرر کر رکھے ہیں جن کے صحیح اور سچے اثر میں کسی عقلمند کو کام نہیں ملتا مثلاً اگرچہ مقدس پر لیاؤ کر کے دوا کرنا یا نکرنا درحقیقت ایسا ہی ہے جیسا کہ دوا یا ترکے عالم کر کیا سید صاحب یہ رائے ظاہر کر سکتے ہیں کہ مثلاً علم طب سراسر باطل ہے اور حکیم حقیقی نے دواؤں میں کچھ بھی اثر نہیں رکھا پھر اگر سید صاحب باوجود ایمان بآپ تعالیٰ کو اس بات کے بھی قائل ہیں کہ دوا میں بھی اثر سے خالی نہیں تو پھر کیوں خدا تعالیٰ کے یکساں اور متشابہ قانون میں فتنہ اور تفریق ڈالتے ہیں کیا سید صاحب کا یہ مذہب ہے کہ خدا تعالیٰ اس بات پر تو قادر تھا کہ تریدا اور ستمو نیا اور سنا اور حسب الملوک میں تو ایسا قوی اثر رکھتے کہ انکی پوری خوداک کھاسنے کے ساتھ ہی دست چھوٹ جائیں یا مثلاً سم الفار او بیش اور دوسری ہلالی زہروں میں وہ غضب کی تاثیر ڈال دی کہ کامل قدر شربت چند منٹوں میں ہی اس جہان سے رخصت کر دے لیکن اپنے بگزیدوں کی توجہ اور عقد بہت اور طمع کی بہری ہوئی دواؤں کو فقط مردہ کی طرح رہنے دے جنہیں ایک ذہن بھی اثر نہ ہو۔ کیا یہ ممکن ہے کہ نظام الہی میں اختلاف ہو اور وہ ارادہ جو خدا تعالیٰ نے دواؤں میں اپنے بندوں کی بہدلی کے لئے کیا تھا وہ دواؤں میں مٹی نہ ہو جنہیں

ہرگز نہیں بلکہ خود سیدہ صبا و عاؤں کی حقیقی فلاسفی سے بیخبر ہیں اور انکی اعلیٰ تاثیر و قوت پر ذاتی تجربہ نہیں کھتے اور انکی ایسی مثال ہے جیسے کوئی ایک مدت تک ایک پورانی اساتذہ اور سلوب القوی دوا کو استعمال کرے اور پھر اسکو بے اثر یا کراؤں دوا پر عام حکم لگا دے کہ اس کچھ بھی تاثیر نہیں۔ افسوس صد افسوس کہ سیدہ صبا باوجودیکہ یہ انسانی تک پہنچ گئی مگر اتناک آپرہ سلسلہ نظام قدرت مخفی رہا کہ کیونکر قضا و قدر کو اسباب سے وابستہ کر دیا گیا ہے اور کس قدر یہ سلسلہ اسباب سے سببات کا باہم گہرے اور لازمی تعلقات رکھتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ وہ اس دور کے میں پھنس گئے کہ انھوں نے خیال کر لیا کہ گویا بغیر ان اسباب کے جو قدرت نے روحانی اور جسمانی طور پر مقرر کر رکھے ہیں کوئی چیز ظہور نہ کر سکتی ہے یوں تو دنیا میں کوئی چیز بھی مقتدر سے خالی نہیں مثلاً جو انسان آگ اور پانی اور ہوا اور مٹی اور نارج اور نباتات اور حیوانات جمادات وغیرہ سے فائدہ اٹھاتا ہے وہ سب مقتدرات ہی ہیں لیکن اگر کوئی نادان ایسا خیال کرے کہ بغیر ان تمام اسباب کے جو خدا تعالیٰ نے مقرر کر رکھے ہیں اور بغیر ان راہوں کے جو قدرت نے معین کر دی ہیں ایک چیز بغیر توسط جسمانی یا روحانی وسائل کے حاصل ہو سکتی ہے تو ایسا شخص گویا خدا تعالیٰ کی حکمت کو باطل کرنا چاہتا ہے۔ میں نہیں کہ سیدہ صبا کی تقریر کا بجز اس کے کچھ اور بھی حاصل ہے کہ وہ دعا کو بخدا ان اسباب سے شہ کے نہیں سمجھتے جنکو انھوں نے بڑی مضبوطی سے تسلیم کیا ہوا ہے بلکہ اس میں حد زیادہ قدم بکھدیا ہے مثلاً اگر سیدہ صبا کے پاس آگ کی تاثیر کا ذکر کیا جائے تو وہ ہرگز اس سنگ نہ کہ نہید نہ گئے اور ہرگز یہ نہیں کہ اگر کسی کا جملنا مقتدر ہے تو بغیر آگ کے بھی جل سکتا تو پھر میں حیران ہوں کہ وہ باوجود مسلمان ہونیکے دعا کی تاثیروں سے جو آگ کی طرح کبھی اندھیرے کو روشن کر دیتی ہیں اور کبھی ستارے و دست انداز کا ہاتھ جلا دیتی ہیں کیوں منکر ہیں کیا انکو قضا کے وقت تقدیر یاد آجاتی ہے اور جب آگ وغیرہ کا ذکر کریں تو پھر تقدیر بھول جاتی ہے کیا ان دونوں چیزوں ایک ہی تقدیر حاوی نہیں ہے پھر جس حالت میں باوجود تقدیر ماننے کے وہ اسباب سے شہ کو اشتیاع مانتے ہیں کہ اسکے غاؤں میں بنام بھی ہو گئے ہیں پھر اس کا کیا موجب ہے کہ وہ نظام قدرت جسکو تسلیم کرتے

ہیں دعا میں انکو یاد نہیں رہا یہاں تک کہ یہی میں تو کچھ تاثیرات گدو عاؤں اتنی بھی نہیں ہیں اس حقیقت سے کہ وہ اس کے ہرگز بیخبر ہیں اور ذاتی تجربہ انکو بھی ملتا ہے

شرح مقلد - ادویہ علاج فاعل - و غیرہ سے درمیان میں ہو گا جو صاحب مقلد القرآن کے بعد کو کرنا چاہیں۔ وہ ایک ہینہ میں ہی ختم کر سکتے ہیں اگر بعد کسی دوسری کتاب صر فی یا نحو کی ضرورت نہیں رہتی  
۴۷ مقید علم - حوت معین الحکیم - یہ ایک لغات ادویہ و علاج جو ہر مرض اور دوا کا نام -

انگریزی - اردو - فارسی - عربی زبان میں لغات کی ترتیب پر درج کیا گیا ہے جس میں دوا کا حال معلوم کرنا ہو تو فوراً لغات کو طور پر آپس نکالو اور دیکھ لو خواہ اس کا نام آپ کو اردو زبان میں آتا ہو یا فارسی - یا عربی - یا انگریزی میں اس کی مدد کو خود کمال طور پر علاج کر سکتے ہو یا کم از کم کسی خاص نسخہ و معالجہ کی حاجت پڑے - اور قابل اخفا امراض میں جب چاہو کمال راہ حاصل کر سکتے ہو ہر مرض کو علاج میں - انگریزی و یونانی نسخہ جات جو اعلیٰ درجہ پر قابل اعتبار میں درج کئے گئے ہیں سہل الوصول اور دینی ادویہ کی طرف خاص توجہ دی گئی جو تاکہ اگر کسی مدد کو شہر و دیہات میں علاج بلا وقت ہو سکے - ہر قسم مذہبی علم کے لئے یہ کتاب حالت صحت میں مفتی خافضہ اور ایام صیبت میں ہوس و غلہ ساز ہوگی اس وقت میں اطلاقی اور روحانی امر میں کا علاج نہایت ہی دلچسپ اور معقول طور پر درج کیا گیا ہے - یہ ایک ایسی جامع اور مفید اور قابل اعتبار کتاب ہے کہ اس کی فہم زمانہ سابق و حال کی کتابوں میں نہیں ملے گی جتنی یہ کتاب تین جلدوں میں ہے - حقیقت فی جلد پہلے کل میت ہر سہ جلدوں - کیا نڈاروں - طالب علموں - اور غریب علم دوست اشخاص کو بشر تصدیق و اکثروں - بہ طیار شدوں - اور غریب عہدہ داروں کی نصف قیمت پر دیا جاسکتی ہے -

۵۸ مہلکہ احصا مختصہ - اس میں تمام امراض مخصوصہ مثلاً آتشک - سوزاک و جربان - نامردی - عذرات جلق - عقر - سرخ آترال - خنکام - عسرت - طث - اشتقاق وغیرہ کا علاج - جملہ کے قواعد اور ادب - اور بہت سے ضروری مضامین صحت کی ترتیب پر درج کی گئی ہیں - نیز تمام ادویہ جو ان کے اعضا کو متعلق ہیں درج ہیں زمانہ موجودہ کی تمام خرابیوں اور مسائل کا احاطہ اس میں کمال علاج ہو سکتا ہے  
۵۹ مقید النساء والصبیان - اس میں سال میں تمام ناگہانی و کمسن - اور درود و دعا علاج ہے جو عورتوں کی بچہ ریزی اور دلوائی ناوانی - اور دیہات سے کوئی پابندی سے حاملہ - اور بچہ اور نوزائیدہ بچہ کو مہارے ملک میں دباؤ عالمگیر کی طرح ہلاک کر رہی ہے - میت ۳۰

کے منتخب علما و افاضہ میں کتاب میں مفید علم کی طرح تمام ہر منعت کی ترتیب و درجہ  
کے حکم پر ایک مرض کی تعریف۔ اسباب۔ کیفیت۔ علامات۔ اسباب اور توفیق مریجہ کے لئے ہیں  
طب۔ جراحی۔ امراض قلیہ۔ امراض العین۔ امراض النسوان۔ امراض البهیمان۔ امراض السین و غیرہ  
میں سے کوئی مرض مستثنیٰ نہیں رہا۔ تمام امراض پر یہ کتاب کامل طور سے حاوی اور جامع ہے۔ یہ کتاب  
مفید علم کے ساتھ ملکہ و اکثری۔ یونانی کا ایسا کامل کتابخانہ تھا جسے کہ بھر کسی کتاب کی ضرورت نہ رہتی  
اگرچہ پہلے سے اس کتاب کی نسبت مبارک اور ادھن مقدس تھا کہ ہر ایک مرض کی تعریف اور تشفی میں  
کی جاوے مگر نظر ثقل اسباب و علامات و اسباب و کیفیت کا بھی مختصر مگر کامل حیاں شامل کر دیا گیا ہے  
یا وجود زیادتی حجم کے نظر افادہ عام نیت دہی دور دیر آٹھ آندہ ہے

۱۸۸۸ شھادۃ توادری۔ یہ اشتہاری پرچہ ہر جو ایک ہزار مہوار ہینکڑہ تذکرۃ القرآن کے ساتھ  
ماہواری شایع ہوا اگرچہ شرح اندراج فی ماہ چار چہ فی صفحہ فی سہ ماہی ملت فی صفحہ فی ششماہی  
امیں رویدہ اور فی سال ششہ رویدہ فی صفحہ ہوگی۔ جو صاحبان اپنی طبع شدہ اشتہارات یا رسائل بیان  
اروہا الگیزی وغیرہ اشاعت کیواسطے ارسال فرمیں وہ مشرخی ذیل شایع کئے جاسکتے ہیں  
توزن سو ماشہ فی عدد چار روپیہ ماہوار۔ ۳۰ ماشہ سے زیادہ ایک تولہ تک ملے روپیہ ماہوار۔

ایک تولہ سے زیادہ فی تولہ یا دو کی گھر سے ملے روپیہ ماہوار۔ تاجروں کے لئے اپنی اپنی تجارت  
کا یہ نہایت آسان و مزید ہے۔ اجرت اشتہار خواست کو ساتھ لانی جاسکتے۔ ورنہ عارضہ قلیل معاف  
نوٹ۔ تمام درجہ میں بنام فتح محمد خان شہر تذکرۃ القرآن مقام تراوی ضلع کراچی آنی جائے

الکتاب  
خاکسار فتح محمد خان شہر تذکرۃ القرآن مقام تراوی ضلع کراچی آنی جائے

اس رسالہ کی قیمت سالانہ مع محصول ڈاک دو روپیہ ہے جو پیشگی آئی چاہئے

وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ بَيِّنَاتٍ لَّهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا وَنَحْشُرُكَ مِنَ الْقِيَامِ  
جس نے کسی کو کسی بھیر پر اس کے واسطے گڈان نکلتے گی اور قیامت کے دن ہم اس کو ہلاک کر دیں گے

# تذکرۃ القرآن

جلد - نمبر ۱۱ ماہ جولائی سنہ ۱۹

ایک ماہواری رسالہ جو اغراضِ فیل رحیم پر شائع ہوتا ہے

۱۔ قرآنی رضامین اور مسائل کو ماہواری رسالوں کی صورت میں شائع کرنا  
قرآن کریم کو تمام بنی نوع کی واسطے کامل واعظ اور حقیقی خیر خواہ ثابت کرنا  
اور ایسی صحابہ و نیز قلمیادیں پیش کرنی جن سے قرآنی علوم کا رواج ہو۔

۲۔ قرآن کی کاملیت و فضیلت کو تمام اقوام پر ظاہر کرنا اور اس پر موجودہ ضد  
اور تعصب کو دور کرکے کوئی کوشش کرنا۔ جسے مذہب کو ایک دوسرے کا دشمن  
بنانے۔ ہمدردی۔ اور استعلازی کو کھو دینا اور تمام اقوام کو بالعموم حقیقی صلاحیت  
و سعادت سے محروم کر دینا اور خداوند عالم کی سچی پرستش کی بجائے انکو رستا  
کا پرستار بنادیا ہے۔

۳۔ حق تعالیٰ کے اعزازات کا جواب نہایت شائستگی اور حلم کے ساتھ قرآن مجید  
دینا۔ عقائد و تعصب کی رو سے کسی قوم۔ یا کسی بشر کی دل آزاری نہ کرنا۔ بلکہ سچی  
ہمدردی اور سچی خیر خواہی کے طور پر احسن طریق سے تمام بد اخلاقی۔ بے دینی۔ اور  
بے ایمانی کے دور کرنے کی کوشش کرنا۔

چھ ماہ کے مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں اتحاد پیدا کرنا۔

بین صحابہ کے ذمہ قیمت سہ گونہ داجب الادا ہے براہ مہربانی حق قیمت ضروریات شکر فرمائیے اور عندالضرورت



## عجیب و غریب اور تمام تعلیم یافتوں کو اسے نہایت ضروری کتاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جس میں مفصل ذیل مضامین پر نہایت ہی عجیب و غریب بحث  
 ۱۔ (۱) دلائل بروہی باری تعالیٰ (۲) اساتے باری تعالیٰ کی حقیقت اُن کے اعمال اور خواص (۳) مسئلہ تعدیل  
 (۴) دعا کی حقیقت اور افعالات الہی کا ذکر (۵) کون لوگ فضاہلی کے نیچے ہیں اور کون گمراہ ہیں (۶)  
 معاشرت یعنی مرد و عورت کے باہمی تعلقات کس طرح ہر سوتے ہیں (۷) اسلامی حفظ صحت۔ (۸) غفلت کے  
 خطر کا نتائج اور اُن کا کامل علاج (۹) ذکر و فکر کی حقیقت۔ اُس کے نتائج اور اُن طاقتوں کو ذائل کرینکی  
 خرابیاں تبت مع حصول مذاک و دروہ

۲۔ مفتاح القرائت۔ اسکو معمولی اردو خواں ایک مہینہ میں یاد کر کے پانچ روز لغتوں اور ایک لاکھ سونے  
 صیفوں پر ایسا حاوی اور صرف بخوبی ایسا شاق ہو جاتا ہے کہ قرآن مجید با ترجمہ پڑھ سکتا ہے۔ چھوٹے بچے  
 بھی اسکو چار پانچ مہینہ میں یاد کر کے قرآن مجید با معنی پڑھ سکتے ہیں اور بے معنی پڑھنے کی برابرت میں ختم کر سکتے  
 ہیں۔ پس تمام بچوں و عماروں اور بڑوں کو چاہئے کہ اسکو فرو پڑھیں۔ پھر تمام عمر قرآن مجید کی با ترجمہ تلاوت  
 کرتے رہیں۔ ایسی عجیب و غریب عبادت کی طرف سے غفلت نکریں اس سے بڑھ کر اور کیا خوش نصیبی ہو سکتی ہے  
 کہ محض چند ماہ کی معمولی محنت سے قرآن مجید با ترجمہ آتا ہے۔ تمام مسلمانوں کو چاہئے کہ اب بچوں کو بے معنی  
 قرآن مجید پڑھانا چھوڑ دیں اور اس قاعدہ کو پڑھا کر با ترجمہ پڑھایا کریں کیونکہ آنکھوں کے ہوتے اندھا ہو کر  
 چلنا سخت ناوالی ہے لہذا ایسا ہی کرینگے تو انشاء اللہ العزیز قرآنی آیتوں اور قصوں کو ایسا راج ہو جائیگا کہ تمام  
 وابہات غریبیں گندے شعور اور جھوٹے قصے جنہوں نے ہمارے دین اور دنیا کو برباد کر رکھا ہے تھکدہ ہوا  
 ہو جائینگے اس قاعدہ سے اردو فارسی کے ہزار ہا لغت آجائیں گے جن سے دوسرے کی تعلیم میں بھی  
 بڑی مدد ملے گی اور ملکا کا امتحان بچائے چھ سال کے چار سال میں پاس ہو سیکے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

۳۔ مفتاح العرب۔ اس کے ذریعہ سے معمولی اردو خواں تمام صرف بخوبی عربی و ہندی میں ایسا  
 حاوی اور شاق ہو جاتا ہے کہ میزان۔ شمع۔ حرف میر۔ دستور المبتدی۔ فصول اکبری۔ تجرید  
 ہدایت النعمان۔ شمع ملاں اور ملاح الارواح وغیرہ وغیرہ سے دو سال میں نہیں ہو سکتا۔ جو  
 صاحب مفتاح القرآن کے بعد اسکو پڑھنا چاہیں۔ وہ ایک مہینہ میں ہی اسکو ختم کر سکتے ہیں اس کے  
 بعد کسی دوسری کتاب مرنی یا غوی کی ضرورت نہیں رہتی۔

۴۔ مفید عام۔ عرف معین الحکیم۔ یہ ایک لغات ادویہ و علاج ہے ہر مرض اور

# تذکرۃ القرآن

۱۹۰۰ء  
ماہ جولائی

سبب نمبر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

## تفاسیر قرآنی میں اختلاف اور ان میں توفیق و تطبیق

قرآن مجید کے مفصل نو زمین لاریب فیہ میزان مہمین حکم اور تفصیل کش ہونے کے متعلق چند سوالات بذریعہ چٹپی کے ہمارے پاس پہنچے ہیں۔ ذیل میں ہم اصل چٹپی اور عبارات ترجمہ تفسیر کبیر کو درج کر کے آخر میں ثابت کرینگے کہ قرآن مجید کے الفاظ جنہر اسقدر اختلاف کیا گیا ایسے محکم اور صاف ہیں کہ ان میں کسی قسم کے جھگڑے یا شک کی گنجائش نہیں و ما توفیقی الا باللہ العظیم

جناب منیر صاحب تذکرۃ القرآن زاو فیوضکم۔ السلام علیکم رحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے رسالجات تذکرۃ القرآن جو قرآن مجید کی حقانیت عظمت اور کمالیت ثابت کرنیکے لئے بنیظیر رسائل ہیں وہ تمام شروع سے جب تک میں نے بغور مطالعہ کیا انہیں یہ مضمون نہایت ہی شد و مد اور تکرار کے ساتھ شائع ہونا رہا ہے کہ قرآن

نہایت آسان اور اُس کا بیان نہایت صاف اور عام فہم ہے آپ کی متواتر تحریر پر مجھ کو یہ خیال ہوا کہ کسی اُردو تفسیر اور ترجمہ کی مدد سے قرآن مجید کا مطالعہ کروں اس شوق سے میں نے تفسیر کبیر کے اُردو ترجمہ کا مطالعہ شروع کیا ابھی ۲۰ اوراق کے قریب ہی مطالعہ کئے تھے کہ نہایت حیران و پریشان اور مضطرب ہو گیا کچھ ہی سمجھ میں نہ آیا آپ کے رسالجات سے جو یہ بات دل پر منقش ہوئی ہے کہ قرآن مجید کا بیان بہت ہی واضح اور صاف ہے اور ہر ایک قابلیت و استعداد کا آدمی اُس سے مستفیض ہو سکتا ہے یک قلم جاتو رہے جبکہ مفسرین کا یہ حال ہے کہ ایک ایک لفظ پر اختلاف اور بحث ہے اور ہر ایک صاحب اپنے اپنے معنی کی حمایت میں قرآن اور حدیث اور آثار سے ثبوت پیش کرتے ہیں تو ہر کون سے معنوں کو صحیح اور کون سے کو غلط مانا جاوے اور دل کا الطینان کس طرح پر ہو گیا تھا کہ تو سمجھتے کہ ہدایت کے معنوں پر اختلاف اور بحث متقی کے معنوں پر اختلاف اور بحث یہ معنوں کے معنوں پر اختلاف اور بحث غیب کے معنوں پر اختلاف اور بحث اقامت صلوٰۃ کے معنوں پر اختلاف اور بحث یتفقون پر اختلاف اور بحث مدق پر اختلاف اور بحث الغرض کوئی لفظ اور کوئی آیت نہیں جس پر کچھ نہ کچھ اختلاف اور بحث نہ ہو پھر آپ متواتر اپنے رسائل میں یہ کیسے لکھتے ہیں کہ قرآن کا بیان واضح صاف اور آسان ہے۔ اور تمام مفسرین کے خلاف آپ کی بات کیسے تسلیم کیا سکتی ہے نمونہ کے طور پر میں تفسیر کبیر سے ہُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ ۝ الَّذِیْنَ یُؤْتُونَ بِالْعَدْلِ وَهُمْ لَا یُسْرِئُونَ الصَّلَاةَ وَهُمْ لَا یَسْرِفُونَ ۝ اَلَّذِیْنَ یُؤْتُونَ بِالْعَدْلِ وَهُمْ لَا یُسْرِئُونَ الصَّلَاةَ وَهُمْ لَا یَسْرِفُونَ کی تفسیر نقل کر کے آپ کی خدمت میں بھیجتا ہوں آپ براہ مہربانی میرے خدشات کا جواب دیں اگرچہ میں ایک ناچیز شخص ہوں اور

اس قابل نہیں ہوں کہ آپ اپنے قیمتی ورق اور بیش بہا رسالہ میں مجھ کو جگہ دیں مگر یہ مضمون بنفسہ نہایت ضروری ہے اور آپ جو ہزار ہا روپیہ قرآن مجید کی اشاعت نو میں ثابت کرنے میں صرف کر رہے ہیں تو پھر لازم ہے کہ جو اعتراضات اور خدشات پیدا ہوں انکی آپ صفائی بھی کریں ورنہ آپ کا بیان ایک طرف مدعیانہ ہو جاوے گا اسکی وقعت دانشمندوں کی نظر میں کچھ بھی نہیں ہو سکتی اور جبکہ آپ کا دعویٰ ہے کہ قرآن مجید میں ہر ایک شے کی تفسیر اور ہر ایک بات کا بیان موجود ہے تو آپ پر لازم ہے کہ میرے ان سوالات کا جواب بھی آپ قرآن مجید کی روش سے ہی دیں جیسا کہ آپ خود پسند مضامین میں آج تک ہر ایک بات قرآن مجید سے ثابت کرتے کرتے رہے ہیں امید کہ میرے سوالات پر توجہ فرما کر قرآن کا جواب آپ اپنے رسائل میں ہی شائع کریں گے تاکہ مسلمانوں کو عام طور پر فائدہ پہنچے۔ اب ذیل میں تفسیر کبیر کی ترجمہ کی اصل عبارت نقل کر کے مع اپنے سوالات کے پیش کرتا ہوں۔

هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ ۝ الَّذِينَ يُؤْتُونَ بِالْعَنَیْبِ وَیُؤْتُونَ الصَّدَاقَ وَ  
 وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ یُنْفِقُونَ ۝ اِس مقام پر چند مسائل ہیں (مسئلہ اولے) یہ ہے کہ ہدایت کی حقیقت کیا ہے پس معلوم کرو کہ ہدایت کے معنی بتلا دینا ہے۔ اور صاف کشف نے جان کیا ہے ہدایت بتلا دینے کا نام ہے جس سے مطلب حاصل ہو جائے اور بعض کہتے ہیں ہدایت رہبری حاصل ہونے اور علم کا نام ہے مگر تنہوں تو لوں میں قول اول صحیح اور دوسرا تیسرا غلط ہے اس لئے کہ اگر ہدایت کے اندر مطلوب کا حاصل ہونا ہی معتبر ہوتا تو ہدایت یا ب نہ ہونیکی صورت میں ہدایت کے معنی کا تحقیق نہ ہوتا اس لئے کہ ہدایت یا ب نہ ہونیکی

صورت میں ظاہر ہے کہ ہدایت کا راستہ بتلادینے سے مطلوب حاصل نہ ہو  
 مگر ہم دیکھتے ہیں کہ باوجود ہدایت یاب نہ ہونیکے معنی پائے جاتے ہیں اس لئے کہ  
 خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ **وَمَا تَشْعُرْ فَهُدًى نَا هُمْ فَاسْتَجِواْ اِلٰى اِلٰهِ**  
**اِنَّ كُوْهُدٰىتْ لٰى عِلٰوَهٗ رَیْ** لفظ عرب میں یہ کھنا سمجھ ہے۔ ہدایت فلم  
 پیتھکے۔ اس بیان سے ہم ثابت ہو گیا اور صاحب کشف نے اپنے قول  
 پر تین طرح سے استنباط کیا ہے (۱) یہ کہ ہدایت ضلالت کے مقابلہ واقع ہوتی  
 ہے خدا تعالیٰ فرماتا ہے **اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ اَشْتَرُوْا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰی**  
 اور دوسری جگہ فرماتا ہے **اَعْلٰی هُدًى اَوْ فِی ضَلٰلٍ مّبِیْنٍ**۔ (۲) مدح  
 کے مقام پر جسطرح مہندی کہتے ہیں اسی طرح ہمدی کہتے ہیں پس اگر ہدایت  
 کے اندر مقصود کا حاصل ہونا معتبر نہ ہوتا تو ہمدی کے اندر کوئی مدح و تعریف نہ ہوتی  
 اسلئے کہ یہ احتمال باقی رہتا کہ ہدایت پائی گئی ہو مگر ہدایت یاب نہ ہوا ہو (۳)  
 ابتدا کا لفظ ہمدی کے بعد بطور طابع کے واقع ہوتا ہے اور بولتے ہیں **هٰذَا**  
**فَاَهْتَدٰی** جیسے کہتے ہیں۔ **كَسْرَتْهُ وَقَطَعَتْهُ اَنْقَطَعَ** پس جسطرح توڑنے  
 اور کاٹنے کے لئے **فُتِ** نا اور کٹنا لازم ہے اسی طرح ہدایت کے لئے ہدایت یا  
 ہونا لازم ہوگا۔ پہلی دلیل کا جواب یہ ہے کہ ہدایت اور ابتدا میں فرق ضرور ہے  
 اسلئے کہ ہدایت کا مقابل اضلال اور ابتدا کا مقابل ضلال ہوتا ہے پس ہدایت  
 کو ضلال کے مقابل **فُتِ** غلط ہے دوسری دلیل کا جواب یہ ہے کہ ہمدی اس شخص  
 کو کہتے ہیں جسکو ہدایت سے نفع ہوتا ہے اور جسکو ہدایت سے نفع ہوتا ہے اسکو ہمدی

کہتے ہیں علاوہ بریں جب وسیلہ سے مقصود حاصل نہ ہو تو اس کا وجود و عدم برابر ہوتا ہے۔  
تیسرے کا جواب یہ ہے کہ ایتما امر کا مطاب ہوتا ہے اور کہتے ہیں ایتما امر  
فائتمرو اور ہم دیکھتے ہیں کہ امر کے لئے ایتما یعنی قبول کرنا لازم نہیں ہے۔

اسی طرح ہدایت کیلئے ہدایت یاب ہونا لازم نہیں ہے علاوہ بریں جب طرح کہتے ہیں  
فأهتدیٰ اسی طرح یہ بھی تو کہتے ہیں ہدیٰ فاعلم بحیثیت پس جو لوگ ہدایت  
خاص علم کا نام رکھتے ہیں ان کا قول بھی غلط ہے اس لئے کہ قرآن کو خدا تعالیٰ  
نے ہدایت فرمایا ہے اور اس میں شک نہیں ہے کہ قرآن خود علم نہیں ہے اس بیان  
مذکورہ بالا سے ثابت ہو گیا کہ ہدایت صرف بتلا دینے اور رہنمائی کا نام ہے ہدایت  
یاب ہونے اور علم کا نام نہیں ہے (مسئلہ دوم) متقی اسم فاعل کا صیغہ ہو  
وقاہ فالتقی سے ماخوذ ہے یعنی باب افتعال سے ہے۔ اور وقاات کے معنی

لغت میں فرط صیانت اور پورے طور پر محفوظ رکھنے کے ہیں جب تکوین بات  
معلوم ہو گئی تو ہم کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے اس جگہ متعین کو توحید کے طور پر ذکر فرمایا  
ہے لہذا دنیا کے امور میں اپنی حفاظت اور نگرانی کرنا متقی کے لئے بایں معنی الی  
ہوا بلکہ آخرت کے امور میں بھی پرہیزگاری کرنا از روئے لغوی معنی کے مناسب  
ہوگا تاکہ حفاظت اور فرط صیانت کے مناسب ہو اور دین میں متقی اور پرہیزگار ہو  
اور اپنی محافظت کرنے کے یہ معنی ہونگے کہ عبادات کی بجا آوری کرے اور جن امور سے  
اُسکو ممانعت کی گئی ہے ان سے الگ رہے۔ اور علما کا اس باب میں اختلاف  
ہے کہ تقویٰ کے اندر صغائر سے بچنا بھی معتبر ہے یا نہیں بعض فرماتے ہیں کہ تقویٰ  
کے اندر صغائر سے بچنا بھی معتبر ہے اس واسطے کہ وعید کے اندر صغائر بھی داخل ہیں

اور بعض کا مذہب ہے کہ تقویٰ کے اندر صغائر سے بچنا ضروری نہیں یعنی شقی اسکو کہیں گے جو کبائر سے احتراز کرتا ہو اگرچہ صغائر سے نہ کرتا ہو۔ اور اس بات میں توسیع اتفاق ہے کہ جہط کبائر سے توبہ کرنا واجب ہے صغائر سے بھی واجب ہے ذرا حرف اسی بات میں ہے کہ جو شخص صغائر سے احتراز نہیں رکھتا ہے اسکو متقی کہہ سکتے ہیں یا نہیں کہہ سکتے حدیث شریف میں تو اس طرح وارد ہوا ہے کہ حضور پیور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ بندہ متقیوں کے درجہ کو نہیں پہنچتا جب تک کہ مضائقہ کے چیزوں کے چیزوں کے خوف سے اُن چیزوں کو ترک نہ کرے جن کے اثر مضائقہ نہیں ہے اور حضرت ابن عباس رضی سے مروی ہے کہ متقی وہ لوگ ہیں جو عقوبت الہی کے خوف سے اُس چیز کو ترک کر دیتے ہیں جس کی طرف اُلٹی خواہش کا میلان ہوتا ہے اور جو چیز خدا تعالیٰ کی طرف سے آئی ہے اُس کی تسبیح کرکے خدا تعالیٰ کے رحمت کے امیدوار ہوتے ہیں۔ اور معلوم کرنا چاہئے کہ دراصل تقویٰ کے معنی خشیت اور خوف کے ہیں چنانچہ خدا تعالیٰ سورۃ النہل کے شروع میں فرماتا ہے یا ایہا الناس اتقوا اللہ کہ اور اسی کی مثل سورۃ حج کے شروع میں ارشاد ہوا ہے اور سورۃ شعراء میں ارشاد ہوتا ہے اذ قال لہم اخرہم نوح الاتقون یعنی جب اُن سے اُن کے بھائی نوح نے کہا کیا تم ڈرتے نہیں اور اسطرح حضرت ہود اور صالح اور لوط اور شعیب علیہم السلام نے اپنی اپنی قوم سے کہا ہے اور سورۃ عنکبوت میں ہے قال ابراہیم لقوم اعبدوا اللہ واتقوا اسطرح خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے واتقوا اللہ حق تقاۃ اور فرماتا ہے وتزودوا فان خیر الذی زاد التقویٰ اور فرماتا ہے واتقوا یوم لا یجزي

نفس عن نفس شیئاً اور معلوم کرنا چاہئے کہ دراصل تقویٰ کے معنی اگرچہ وہی ہیں جس کا ہم بیان کر چکے ہیں۔ مگر قرآن کے اندر جو حاجا تقویٰ کا لفظ آیا ہے اُس سے مقصود اصلی کہیں ایمان ہے کہیں توبہ کہیں طاعت اور کسی مقام پر ترک معصیت اور کہیں اخلاص دیکھو اس آیت میں تقویٰ سے ایمان مراد ہے وَالَّذِينَ كَلِمَةُ التَّقْوَىٰ يَٰۤاِٰۤمَنُۤا اِس سے توحید مراد ہے اور دوسری جگہ فرماتا ہے اُولَٰٓئِكَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلِلّٰهِ قُلُوْبُهُمْ لِلتَّقْوٰی اور سورۃ شعراء میں قوم فرعون کا یَقُوْنُ یہاں تقویٰ اختیار نہ کرنے سے ایمان نہ لانا مراد ہے۔ اور ان آیات میں جو تقویٰ کا لفظ وارد ہوا ہے اُس سے توبہ مراد ہے سورہ توبہ کے اندر ارشاد ہوتا ہے وَلَوْ اَن اَهْلَ الْقُرٰی اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَیْسَ بِہَا تَقْوٰی سے توبہ کرنا مراد ہے اور سورہ نحل کے اندر جو ارشاد ہوتا ہے اَطَاعَتِ مَرَادٍ اِن اَنْذَرْتُمْ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا فَاتَّقُوْا اور اسی سورہ میں ہے اَفَغَیْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ اور سورۃ مومن میں ارشاد ہوتا ہے وَاِنَّا لَمُرْكِبٌ فَاتَّقُوْنَ اور دیکھو اس آیت میں تقویٰ سے ترک معصیت مراد ہے وَاَتُوا الصَّلٰوةَ مِنَ الْبَوَابِ هَآءِہَا وَقَوْلُ اللّٰہِ اور اس آیت کے اندر جو تَوْحٰج میں واقع ہے تقویٰ سے خلاصی مراد ہے فَاَنْهَآ مِنْ تَقْوٰی الْقُلُوْبِ اور اس آیت میں بھی اخلاص ہی مراد ہے وَاِیَّآیْ فَاتَّقُوْنَ اور معلوم کرنا چاہئے کہ تقویٰ کا درجہ بہت بلند ہے خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ تَقُوْا وَالَّذِیْنَ هُمْ مَحْسُوْبُوْنَ اور فرماتا ہے اِنَّ اَكْبَرَ کُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص تمام لوگوں میں بزرگ بنے کہ خواہش رکھتا ہو اُس کو چاہئے کہ خدا کا خوف کرے اور جو شخص ہے



زیادہ قوی بننا چاہئے اُسکو چاہئے کہ خدا پر توکل کرے اور جو شخص سب لوگوں سے زیادہ دولت مند بننا چاہئے اُسکو چاہئے کہ بہ نسبت اُس چیز کے جو اُس کے ہاتھ میں ہے، اُس چیز پر زیادہ بہرہ ور رکھے جو خدا کے ہاتھ میں ہے۔ حضرت علی اکرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں تقویٰ کی حقیقت یہ ہے کہ معصیت کے اوپر اثر نہ جاوے اور طاعت پر گھٹ نہ کرے اور حسنِ بطن فرماتے ہیں تقویٰ کی حقیقت یہ ہے کہ تو خدا کے مقابل میں کسی چیز کو اختیار نہ کرے اور اس امر کو سمجھ لے کہ سب کام اُس کے قبضہ میں ہیں اور ابراہیم بن ادہم فرماتے ہیں تقویٰ کی حقیقت یہ ہے کہ خلقت تیری زبان میں کوئی عیب نہ دیکھے اور ملائکہ تیرے افعال میں کوئی عیب نہ دیکھیں اور خدا تعالیٰ تیرے باطن میں کوئی عیب نہ دیکھے واقعی اہم فرماتے ہیں تقویٰ کی حقیقت یہ ہے کہ انسان اپنے باطن کو خدا تعالیٰ کے لئے اس طرح آراستہ کرے جو طرح ظاہر کو خلقت کے لئے آراستہ کرتے ہیں بعض بزرگوں نے تقویٰ کی حقیقت یہ بیان کی ہے کہ جس جگہ سے تیرے مولیٰ نے تجھ کو منع کیا ہے وہ اُس جگہ تجھ کو نہ دیکھیں۔ بعض روایہ کث ہیں شقی وہ شخص ہے جس میں یہ اوصاف ہوں من مملک سبیل المصطفیٰ ونبذ الدینا وراء القفا وکلف نفسہ الاخلاص والوفاء حنب الحرام والنجف اور تقی کے لئے اگر کوئی اور دوسری فضیلت نبوتی تو صرف اسبقہ وفضیلت بہت کافی ہے کہ خدا تعالیٰ نے یہاں فرمایا ہے ہدی للمتقین اور دوسری جگہ فرماتا ہے شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن ہدی للناس اس سے ثابت ہوتا ہے کہ انسان صرف وہی لوگ ہیں جو متقی ہیں اور جو تقی نہیں وہ گویا درحقیقت انسان نہیں ہے (مسلم)

چند سوالات پڑھتا ہے (سوال اول) ایک شے کا ہدایت اور دلیل ہونا کسی خاص شخص کے ساتھ مختص نہیں ہوتا پھر اسکی کیا وجہ کہ قرآن صرف متقیوں کے لئے ہدایت ہے علاوہ بریں متقی تو وہی شخص ہوتا ہے جسکو ہدایت ہو سکتی ہو پھر دوبارہ اُس کے ہدایت یا ب ہونے کی کیا معنی پس قرآن کا متقیوں کے لئے ہدایت ہونا کیونکر صحیح ہوگا (جواب)۔ قرآن کا ہدایت ہونا کسی گروہ کیلئے مخصوص نہیں ہے بلکہ جس طرح متقیوں کیلئے اُس میں ہدایت ہے اور خدا تعالیٰ کے اور اُسکی دین اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی طرف رہنمائی کرتا ہے اسی طرح سے کافروں کیلئے وہ رہنمائی کرتا ہے مگر خدا تعالیٰ نے دوح کے طور پر یہاں متقیوں کا ذکر فرمایا ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ قرآن سے صرف متقی لوگ ہدایت یا ب اور منتفع ہوتے ہیں جس طرح کہ دوسرے مقام پر فرماتا ہے اِنَّمَا اَنْتَ مِّنْذِرٌ مِّنْ بَیْنِ اَیْہِمْ یَخْشَ اَھْلَ الْاَنْبِیَآءِ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ ہُوَ اَمَّا تَنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّکْرَ خَلَآءُ لَکُمْ رَسُوْلٌ خَدَّ اَصْلٰی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَم سَب لُوْکُوں کُوْڈ رَٹے تھے مگر صرف اِن لوگوں کے ذکر کرنا ہی ہے کہ آپ کے ڈرانے سے نفع انہیں لوگوں کو ہوا نہ دوسروں کو۔ اور جو لوگ ہدایت کے معنی یہ بیان کرتے ہیں کہ جو رہنمائی مقصود کی طرف پہنچا دے اُن کے اوپر یہ اعتراض وارد ہی نہیں ہوتا اس لئے کہ قرآن سے مقصود کو پہنچنے والے صرف یہی متقی لوگ ہیں (سوال دوم) خدا تعالیٰ نے یہاں تمام قرآن کو ہدایت فرمایا ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن کے اندر بہت سے جمل اور متشابہ ہیں اگر عقل کی رہنمائی نہ ہو تو محکم اور متشابہ کی تمیز بھی نہ ہو سکے اس سے تو یہ معلوم ہوا کہ درحقیقت ہدایت عقل کے رہنمائی ہے نہ قرآن حضرت علی اکرم اللہ وجہ سے

مردی ہے کہ جب انہوں نے حضرت عباسؓ کو خاجیوں کے پاس بھیجا ہوتا تو حضرت علیؓ ان سے کیوں فرماتے علاوہ بریں ہم دیکھتے ہیں کہ اسلام کے تمام فرقے اسی قرآن سے اپنی اپنی حجت پکڑتے ہیں اور قرآن میں صد ہا آیتیں بعض بعض آیتوں سے **میرے** طور پر جبر اور بعض آیتوں سے **میرے** طور پر قدرت ثابت ہوتی ہے اور نہایت دقت اور محنت کے ساتھ ان میں توفیق کیجاتی ہے پھر قرآن کس سے ہدایت ہوا جواب یہ تمام متشابہات اور محذرات جو قرآن میں ہیں یہ بات ضروری ہے کہ جو کچھ ان سے مراد ہے وہ متعین ہے خواہ اُس کے تعین عقل کی رہنمائی سے ہو یا سمع کی یا نقل سے جب مابین ہوگی تو اُس کے ہدایت نہیں کیا حکام بانی رہا۔ (سوال سوم) جس چیز کے تحت قرآن کا حجت ہونا مقصود ہے قرآن اُس کے اندر ہدایت نہیں ہے بنا بریں قرآن خدا تعالیٰ کی معرفت ذات و صفات اور معرفت نبوت ہیں ہدایت نہوا لیس ظاہر ہے کہ یہ مطالب اشرف المطالب ہیں جب ان چیزوں میں قرآن ہدایت نہوا تو پھر ہر طور پر اسکو کیوں ہدایت کیا گیا (جواب) کسی چیز کے ہدایت ہونے میں یہ ضرور نہیں ہے کہ وہ تمام امور کے اندر ہدایت ہو بلکہ بعض امور میں ہدایت ہونا کافی ہے بنا بریں قرآن احکام شرعی کے معلوم کرنے میں ہدایت ہوا جو چیزیں عقل کے اندر مندرج ہیں ان کی تاکید میں ہدایت ہو اور **ہدی للمتقین** سے نہایت قوت کیساتھ یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مطلق عموم کو نہیں چاہتا اس لئے کہ خدا تعالیٰ نے قرآن کو **ہدی للمتقین** فرمایا ہے اور لفظ کے اندر کوئی قید نہیں لگائی اور پھر ہم دیکھتے ہیں کہ اثبات مانع اور اُس کی صفات اور اثبات نبوت یا

قرآن کا ہدایت ہونا محال ہے اس سے ثابت ہو گیا کہ مطلق سے عموم کا فائدہ حاصل نہیں ہوتا (سوال چہارم) ہلکے وہ چیز ہو سکتی ہے جو اس قدر ظاہر و واضح ہو کہ اُس سے دیگر اشیاء بھی ظاہر ہو جائیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن کے اندر یہ بات نہیں ہے اس لئے کہ مفسرین جب ایک آیت بھی ذکر کرتے ہیں تو اُس کے متعلق کئی کئی قول متعارض و مختلف بیان کرتے ہیں اور جو چیز ایسی ہو وہ خود ظاہر و ظاہر نہیں ہو سکتی تو وہ دیگر اشیاء کیلئے کیا ہدایت ہو سکتی ہے (جواب) جو مفسر اقوال متعارض اور مختلف ذکر کرتے ہیں اور ایک قول کو باقی اقوال پر ترجیح نہیں دیتے اُنہیں یہ اعتراض وارد ہو سکتا ہے ہمارے اوپر وارد نہیں ہو سکتا اس لئے کہ ہم ایک قول کو بالدلیل باقی اقوال پر ترجیح دیتے ہیں (چہارم) صاحب کشفات نے بیان کیا ہے کہ ہدی للمتقین مثل رفیع میں ہے اس لئے کہ وہ ترکیب میں مبتدا مخذوف کی یا اور مبیغیہ کے ساتھ مکمل ذالک کی خبر ہے یا ظرف ممتزم کو خبر کہا جائے تو یہ اُس کا مبتدا ہے اور نصب بھی ہو سکتا ہے بایں طور کہ اُسکو حال کہیں اور اُس کے اندر عامل اشارہ کے معنی یا ظرف ہو گا اور جس میں سب سے زیادہ بلاغت پائی جائے وہ یہ ہے کہ ان سب احتمالات کو چھوڑ کر یہ کہا جائے کہ الکفر خود مستقل جملہ ہے یا حروف تہجی کا ایک حصہ ہے جسکو ما قبل یا ما بعد سے کچھ تعلق نہیں اور ذالک الکتاب جملہ ثانیہ ہے اور لایزب فیہ تیسرا جملہ ہدی للمتقین چوتھا جملہ ہے اسوقت میں ایک عجیب و غریب طور پر ان جملوں کی ترتیب ہو گئی اور سب کے مطابق ہر ایک کی طرح سب جملہ الگ الگ اور منظم رہے ہیں اُن کے اندر کوئی حرف رابطہ نہیں ہے اور پھر ہر ایک جملہ اپنے ما بعد اور ما قبل سے باعتبار تعلق عمومی کے

پیوستہ ہو رہا ہے اُس کا بیان یہ ہے کہ اولاً خدا تعالیٰ نے اس بات سے آگاہ کیا کہ یہ وہ کلام ہے جس سے معارضہ کیا گیا ہے پھر اس بات کی طرف اشارہ کیا گیا کہ یہ وہی کتاب ہے کہ جسکی اس کمال درجہ کی تعریف کی گئی ہے پس گویا اس نے سبب معارضہ کو ثابت کر دیا بعد ازاں اُس سے اس بات کی نفی کر دی کہ اُس میں شک شبہ نہیں واقع ہو سکتا ہے تو یہ اُس کے کمال کی شہادت ہو گئی اس کے بعد اُس سے یہ خبر دی گئی کہ یہ متقیوں کے لئے ہدایت ہے تو اُس سے قرآن کا ایسا یقینی ہونا ثابت ہو گیا کہ شک اُس کے اندر کو بھی نہیں پھٹک سکتا پھر یہ چاروں جملے باوجود اپنے کمال بلاغت اور ایک نادر ترتیب کے عجیب غریب نکتوں سے بھری ہوئی ہیں پہلے جملہ میں حذف ہے اور مقصود کی طرف نہایت نازک طور پر اشارہ پایا جاتا ہے دوسرے جملہ میں قرآن کی عظمت و شان کامل طور پر ثابت ہوتی ہے تیسرے جملہ میں لفظ ریب کے مقدم کرنے سے وہی نکتہ پایا جاتا ہے جس کا ہم بیان کر چکے ہیں چوتھے جملہ میں ایک تو حذف ہے دوسرے مصدر یعنی ہدیٰ کو وصف یعنی ہادی کے قائم مقام کیا گیا ہے تیسرے اُس کو صرف باللام نہیں کیا گیا بلکہ نکرہ رکھا گیا۔

الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ  
جو لوگ غیب کو بھی ہوتی باتوں پر ایمان لائے ہیں اور نماز کو ٹھیک کرتے ہیں اور جو کچھ دیا ہے انہیں سے کچھ خرچ کرتے ہیں  
جاننا چاہئے کہ اس آیت میں چند مسائل ہیں۔ سئلہ اولیٰ۔ صاحب کشاف نے بیان کیا ہے اَلَّذِينَ يُؤْمِنُونَ کا تعلق یا تَوَاقُّفُ سے کچھ تعلق نہیں بلکہ مبتدا واقع ہے اور اَوَّلُكَ عَلٰی ہدیٰ اُس کی خبر ہے پس اگر متقین کیساتھ اُس کا تعلق ہو تو متقین پر وقت کرنا حسن غیر تمام ہو اور اگر اُس سے تعلق

نہ ہو تو متقین پر وقف تام ہوگا۔ (مسئلہ دوم) بعض کہتے ہیں اَلَّذِي يَتَّقِ  
يُؤْمِنُ بِالْغَيْبِ الْاَبِيَّةِ مُتَّقِيْنَ کے لئے بمنزلہ تفسیر کے ہو سکتا ہے اس لئے  
کہ متقی وہی شخص ہے جو حنات کو عمل میں لائے اور سیئات کو ترک کرے۔ اور عمل  
کی دو قسمیں ہیں عمل کا صدور قلب سے ہوتا ہے یا جوارح سے عمل قلبی کا بیان۔

اَلَّذِي يَتَّقِ يَوْمُؤْنَ بِالْغَيْبِ میں موجود ہے اور افعال جوارح کے اصل الاصول نماز  
اور زکوٰۃ اور صدقہ ہے اس لئے کہ عبادت بدنی ہوتی ہے یا مالی عبادت بدنی میں  
سب سے بڑا بکرم نماز ہے اور مالی میں سب سے بڑا بکر زکوٰۃ اس لئے آنحضرت صلم نے نماز کو  
دین کا ستون اور زکوٰۃ کو اسلام کا پل ارشاد فرمایا ہے اور سیئات کا ترک کرنا خود  
نماز میں داخل ہے اس لئے خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اِنَّ الصَّلٰوةَ تَغْفِي

عَنِ الْفَحْشَاۃِ وَالْمُنْكَرِ اور عقل چاہتی ہے کہ یہ چیزیں متقین کیلئے تفسیر  
کے طور پر واقع ہوں اس لئے کہ سعادت کا کمال جہی حاصل ہوتا ہے کہ جن چیزوں  
کا ترک کرنا چاہئے انکو ترک کیا جائے اور جنکا عمل میں لانا چاہئے ان کو عمل میں  
لایا جائے پس نامناسب چیزوں کے ترک کا نام تقویٰ ہوا۔ اور فعل دو قسم کے  
ہوتے ہیں فعل قلب اور فعل جوارح فعل قلب ایمان ہے اور فعل جوارح نماز اور زکوٰۃ  
ہے اور یہاں پر تقویٰ کو جو دراصل ترک کا نام ہے فعل یعنی ایمان اور نماز زکوٰۃ پر  
مقدم کیا اس لئے کہ قلب کا حال مثل ایک تختی کے ہے جس کے اندر عقائد حقائق  
اخلاق حسنہ کے نقوش قبول کوئی قابلیت ہے اور تختی کے اندر خوشنما نقوش کا درج  
کرنا چاہئے تو پیشتر یہ نقوش سے اس کا صاف کر لینا ضرور ہوتا ہے یہی حال اخلاق  
کا بھی ہے لہذا خدا تعالیٰ نے پیشتر تقویٰ ذکر فرمایا جس میں ناشائستہ افعال کا چھوٹنا

پڑتا ہے اور اُس کے بعد شایستہ پاکیزہ افعال کو ذکر فرمایا مسئلہ سوم) صاحب کثافت نے بیان کیا ہے کہ ایمان پر وزن افعال امن سے ماخوذ ہے اور امن بمعنی صدق کے آتا ہے اُس کے اصلی معنی تکذیب اور مخالفت سے امن میں رہنے کے ہیں اور اُس کا تقدیرہ بالکیسا تھ اس واسطے ہوتا ہے کہ وہ اقرار اور اعتراف کے معنی پر متل ہے اور ابو نرید نے جو نقل کیا ہے مَا اَمْنٌ اِنْ اَجْدَ صَخَا مَا اَمْنٌ كَوْمَا وَ ثَقَمَتْ کے معنی میں کہا ہے یعنی ایمان کے معنی وثوق اور اعتماد کے ہوئے تو اُس کا جواب یہ ہے کہ وثوق کے اندر بھی امن اور سکون اور طمانیت ہوئی ہے تاہم یومنون بالغیب میں دونوں معنی عہدگی کے ساتھ ہو سکتے ہیں یعنی فیہ کی باتوں کا اقرار کرتے ہیں یا اُسکی حقانیت پر اعتماد رکھتے ہیں اب یہاں سے معلوم کرو کہ اہل قبلہ نے اس بات میں اختلاف کیا ہے کہ ایمان کی حقیقت شریع کے اندر کیا ہے اور اُس کے اندر چار فرقے ہیں (فرقہ اول) کہتا ہے کہ ایمان کی حقیقت زبان سے اقرار کرنا اور قلب اور جوارح سے افعال کا عمل میں لانا ہے تمام معتزلہ اور خوارج اور فرقہ زیدیہ اور اہل حدیث اسی کے قائل نہیں انہیں سے خوارج کا اس بات پر اتفاق ہے کہ طما پر ایمان لانے میں اتنی چیزیں داخل ہیں خدا تعالیٰ کی معرفت اور اُس چیز کی معرفت جس پر خدا تعالیٰ نے دلیل عقلی یا دلیل نقلی قائم کی ہے خواہ کتاب ہو یا سنت اور خدا تعالیٰ کے تمام ادا م اور نو اہی میں اطاعت خواہ بڑے کام ہوں یا چھوٹے وہ کہتے ہیں ان سب کے مجموعہ کا نام ایمان ہے اور ان خصلتوں کے ایک خصالت کے ترک کر دینے کا بھی نام کفر ہے اور معتزلہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جب ایمان کا تقدیرہ با کے ساتھ ہوتا ہو

تو ایمان سے تصدیق مراد ہوتی ہے اس واسطے جب کہتے ہیں فلاں آمن  
 باللہ و برسولہ تو اس سے تصدیق مراد لہوتی ہے اس واسطے کہ جس صورت میں  
 ایمان انواع واجبات کے معنی میں آتا ہے اس وقت یہ تعدیہ ممکن نہیں ہوتا مثلاً  
 جب کوئی نماز پڑھے یا روزہ رکھے تو یہ نہیں کہہ سکتے کہ آمن بکذا بلکہ کہیں گے کہ  
 آمن باللہ جس طرح کہتے ہیں صام صلی اللہ پس جب ایمان کا تعدیہ بالکلیا  
 ہوتا ہے تو اہل لغت کے طریق پر اس کے معنی مراد ہوتے ہیں اور جب اس کا  
 مطلق طور پر بلا کسی حرف کے ذکر کرتے ہیں تو معتزکہ اس بات پر اتفاق ہے کہ وہ  
 اس وقت اپنے معنی لغوی یعنی تصدیق سے دوسرے معنی کی طرف منقول ہوتا  
 ہے مگر ان میں بھی باہم بچہ وجود اختلاف ہے ایک یہ کہ ایمان تمام اطاعات کے  
 عمل میں لاسنے کا نام ہے خواہ واجبات ہوں یا منہیات بات اقوال ہوں یا افعال  
 یا اعتقادات و اصل بن عطاء اور ابو الہذیل اور قاضی عبدالجبار بن احمد کا قول ہے  
 دوسرے یہ کہ ایمان صرف واجبات کے عمل میں لایکنا نام ہے نہ نوافل کے  
 ابو علی اولوہما شہم کا قول یہی ہے تیسرے یہ کہ ایمان تمام ان امور سے بچنیکنا نام  
 ہے جن کے اندر وعید وارد ہوئی ہے پس وہ کہتے ہیں کہ مومن عند اللہ وہ  
 شخص ہے کہ تمام کبائر سے اجتناب کرے اور عند الناس مومن وہ شخص ہے  
 کہ تمام ان چیزوں سے اجتناب کرے کہ نہیں وعید وارد ہوئی ہے نظام کا قول  
 یہ ہی ہے مگر نظام کے اصحاب میں سے بعض کہتے ہیں کہ مومن عند اللہ او  
 عند الناس ہونیکے لئے تمام کبائر سے اجتناب کرنا شرط ہے اور اہل حدیث  
 نے دو وجہیں ذکر کیں ہیں کہ ایمان کامل اور اصل ایمان کی حقیقت معرفت ہے



اور اُس کے بعد ہر طاعت جُدا جُدا ایمان ہے اور یہ طاعت اُسی وقت ایمان کہتی ہے جب ایمان کے اصل اصول یعنی معرفت کے ساتھ پائی جائیں اور وہ کہتے ہیں اصل کفر انکار قلبی کا نام ہے یعنی کفر کا اصل اصول وہ ہی ہے پھر اُس کے بعد ہر معصیت جدا جدا کفر ہے غرض یہ ہے کہ جب تک معرفت قلبی نہ ہو کوئی طاعت ایمان نہیں ہے اور جب تک انکار قلبی نہ ہو تو کوئی معصیت کفر نہیں ہے اس واسطے کہ رفع کا ثبوت بغیر اصل کے نہیں ہوتا عبد اللہ بن سعید بن کلاب کا مذہب یہی ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ ایمان اصل میں تمام طاعات کا نام ہے اور تمام ایک ایمان قائم ہوتا ہے اور تمام فرائض اور فاضل ایمان کے اندر داخل ہیں مگر اتنا فرق ہے کہ اگر کوئی شخص کسی فرض کو ترک کر دے تو اُس کے ایمان میں نقصان آجائیگا اور نفل کے ترک کرنے سے کوئی ایمان میں نقصان نہیں آتا بعض کہتے ہیں کہ ایمان و اصل فرائض کا نام ہے نوافل اسیں داخل نہیں ہیں (فرقہ دوم)، ایمان کا مدار قلب پر بھی ہے اور زبان پر بھی ہے اور اس فرقہ میں کئی فرقہ ہیں ایک فرقہ یہ ہے کہ ایمان کی حقیقت زبان سے اقرار کرنا اور دل سے یقین کرنا ہے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ صاحب اور عامہ فقہاء کا مذہب یہی ہے پھر ان میں بھی دو طرح سے اختلاف ہے ایک اختلاف تو یہ کہ اس معرفت کی حقیقت کیا ہے بعض کہتے ہیں کہ معرفت اعتقاد قطعی کا نام ہے خواہ وہ اعتقاد تقلید کے طور پر پیدا ہو خواہ دلیل سے اکثر لوگ اسی امر کے قائل ہیں اسی بنا پر وہ کہتے ہیں کہ جو بطور تقلید کے ایمان لاوے وہ بھی مسلمان ہے اور بعض کے نزدیک معرفت اُس یقین کا نام ہے جو استدلال سے پیدا ہو دوسرا اختلاف یہ ہے کہ ایمان کے

اندر جن چیزوں کا علم اور یقین معتبر ہے وہ کون کون چیزیں ہیں۔ بعض متکلمین کہتے ہیں خدا تعالیٰ اور اس کی صفات کا کامل طور پر علم ایمان کیلئے ضروری ہے پھر چونکہ صفات الہی میں لوگوں کا کثرت سے اختلاف ہے اس لئے ہر گروہ کو کا فر بتاتا ہے اور اہل انصاف کا قول ہے کہ ایمان کے اندر ان چیزوں کا علم معتبر ہے جنکا بالضرورتہ دین میں داخل ہونا معلوم ہو گیا ہے اس قول کے موافق بہت سے اسواریسے ہیں کہ جنکا ایمان کے اندر ہونا ضروری نہیں ہے مثلاً خدا تعالیٰ کا اپنے علم کیلئے عالم ہونا یا اپنی ذات کے لئے عالم ہونا یا خدا تعالیٰ کا مرئی یا غیر مرئی ہونا (قول دوم) یہ ہے کہ ایمان قلب اور نیز زبان کی تصدیق کا نام ہے بشر بن عتاب موسیٰ اور ابو محسن اشعری کا قول یہ ہے اور تصدیق قلبی سے وہ کلام مراد ہے جو ذہن میں قائم ہوتا ہے (قول سوم) صوفیہ کے ایک گروہ کا قول ہے کہ ایمان دو چیزوں کے مجموعہ کا نام ہے اقرار باللسان اور اخلاص بالقلب (فرقہ سوم) اس بات کا قائل ہے کہ ایمان فقط عمل قلبی کا نام ہے اور اس فرقہ میں بھی دو گروہ ہیں ایک گروہ کہتا ہے کہ ایمان صرف دل سے خدا تعالیٰ کے پہچاننے کا نام ہے حتیٰ کہ کسی شخص نے دل سے خدا تعالیٰ کو پہچان لیا اور زبان سے انکار کیا اور اسی حالت میں مر گیا یعنی مرتے وقت تک اقرار نہیں کیا تھا تو وہ تحقیق سون ہوگا اور اس کے ایمان میں نقص نہ ہوگا جم بن صفوان کا قول یہ ہے اس کے نزدیک کتابوں اور رسولوں اور یوم آخرت کے پہچاننے کی ضرورت نہیں ہے اور کعبی بن جهم بن صفوان سے روایت کیا ہے کہ اس کے نزدیک ایمان خدا تعالیٰ کے

پہچاننے اور اُن چیزوں کے معلوم کرنے کا نام ہے کہ جنکا بالفورۃ دین محمدی میں

سے ہونا معلوم ہے دوسرا گروہ کہتا ہے کہ ایمان صرف تصدیق قلبی کا نام ہے

حسین بن الفضل بجلی کا قول یہ ہی ہے (فرقہ چہارم) کہتا ہے کہ ایمان فقط زبان سے اقرار کرنے کا نام ہے اُس میں دو گروہ ہیں ایک گروہ کہتا ہے کہ ایمان

فقط زبان سے اقرار کرنے کا نام ہے مگر ایمان ہونے میں معرفت قلبی کا ہونا

مشروط ہے اگرچہ وہ ایمان کی حقیقت میں داخل نہیں ہے غیلان ابن مسلم  
توشیح فیصل رقاشی کا قول یہ ہی ہے اگرچہ کعبی نے بیان کیا ہے کہ یہ غیلان

کا قول نہیں ہے دوسرا فرقہ کہتا ہے کہ ایمان صرف زبان سے اقرار کرنے کا نام

ہے کرامیہ کا قول یہ ہی ہے اُن کے نزدیک منافق ظاہر ہیں مومن اور باطن

میں کا فرق ہے لہذا دنیا میں اُس کو مومن کا حکم اور آخرت میں کافر کا حکم ہوگا یہاں تک

جو پہنے بیان کیا لوگوں کے تمام اقوال تھے جو ایمان کی حقیقت شرعی میں مختلف

ہیں اور ہمارا مذہب یہ ہے کہ تصدیق قلبی کا نام ہے اور ہر کو اس مقام پر تصدیق

قلبی کی ماہیت بیان کرنا ضروری ہے اور معلوم کرنا چاہئے اگر کوئی شخص کہے کہ

عالم حادث ہے تو اس کا ماحصل یہ ہوگا کہ عالم حادث ہے بلکہ یہ ماحصل ہوگا

کہ وہ شخص عالم کی حدوث کا قائل ہے اور عالم کا حادث ہونا اور بات ہے

اور اُس کے حدوث کا حکم کرنا اور بات ہے پس یہ حکم ذہنی خواہ ثبوت کے

ساتھ یا انتفاء کے ساتھ ایک ایسا امر ہے جسکو ہر زبان میں ایک خاص لفظ

سے تعبیر کیا جاتا ہے اور معنیوں اور عبارتوں کا مختلف ہونا باوجودیکہ حکم ذہنی

ایک ہی چیز ہے اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ حکم ذہنی اور چیز ہے اور یہ الفاظ

اور عبارات دوسری چیزیں علاوہ ہیں۔ یہ الفاظ اس حکم ذہنی پر دلالت کرتے ہیں اور دال مدلول کی غیر ہوا کرتا ہے پھر ہم کہتے ہیں کہ یہ امر ذہنی علم کے بھی غیر ہے اس واسطے کہ جو شخص ایک چیز سے جاہل ہو کہی وہ بھی اس چیز کا حکم کرتا ہے اس سے ثابت ہوا کہ حکم ذہنی دوسری چیز ہے اور علم دوسری چیز اب ہم کہتے ہیں کہ تصدیق قلبی سے یہ ہے حکم ذہنی مراد ہے پھر اس مقام پر ایک بحث لفظی باقی رہ گئی ہے وہ یہ ہے کہ لغت میں اس حکم ذہنی کا نام تصدیق ہوتا ہے یا ان الفاظ کا نام ہوتا ہے جو اس حکم ذہنی پر دلالت کرتے ہیں اس قول کی تحقیق ہم نے اصول فقہ میں بیان کر دی ہے جب یہ تکو معلوم ہو گیا تو اب ہم کہتے ہیں کہ ایمان اعتقاد کے ساتھ ان امور کی تصدیق کا نام ہے جنکا بالفرض دین محمدی میں سے ہونا معلوم ہو گیا ہے اس مذہب کے ثابت کرنے میں ہو چار قیودوں کے ثابت کرنیکی ضرورت ہے (قیود اول) یہ ہے کہ ایمان تصدیق سے عبارت ہے اس کا ثبوت بکند وجہ ہوتا ہے (۱) اصل لغت میں ایمان کے معنی تصدیق کے ہیں پس اگر طرف شرع میں تصدیق کا نام نہ ہو تو لازم آتا ہے کہ جس کلام میں یہ ایمان پایا جائے وہ کلام عربی نہ ہو اور یہ بات قرآن کے عربی ہونیکی منافی ہے (۲) ایمان ایسا لفظ ہے کہ جو شب و روز مسلمانوں کی زبان پر رہتا ہے پس اگر اپنے لغوی معنی سے منقول ہو کر دوسرے معنی میں آیا ہو یعنی تصدیق کے علاوہ کوئی اور معنی مراد ہوتے تو یہ امر ایسا نہیں تھا کہ اس سے لوگ سکوت کرتے اور کچھ اس امر کا ذکر نہ کرتے کیونکہ ایسے امور کے نقل کرنیکی سخت ضرورت ہوتی ہے لہذا دوسرے معنی میں اس کا منقول ہونا مشہور ہو جاتا

بلکہ حد تو ان کو پہنچ جاتا ہے اور جب یہ بات نہیں ہے تو ہلکو معلوم ہو گیا کہ وہ اپنے اصلی معنی پر باقی ہے (۳) اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ ایمان کا تقدیر جب حرف بار کے ساتھ ہوتا ہے تو اس وقت اس کے لغوی معنی مراد ہوتے ہیں بنا برآں ہم کہتے ہیں کہ جب اس کا تقدیر نہ ہو تب بھی وہی معنی مراد ہونے چاہئیں۔

(۴) خدا تعالیٰ نے جس مقام پر ایمان کا ذکر فرمایا ہے قلب کی طرف اس کی نسبت فرمائی ہے جا بجا اس قسم کا ارشاد ہوا ہے چنانچہ فرماتا ہے۔ من الذین قالوا امنا بأفواہم ولم یؤمن قلوبہم۔ اور فرماتا ہے وقلوبہم مظلمۃ بالایمان اور فرماتا ہے کتب فی قلوبہم الایمان اور فرماتا ہے قالت العرب آمنا قل لم تؤمنوا ولكن قولوا اسلمنا ولمایدخل الایمان فی قلوبکم (۵) خدائے تعالیٰ نے جا بجا ایمان کے ساتھ ساتھ عمل صالح کا ذکر فرمایا ہے اور اگر عمل صالح اندر ایمان کے داخل ہوتا تو عمل صالح کے بیان کی کیا ضرورت تھی (۶) خدا تعالیٰ نے بہت سے مقامات پر ایمان کیساتھ معاصی کا ذکر فرمایا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان معاصی کے ساتھ جمع ہو جاتا ہے ارشاد ہوتا ہے۔ الذین امنوا ولم یلبسوا ایمانہم بظلم الاثم اور فرماتا ہے وان طائفتان من المؤمنین اقتتلوا فاصلحوا بینهما فان بغت احدهما علی الآخر فمقاتلو التي تبغی حتی تقی الی امر اللہ۔ اور حضرت ابن عباس رضی عنہ نے اس امر پر آیۃ یا ایہا الذین امنوا کتب علیکم القصاص فی القتلی سے تین طور پر استدلال کیا ہے (۱) اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ اسے ایمان والو مقتولین کے بارہ میں تھا

اوپر قصاص مقرر کیا گیا اور یہ مسئلہ ہے کہ قصاص قصداً قتل کرنے والے پر واجب  
 ہوتا ہے پھر باوجود قتل عمد کے خدا تعالیٰ یا ایہا الذین امنوا کے ساتھ  
 خطاب فرماتا ہے اس سے ثابت ہوا کہ قصداً قتل کرنے والا ایمان سے خارج  
 نہیں ہوتا بلکہ مومن باقی رہتا ہے (۲) خدا تعالیٰ فرماتا ہے فمن عفی له  
 من اخیہ شیء یعنی جس کے لئے اُس کے بھائی کی طرف سے کچھ چھوڑ دیا جا  
 اور یہ بات ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ جو اُس کو بھائی فرمایا ہے تو یہ فقط اخوت ایما  
 کی وجہ سے فرمایا ہے لقولہ تعالیٰ انما المؤمنون اخوة یعنی ایمان والے  
 تو بھائی بھائی ہیں (۳) اس کے بعد خدا تعالیٰ فرماتا ہے ذالک تخفیف  
 من ربکم ورحمة یعنی تخفیف ہے تمہارے رب کی طرف سے رحمت  
 اور ظاہر ہے کہ تخفیف اور رحمت کا مستحق مومن ہی ہوتا ہے اور ایک آیت  
 سے بھی ہمارا مدعا ثابت ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے والذین امنوا ولم  
 یبھاجروا۔ کہ اس آیت میں خدا تعالیٰ نے ہجرت نہ کرنے والے کو مومن فرمایا  
 باوجودیکہ ترک ہجرت کے بارہ میں سخت وعید آچکی تھی چنانچہ فرماتا ہے الذین  
 تنوفاہم الملائکۃ ظالمی انفسہم اور فرماتا ہے مالکم من ولایتہم  
 من شیء حتی یبھاجروا دیکھو کہ خدا تعالیٰ نے ان آیات میں ترک ہجرت  
 کے متعلق کس قدر شدت فرمائی ہے مگر تاہم ہجرت نہ کرنے والو کو مومن فرمایا ہے  
 تیرا ان آیتوں سے ہمارا مدعا ثابت ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ یا ایہا  
 الذین امنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء اور فرماتا ہے یا ایہا  
 الذین امنوا لا تحزنوا للہ والرسول وتحزنوا لانا تکم اور فرماتا ہے یا

ایہا الذین آمنوا توبوا الى اللہ توبۃً نصوحاً اور ظاہر ہے کہ گناہ کے لئے توبہ کا حکم نہیں ہو سکتا اور فرماتا ہے ۔ و توبوا الى اللہ جميعاً ایہا المؤمنون اگر کوئی کہے کہ اس سے لازم آتا ہے کہ ہر مومن گنہگار ہو حالانکہ ایسا نہیں ہے اس کا جواب یہ ہے کہ بلاشبہ یہ آیت گنہگاروں کے حق میں ہے اور بے گناہ اس سے مستثنیٰ ہیں مگر ہم کہتے ہیں کہ انہیں گنہگاروں کے اعتبار سے یہ آیت ہماری محبت ہے۔ (قید دوم) یہ ہے کہ ایمان تصدیقِ زبانی کا نام نہیں ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے ومن الناس من يقول ائمتنا باللہ والیوم الآخر ما ہم بمؤمنین۔ یعنی بعض لوگ کہتے ہیں خدا پر اور یومِ آخرت پر ہمارا ایمان ہے حالانکہ وہ لوگ مومن نہیں ہیں خدا تعالیٰ اُنکو اس آیت میں فرمایا کہ مومن نہیں ہیں اور اگر تصدیقِ زبانی کا نام ایمان ہوتا تو یہ ایمان کی نفی کیونکر ہوتی۔ (قید سوم) یہ ہے کہ ایمان مطلق تصدیق یعنی بر تصدیق کا نام نہیں ہے اس لئے کہ جو شخص بت کی یا شیطان کی تصدیق کرے اُسکو مومن نہیں کہہ سکتے (قید چہارم) یہ ہے کہ ایمان میں تمام صفاتِ الہی کا تصدیق کرنا شرط نہیں ہے اس کا ثبوت یہ ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اُس شخص کیلئے بھی ایمان کا حکم دیدیا کرتے تھے جو بالکل خدا تعالیٰ کی عالمِ ہدایت یا عالمِ با علم ہونے سے خالی الذہن ہوتا تھا اور اگر اس قسم کی چیزوں کا علم اور تصدیقِ ایمان کے لئے شرط ہوتی تو رسول خدا صلعم کیسے یوں نہ فرماتے البتہ اس وقت ایمان یا عدم ایمان کا حکم دیتے کہ جب پیشتر آپ صلی اللہ علیہ وسلم امتحان لے لیا کرتے کہ یہ ان امور کو جانتا ہے یا نہیں یہاں تک جو کچھ ہم نے

بیان کیا ایمان کی تحقیق تھی اب اگر اس مقام پر کوئی اعتراض کرے کہ پہلے دو صورتیں پائی جاتی ہیں ایک صورت تو یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے خدا تعالیٰ کو دلیں اور برہان سے پہچانا اور جو وقت اُس کی معرفت پوری ہو چکی ہے اُسی وقت وہ معاً مرگیا اور اتنا زمانہ مہلت نہ پایا کہ زبان سے کلمہ شہادت نکالتا ایسے شخص کو ہم دریافت کرتے ہیں کہ وہ مومن ہے یا کافر اگر تم اُسکو مومن کہتے ہو تو اُس کا مومن کہنا درحقیقت اس بات کا قائل ہونا ہوا کہ ایمان کی حقیقت میں زبانی قدر معتبر نہیں ہے اور یہ بات اجتماع کے خلاف ہے اور اگر یہ کہتے ہو کہ یہ شخص کافر ہے تو کھنا بھی غلط ہے اس واسطے کہ حدیث شریف میں آیا ہے جس کے دل میں ذرہ بھر بھی ایمان ہوگا دوزخ سے نکل آئے گا اور اُس شخص کا دل تو ایمان سے پُر ہو رہا ہے پھر تم کس طرح کہہ سکتے ہو کہ وہ مومن نہیں ہے دوسری صورت یہ ہے کہ ایک شخص نے خدا تعالیٰ کو دہل سے پہچانا اور اتنا وقت بھی پایا کہ زبان سے کلمہ شہادت نکال سکتا تھا مگر نکالا نہیں تو اُس شخص کو بھی ہم دریافت کرتے ہیں کہ مومن یا نہیں اگر مومن کہتے ہو کہ مومن نہیں ہے تو بھی غلط ہے اس واسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہوگا دوزخ سے نکل آئے گا اور اُس شخص کا دل تو ایمان سے پُر ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ زبانی سکوت کرنے سے ایمان قلبی معدوم نہیں ہو جاتا اس کا جواب یہ ہے کہ امام غزالی رحمہ نے ان دو صورتوں میں اجماع کو غیر تسلیم کیا ہے اور ان دونوں شخصوں کو مومن کہا ہے اور کہا ہے کہ ان دونوں کا زبان سے کلمہ شہادت نہ پڑنا بمنزلہ اور عامی کے ہوگا جو ایمان کے ساتھ جمع ہو جاتے ہیں۔ (مسئلہ چہارم) بعض



کا قول ہے کہ غیب مصدر کا صیغہ ہے اسکو قائم مقام اسم فاعل کے کر دیا گیا ہے  
 جسطرح صوم بمعنی صائم کے اور روز بمعنی ناز کے آجاتا ہے یومنون بالغیب  
 میں دو قول ہیں (۱) وہ قول ہے جبکہ ابو مسلم اصفہانی نے اختیار کیا ہے کہ  
 بالغیب وحقیقت مومنین کی صفت ہے یعنی ایمان والے جسطرح حضور کی حالت  
 میں خدا پر ایمان رکھتے ہیں اسی طرح غیب میں خدا پر اُنکو ایمان ہے بخلاف منافقین  
 کے کہ ایمان والوں سے اُنکی ملاقات ہوتی ہے تو اُنمنا کہتے ہیں اور اپنے سرداروں  
 کے پاس جا کر کہتے ہیں ہم تو تمہارے ساتھ ہیں مسلمانوں سے ہم تو ٹھٹھا کرتے تھے  
 اُس کی نظریہ آیت ہے۔ ذَٰلِكَ لِيَعْلَمَ اَنِي لَمْ خُنْهُ بِالْغَيْبِ۔ یعنی حضرت  
 یوسف علیہ السلام کہتے ہیں یہ اسواسطے ہوا تاکہ عزیز کو معلوم ہو جائے کہ غیب  
 کی حالت میں کھینے خیانت نہیں کی اسی طرح کہا کرتے ہیں۔ نَعْمَ الصَّٰدِقِ  
لَکَ فُلَانٌ يُّظْهَرُ الْغَيْبِ۔ یعنی فلاں شخص تیرا اجتہاد درست ہے کہ پس پشت  
 بھی تیرے ساتھ دوستی رکھتا ہے اس آیت میں مومنین کی مدح پائی جاتی ہے  
 کہ اُنکا ظاہر اور باطن یکساں ہے منافقین کی طرح اُن کی حالت نہیں ہے کہ  
 اُن کے دلیں کچھ ہے زبان پر کچھ ہے۔ (۲) جمہور مفسرین کا قول ہے کہ غیب  
 وہ چیز ہے جو اس سے غائب ہو پھر اس غیب کی دو قسمیں ہیں ایک وہ کہ چہرہ دلیل  
 قائم ہو سکتی ہے دوسری وہ کہ چہرہ دلیل قائم نہیں ہوتی اس آیت میں غیب سے  
 وہ امور مراد ہیں جنکا ثبوت دلیل اور فکر سے ہوتا ہے اور ہمیں متقیوں کی بڑی  
 مدح پائی جاتی ہے اور اس غیب میں اتنی چیزوں کا علم داخل ہے خدا تعالیٰ  
 کی ذات اور صفات اور آخرت اور نبوت اور احکام اور شرائع یہ ایسے علوم ہیں

کہ استدلال سے ان کے حاصل کرنے میں مشقتِ عظیم ہوتی ہے اس واسطے  
 متقی لوگ بنا و عظیم کے مستحق ہوتے۔ اور مسلم نے اپنے قول پر کئی طرح استدلال  
 کیا ہے (۱) یہ کہ آیۃ والذین یؤمنون بما أنزل الیک وما أنزل من  
 قبلك وبالآخرة هم یوقنون میں اشیاء غائبہ کے ایمان لایکا ذکر فرمایا ہے  
 پس اگر یؤمنون بالغیب سے بھی اشیاء غائبہ مراد ہوں تو معطوفت علیہ ایک  
 چیز ہو جائیگے حالانکہ انہیں مغایرت ہونی چاہئے (۲) اگر یؤمنون بالغیب  
 سے غائب چیزوں پر ایمان مراد ہو تو یہ بالکل صادق ہوگا کہ انسان کو علم غیب  
 دیتا ہے اور یہ بات اس آیت کے خلاف ہے۔ وعندہ مفاتیح الغیب  
 (۱) علیہم السلام اور جس تقدیر پر یہ مراد آئے کہ غیب کی حالت میں خدا  
 پر ایمان رکھتے ہیں تو یہ قباحۃً لازم نہیں آتی (۳) غیب کا اطلاق اُسی چیز  
 پر ہو سکتا ہے جس پر حضور کا اطلاق بھی ہو سکتا ہو بنا بریں خدا تعالیٰ کی ذات اور  
 صفات کو غیب نہیں کہہ سکتے پس اگر یؤمنون بالغیب سے اشیاء غائبہ  
 کا ایمان مراد ہو تو خدا تعالیٰ کی ذات اور صفات پر ایمان لانا رسماً داخل  
 نہ ہوگا بلکہ صرف ایمان بالآخرت باقی رہ جائیگا اور یہ ہو نہیں سکتا اس واسطے  
 کہ ایمان کا کہہ کرین اعظم خدا تعالیٰ کی ذات اور صفات پر ایمان لانا ہے پس ہا یک  
 لفظ کا ایسے معنی پر محمول کرنا کس طرح پر جائز ہوگا جس میں مقصود بالذات کا خارج ہو  
 لازم آئے اور تفسیر مذکورہ بالا پر یہ قباحۃً لازم نہیں آتی (اول کا جواب)  
 یہ ہے کہ یؤمنون بالغیب تمام غائب چیزوں کے ایمان کو شامل ہے اور اُن کے  
 بعد والذین یؤمنون بما أنزل الیک وما أنزل من قبلك سے بعض

غائب چیزوں پر ایمان لائیکا بالتفصیل بیان فرمایا ہے پس اس میں تفصیل کا عطف اجمال پر پایا گیا ہے اور اس قسم کا عطف درست ہے جس طرح اس آیت میں واقع ہے۔ وملائیکۃ وجبریل (دوسرے کا جواب) یہ ہے کہ اس میں تو کچھ شک ہی نہیں ہے کہ ہلکو بہت سی غائب چیزیں کا ایمان ہے پس یہ تخصیص ہر صورت میں لازم ہوئی اگر کوئی کہے کہ تم بندے کو عالم انیسب کہتے ہو یا نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہم پیشتر غیب کی دو قسمیں بیان کر چکے ہیں ایک وہ کہ جنکا ثبوت دلیل سے ہو سکتا ہے دوسرا وہ کہ جنکا ثبوت دلیل سے نہیں ہو تا خدا تعالیٰ کے سوائے کوئی اسکو نہیں جان سکتا اور جو امور غیبی اس قسم کے ہیں کہ جو دلیل سے معلوم ہو سکتے ہیں تو ان کی نسبت ہم کہہ سکتے ہیں کہ دلیل سے ہلکو انکا علم ہو سکتا ہے پس اسے کوئی التباس لازم نہیں آتا بنا بریں ملکا کا قول ہے کہ شاہد سے غائب پر استدلال کرنا ایک قسم کی دلیل ہے (تیسری کا جواب) یہ ہے کہ ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ غیب کا لفظ اسی چیز میں مستعمل ہوتا ہے جو حاضر کے ساتھ بھی متعصّف ہو سکے اسکی دلیل یہ ہے کہ متکلمین اپنی کتابوں میں کہتے ہیں ہذا من باب الغائب الغائب بالمشاہدہ فاعلم سے خدا تعالیٰ کی ذات اور صفات کو مروی ہے واللہ اعلم۔

(سُورۃ نجم) بعض شیعہ کا قول ہے کہ یومنون بالغیب میں غیب سے اما مہدی علیہ السلام ہیں جنکا خدا متعالیٰ نے قرآن میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث میں فرمایا ہے قرآن کی آیت یہ ہے۔

وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي

الارض كما استخلف الذين من قبلهم۔ اور حدیث شریف میں یہ آیا ہے کہ اگر دنیا کا صرف ایک ہی دن باقی رہ جائے تو بھی خدا تعالیٰ اس دن کو دراز کر دے گا جتنے کہ میرے اہل بیت میں سے ایک شخص نکلے گا جس کا نام میرے نام کے مطابق اور جسکی کنیت میری کنیت کے مقابل ہوگی وہ شخص زمین کو عدل اور انصاف سے بھر دے گا جسطرح وہ قیام اور تم سے پُر ہوگی اس قول کا جواب یہ ہے کہ بلا دلیل ایک سطور کو فاسد کر لینا باطل ہے (مسئلہ ششم) نماز کے قائم کر نیکی مفسرین نے کئی طور پر تفسیر کی ہے (۱) نماز کا قائم کرنا یہ ہے کہ ارکان کو تبدیل کے ساتھ ادا کرے اور اس بات سے نماز کو محفوظ رکھے کہ اس کے فرائض اور سنن اور آداب میں خلل نہ واقع ہو اور یہ اقامہ العود سے ماخوذ ہے لکھنؤ کی کجی نکال کر درست اور سیدھا کرنے کو اقامت کہتے ہیں (۲) اقامت صلوٰۃ سے نماز کی پابندی اور مداومت مراد ہے چنانچہ خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے والذین ہم علی صلاتهم یحافظون اور فرماتا ہے الذین ہم علی صلاتهم دائمون اور اس وقت میں یہ قامت السوق سے ماخوذ ہوگا یہ اسوقت کہہا کرتے ہیں جب بازار گرم ہوتا ہے اور چلتا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ جب ایک چیز کی حفاظت اور نگہ رانی کیجاتی ہے تو وہ چیز قابل تدارک قابل رغبت ہوتی ہے اور جب اس چیز کا خیال اور نگہ رانی چھوڑ دی جاتی ہے تو وہ چیز ناقص اور ردی سمجھی جاتی ہے اسکی طرف لوگوں کی رغبت باقی نہیں رہتی (۳) اقامت صلوٰۃ سے یہ مراد ہے کہ سب کاموں سے فراغت اور تہجد حاصل کر کے نماز کو ادا کرے اور اس کے ادا کرنے میں کسی قیام کی کمی نہ ہو

ہو غرض یہ ہے کہ نماز کو نہایت اہتمام کے ساتھ ادا کرے جب کوئی شخص ایک کام کے لئے آمادہ ہو جاتا ہے اور سب کاموں کو چھوڑ دیتا ہے تو عرب کے لوگ کہتے ہیں قامر بالالہما۔ اسطرح جب لڑائی پورے طور پر ہونے لگتی ہے تو کہتے ہیں قامت الحرب علی ساقمہا۔ یعنی جنگ اپنے ساق پر سیدھی نہو لگئی اور اس کے مقابل میں آتا ہے فعدت الافرقتا عد عنہ۔ یعنی اس کام کا ارادہ چھوڑ دیا اور بہت تیزی (۴) اقامت صلوٰۃ سے صرف نماز کا ادا کرنا مراد ہے اور اس کو اقامت کیسا تھ اس لئے تعبیر کیا ہے کہ قیام نماز کا ایک رکن ہے اسطرح نماز کو قنوت یا رکوع یا سجود یا تسبیح کے ساتھ بھی تعبیر کیا جاتا ہے خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ فلولا انہ کان من المسبحین۔ یہاں تسبیح سے نماز

۲۸

مراد ہے اب معلوم کر دو کہ اسی معنی پر محمول کرنا زیادہ تر مناسب ہے جس میں متقیوں کی بڑی صفت اور ثناء پائی جاسکے اور یہ جب ہوگا کہ نماز کے قائم کرنے سے نماز کا مداومت اور پابندی کے ساتھ ادا کرنا اور اس کے ارکان اور شرائط میں نقصان اور کوتاہی نہ کرنا اس واسطے جو شخص لشکر کے خورد و نوش کا منتظم ہوتا ہے اس کو قہم اسمیعت کہتے ہیں جب بلا کم و کاست سب کے حقوق ادا کرتا ہے اور کوتاہی نہیں کرتنا لہذا خدا تعالیٰ کی صفت قائم اور قیوم ہے کیونکہ ہمیشہ کے لئے اس کا وجود واجب ہے اور ہمیشہ کے لئے بندوں کو روزی بلا ذریعہ اسکی سرکار سے ملتی ہے۔

(مسئلہ فقہ) تفسیر میں سے صلوٰۃ کے لغوی معنی چند ذکر کئے ہیں۔ (۱) ایک ذکر کہ صلوٰۃ کے معنی اشتداد میں دعا رکھنے میں کوئی شاعر کہتا ہے۔ اللہ ہر باقی

# اشتہار تفسیر سورہ فاتحہ پارہ ۶ تفسیر القرآن بالقرآن

ایک نہایت ہی عجیب و غریب تفسیر ہے جس کا مدکریم نے ہلکوتا فتح القرآن جیسی عجیب کتاب صرف غویں تالیف کرنیکی توفیق دی تھی جس نے یہ ثابت کر دکھایا کہ قرآن مجید کی برابر مسلمانوں کے واسطے آسان کتاب اور زبانوں میں تو کیا اپنی مادری زبان میں بھی نہیں اُسی قادر کریم نے ہکوا اپنے خاص فضل سے اور کرم سے اور ہم سے ایک تفسیر القرآن تالیف کرنے کی ہمت دی اور توفیق عطا فرمائی چنانچہ کلام اللہ کی تفسیر سورہ تفسیر سورہ فاتحہ تیار ہو چکی ہے اس تفسیر میں نئی اور عجیب باتیں حسب ذیل ہیں۔

۱۔ یہ کہ حتی الوسع ہر ایک لفظ کا ترجمہ قرآن مجید کے عام محاورات کے مطابق کیا گیا ہے اور ہر ایک آیت کی تفسیر بھی دوسری آیات سے کی گئی ہے۔

۲۔ یہ کہ ہر ایک مضمون قرآنی کی نسبت ثابت کیا گیا ہے کہ وہ کسی خاص زمانہ یا کسی خاص قوم کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ ہمیشہ کیواسطے ایک زندہ اور مستقل صداقت ہے جس کے نمونے ہر ایک ملک اور ہر ایک قوم میں ہر وقت مل سکتے ہیں۔

۳۔ یہ کہ آیات قرآنی کے الفاظ نہایت صاف غیر مشتبہ اور غیر مبہم ہیں اور وہ ایسے عجیب نظام پر واقع ہوئے ہیں کہ ایک ادنیٰ استعداد کا آدمی اُن سے مستفیض ہو سکتا ہے اعلیٰ سے اعلیٰ دماغ اور لیاقتوں کا آدمی انہیں الفاظ سے لانا تھا علاج کی باتیں اخذ کر سکتا ہے جیسا کہ یہ معمولی انسان کے لئے تذکرہ ہے ویسا ہی اعلیٰ درجہ کے حکیم فلاسفر اور عارف کیواسطے ہے۔

۴۔ یہ کہ ہر ایک صفحہ کے مطابق ہر ایک صفحہ کے بالائی حصہ میں آیات قرآنی مع ترجمہ بالمحاورہ درج کی گئی ہیں تاکہ ایک قرآن مفسر بالترجمہ ساتھ رہے۔

۵۔ یہ کہ ہر ایک صفحہ کے بالائی حصہ میں آیات قرآنی مع ترجمہ بالمحاورہ درج کی گئی ہیں تاکہ ایک قرآن مفسر بالترجمہ ساتھ رہے۔

۶۔ یہ کہ ہر ایک صفحہ کے بالائی حصہ میں آیات قرآنی مع ترجمہ بالمحاورہ درج کی گئی ہیں تاکہ ایک قرآن مفسر بالترجمہ ساتھ رہے۔

۷۔ یہ کہ ہر ایک صفحہ کے بالائی حصہ میں آیات قرآنی مع ترجمہ بالمحاورہ درج کی گئی ہیں تاکہ ایک قرآن مفسر بالترجمہ ساتھ رہے۔

۸۔ یہ کہ ہر ایک صفحہ کے بالائی حصہ میں آیات قرآنی مع ترجمہ بالمحاورہ درج کی گئی ہیں تاکہ ایک قرآن مفسر بالترجمہ ساتھ رہے۔

۹۔ یہ کہ ہر ایک صفحہ کے بالائی حصہ میں آیات قرآنی مع ترجمہ بالمحاورہ درج کی گئی ہیں تاکہ ایک قرآن مفسر بالترجمہ ساتھ رہے۔

۱۰۔ یہ کہ ہر ایک صفحہ کے بالائی حصہ میں آیات قرآنی مع ترجمہ بالمحاورہ درج کی گئی ہیں تاکہ ایک قرآن مفسر بالترجمہ ساتھ رہے۔

ہے کہ کسی فرقہ اسلامی کو مخالفت کا موقعہ نہ ہے بشرطیکہ وہ طالب حق راست باز اور مخلص بندہ  
خدا ہو۔

ہفتقر۔ ہر ایک سورت کی آیت کے ساتھ سلسلہ وار نمبر دئے گئے ہیں تاکہ حوالہ جات کے اخراج کے وقت آسانی رہے۔۱۔

ہشتہم۔ اس امر کی بڑی کوشش کی گئی ہے کہ نفسِ مختصر بھی ہزاروں کوئی صداقت یعنی سچا مسئلہ اس سے باہر بھی نہ رہے تاکہ سب لوگ باسانی خرید بھی سکیں اور تھوڑے وقت میں مطالعہ بھی کر سکیں اور کسی صاحب کو کم دستی یا کم فزنی کا عذر باقی نہ رہے۔

منہم۔ تمام اعتراضات کو جو قرآن مجید پر علوم جدیدہ اور قوانین قدرت اور تاریخ و جغرافیہ کی روش سے کئے گئے ہیں قرآن مجید کے الفاظ سے امداد کی آیات محکمات سے ثبوت ثابت کر دیا ہے اور صاف طور پر دکھلا دیا گیا ہے کہ قرآن مجید کے الفاظ میں نفوی یا نفوی طریق پر یا محاورہ قرآن کی روش سے کوئی بات ایسی نہیں جس پر انسانی علوم امداد سچی تحقیقاتوں کی روش سے اعتراض ہو سکے۔

دھرم - تمام تعلیم قرآنی کی نسبت یہ ثابت کیا گیا ہے کہ یہ وہی تسلیم ہے جسکو دانشمند ارگ صحیفہ قدرت اور انسانی فطرت میں متغوش پاتے ہیں کوئی بات ایسی نہیں جو زبردستی منوائی جاوے یا جسکو تسلیم العقل انسان کا بدل خود بخود تسلیم کر سکے اور جس کے ذریعے سے لانا انتہا اصلاحوں اور بے مدترقیوں کا سلسلہ جاری نہ ہو سکے اور کوئی بات ایسی نہیں جس پر عمل کرنے میں معیہ عقل کا غن کرنا پڑے یا قوانین عدل و رحم کو توڑنا پڑے۔ تِلْكَ حَشْرٌ ۝۱۰۰ کَامِلَہ۔

چنانچہ نمونہ کے طور پر دو صفحہ تفسیر القرآن کے شائع کئے جاتے ہیں ناظرین خود غور فرمائیں گی  
 قیمت اس تفسیر کی تین روپیہ ہوگی۔ سو ماہ الاحمد و پاکر ماہ الکریم کی تفسیر تیار ہو چکی ہے اسکی  
 علیحدہ قیمت ۲۰ روپے۔

جو صاحب پہلے سے کئی تفسیر کی درخواست بھیجینگے جس قدر حقہ تیار ہوتے جاویں گے اُس قدر ان کی خدمت میں بذریعہ قیمت طلب پارسل ارسال ہوتے رہیں گے۔ ہنگامی قیمت بھیجنے کی ضرورت نہیں محض ایک درخواست تجدید خدمت منجھڑ صاحب مفید عام مقام تراوڑی ضلع گمناں ارسال فرماویں۔

يَسْتَبِيحُ اسْمُكَ ذِكْرُكَ وَاسْمُكَ الَّذِي أَهْمَتْ عَلَيْكُمْ وَإِنِّي فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ وَالْعَوْدُ

اسے بنی اسرائیل کہتے ہیں اور جو بیٹے تمہارے نازل نہیں کرتے اور یہ بھی کہ تمہارے جانوں پر فضیلت دی گئی اور

يَوْمَ لَا تَنْجِي نَفْسٌ عَنْ نَفْسٍ شَيْئًا وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَلا هُمْ

اُس دن سے مدد کہ کوئی نفس کسی نفس کے کچھ بھی کام نہ آئے گا اللہ اُس کی طرف سے شفا قبول کجاو گیفت اور نہ اُسکی طرف سے

مُصْرَوَاتٍ ۖ وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَءِيلَ أَنِ إِن كُنْتُمْ تُحِبُّونَ آلَٰهَكُمْ فَارْجِعُوهُنَّ إِلَى الْبِلَادِ ۚ فَمَنْ رَجَعَهُنَّ إِلَى الْبِلَادِ فَإِنَّهُنَّ فَاحِشَاتٌ يَفْعَلْنَ مَعَ الْكَافِرِينَ مَا يَكُونُ لَهُنَّ مِنَ اللَّهِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ٢٠٨

عائدہ لیا جاوے اور نہ ان کے کہیں سے مرد بچھڑے اور اس وقت کو یاد کرو جب ہے ال فرعون سے ٹکونجات دی جو ٹکوری ٹکلیں پھینکا

وَأَنذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظَّى

اباءکم و بیسایون یساعلم و فی دایلم بلاء من ربکم عظیم ۵۰

سے بھارے بیٹوں کو بیچ کر لے اور بھاری خوردوں کو دہ دہ بھجھو گئے اور اس میں بھارے رب کی طرح سے ایک بلا کے تعلیم بھی فٹ

نبی اکرم کیلئے پر یہ عالمین کی طرف سے جو خاص خاص فاضل ہوئے انہیں سے چند یہ ہیں اول یہ کہ فرعون کے دشمنانہ

ظلموں کے ان کہ بنیاد دی فرعون کو غارت کیا اور بچا لے آئے انکو ملک کی حکومت عطا کی ہو۔ یہ کہ ان میں انبیا

علیہم السلام اور پادشاہ کثرت سے ہوئے، سوچو۔ یہ کہ انہیں آسمانی وحی اُنفا اور کتب نازل ہوتے رہتے چہاڑ فرماتے ہوئے۔

کی غلامی سے آزاد کر کے ملک کا وارث بنایا۔ جنگل میں اُنہرے کا سایہ کیا۔ من و سلویٰ اوتارا اور تپھر سے پانی کے چشمہ بنکا۔

ان تمام احسانات کا ذکر قرآن مجید میں آتا ہے۔

آیا کہ بنی اسرائیل کہ فضیلت تمام امور میں دی گئی تھی یا خاص خاص میں ہمیشہ کے واسطے دی گئی تھی یا خاص

زمانوں میں تمام افراد کو دیکھیں تھی یا بعض بعض کو اسکی تشریح آیات میں سے ہوتی ہے۔ اِذْ جَعَلْ فِیْكُمْ اَنْبِیَاءَ وَ

جَعَلَهُمْ مُلُوكًا وَإِنَّا لَهُم مَّا لَمْ نُوْتِ أَحَدًا مِّنَ الْعَالَمِينَ ﴿١٠﴾ وَقَدْ اخْتَرْنَا هُمْ عَلَىٰ عِلْمٍ

حَلٰی الْعَالَمِیْنَ ۝ اِنْ آیَاتِہٖ ظاہر ہے کہ یہ فضیلت اُس وقت میری تھی جبکہ اُن میں انبیاء اور بادشاہ جوتے

رہے اور اس وقت کے لوگوں رفاصہ فضلت علیہم السلام نے کہا: **لَعَنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ بَنِي اِسْرٰٓءِیْلَ وَ**

مَعَا مَتَعَهُمُ اللَّهُ النَّارُ أَدْوَمُ مِمَّا هِيَ عَلَيْهِمْ أَتَى عَلَى الْمَوْتِ وَنُفِثَ فِي عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ ثَوْبٌ مَحْبُورٌ

بجعلہم ائمہ دہ واجہار یہیہ وعبدالکثافت ۛ ان آیات سے ظاہر ہے کہ نبی اسرئیل سر

کی وجہ سے کشتی۔ بندر۔ سورا۔ اور بندہ تھیطان بن گئے ہیں۔ ثابت ہوا کہ یہ فضیلت عام نہیں بلکہ خاص ہے جو

یہی اس سیریل میں سے خاص خاص بندوں کو ایک خاص زمانہ میں نبوت مملکت اور علم کے لحاظ سے حاصل ہوئی

یعنی تم جو قرآن اور محمدؐ کی جان بوجھ کر تہذیب کرتے توہرات کی تنہا دو تین بل جو ان کے متعلق ہر عدا تلبیس یا افتخا کرتے۔

لوگوں کو تورات پر چلنے اور پوری منطاعت کا حکم دیتے پر غور عمل نہیں کرتے ہو بلکہ عالم ہو کر بخیر لوگوں سے پہلے خود

کافوشیت ہو۔ میری ہزار ہزار محنتوں کو فراموش کر کے ناشکری نافرمانی اور سرکشی اختیار کرتے اور جس نبی کے منظر تھے

اُس کے مخالف بنتے ہو۔ ایسی صریح کفر تکذیب اور فحش الفت کی حالت میں کوئی شفاعت قبول نہ ہوگی نہ کوئی نفس کسی

[illegible]



وَإِذْ قَرَّبْنَا بُلُكُمُ الْأَجْرَ فَاجْتَنِبْكُمْ وَأَعْرِضْ أَلْ فِرْعَوْنَ وَآلَهُ مَضْمُونٌ ۝۵۱ وَإِذْ

اور یاد کرو جب کہ تم نے رات کو چھوڑ کر ایک ایک حصوں میں کوہ میں ٹھکانے کی اور تم نے فرعون کا اور اس کے پیروں کی کشتی کو غرق اور

مُوسَىٰ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْجِبَلَ مِنْ بَيْنِ يَدَيْكُمْ وَآلَتُمْ ظَالِمِينَ ۝۵۲ ثُمَّ عَفَوْنَا

جسم موسیٰ کو چالیس راتیں جب کہ تم نے پہرہ کر کے گئے تھے اور تم کو سادہ (میلوں) سے نکالنا اور تم کو سزا دینا تھی پھر ہم نے اس کے گناہ

مِنْ بَيْنِ يَدَيْكُمْ ذَٰلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝۵۳ وَإِذْ آتَيْنَا مُوسَىٰ الْكِتَابَ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ

کو دیا تاکہ تم شکر کرو اور یاد کرو (۵۳) جب ہم نے موسیٰ کو کتاب اور فرقان عطا کیا تاکہ تم ہدایت

نفس کے کام آئیگا اور کسی تیسری کی مدد مل سکے گی۔

ف۔ متعلق صفا سبق (۵۱) میں بتایا کہ کبھی مصائب کے ساتھ ہونا اور کبھی انعامات کے ساتھ جیسا کہ قرآن فرماتا ہے

وَلَقَدْ بَعَثْنَا لِقَوْمِ الْفِرْعَوْنَ أَشْجَرَ لَا يَصْلُحُونَ وَالْحَسْبُ الْعَذَابُ ۝۵۱ وَلَقَدْ نَادَيْنَا هُم بِالسِّفَاتِ وَالْحَسْبُ الْعَذَابُ ۝۵۲

اَوَّلُ فَنَاقٍ وَفَخَرَّ سَائِمٌ وَقَدْ رَأَىٰ نَارَ الْكُوْهِ فَاسْتَرْجَا وَتَبَّىٰ ۝۵۳ وَتَبَّىٰ وَخَسَىٰ ۝۵۴ وَتَبَّىٰ وَخَسَىٰ ۝۵۵ وَتَبَّىٰ وَخَسَىٰ ۝۵۶ وَتَبَّىٰ وَخَسَىٰ ۝۵۷ وَتَبَّىٰ وَخَسَىٰ ۝۵۸ وَتَبَّىٰ وَخَسَىٰ ۝۵۹ وَتَبَّىٰ وَخَسَىٰ ۝۶۰

اور غفلت لاپرواہی اور اٹھ مزید سے پاک کرنا شروع کرنا اور غفلت کو دور کرنا اور عام ہونا

کے دل پر کڑی جھانا۔ بلائے انعامی کے نتائج یہ ہوتے ہیں کہ بدکار بے ایمان لوگ ظلم اور بدکاری میں مڑھتے اور غور

پرست لوگ عبارتِ محبت اور عشق الہی میں ترقی کرتے ہیں۔ جو غافل اور ضعیف الایمان لوگ ہوتے ہیں وہ عموماً

میں ٹھٹھ بڑھاتے ہیں۔ پس نتائج کے لحاظ سے ایک وقت بلائے مصیبت زیادہ مفید ہوتی ہے اور ایک وقت

بلائے انعامات عموماً بلائے مصیبت زیادہ اصلاح اور ترقیات کا موجب ہوتی ہے کیونکہ مصیبت کے وقت انسان

شکستہ دل ہو کر خدا کے آگے بہت عاجز و نیاز کرتا رہتا اور اگر اتنا متقی ماننا صدقات اور خیرات کرنا اور اپنے گناہوں

مقرر کر تو یہ کرتا ہے اور اگر انسان ہمیشہ گراؤ میں رہتا اور توبہ کرتا رہے تو مصیبت دور رہتی ہے جیسا کہ قرآن مجید فرماتا ہے۔

مَا يَفْعَلُ اللَّهُ بِعَذَابِكُمْ إِنَّكُمْ أَنْتُمْ شَاكِرُونَ ۝۵۴ مَا يَفْعَلُ اللَّهُ بِعَذَابِكُمْ إِنَّكُمْ أَنْتُمْ شَاكِرُونَ ۝۵۵ مَا يَفْعَلُ اللَّهُ بِعَذَابِكُمْ إِنَّكُمْ أَنْتُمْ شَاكِرُونَ ۝۵۶ مَا يَفْعَلُ اللَّهُ بِعَذَابِكُمْ إِنَّكُمْ أَنْتُمْ شَاكِرُونَ ۝۵۷

ف۔ یہ مثال تمام مخالفین عرب کیواسطے ایک زبردست۔ ہدایت اور توبہ ہے کہ کچھ طرح موسیٰ کے مقابلہ پر فرعون جلیل

زبردست بادشاہ مع اپنی قوم کے غرق ہوا اس طرح ملے گردن کشاں عرب تم بھی ہلاک ہو جاؤ اگر میری مخالفت پر تلے رہے

تو تم کو بے سوساں مٹ سبھو۔ اُس کی مدد پر خدا نے قذیر ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ محمد کے سامنے تمام گردن کشاں

عرب کا خاتمہ ہو گیا۔

ف۔ غرق فرعون کے بعد جب موسیٰ چالیس رات کیواسطے کوہ طور پر تشریف لے گئے اور تمام عالمین کے عہد و پیار

عالم کیسے رہے۔ پتہ بھائی ہارون کو ان کی اصلاح اور انتظام کے واسطے چھوڑ گئے تھے۔ واقعہ غرق سے پیشتر ہی ان کے

سے قبیلوں سے بہت سے زیورات عطا کیے تھے۔ سامری سننے ان زیورات کو بھگا کر بچھڑے کی شکل بنا دی اُمیں سے

کاتام انگریزی۔ اردو۔ فارسی۔ عربی زبان میں لغات کی ترتیب پر صرح کیا گیا ہے۔ جس مرض یا حال کا حال معلوم کرنا ہو تو فوراً لغات کے مطبع پر اس میں نکالو اور دیکھو خواہ جس کا نام انگریزوں یا عربیوں یا فارسی۔ یا عربی۔ یا انگریزی میں اس کی مدد سے خود کا حل ملے پر علاج کر سکتے ہو یا کم از کم کسی خاص نسخہ و دوا لکھ کر جانے پڑتا۔ اور قابل اخفا امراض میں جب چاہو کامل مائے حاصل کر سکتے ہو۔ ہر مرض کے علاج میں۔ انگریزی و یونانی نسخجات جو اعلیٰ درجہ پر قابل اعتبار ہیں درج کئے گئے ہیں۔ پہلی جلد اور دوسری جلد کی طرف سے خاص توجہ دی گئی ہے تاکہ اس کی مدد سے۔ شہر و دیہات میں علاج ملدے ہو سکے۔ ہر فہم و ذی علم کے لئے یہ کتاب حالت صحت میں رفیق جانفزا اور ایام مصیبت میں مونس و نگہار ہوگی اس کے تتمہ میں اخلاقی اور دوحانی امراض کا علاج نہایت ہی دلچسپ اور مقبول طریقہ درج کیا گیا ہے۔ یہ ایک ایسی جامع اور مفید اور قابل اعتبار کتاب ہے کہ اس کی تالیف زمانہ سابق و حال کی کتابوں میں نہیں دیکھی جاتی۔ یہ کتاب تین جلدوں میں ہے قیمت فی جلد پندرہ روپے قیمت ہر جلد مائے۔ کپتان ڈیڑھ۔ طالب علموں۔ اور غریب علم دوست اشخاص کو بشرط تصدیق ڈاکٹروں۔ ہیڈ مائسٹر اور معزز مجتہدہ داروں کے نصف قیمت پر رکھا سکتی ہے۔

۵۔ وسالہ اعضا کے حصے۔ اس میں تمام امراض خصوصہ شائستگی۔ سوزاک و جریان۔ نامری  
ضررات جلق۔ عقر۔ سرعیت انزال۔ احتلام۔ عسرت الطمث۔ استسقاء وغیرہ کا علاج۔ جماع کے  
قواعد اور آداب۔ اور بہت سے ضروری مضامین لغت کی ترتیب پر درج کئے گئے ہیں۔ نیز تمام ادویہ  
جو ان کے اعضا کے متعلق ہیں درج ہیں زمانہ موجودہ کی تمام خرابیوں اور فسادات کا اس میں کامل علاج  
ہے قیمت ۸ روپے

۲۔ مفید النساء والصبیاء۔ اس رسالہ میں اُن تمام ناگہانی رکھوں۔ اور دردوں کا علاج پتے جو عورتوں کی پیچیدگی اور وایوں کی ناوائی اور واسیات رسوں کی پابندی سے حاملہ نصیب اور نوزائیدہ کو ہارے شک میں وہاں سے عالمگیر کی طرح ہلاک کر رہے ہیں قیمت ۳۰

۱۔ **تفخیص الامراض**۔ اس کتاب میں مفید عام کی طرح تمام امراض لغت کی ترتیب پر  
 صبح کئے جا کر ایک مرض کی تعریف۔ اسباب۔ کیفیت۔ علامات۔ امتحان اور تفخیص صبح کئے جا کر  
 میں۔ طلب۔ تجاویز۔ امراض قابلہ۔ امراض العین۔ امراض النساء۔ امراض العیال۔ امراض  
 السنین وغیرہ میں سے کوئی مرض مستثنیٰ نہیں۔ یہ تمام امراض پر یہ کتاب کامل طور سے حاوی اور جامع ہے  
 یہ کتاب مفید عام کے ساتھ بلکہ اکثر ایرومانی کا ایسا کامل تفسیر ہے جیسا کہ کچھ کسی کتاب کی ضرورت نہیں

ہر ایک مرض کی ترویج اور تحفیس (یعنی کچھ ایسا کہ گنہگاروں کیسے اس امتحان و وظائف و سبب و علل سے کفایت کا بھی مختصر کوہِ بل بیان میں شامل کر دیا ہے۔

پیشی اگرچہ پیچھے ہے، اس کتاب کی نسبت ہمارا بارہ بعض اس قدر مختصر کہ

# الاشهاد تراویح

یہ اشعار پرچہ ہے جو ایک ہزار ماہوار  
چھپکر تذکرۃ القرآن کے ساتھ ماہواری شائع ہوا  
کرے گا۔ شرح اندراج فی نام چار روپیہ فی صفحہ فی سہ ماہی ۳۰  
فی صفحہ شہ ماہی ۱۸۰ روپیہ اور فی سال ۳۰ روپیہ فی صفحہ ہوگی۔ جو  
صاحبان اپنی طبع شن اشعارات یا رسائل یا زبان اردو یا انگریزی وغیرہ  
اشاعت کی واسطے ارسال فرماویں وہ بشرح ذیل شائع کئے جاسکتے ہیں ہونے  
فی عدد چار روپیہ ماہوار ۳ ماہ سے زیادہ ایک تولہ تک مئے روپیہ ہوا۔  
ایک تولہ سے زیادہ فی تولہ یا سکی کسر سے مئے روپیہ ماہوار ۲ ماہروں کے لئے  
اپنی اپنی اشاعت کا یہ نہایت آسان ذریعہ ہے ہجرت اشعار و خواست  
کیساتھ آئی چاہئے۔ ورنہ عدم تمیل معاف۔

نوٹ۔ تمام درخواستیں۔ بنام فتح محمد خاں منیر تذکرۃ القرآن مقام تراویح  
ضلع کرناٹ آئی جائیں۔

المشہد

خاکسار فتح محمد خاں منیر

تذکرۃ القرآن مقام تراویح

ضلع کرناٹ۔ صوبہ پنجاب

اس رسالہ کی قیمت سالانہ مع محصول ڈاک دو روپے ہے جو پیشگی آنی چاہئے

وَمِنْ أَنْعَمَ عَزَّ وَجَلَّ بِكَ فَاذْكُرْ لَهُ مَعْلِيَّةً ضَمَّكَ بِشَرِّهِ الْغِيَاثُ  
مَنْ تَسْبِيحُ دُرِّ كَرِيمٍ بِإِلَافٍ كَيْفَ دَاسُ لُزْلُزٍ تَمْنَنُ لِي أَوْ قِيَامُكَ دُونَ مَسْكَطٍ شَاوِيَةٍ

# تذکرۃ القرآن

جلد - نمبر ۱۱ ماہ اگست سنہ ۱۹

{ یہ ایک ماہواری رسالہ ہے جو اغراض ذیل پر چھپ کر شائع ہوتا ہے }

۱۔ قرآنی مضامین اور مسائل کو ماہواری رسالوں کی صورت میں شائع کرنا  
قرآن کریم کو تمام بنی نوع کی واسطے کامل و اعطاء اور حقیقی خیر خواہ ثابت کرنا  
اور ایسی نیا و نیا قوتیں پیش کرنی جن سے قرآنی علوم کا رواج ہو۔

۲۔ قرآن کی کمالیت و فضیلت کو تمام اقوام پر ظاہر کرنا اور اس میں ہودہ ضلہ  
اور نقص کو دور کر کے کوشش کرنا۔ جسے مذہب کو ایک دوسرے کا دشمن  
بنانے کے بجائے۔ اور استعجابی کو کمزور یا اور تمام اقوام کو بالعموم حقیقی صلاحیت  
و سعادت سے محروم کر دیا اور خداوند عالم کی سچی پرستش کی بجائے انکو رستا  
کا پرستار بنا دیا ہے۔

۳۔ مومن و منافقین کے اعتراضات کا جواب نہایت شائستگی اور علم کے ساتھ قرآن مجید  
و نبیائے خدا و تعصب کی رو سے کسی قوم۔ یا کسی شہر کی دل آزاری نہ کیا۔ بلکہ سچی  
ہمدردی اور سچی خیر خواہی کے طور پر انہیں طریق سے تمام بد اخلاقی۔ بے دینی۔ اور  
بے ایمانی کے دور کرنے کی کوشش کرنا۔

چہاں کہ مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں اتحاد پیدا کرنا۔

جن مسلمانوں کے لئے یہ قیمت سالانہ مع محصول ڈاک دو روپے ہے جو پیشگی آنی چاہئے

## عجیب و غریب اور تمام تعلیم یافتوں کی واسطے بہت ضروری کتاب

مجموعہ تذکرۃ القرآن ۱۰ جلد جس میں مفصل ذیل مضامین پر نہایت ہی عجیب و غریب بحث ہے  
 ۱۔ (۱) دلائل برہانی باری تعالیٰ (۲) اسماے باری تعالیٰ کی حقیقت اُن کے اعمال اور خواص (۳) مسئلہ تقدیر  
 (۴) دعار کی حقیقت اور انعامات الہی کا ذکر (۵) کون لوگ غضب الہی کے نیچے ہیں اور کون گمراہ ہیں (۶)  
 معاشرت یعنی مرد و عورت کے باہمی تعلقات کس طرح ہر ہوتے ہیں (۷) اسلامی حفظ صحت۔ (۸) غفلت کے  
 خطرناک نتائج اور اُن کا کاہل علاج (۹) ذکرِ فلک کی حقیقت۔ اُس کے نتائج اور اُن طاقتوں کو ذرا اُن کی  
 خرابیاں نیست مع حصول ثواب و روپیہ۔

۲۔ مفتاح القرآن۔ اسکو معمولی اردو خواں ایک مہینہ میں یاد کر کے پانچ روز لغتوں اور ایک لاکھ سو گز  
 صفیوں پر ایسا حاوی اور صرف نحو میں ایسا شائق ہو جاتا ہے کہ قرآن مجید بآترجمہ پڑھ سکتا ہے۔ چھوٹے بچے  
 بھی اسکو چار پانچ مہینہ میں یاد کر کے قرآن مجید با معنی پڑھ سکتے ہیں اور بے معنی پڑھنے کی برابریت میں ختم کر  
 ہیں۔ پس تمام بچوں، جوانوں اور بوڑھوں کو چاہئے کہ اسکو ضرور پڑھیں۔ پھر تمام عمر قرآن مجید کی بآترجمہ تلاوت  
 کرتے رہیں۔ ایسی عجیب فدا و اہمیت کی طرف سے غفلت نکریں اس سے بڑھ کر اور کیا خوش نصیبی ہو سکتی ہے  
 کہ محض چند ماہ کی معمولی محنت سے قرآن مجید بآترجمہ آتا ہے۔ تمام مسلمانوں کو چاہئے کہ اب بچوں کو بے معنی  
 قرآن مجید پڑھانا چھوڑیں اور اس قاعدہ کو پڑھا کر بآترجمہ پڑھایا کریں۔ کیونکہ آنکھوں کے ہوتے اندھا ہو کر  
 چلتا سخت نادانی ہے مگر ایسا ہی کرینگے تو انشاء اللہ العزیز قرآنی آیتوں اور قصوں کو ایسا رواج ہو جائیگا کہ تمام  
 وادیات غریب گند سے شعور اور چھوٹے بچے جنہوں نے ہمارے دین اور دنیا کو برباد کر رکھا ہے کلدتہ ہوا  
 ہو جائینگے اس قاعدے سے اردو فارسی کے برابر لغت آجائیں گے جن سے مدت کی تعلیم میں بھی  
 بڑی مدد ملے گی اور مل کا امتحان بجائے چھ سال کے چار سال میں پاس ہو سیکے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

۳۔ مفتاح العرب۔ اس کے ذریعہ سے معمولی اردو خواں تمام صرف نحو عرب پر دو مہینہ میں ایسا  
 حاوی اور شائق ہو جاتا ہے۔ کہ میزان۔ ششعب۔ حرف میر۔ دستور المبتدی۔ فصول اکبری۔ نحو  
 ہدایت النوح۔ کافہ۔ شرح ملاں اور مرح الارواح۔ وغیرہ وغیرہ سے دو سال میں نہیں ہو سکتا جو  
 صاحب مفتاح القرآن کے بعد اسکو پڑھنا چاہیں۔ وہ ایک مہینہ میں ہی اسکو ختم کر سکتے ہیں اس کے  
 بعد کسی دوسری کتاب مرنی یا غوی کی ضرورت نہیں رہتی۔

۴۔ مفید عام۔ عرف معین الحکیم۔ یہ ایک لغات ادویہ و علاج ہے ہر مرض اور دوا

# تذکرۃ القراءات

ماہ اگست سن ۱۹۰۷ء

جلد ۲ نمبر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نَحْمَدُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ عَلَيَّ رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

تفاسیر قرآنی میں اختلاف اور ان میں توفیق و تطبیق

{ سلسلہ کے لئے دیکھو رسالہ نمبر ۷ }

(مسئلہ ہفتم) مفسرین نے صلوٰۃ کے لغوی معنی چند ذکر کئے ہیں۔ (۱) ایک

یکہ صلوٰۃ کے معنی لغت میں دعا کے ہیں، کوئی شاعر کہتا ہے۔ شعرا

وقابلہما الیوم فی دنہما ۛ وصلی علی دنہما وارتسم

اس شعر میں صلوٰۃ سے دعا مراد ہے اور ارتسام کے معنی بھی دعا کر نیکے ہیں۔

(۲) خازن زنجی کا قول ہے کہ صلوٰۃ کا لفظ صلے سے مشتق ہے کہ جو آگ کے معنی

میں ہے جب ککڑی کو آگ پر بینک سینک کر سیدھا کرتے ہیں اسوقت کہتے

ہیں صلیت العصا پس اس طرح نماز پڑھنے والا نماز کی حالت میں اپنے ظاہر و

باطن کے درست کرنے میں سعی کرتا ہے بطرح کوئی شخص آگ پر کڑی کو سیدھا کرتا ہے (۳) صلوٰۃ کے اصل معنی ملازمت کے ہیں چنانچہ خدا اُستغاثہ فرماتا ہے قصصی ناسرا حامیۃ اور فرماتا ہے سید صلی ناسرا ذات لہب اور گھوڑ دوڑ میں جو گھوڑا دوسرے نمبر پر رہتا ہے اسید واسطے اس کو بھی بھلے کہتے ہیں کہ اگلے گھوڑے کے پیچھے پیچھے چلا جاتا ہے۔ (۴) صاحب کشف کا قول ہے کہ صلاۃ صلی سے فعلت ہے جو حالت بیان کرنے کے لئے آتا ہے بطرح زکوٰۃ کے لئے سے مشتق ہے اور تغیم اور تیز کے لئے واو کے ساتھ لکھا جاتا ہے اور صلوٰۃ کے اصل معنی دو نوئی کا بیان ہے میں اس واسطے کہ نماز پڑھنے والا رکوع اور سجود میں ایسا کرتا ہے اور دعا کرنا اس لئے کہ بھی صلی کہتے ہیں اس واسطے کہ خشوع اور نیاز نہ ہی اس کو رکوع اور سجود کرنا اس کے ساتھ مشابہت ہوتی ہے میں لکھتا ہوں استعمال پر دو کتبیں ہیں (۱) بحث یہ ہے کہ اشتقاق کہ ہما جزا کشف نے ذکر کیا ہے اس سے قرآن کی حجت ہونے میں طعن عظیم لازم آتا ہے وہ یہ ہے کہ صلوٰۃ کا لفظ نہایت درجہ مشہور لفظ ہے کہ شب و روز مسلمانوں کی زبان پر رہتا ہے پھر یہ لکھا کہ وہ تحریک الصلوٰۃ سے مشتق ہے یعنی اُس کے اصل معنی سر پہ ہلانے کے ہیں نہایت درجہ بعید از قیاس ہے اس نقل سے اس امر کی بالکل شہرت نہیں اور اگر ہم تسلیم بھی کریں کہ اُس کے اصل معنی لغت میں یہ ہی تھے پھر یہ معنی بالکل نامعلوم اور نیا منہیا ہو گئے نہ کسی کسی کے کوئی اس معنی کو نہیں جانتا تو یہ خرابی لازم آتی ہے کہ تمام الفاظ میں اس قسم کے معنی کا نکلنا جائز ہو اور جب ہم اس بات کو روا رکھیں تو اس امر کا

کیونکر یقین ہوگا کہ خدا تعالیٰ کی مراد ان الفاظ سے وہی معنی ہیں جو ہمارے  
 زمانہ میں ان الفاظ سے متبادر ہوتے ہیں کیونکہ یہ احتمال نکل سکتا ہے کہ رسول خدا  
 صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یہ الفاظ اور معنی کے لئے موضوع ہوں اور خدا  
 تعالیٰ کی مراد ان الفاظ سے وہی معنی ہوں مگر ہمارے زمانہ میں وہ معنی پوشیدہ  
 ہو کر نیست و نابود ہو گئے ہوں بطرح بقول تمنا ہے اسی لفظ میں موجود ہے  
 اور یہ بات باجماع مسلمین باطل ہے اس سے ثابت ہو گیا کہ وہ اشتقاق کہ جو متنا  
 کشاف نے ذکر کیا ہے مردود اور باطل ہے۔ (۲) دوسری صلوٰۃ شرع کے  
 اندر افعال مخصوصہ کے مجموعہ کا نام ہے جو ترتیب کے ساتھ ادا کئے جاتے ہیں  
 جسکی ابتداء تکبیر تحریمیہ سے اور اختتام تحمیل سے ہوتا ہے اور صلوٰۃ کا اطلاق  
 بطرح فرض پر آتا ہے اسی طرح نفل پر بھی آتا ہے لیکن اس آیت میں خاص  
 فرض مراد ہے اس واسطے کہ فلا حیثیت فرض کے اوپر ہی موقوف ہے کیونکہ رسول  
 خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ایک اعرابی سے نماز فرض کا طریقہ بیان فرمایا  
 تو اس نے عرض کیا بخدا! میں اس سے زیادہ کرونگا نہ کہ رسول خدا صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے اس کے جواب میں فرمایا اقلہ ان صدق۔ یعنی اس نے  
 اگر یہ بات سچ کہی ہے تو اپنی مراد پہنچ گیا۔ (مسئلہ ہشتم) رزق کے معنی  
 کلام عرب میں حصہ اور نصیب کے آتے ہیں چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔  
 وَتَجْعَلُونَ مِنْ تَمَكُّمِ اَنْكُم تَكْذِبُونَ۔ اور حصہ سے وہی حصہ مراد ہے جو  
 ایک شخص کے لئے خاص ہو دوسرے کی اس میں شرکت نہ ہو یعنی دوسرے کو  
 اس قسم کا حصہ نہ ملے بعض کہتے ہیں رزق وہی ہے جو کھالیا جائے اور اشتقاق



کر لیا جائے اور یہ قول باطل ہے اس واسطے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ **وَانْفِقُوا**

**مِمَّا رَزَقْنَاكُمْ** یعنی ہمارے رزق دے ہو گے میں سے صرف کرو پس اگر رزق

وہی ہو کہ کھالیا جائے پھر اس کا صرف کرنا ناممکن ہے اور بعض کہتے ہیں رزق وہ

چیز ہے جو آدمی کے ملک میں داخل ہے یہ قول بھی باطل ہے اس واسطے کہ آدمی

دعا مانگا کرتا ہے۔ **اللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ وَلَدًا صَالِحًا اَوْ زَوْجَةً صَالِحَةً**

حالانکہ وہ اولاد یا زوجہ کا مالک نہیں ہوتا اس واسطے دعا مانگتا ہے۔ **اللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ**

**عَقْلًا اَوْ عَيْشًا** یعنی خدایا مجھ کو عقل عطا فرما جس سے میں زندگی پوری کروں

یہاں بھی رزق کے ساتھ تعبیر کرتا ہے حالانکہ عقل کیسے ملک میں داخل نہیں ہوتی

علاوہ بریں بہائم کے لئے رزق دیا جاتا ہے حالانکہ بہائم اس کے مالک نہیں

ہوتے (اس بات میں بھی اختلاف ہے کہ عرف شرع میں کس چیز کو کہتے ہیں

**ابوالحسین** بصیری کا قول ہے کہ رزق کسی حیوان کو ایک چیز کے انتفاع پر

قادر کر دینے اور اس بات پر قادر کر دینے کا نام ہے کہ دوسرے کو اس چیز سے

نفع نہ اٹھانے دے پس جب ہم یہ کہتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ نے ہم کو رزق دیا

ہے قوائس کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ ہم کو خدا تعالیٰ نے مال سے نفع اٹھانے

پر قدرت دی ہے اور جب خدائے تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں **اللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا**

**مَا لَا يَأِيْلُ اِلَّا اِلَيْكَ** تو اس سے یہ مراد ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ اس

مال اور گھوڑے کو ہمارے لئے خاص کر دے اور خاص کرنیکی یہی صورت ہے

کہ ہم کو ان سے انتفاع حاصل کرنے پر قدرت عطا فرمائے اور کوئی بہکومنع نہ کر سکے

جاننا چاہئے کہ مستقنر نے کیونکہ رزق کے یہی معنی بیان کئے ہیں تو اس ضرورت

سے اُن کو کھنا پڑا ہے کہ حرام رزق نہیں ہوتا اور ہمارے اصحاب فرماتے ہیں کہ حرام بھی کبھی رزق ہو جاتا ہے اور اُس کی دو دلیلیں ہیں ایک تو یہ کہ رزق کے معنی اصل لغت میں حصّہ اور نصیب کے ہیں پس جس شخص نے حرام سے نفع اُٹھایا تو یہ ہی حرام اُس کا حصّہ ہو گیا ضرور ہوا کہ اُس حرام کو اُس شخص کا رزق بھی کہیں گے دوسری دلیل یہ ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَيْنَا رِزْقُهَا۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ بے اوقات ایک شخص تمام عمر چوری کا مال کھا کر زندگی پوری کر دیتا ہے تو لازم آئے کہ بغیر رزق کھائے اُسکی زندگی پوری ہو جائے اور معتزلہ نے اپنے قول پر کتاب اور سنت اور دلیل عقلی سے استدلال کیا ہے کتاب سے استدلال کرنے کی کئی صورتیں ہیں (۱) خدا تعالیٰ متقیوں کی تعزیر میں فرماتا ہے۔ وَمَا رَزَقْنَاهُمْ يَنْفِقُونَ پس اگر حرام بھی رزق ہو تو لازم آتا ہے کہ مال حرام کا خدا کی راہ میں صرف کرنا بھی مدح اور ثناء کا موجب ہو (۲) اگر حرام رزق ہو تو کسی کا مال غصب کر کے خدا کی راہ میں اُس کا صرف کرنا درست ہو اسلئے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے جو پہنے تمکو رزق دیا ہے اُس میں سے صرف کرو اور صلوات اللہ علیہ اس بات پر اجماع ہے کہ مال مغبوب کا خدا کی راہ میں صرف کرنا جائز نہیں ہے بلکہ جس کا مال ہے اُس کو واپس دینا واجب ہے اس سے بھی ثابت ہوا کہ حرام رزق نہیں ہو سکتا (۳) خدا تعالیٰ فرماتا ہے قُلْ اِنْ يَتُوبِ الْعَمَلُ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِنْ رِزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْ حَرَمٍ مَّا وَحَلَّاهُ قُلْ اللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اِنْ

آیت میں خدا تعالیٰ نے اُن لوگوں کو مغفرتی فرمایا ہے جو خدا سے تقاضے کے دئے ہوئے رزق کو حرام کرتے ہیں اس سے ثابت ہو گیا کہ حرام رزق نہیں ہوتا

اور حدیث سے اس طرح پر ثبوت ہوتا ہے کہ ابو الحسن نے کتاب العزیز میں اپنی اسناد کے ساتھ صفوان بن اُمیہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ اس وقت عمرو بن قمرہ آپ کے پاس آیا آپ سے اُس نے عرض کیا خدا تعالیٰ نے میری قسمت میں شقاوت لکھی ہے میں دیکھتا ہوں کہ بغیر اپنے ہاتھ سے دف بجاے ہوئے مجھ کو رزق نہیں ملتا مجھ کو آپ گائیکی اجازت دیدیجئے اس طرح کہ میرے لئے اُسیں گناہ نہ رہے آپ نے فرمایا میں تیرے لئے اجازت نہ دوں گا اور تیری خاطر اور پیچہ پر انعام نہ کروں گا اسے دشمن خدا تو جھوٹ بولتا ہے خدا تعالیٰ نے تو مجھ کو رزق طیب دیا ہے مگر تو نے بجاے اُس رزق کے کہ جو خدا تعالیٰ کے اُس رزق کو اختیار کیا ہے کہ جو تیرے اوپر اُس نے حرام کر دیا ہے خبردار اگر اس قصہ کے بعد تو کچھ مجھے کہے گا تو میں تجھ کو مردناک مار لگاؤں گا اور دلیل عقلی یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے بندے کو حرام کے ساتھ استغناء اٹھانے سے منع فرمایا ہے اور اُس کے مالک کو اختیار دیا ہے کہ لوگوں کو استغناء اٹھانے سے منع کر سکتا ہے اور جو شخص کسی چیز کے لینے اور اُس سے استغناء اٹھانے کی ممانعت کر دے تو نہیں کہہ سکتے کہ اُس شخص نے اُس کو رزق دیا ہے مثلاً اگر بادشاہ لشکر کو ایک چیز میں تصرف کرنے سے منع کر دے تو نہیں کہہ سکتے کہ اُس نے اپنے لشکر کو وہ چیز دیدی یعنی رزق جب ہی کھینکے جب مالک کی طرف سے تصرف کی اجازت مل جاوے اور ممانعت نہ رہے اس سے ثابت ہو گیا کہ خدا تعالیٰ نے جس مال میں تصرف کرنے سے ممانعت کی ہے یعنی اس کو حرام فرمایا ہے وہ مال بندے کے حق میں

رزق نہیں ہو سکتا۔ ہمارے اصحاب نے آیات سے حجت پکڑنے کا یہ جواب  
 دیا ہے کہ اگرچہ تمام حلال اور حرام خدا کی طرف سے ہیں مگر طرح خدا تعالیٰ کو  
 خالق المحدثات اور یا خالق العرش والكرسى کہتے ہیں یا خالق الکلاب  
 والخنازیر کوئی نہیں کہتا یا طرح خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ حینا کیشرب بها  
 عباد الله یہاں عباد سے متقی مراد ہیں اگرچہ کفار بھی خدا کے بندے ہیں سطح  
 قمار قناہم میں چونکہ رزق کی نسبت جناب باری کی طرف ہے اس گراہت  
 اور شرف کی وجہ سے رزق سے رزق حلال مراد ہے اگرچہ حرام ہی رزق ہے  
 اور حدیث کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث کہ جو شئے بیان کی ہے خود ہمارے لئے  
 حجت ہے اس واسطے کہ آنحضرت مسلم نے جو اس شخص سے فرمایا تھا کہ تو نے  
 اس رزق کو اختیار کیا جسکو خدا تعالیٰ نے تیرے اوپر حرام کر دیا ہے اس سے  
 صریح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ کس طرح رزق حلال ہوتا ہے حرام بھی ہوتا ہے اور  
 دلیل عقلی کا جواب یہ ہے کہ یہ مسئلہ محض لغت کا ہے یعنی لغت میں حرام کو  
 رزق کہہ سکتے ہیں یا نہیں اور لغت کا ثبوت دلائل عقلیہ سے نہیں ہوتا واللہ  
 اعلم (مسئلہ نہم) اتفاق کے اصل معنی ہاتھ سے مال نکلانے کے ہیں یہی  
 وجہ سے جب کسی چیز کے خریدار زیادہ ہو جاتے ہیں تو کہتے ہیں۔ نفق البیع  
 نفاقاً۔ اور جب جانور کی روح نکل جاتی ہے تو کہتے ہیں نفقة الدابة۔  
 اس واسطے چوہے کے سولہ کو نافعا اور سترنگ کو نفق کہتے ہیں چنانچہ  
 قرآن پاک میں وار ہے۔ ان تبغی نفقاً فی الارض یعنی اگر تو زمین میں  
 سترنگ لگا سکے (مسئلہ دہم) و قمار قناہم میں چند فائسے ہیں (۱) خدا

سلی پریمین  
 بی تروٹی

تعالے نے لفظ من داخل فرمایا ہے کہ جو تبیض کیلئے آتا ہے اس سے مقصود یہ ہے کہ اصراف اور فضول خرچی سے محفوظ رہیں کیونکہ قرآن میں اس کی مخالفت وارد ہوئی ہے (۲) فعل کے مفعول کو مقدم کر کے فرمایا تاکہ اُس کا جہتم بالشان ہونا ثابت ہو گویا یہ معنی ہوئے کہ بعض مال کو صدقہ کے لئے خاص کر لیتے ہیں (۳) آیت کے اندر جو انفاق مذکور ہے اُس میں انفاق واجب اور انفاق مندوب دونوں داخل ہیں اور انفاق واجب کی چند قسمیں ہیں (۱) زکوٰۃ جس کا بیان اس آیت میں ہے الذین یکنسرون الذهب والفضة ولا ینفقونها فی سبیل اللہ فبشرہم بعذاب الیم الایۃ (۲) اپنی ذات پر اور اُن لوگوں پر جن کا نفقہ واجب ہے مال کا صرف کرنا (۳) جہاں میں صرف کرنا اور جہاں صرف کرنا مستحب ہے اُس کو بھی انفاق کہہ سکتے ہیں چنانچہ خدا کے تعالے فرماتا ہے۔ و انفقوا مما رزقناکم من قبل ان یاتی احدکم الموت۔ یہاں اس طرح خرچ کرنے سے صدقہ مراد ہے اس واسطے کہ اُس کے بعد وارد ہوا ہے فاصدقوا و ان من الصالحین۔ یہ سب قسم کے خرچ اس آیت کے نیچے داخل ہیں کیونکہ خدا تعالے کے لئے ہر طرح صرف کرنا بیح اور ثناء کا موجب ہے۔

## اس تفسیر پر پیر سوالات حسب ذیل ہیں

سوال اول۔ آپ خود بخود فرمادیں کہ لفظ ہدایت پر جو دین کی بنیاد ہے

کے قدر بحث ہے کون سے معنی کو صحیح سمجھا جاوے اور کس طرح اطمینان ہو  
**سوال دوم**۔ ایک لفظ تقوے میں کس قدر اختلاف اور پھر تمام دلائل قرآن  
 سے پیش کئے گئے ہیں یعنی اول تقوے کے معنی فرط ضیانت اور پورے  
 طور سے محفوظ رکھنے کے ہیں۔ (۲) کبائر اور صغائر سے بچنے کے۔ (۳) خشیت  
 اور خوف کے۔ (۴) تقوے کے۔ (۵) ایمان کے۔ (۶) توبہ۔ اور (۷)  
 طاعت کے۔ (۸) ترک معصیت کے۔ اور (۹) اخلاص کے۔ ایک ہی  
 لغت کے مختلف آیات میں الگ الگ معنی پر اطمینان کیسے ہو۔

**سوال سوم**۔ الذین یؤمنون کا تعلق متقین سے اس کی صفت  
 لکھا ہے۔ (۲) بمنزلہ تفسیر کے۔ اور ایمان کی حقیقت اول تو زبان سے اقرار  
 کرنا اور قلب و جوارح سے افعال کا عمل میں لانا ہے۔ (۲) ایمان تمام کبائر  
 سے اجتناب کرنے کا نام ہے۔ (۳) ایمان اصل میں تمام طاعات کا نام  
 ہے۔ (۴) ایمان کی حقیقت زبان سے اقرار دل سے یقین کرنے کے  
 لکھے ہیں۔ (۵) ایمان کے معنی قلب اور نیز زبان کی تصدیق ہے۔ (۶)  
 ایمان محض عمل قلبی کا نام ہے۔ (۷) ایمان فقط زبان سے اقرار کا نام ہے  
 (۸) ایمان تصدیق قلبی کا نام ہے اب اس قدر اختلافی معنوں میں کن معنی  
 پر اطمینان کیا جاوے۔

**سوال چہارم**۔ اس جگہ غیب کے معنی درحقیقت مومنین کی صفت لکھی  
 ہے۔ (۲) اشیاء غائبہ پر ایمان لانا۔ (۳) غیب کے معنی امام مہدی علیہ السلام  
 قرار دے ہیں۔ اب کس کو صحیح سمجھیں۔

سوال پنجم۔ اول نماز قائم کرنا یہ ہے کہ ارکان کو تعدیل کے ساتھ ادا کرے۔  
 (۲) اقامت کے معنے لکڑی کی کچی نکال کر اُس کو درست اور سیدھا کرنے کے  
 لکھے ہیں۔ (۳) اقامت صلوٰۃ سے نماز کی پابندی اور ملاومت مراد ہے۔  
 (۴) اقامت صلوٰۃ سب کاموں سے فراغت اور تجرد حاصل کر کے نماز  
 ادا کرنا۔ (۵) اقامت صلوٰۃ صرف نماز کا ادا کرنا ہے۔ (۶) صلوٰۃ کے لغوی  
 معنے دعا کے ہیں۔ (۷) صلوٰۃ کے معنے آگ کے ہیں جو صلے سے مشتق  
 ہے۔ صلوٰۃ کے اصل معنے ملازمت کے ہیں۔ (۸) صلوٰۃ صلے سے بمعنے  
 حالت بیان کرنے کے ہے۔ (۹) صلوٰۃ شرع میں افعال مخصوصہ کے مجموعہ  
 کا نام ہے۔ اب ان صورتوں میں کسکو تسلیم کریں۔

سوال ششم۔ اول توزق کے معنے کلام عرب میں حصہ اور نصیب کے  
 لکھے ہیں۔ (۲) رزق معنے کسی حیوان کو ایک چیز کے انتقام پر قادر کرنے کے  
 ہیں۔ (۳) اب کسکو صحیح سمجھیں (۴) رزق عام ہے یعنی حلال و حرام دونوں  
 سے مراد ہے اور دوسری جگہ رزق کے معنے رزق ہے۔

سوال ہفتم۔ اول نفاق کے اصل معنے ہاتھ سے مال نکالنا ہے۔  
 (۲) جانوروں کی ریح نکلنے کو نفقہ کہتے ہیں اور نفاق چوسنے کے سوراخ کو اور  
 اور نفقہ سُرنگ کو کہتے ہیں۔ (۳) انفاق سے مراد مال صدقہ کا خاص کر لینا  
 ہے۔ (۴) ینفقون سے مراد اپنی ذات پر اور ان لوگوں پر جن کا نفقہ واجب  
 ہے مال صرف کرنا مراد ہے۔ (۵) جہاد میں صرف کرنا اور جہاد صرف کرنا  
 صحیح ہے اُسکو انفاق کہنا ہے۔ ایسے اختلاف میں کس طرح اطمینان ہو سکتا

ہو سکتا ہے۔ یہ تو عام الفاظ کا جھگڑا ہے جہاں مسئلہ نجات پر بحث شروع  
 ۱۔ اس کے اختلافات کا کچھ حد و حساب ہی نہیں سوائے حیرانی اور پریشانی  
 کے اور کوئی نتیجہ ہی برآمد نہیں ہوتا۔

## الراقب خاکسار عبد الغفور خاں ساکن کانوڑ ریاست پٹیالہ

جتنی فی اللہ میاں عبد الغفور خاں صاحب  
 السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ آپ کو معلوم ہے کہ تذکرۃ  
 ۱۱ نکاحیہ طرز کلام نہیں ہوا کہ کسی شخص یا فرقہ کا نام لیکر اس پر اعتراض کرے یا کسی ایک  
 مفسر کو نکتہ چینیوں کا نشانہ بناوے بلکہ اس کا طرز بیان قرآن کے طرز پر ہے  
 کہ ہر ایک مسئلہ کو عام پیرایہ میں بیان کرے جس سے کسی شخص یا فرقہ کی  
 دل آزاری نہ ہو اور مطلب بھی صاف صاف بیان ہو جائے اگر آپ اپنے  
 خط میں بھی اس پیرایہ کو مدنظر رکھ کر اس طرح تحریر فرماتے کہ مفسرین نے تمام  
 الفاظ قرآنی کے معانی بیان کرنے میں اختلاف کیا ہے یہاں تک کہ ایمان  
 تقویٰ۔ ہدایت۔ غیب۔ اقامت صلوٰۃ اور خیرات کا پتہ بھی نہیں لگتا  
 چنانچہ بعض نے یہ معنی کئے ہیں اور بعض نے یہ تو بہتر تہمتا تذکرۃ القرآن کا منشا  
 یہ بھی نہیں ہے کہ لفظی اور لغوی مباحثہ اُس میں چھیڑے جائیں تاہم فی زمانہ چونکہ  
 قرآن مجید کی نسبت طرح طرح کے توہمات اور شکوک تو تعلیم یافتوں کے  
 دلوں میں پیدا ہوتے ہیں انہیں سے یہ وہم بڑا ہی زبردست ہے کہ قرآن  
 مجید کے الفاظ نہایت ہی مشکل اور بہم ہیں اُن سے مبتدی کو کچھ پتہ لگ سکتا



اسی وہم کی وجہ سے قرآن مجید کا بامعنی پڑھنا اور پڑھانا متروک ہو گیا ہے۔  
 ایسے توہمات کو دور کرنا اور قرآن مجید کو صاف نور کا مل ہدایت روشن بیان  
 اور عام فہم ثابت کرنا تذکرۃ القرآن کا فرض ہے تاکہ وہ خوف اور وہ تنہا فرغ  
 ہو جائے جو قرآن پاک کی طرف سے عام طور پر دلوں میں بھانٹیں ہو چکا ہے  
 اسلئے ہم آپ کی اصل چٹھی و عبارات زیر بحث کو بہ تمامہ تذکرۃ القرآن میں  
 جگہ دیکر آپ کے سوالات کا جواب دینا شروع کرتے ہیں۔

قرآن مجید کے جملہ الفاظ اپنے مضامین کو ظاہر کرنے کے واسطے تجویز فرمائے  
 اُن سے زیادہ کامل زیادہ آسان زیادہ واضح اور زیادہ بلیغ دوسرے الفاظ  
 ہو ہی نہیں سکتے اور جس ترتیب پر وہ رکھے گئے ہیں اُس سے بہتر اور کوئی  
 ترتیب ہو ہی نہیں سکتی۔ پس ذیل میں ہم الفاظ زیر بحث کی ایک مختصر تفسیر  
 کرتے ہیں جو ثابت ہو جاوے گا کہ جس قدر معانی قرآن مجید کے مطابق مفسرین  
 نے اپنے اجتہاد سے کئے ہیں وہ سب اپنے اپنے موقع پر صحیح و درست  
 ہیں اُن میں کوئی خلاف یا تضاد نہیں بلکہ ایک حالت کے مابین ہیں اور  
 ایک مسئلہ کی تشریح و تفصیل ہیں جس سے ظاہر ہو جاوے گا کہ قرآن مجید  
 کا کوئی لفظ مبہم یا شکوک یا وہم میں ڈالنے والا نہیں بلکہ صاف نور اور کامل  
 ہدایت ہے۔

هُدًى لِّلْمُسْتَقِیْنَ ۝ متقیوں کے واسطے ہدایت ہے۔ ہدایت کے  
 مختلف معنی ہیں اول راستہ بتلادینا جب کہ آیات ذیل میں۔ وَاَمَّا ثَمُودُ  
 فَمَدَنَآ اٰهْمًا فَاسْتَجَبُوْا لِّلْعٰنِیْ عَلٰی الْمَدٰی ۝ اور ہم نے ثمود کو ہدایت کی

مگر انھوں نے ہدایت کے مقابلہ پر اندھے پن کو پسند کیا۔ وکل قوم ہادۃ  
ہر ایک قوم کے واسطے ایک ہادی ہے دویم راہ راست پر قائم کر دینا جیسا کہ  
آیات ذیل میں انک لا تمہدی من اجبت و لکن اللہ یمہدی  
من یشاء ﴿۱﴾ تو جس شخص کو چاہے ہدایت نہیں کرتا بلکہ اللہ جسکو چاہے  
ہدایت کرتا ہے لیس علیک ہدا ہم یمہدی ﴿۲﴾ تجھ پر انکی ہدایت کا ذمہ  
نہیں ہے کسی مخلوق کے تمام قوائے کو اپنے کام میں لگا دینا جس سے  
وہ اپنے کمال کو پہنچ سکے جیسا کہ آیت ذیل میں سبح اسم ربک الا  
علی الذی خلق فسوئے والذی قد رافعہدی۔ اپنے رب  
کے نام کی تسبیح کر جس نے پیدا کیا پھر درست کیا اور جس نے تقدیریں  
مقرر کیں۔ ان ہر سے معنی کے لحاظ سے قرآن مجید متقیوں کے واسطے ہدایت  
۱۲۰ ہے ابتدائی درجوں میں تو یہ محض راستہ بتلانے کا کام دیتا ہے پھر  
جس قدر کوئی انسان اس کے حکموں کو ماننا سمجھتا اور ان پر عمل کرتا ہے  
اُس قدر اُس کے قوائے راہ راست پر قائم ہوتے جاتے ہیں آخر کار  
تمام ارادہ شوق جذبات اور عمل عین قرآن کے مطابق ہو جاتے ہیں اور  
وہی صراط مستقیم ہے پس اونے استعداد کے لوگوں پر اس کا فیضان  
تعلیمی طور پر ہوتا ہے دویم درجہ میں خواص الادویہ کے طور پر اس واسطے اسکا  
نام شفاء ﴿۱﴾ لمان فی الصمد ﴿۲﴾ سویم درجہ میں تائیدات غیبی تعلیمات  
ربانی الہامات اور مکاشفات کے دروازہ کھلتے ہیں جو تمام اندرونی بیویوں  
کو دور کر کے صاف نور میں لیجاتے اور تمام کج رویوں کی بجائے استقامت

پیدا کر دیتے ہیں۔ مگر یہ تعلیمی اور تاثیر نتائج اُسی انسان میں پیدا ہو سکتے ہیں جو قرآن کے حکموں کو ماننے خدا سے ڈرے تمام گناہوں سے بچے اور نیکیوں کو اختیار کرے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے **هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ** یہ متقیوں کے ہدایت ہے۔ متقی کے معنی ہیں خدا سے ڈرنے والا۔ گناہوں سے بچنے والا۔ اپنے آپ کو ہر قسم کے فساد سے محفوظ رکھنے والا۔ اتقا کا اور درجہ ہے کہیو گناہوں سے بچنا دوسرا درجہ ہے صفا کرتے بھی بچنا اور تیسرا درجہ ہے ہر قسم کی مشاکوہ باتوں سے بھی بچنا اور ہر حال میں خدا سے ڈرنے زچنا۔ پس جقدر کسریکا آقا ہوگا اسی قدر قرآن اُسی کو سمجھائے گا اور اسی قدر نیک امر اُسی میں مقرر کیا کریگا۔ اتقا اور ہدایت میں وہی نسبت ہے جو حیات اور نشوونما میں ہے جو تخم زندہ ہے وہ تو نشوونما پائیگا اور جو مرچکا ہے وہ گل جائیگا قرآنی تو۔ لیم جنس لہ نسب، پاشی کے ہے۔ گویا کہ قرآن کی آپاشی ہدایت سے وہی لوگ نشوونما پائیں روحانی پاسکتے ہیں جن کے اندر وہ حافی زندگی باقی ہے چنانچہ قرآن مجید خود فرماتا ہے۔ **لَیْسَ لِمَنْ لَّحَنَ حَیْئًا**۔

۱۳

اس حیات کی کیفیت وہ سری آیت میں اس طرح بیان فرماتا ہے۔ **إِنَّمَا تُنَدُّ مَوَٰعِدٌ أَتَدْرِكُهُمۡ أَوْ يَخْتَفُونَ فِي الْأَفَاقِ** (اے محمد تو اُسی کو سبھا کرے کہ تاجہ ہر نصیحت پر چلتا اور درپردہ رحمن سے ڈرتا ہے کیسے عام فہم اور بیخبر البتہ یہ الفاظ ہیں۔ **هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ**۔ متقیوں کے واسطے ہدایت ہے مگر تمام اعلیٰ سے اعلیٰ مراتب انسانی پر کیسے کامل طور سے ہیں اپنی الفاظ میں اسے درجہ کی تسلیم اور انہیں میں اعلیٰ درجہ کی تعلیم

کیسی افصح اور ابلغ اور سچہ کیسی اسہل طور پر شامل ہے یہی تو اس کا نام ذکر  
الدعالمین ﷺ اور حکمت بالغت ہے۔

ہدایت کے انتہائی فیضانوں اور انسانی کمالات کے اعلیٰ مراتب پر پہنچنے  
کے واسطے خالی ڈرنا اور گناہوں سے بچنا جیسا کہ ضروری ہیں ویسے ہی نیک  
اعمال بھی ضروری ہیں اسلئے تقویٰ کے ساتھ اعمال کا ذکر ہے۔

الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ  
جو غیب پر ایمان لاتے نماز قائم کرتے اور انہیں سے  
يُنْفِقُونَ وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمِمَّا أُنْزِلَ  
جو تم کو یاد دیا فرما کرے جو اس کلام پر ایمان رکھتے ہیں جو تجھ پر پہلے

۱۵

مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ  
نازل کیا گیا اور آخرت پر وہ یقین رکھتے ہیں

ایمان کے معنی ہیں سچ جانتا اور اس کا تعلق قلب سے جیسا کہ آیات ذیل  
سے صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے مِنَ الَّذِينَ قَالُوا آمَنَّا بِالْقَوْلِ هُمْ وَلَمْ  
تُحْمِنْ قُلُوبُهُمْ جو لوگ منہ سے کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے انہیں سے بعض ایسے  
ہیں کہ ان کے دل ایمان نہیں لائے کتب فی قلوبہم الایمان ﷺ  
انکے دلوں میں ایمان لکھا گیا۔ وَقُلُوبُهُمْ مُطْمَئِنُّ بِآيَاتِنَا اور اس کا  
دل ایمان کے ساتھ مطمئن ہے بعض مفسرین ایمان میں اعمال کو بھی شامل  
کرتے ہیں گویا معنی آیات ذیل کی رو سے غلط ہیں۔ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا  
وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ﷻ گویا کہ اعمال صالح ایمان سے علیحدہ چیز ہیں

اسی طرح ہر صد ہا آیات میں ایمان کے ساتھ اعمال صالح کا ذکر ہے ۱۱

اگر اعمال صالح ایمان کے اندر شامل ہوں تو بیفائدہ تکرار لازم

آتا ہے جو فصاحت و بلاغت کے خلاف امر ہے ۱۲ **الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ**  
**يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ** جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان کو ظلم کے  
ساتھ آلودہ نہ کیا۔ گویا کہ ظلم کرنا یا نہ کرنا ایمان سے علیحدہ شے ہے ۱۳

**يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّبِعُوا نَبِيَّكُمْ** اے  
مومنو تمہارے پیغمبروں کا قضا من لکھا گیا ہے۔ یہاں پھر قاتلوں کو مومن کے لفظ  
سے پکارا گیا ہے ۱۴ **وَالَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَبْهَرُوا بِمَا جَاءَهُمْ** جو لوگ ایمان

لائے اور ہجرت نہیں کی اگر ایمان میں اعمال صالحہ داخل ہوتے تو ہجرت

میں اسیں شامل ہوتی ۱۵ **وَإِنْ جَاءَ نَصْرٌ مِنْ الْمُؤْمِنِينَ فَقَاتِلُوا**  
**فَا صَلْحُوا بَيْنَهُمْ** اِنْ بُعِثَ أَحَدُهُمَا عَلَى الْآخَرِ ۱۶ **فَقَاتِلُوا**  
**تِلْكَ الَّتِي تَبْغِي حَتَّى تَفِي إِلَى أَمْرِ اللَّهِ** اگر مومنوں کے دو گروہ

آپس میں لڑ پڑیں تو ان دونوں میں صلح کرادو پھر اگر ایک دوسرے پر بغاوت  
کرے تو بغاوت کرنے والے سے لڑو جب تک وہ خدا کے حکم کی طرف  
رجوع کرے۔ یہاں پھر آپس میں لڑنے والوں اور بغاوت کرنے والوں کو بھی

مومن شمار کیا گیا ہے۔ جس ایمان کا اقرار محض زبان سے ہو وہ ایمان نہیں

بلکہ نفاق اور دغا بازی ہے جیسا کہ قرآن مجید منافقین کی نسبت فرماتا

ہے۔ **وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَا هُمْ**  
**بِمُؤْمِنِينَ** ۱۷ **يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَالَّذِينَ آمَنُوا** بعض لوگ کہتے ہیں

کہ ہم اللہ پر اور یومِ آخرت پر ایمان لائے حالانکہ وہ مومن نہیں ہیں وہ اللہ کو اور مومنوں کو دھوکا دیتے ہیں۔ پس آیات قرآنی سے صاف طور پر ظاہر ہو گیا کہ ایمان تصدیقِ قلبی کا نام ہے محض زبان سے اقرار کرنا ایمان نہیں بلکہ نفاق اور دغا بازی ہے اور اعمالِ صالحہ ایمان سے علیحدہ چیز ہیں۔

غیب میں وہ تمام امور شامل ہیں جو ہمارے حواسِ ظاہری و باطنی کے ادراک سے باہر ہیں مثلاً ماہیتِ ذاتِ باری تعالیٰ۔ احوالِ آخرت وجودِ ملائکہ۔ بہشت و دوزخ وغیرہ۔ ایسے امور کی نسبت جو کتبِ آسمانی میں مذکور ہوا اُسکو سچ جاننا اور خیالی بحثوں سے بچنا انسان پر واجب ہے کیونکہ جو باتیں ہمارے ادراک سے دور ہیں اُن میں جھگڑے کرنا احاطہٴ انسانی سے باہر قدم مارنا ہے جس کا نتیجہ سوائے سچ پرچ جہانوں اور بے معنی فسادات کے اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ اُن سے منکر ہونا بھی تمام دینی اصلاحوں اور ترقیوں کو روکتا ہے۔ ایک طرف فیبی باتوں میں بحثیں اُٹھانے سے لاکھوں سو فطائی اور دھرمیہ بنگلے دوسری طرف کٹر وٹروں اشخاص اُن کے انکار سے کافر مرتد اور زندقہ بنگلے۔ زمانہٴ حال کے حکیم اور فلاسفہ اُن مسائل میں بحث نہیں کرتے جو انسانی ادراک سے باہر ہیں بلکہ ایسی باتوں کو ایمانیات میں داخل کر لیتے ہیں اُن کی تمام ترقیات ہیغایات کا یہی ایک راز ہے جسکو فلاسفوں نے ہزار ہا سال کی طویل طویل بحثوں کے بعد آج معلوم کیا ہے مگر قرآن کریم نے آج سے تیرہ سو برس پہلے بتلادیا تھا۔ انصاف

ایمان بالغیب تمام فسادوں اور اختلافوں کا علاج اور تمام دانائی و حکمت کی بنیاد ہے۔ **فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِيَ الْأَبْصَارِ**

ہر ایک ایمان جو ابتدا میں کمزور ہوتا ہے رفتہ رفتہ زور پکڑ کر عملی طاقت پکڑتا جاتا اور اتقا و اعمال صالح کو خوب ترقی دیتا ہے اور سچا مومن اپنے

کمال عبودیت و خشیت اور حسن اخلاق سے ہی پہچانا جاتا ہے جیسا کہ آیا

فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ۚ

وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ۚ

وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ۚ

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا

قِيلَ عَلَيْهِمْ يَا نَسِئُوا صَلَاتَهُمْ إِيمَانًا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ۚ

وَالَّذِينَ يَقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَرَمَا نَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ ۚ

وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ۚ

وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ۚ

وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ۚ

وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ۚ

وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ۚ

وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ۚ

وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ۚ

وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ۚ

اس عمل کی نسبت قرآن مجید فرماتا ہے وَالَّذِينَ هُمْ عَلَى صَلَاتِهِمْ  
يُمَاقِفَتُونَ ۲۳ اور جو لوگ اپنی نمازوں کی محافظت کرتے ہیں۔ الَّذِينَ  
هُمْ عَلَى صَلَاتِهِمْ يُمَاقِفَتُونَ ۲۴ اور جو لوگ اپنی نمازوں کی محافظت  
کرتے ہیں الَّذِينَ هُمْ عَلَى صَلَاتِهِمْ دَائِمُونَ ۲۵ جو لوگ اپنی نمازوں  
پر مداومت کرتے ہیں۔ وَهُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ ۲۶ اور وہ اپنی نمازوں  
میں خشوع کرتے ہیں۔ صلوٰۃ کے لغوی معنی ہیں دعا۔ آگ پر لکڑی کو نیک کے  
سیدھا کرنا۔ داخل ہونا۔ سرین ہلانا۔ شرع میں صلوٰۃ اُس خاص عبادت کا  
نام ہے جو معروف ہے اقامت کے لغوی معنی ہیں سیدھا کرنا کھڑا کرنا کسی کام  
کو پوری توجہ اور شوق کے ساتھ کرنا پس اقامت صلوٰۃ کے معنی ہوئے نماز  
مشروعہ کو پوری توجہ اور شوق کے ساتھ ہمیشہ ادا کرتے رہنا اِس کے بعد  
تیسرے عمل کا ذکر ہے وَمِمَّا زَكَّاهُمْ يَتَّقُونَ ۲۷ اور ہمارے دے  
ہوئے میں سے خراج کرتے ہیں مثلاً کسب حلال میں سے اپنی اور اپنے  
آل و عیال کی پرورش کرتے والدین اور قرابتیوں سے سلوک کرتے مکرّۃ  
اور صدقات دینے اور خیرات کرتے ہیں۔ مِمَّنْ تَبْغِيضُ کے لئے ہے  
جس سے یہ مراد ہے کہ کل خراج کو دینا ضروری نہیں ورنہ لَا تَشْفِقُوا کے معنی  
ہو جائیگا۔ اگر کوئی علم یا فن آنا ہے اُس سے اوروں کو فائدہ پہنچاتے ہیں۔  
اتفاق کا بڑا درجہ یہ ہے کہ ہمارے پاس جو عزیز ترین سے ہے اُسکو بھی نیک  
رہتے ہیں جائزہ پر خراج کرنے سے دریغ نہیں مثلاً جسم دماغ اور جان جیسا کہ  
قرآن مجید فرماتا ہے كُنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا حُبَبْتُمْ ۲۸ تم نیک



کو کبھی نہیں پہنچ سکتے جب تک اپنی عزیز چیزوں میں سے خج نہ کرو۔  
 پس ثابت ہو گیا کہ تمام آیات ہدیٰ للمتقین الذین یومنون  
 بالغیب ویقیمون الصلوة و ما زنا قتلهم ینفقون وہ کیسی صاف  
 اور کیسی واضح اور کیسے ابلغ نظام پر واقعہ ہیں کوئی شک و شبہ کی ان میں گنجائش  
 نہیں اب رہی مسئلہ نجات کی بحث پہلے ہم اسکو تہامیہ اصل ترجمہ تفسیر  
 سے نقل کرتے ہیں پھر آخر میں دکھلائینگے کہ تمام آیات قرآنی جو نجات کے مسئلہ  
 پر متخالف یا متضاد معلوم ہوتی ہیں وہ باہم کیسی موافق اور مطابق ہیں۔

بَلٰی مَنْ کَسَبَ سَیِّئَةً وَّ لَحِظَتْ بِہِ خَطِیئَتَہٗ ذٰلِکَ  
 بلکہ جس نے بُرائی کئی اور اُس کی خطائے اُس کو گھیر لیا پس وہ لوگ  
 اَصْحَابُ النَّارِ ہُمْ فِیْہَا خَالِدُونَ ۝  
 دوزخی ہیں وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔

۲۰

صاحب کثافات نے بیان کیا ہے کہ بلی سے اس چیز کا اثبات ہے کہ جو  
 حرف نفی کے بعد مذکور ہو چکی ہے یعنی لَنْ اَمْسِنَا النَّارَ میں معنی یہ ہوئے  
 کہ بلکہ تم کو ہمیشہ کے لئے آگ چھوئے گی بدیل قولہ تعالیٰ هُمْ فِیْہَا خَالِدُونَ  
 اور جاننا چاہئے کہ سَیِّئَةً ہر گناہ کو کہہ سکتے ہیں اس واسطے کہ خدا تعالیٰ  
 فرماتا ہے وَ جَلَّ سَیِّئَةً سَیِّئَةً مِّثْلَہَا اور فرماتا ہے مَنْ یَعْمَلْ سُوْیًا  
 یُجْزِ بِہِ اور چونکہ یہ گمان ہو سکتا تھا کہ ہر گناہ خواہ صغیرہ ہو یا کبیرہ اس بات پر  
 یکساں ہے کہ اس کا مرتکب ابدالاً باد دوزخ میں رہے گا اس واسطے خدا تعالیٰ  
 نے بیان فرمایا کہ خلود کا استحقاق جب ہو گا کہ جب ہر طرف سے گناہ انسان  
 کو گھیرے یہ بات ظاہر ہے کہ احاطہ کی حقیقت میں جسم کی طرف کر سکتے ہیں

جو دوسرے مجسم کو محیط ہو جیسے شہرِ نہاہ شہر کو یا پالہ پانی کو محیط ہوتا ہے اور گناہ کے احاطہ کرنے میں حقیقت میں احاطہ نہیں ہوتا کیونکہ گناہ مجسم چیز نہیں ہے پس اس واسطے ہم مَیْمَنۃ سے گناہ کبیرہ مراد لیتے ہیں بدو وجہ - (۱) محیط چیز کا یہ قاعدہ ہوتا ہے وہ دوسری چیز کو یعنی محاذ کو چھپا لیتی ہے اور گناہ کبیرہ بھی ثواب طاعات گھیر لینے کی وجہ سے گویا اُن کو چھپا لیتا ہے پس بدیہت ان میں مشابہت پائی جاتی ہے (۲) گناہ کبیرہ جب عبادات کے ثواب گھیر لیتا ہے تو گویا ان عبادات پر غالب آجاتا ہے بطرح دشمن کا لشکر کسی شخص کو گھیر کر اُس کے اوپر غالب آجاتا ہے اور اس شخص کی خلاصی نہیں ہو سکتی پس گویا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے بلکہ جس شخص نے گناہ کبیرہ کیا اور اُس کے گناہ کبیرہ نے اسکی عبادتوں کو گھیر لیا اور مغلوب کر لیا تو وہ لوگ دوزخی ہیں ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے اگر کوئی اعتراض کرے یہ آیت یہودیوں کے حق میں وارد ہوئی ہے تو اس کا یہ جواب ہے کہ لفظ کے عموم کا اعتبار ہوتا ہے سبب کے خاص ہونے کا اعتبار نہیں ہوتا تو اسی دلیل سے معتزلہ نے استدلال کیا ہے کہ اہل کبار کو ہمیشہ دوزخ میں رہنا ہو گا اور جاننا چاہئے کہ یہ بہت بڑا مسئلہ ہے اُس کا ذکر کر دینا یہاں پر مناسب معلوم ہوتا ہے۔ واضح ہو کہ اہل قبلہ کا اسباب میں اختلاف ہے کہ اصحاب کبار کے لئے وعید ثابت ہے یا نہیں بعض نے وعید ثابت کی ہے اور وہ دو فریق ہیں بعض نے وعید مزید ثابت کی ہے۔ جمہور معتزلہ اور خوارج کا قول یہی ہے اور بعض نے وعید منقطع کو ثابت کیا ہے یہ بشر المریسی اور خالدی کا قول ہے اور بعض ان کے حق میں وعید نہیں ثابت

کرتے اور یہ قول شاذ ہے لوگ اسکو مقاتل بن سلیمان مفسر کی طرف نسبت  
 کرتے ہیں۔ تیسرا قول یہ ہے کہ اسباب کا ہمو یقین ہے کہ خدا تعالیٰ ضرور  
 بعض گناہوں کو اور بعض گنہگاروں کو بخشید گا مگر اس بات کی ہم تفصیل نہیں کر سکتے  
 کہ کسکو بخشید گا اور کس کو نہ بخشید گا اور اس بات کا یقین کرتے ہیں کہ جب خدا تعالیٰ  
 ان میں سے کسی کو ایک مدت تک عذاب دے گا تو ابداً اسکو عذاب  
 نہ ملے گا بلکہ ان کے عذاب کو منقطع کر دے گا اکثر صحابہ اور تابعین اور اہل سنت  
 والجماعہ اور اکثر ائمہ کا قول یہی ہے اور یہ بحث دوسلوں پر مشتمل ہے (۱)  
 اسبات کا یقین کرنا کہ ان کے لئے وعید ثابت ہے (۲) یہ بات کہ اگر وعید  
 ان کے لئے ثابت ہو تو آیا وہام کے طور پر ہے یا نہیں (مسئلہ اول) وعید  
 کے بیان میں اور پیشتر ہم معتزلہ کے دلائل اس کے متعلق ذکر کرتے ہیں اس کے  
 بعد فرقہ مرجیہ خالصہ کے اس کے بعد اہل سنت والجماعہ کے ذکر کریں گے انشاء  
 تعالیٰ۔ واضح ہو کہ معتزلہ نے عموماً اس کے اوپر اپنے قول کا مدار رکھا ہے  
 کہ جو اسباب میں وارد ہیں اور یہ عموماً دو قسم کے ہیں بعض بصیغہ تن وارد  
 ہوئے ہیں یعنی شرط کے طور پر اور بعض بصیغہ جمع پہلی قسم کی چند آیتیں ہیں (۱)  
 آیت الموارثت میں خدائے تعالیٰ فرماتا ہے تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ الٰہی  
 قَوْلُهُ وَمَنْ يُعِصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يَتَعَذَّبْهُ دَعْدًا يُدْخِلُہٗ فِیْہَا  
 فِیْہَا یعنی جو کوئی اللہ کی اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے اور اس کے  
 حدود سے آگے بڑھے خدائے تعالیٰ اسکو دوزخ میں داخل کرے گا اور ہمیشہ  
 وہ شخص دوزخ میں رہے گا اور یہ بار تہ ظاہر ہے کہ جو شخص صلوٰۃ اور صوم اور

حج اور زکوٰۃ اور جہاد کا تارک ہے اور شرابخواری اور زنا کرنے اور میگناہ کے  
 قتل کا مرتکب ہے تو وہ حدودِ الہی سے آگے بڑھنے والا ہے پس ضرور ہے  
 کہ وہ اہل عذاب سے ہو اس واسطے کہ اصول فقہ کے اندر یہ بات ثابت ہو چکی  
 ہے کہ حرفِ سن شرط کے مقام پر عموم کا مفید ہوا کرتا ہے اور جبکہ مخالفتِ سن  
 اسکو کافر کے اوپر محمول کیا اور یوں گنہگار کے اوپر محمول نہیں کیا تو اس کا یہ تو  
 خلافِ دلیل ہوا اور علاوہ بریں بدو وجہ مخالفت کا قول باطل ہوتا ہے (۱)  
 خدا تعالیٰ نے سواریش کے متعلق اپنے حدود بیان فرما کر ان لوگوں کو جو  
 ان حدود کی پابندی کریں ثواب کا وعدہ فرمایا ہے۔ اور ان لوگوں کے لئے  
 جو ان حدود کی پابندی نہ کریں وعید فرمائی ہے اور جو شخص کہ خدا و رسول پر  
 ایمان لائے تو وہ ان حدود کی بلاشبہ پابندی کرنے والا ہوگا بخلاف  
 اس شخص کے کہ اسکی ربوبیت کا منکر اور اس کے انبیاء اور اس کے احکام کا  
 مکذب ہو پس اسکو ان حدود کی جہتِ رغبت دلانا زیادہ ضروری ہے  
 نسبت اس شخص کے کہ جو خدا و رسول پر ایمان لایا جسکی ذات سے یہ بات  
 بعید ہے کہ حدودِ الہی کی پابندی نہ کرے اور جبکہ ابتدائی آیت سے من  
 مراد ہوا تو آخر آیت سے بھی وہی مراد ہوگا۔ (۲) خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔  
 ثلاث حلالہ اللہ اور اس میں شبہ نہیں ہے کہ اس سے حدود کو مراد لیا  
 پھر خدا تعالیٰ نے انکی پابندی پر وعدہ کیا اور نافرمانی پر سزا فرمایا ہے  
 پس سیاقِ آیت کا مقتضی یہ ہے کہ انہیں حدود میں نافرمانی کرنے کے ساتھ  
 وعید متعلق ہے نہ یہ کہ ان کے ساتھ دوسری حدود بھی شامل کجائیں اسی واسطے

اہل ایمان کو زجر نہیں ہو سکتا اور جبکہ ثابت ہو گیا کہ اس وعید سے سب لوگ مراد ہیں خواہ مومن ہوں یا کافر تو ان لوگوں کا قول باطل ہو گیا جو کافر کے ساتھ وعید کو خاص بتلاہے ہیں اور اگر کوئی اعتراض کرے کہ ویتعد حد و دہ جمع مضاف ہے اور جمع مضاف تمھارے نزدیک عموم کے مفید ہوتی ہے جیسے کوئی کہے ضَرِیَّتُ عُبَیْدِی تُو اُس سے تمام غلاموں کا مارنا مراد ہوتا ہے اور جب یہ بات ثابت ہو گئی تو معلوم ہوا کہ یہ آیت اُس شخص کے ساتھ خاص ہے کہ جو تمام حدود الہی میں تعدی کرے اور وہ کافر ہے نہ مومن تو اس کا یہ جواب ہے کہ از روئے لفظ اگرچہ تمھارا قول ٹھیک معلوم ہوتا ہے لیکن چند قرینے اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ تمام حدود میں تعدی کرنا مراد نہیں ہے (۱) ویتعد حد و دہ سے پہلے خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے ثلاث حدود اللہ پس دونوں جگہ پر حدود سے وہی حدود مذکورہ مراد ہونگے۔ (۲) اہل اسلام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مسلمان بھی اس آیت سے حدود الہی میں نافرمانی کرنے سے زجر اور مخالفت کرنا مقصود ہے اور اگر تمھارا قول صحیح ہو تو صرف کافروں کے لئے مانعت ثابت ہو مومنین کے لئے مانعت نہ ثابت ہو (۳) اگر حدود سے تمام حدود مراد ہوں تو اس پر وعید کے مرتب فرمانے کا کوئی نتیجہ نہ نکلیگا اس واسطے کہ کوئی شخص تمام حدود کا میں تعدی نہیں کر سکتا اس واسطے کہ بیشتر حدود ایسے ہیں کہ تعدی کے اندر جمع نہیں ہو سکتے یعنی ان میں تضاد ہوتا ہے مثلاً کوئی شخص ایک حالت میں مذکور

ثنویت اور نضرانیت کا مستعد نہیں ہو سکتا اور دنیا میں کوئی شخص ایسا نہیں  
 پایا جاتا کہ جس نے کوئی گناہ نہ چھوڑا ہو (۴) جو شخص مومن کو قصداً قتل کر ڈالے  
 اُس کے حق میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے وَمَنْ يَقْتُلْهُمْنَا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ  
 جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا يَبْنِي جَوْشَخْسُ مَوْسَنَ كَوْ قَصْدُ خُونِ كَرُؤَالِے اِس کی جزا جہنم  
 ہے ہمیشہ اِس میں رہے گا اِس آیت سے ثابت نہیں ہے کہ قتل مبین  
 کی جزا خلود فی النار ہے اور یہ بھی ضرور ہے کہ اُس کو یہ جزا دی جائیگی **لَقَوْلِهِ هَا**  
**مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ بِهِ** یعنی جو کوئی بُرا کام کریگا اُس کا بدلہ پایگا۔ (۵) خدا  
 فرماتا ہے **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُتِلْتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا زُحْفًا فَلَا تُوقُوا**  
**هُمْ بِالْأَدْبَارِ وَمَنْ يُؤَلِّمِهِمْ يُؤْمِدْ ذُبْرُهُ إِلَّا مَنْحَرًا لِقِتَالٍ أَوْ مُحَرَّرًا إِلَى**  
**فَيْسَةٍ فَقَدْ بَاعَ بِغَضَبٍ مِنَ اللَّهِ وَمَا وَكَّهُ جَهَنَّمَ وَيُشْسُ لِلْعِي**  
 یعنی اے ایمان والو جب تم کافروں سے لڑائی کے لئے ٹھہراؤ تو انکی طرف  
 پیٹھ مت پھیرا اور جو اُس روزان کی طرف پیٹھ پھیرے گا بجز اِس شخص کے  
 جو لڑائی کے لئے داؤ کرے یا اپنے گروہ میں شے کے آتے پس اُس نے خدا کے  
 غصے کی طرف رجوع کیا اور اُس کا ٹھکانا جہنم ہے اور جہنم بُری بازگشت ہے (۶)  
 خدا تعالیٰ فرماتا ہے **مَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ** یعنی جو ذرہ بھر  
 نیکی کر لیگا اُسے دیکھ لیگا اور جو ذرہ بھر بُرائی کرے گا اُسے دیکھ لیگا۔ (۷) خدا تعالیٰ  
 فرماتا ہے **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ** یعنی اے  
 ایمان والو اپنے مالوں کو باطل طور پر مت کھاؤ اور اس کے کچھ بعد فرماتا ہے وَمَنْ  
 يَفْعَلْ ذَٰلِكَ عُدُوًّا وَإِنَّا وَظَلَمًا فَسَوْفَ نَصْلِيهِ تَارًا یعنی جو شخص کفری

اور ظلم سے کرے گا تو عنقریب ہم اُسکو دوزخ میں پہنچائیں گے (۸) خدا تعالیٰ  
 ارشاد فرماتا ہے إِنَّكَ مِنْ يَاقَتِ ثَرْبَةٍ مَجْمُوءٍ فَإِنَّ لَهُ جَعَنَةً لَا يُمَوِّتُ  
 فِيهَا وَلَا يَحْيِي وَيَا أَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ قَدْ عَمِلَ الصَّالِحَاتُ فَأُولَئِكَ لَهُمُ الدَّارُ  
 جِبَاتُ الْغُلَّةِ یعنی تحقیق شان یہ ہے کہ جو شخص اپنے پروردگار کے پاس  
 مجرم بنکر آئے گا تو اُس کے لئے جہنم ہے نہ اُس میں مرے گا اور نہ زندہ رہے گا اور  
 جو مومن ہو کر اُس کے پاس آئے گا اچھے کام کر کے تو ان لوگوں کے لئے بلند درجہ  
 ہیں اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ کافر اور فاسق عذاب دائمی کے مستحق ہیں  
 بطرح کہ مومن صلیع ثواب کا مستحق ہے (۹) خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَقَدْ خَابَ  
 مَنْ جَمَلَ ظُلْمًا یعنی نامراد ہو گیا وہ شخص جس نے ظلم اختیار کیا اس سے معلوم  
 ہوتا ہے کہ جو شخص نماز روزہ کرتا ہو اور ظالم ہو تو وہ بھی اس وعید میں داخل ہے۔  
 (۱۰) معاصی کا بیان فرما کے خدا تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ  
 يَلْقَ إِثْمًا يَظَاهِفُ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيُخْلَدُ فِيهِ مَعَانًا  
 یعنی جو ایسا کرے گا گناہ سے لپکا اور قیامت کے روز اسکو بڑھا کر عذاب دیا جائیگا  
 اور ہمیشہ ذلت کے ساتھ اس میں رہے گا۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ فاسق  
 اور کافر کا حال ایک ہی ہے یعنی دونوں ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے بجز اس کے  
 جو اپنے نفاق سے توبہ کریں یا کفر کو چھوڑ کر ایمان اختیار کریں (۱۱) ارشاد ہوتا ہے  
 مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ مِنْهَا وَهُمْ مِنْ فِرْعَ يَوْمَئِذٍ مِنَ الْمُتَوَكِّلِينَ  
 جَاءَ بِالْحَسَنَةِ الْآيَةُ جو شخص نیکی لایے گا تو اُس کے لئے اُس سے بہتر نیکی اور  
 وہ لوگ اس روز پریشانی سے امن میں ہوں گے اور جو بڑائی کرے گا تو اُس کا یہ

حال ہوگا الاخر اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ بطرح تمام عبادتوں پر خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے اسی طرح تمام گناہوں پر اسکی وعید متعلق ہے (۱۲) فَاَمَّا مِنْ تِلْكَ وَائِلِ الْحَيَاتِ الدُّنْيَا فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمُنَاطِلُ يَنْبَغِي وَشَخْصٌ سَرَّكَشِي كَرَسِ اور حیات دنیادی کو اختیار کرے تو دوزخ اُس کا ٹھکانا ہے (۱۳) وَمِنْ عِندِ اللّٰهِ وَمِنْ سُوْلِهِ فَاِنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ يَنْبَغِي وَشَخْصٌ خُذْ وَرَسُولُ كِي نَا فَرْمَانِي كَرَسِ اُسے دوزخ کی آگ ہے اور اس آیت میں کافر اور فاسق کی کچھ تفصیل نہیں ہے۔ (۱۴) پھر آیت جسکی ہم تفسیر کر رہے ہیں بلی من کسب سیئۃ وَاَحَاكُتْ بِهٖ خُطِيْئَةً الْاٰیۃ پس خدا تعالیٰ نے آیت کے شروع میں سے فرقہ مرجع کا قول بیان فرمایا ہے یعنی وَقَالُوا لَنْ تَمْسُنَا النَّارُ اِلَّا اَيَّامًا مَّعْدُوْدَاتٍ پھر خدا تعالیٰ اُن کے قول کو رد فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے بَلٰی مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَاَحَاكُتْ بِهٖ خُطِيْئَةً فَاِنَّ لَكَ اَصْحَابَ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خَالِدُوْنَ پس یہ وہ آیات ہیں جن سے معتزلہ اور خوارج نے اپنے قول پر استدلال کیا ہے اسلئے کہ ان سب آیات میں حرف تن شرط کے موقع پر موجود ہے اور اس بات کو سمجھنا وجہ ثابت کیا ہے کہ ہر لفظ عموم کا مفید ہوتا ہے (۱) اگر حرف تن عموم کے لئے موضوع نہ ہوتا تو دو احتمال رہتے خصوص کے لئے موضوع ہوتا یا عموم الوجود خصوص کے اندر مشترک ہوتا اور یہ دونوں باتیں باطل ہیں پس ثابت ہوا کہ عموم کے لئے شرط اندر مشترک ہونے کی یہ وجہ ہے کہ اگر خصوص کے لئے موضوع ہو تو لازماً آتا ہے کہ جب مستحکم اس قسم کا کلام برے تو ہر شخص کو جس سے وہ شرط عمل میں آئے جزا دینا خوب نہ ہوا سولہ اسلئے کہ اس تقدیر پر وہ جزا اُس شرط کے ادھر مرتب نہ ہوگی



حالانکہ سب جانتے ہیں کہ جو شخص یہ بات کہے من دخل داری اکثر متنبہ  
یعنی جو کوئی میرے گھر آئیگا اُسکی میں تعظیم کروں گا تو اس متکلم کو چاہئے کہ تمام اسے  
دالوں کی تعظیم کرے پس معلوم ہوا کہ یہ لفظ خصوص کے لئے نہیں ہے اور مشترک  
بھی نہیں ہو سکتا بدو وجہ ایک تو یہ کہ اشتراک اصل کے خلاف ہے دوسرے  
یہ کہ اگر مشترک ہو تو جب تک متکلم سے تمام احکامات کا استفسار نہ کیا جائے  
جزا کی شرط بر مرتب ہوئی کی کیفیت نہیں معلوم ہو سکتی مثلاً اگر کوئی کہے میں  
داری اکثر متنبہ تو اس سے کہنا چاہئے تیری مراد مردوں سے ہے یا عورتوں

سے اور جب وہ کہے مردوں سے مراد ہے تو دریافت کرنا چاہئے عرب سے  
مراد ہے یا عجم سے اور جب کہے عرب سے مراد ہے تو دریافت کرنا چاہئے عرب  
سے مراد ہے یا عجم سے اور جب کہے عرب سے مراد ہے تو کہنا چاہئے عرب  
سے مراد ہے یا مصر سے وھلہرحہ بڑا یہاں تک کہ تمام احتمالات اس سے  
دریافت کرنے چاہئیں اور یہ بات ظاہر ہے کہ اہل لسان اس بات کو پسند  
نہیں کرتے پس ثابت ہو گیا کہ قول بالاشتراك باطل ہے (۲) جب کوئی  
شخص کہے من دخل داری اکثر متنبہ تو میری عقل کا استفسار اس سے صحیح  
ہوگا اور استفسار سے وہ ہی چیز خارج ہوتی ہے جسکا داخل ہونا قبل از استفسار  
ضروری ہوتا ہے اس واسطے کہ استفسار متصل میں سنتنے منہ کے تحت میں  
سنتنے کا دخول صحیح ہونا ضروری ہے اب باقی رہی یہ بات کہ صحیح ہونیکے ساتھ  
داخل ہونے کا اعتبار ضروری ہو یا ضروری نہ ہو تو ان دونوں میں سے پہلا احتمال  
بچندہ وجہ باطل ہے (۱) اگر یہ بات صحیح ہو تو لازم آتا ہے کہ جہاں غنی فقہاء محال



# الاشہاد تراویح

یہ اشہاری چھپ ہے جو ایک ہزار ماہوار

چھپکر تذکرۃ القرآن کے ساتھ ماہواری شائع ہوا

کر دیا۔ شرح اندراج فی ماہ چار روپیہ فی صفحہ فی سہ ماہی ۱۵

فی صفحہ شش ماہی ۱۵ روپیہ اور فی سال ۵۰ روپیہ فی صفحہ ہوگی۔ جو

صاحبان اپنی طبع شدہ اشعارات یا رسائل زبان اردو یا انگریزی وغیرہ

اشاعت کی واسطے ارسال فرمائیں وہ بشرح ذیل شائع کئے جاسکتے ہیں ہر ماہ

فی عدد چار روپیہ ماہوار ۳ ماہ سے زیادہ ایک تولہ تک مہینے روپیہ ماہوار۔

ایک تولہ سے زیادہ فی تولہ یا اسکی کسر سے مہینے روپیہ ماہوار۔ تاجروں کے لئے

اپنی اپنی اشاعت کا یہ نہایت آسان ذریعہ ہے اجرت اشعار و درخواست

کیساتھ آنی چاہئے۔ ورنہ عدم تعمیل معاف۔

نوٹ۔ تمام درخواستیں۔ بنام فتح محمد خاں منیر تذکرۃ القرآن مقام تراوی

ضلع کراچی آنی چاہئیں۔

المشہد

خاکسار فتح محمد خاں منیر

تذکرۃ القرآن مقام تراوی

ضلع کراچی۔ صوبہ پنجاب

اس رسالہ کی قیمت سالانہ مع محصول ڈاک دو روپیہ ہے جو پیشگی آنی چاہئے

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَعْرِضُوْا عَنْ ذِكْرِ الْقُرْاٰنِ لَكُمْ مَّعِيْشَةً ضَّرٰرًا وَنُجَسٰتًا مِّمَّ الْمُنٰفِیْنَ  
جس تفسیر و ذکر و ترجمہ پھر اس کے واسطے نکلن گئے گی اور قیامت کے دن ہم اس کو ہمارا ٹھکانہ بنائیں گے

# تذکرۃ القرآن

جلد - نمبر ۱۱ ماہ ستمبر ۱۹

{ یہ ایک ہوا ری رسالہ ہے جو اغراض ذیل پر چمپک شائع ہوتا ہے }

اول - قرآنی مضامین اور مسائل کو ماہواری رسالوں کی صورت میں شائع کرنا  
قرآن کریم کو تمام نئی نوع کی واسطے کامل واعطا اور حقیقی خیر خواہ ثابت کرنا  
اور ایسی نیا و نیا تدابیر پیش کرنی جن سے قرآنی علوم کا رواج ہو۔

دوم - قرآن کی کاملیت و فضیلت کو تمام اقوام پر ظاہر کرنا اور اس پر ہرودہ ضمت  
اور تعصب کو دور کرنے کی کوشش کرنا۔ جسے مذہب کو ایک دوسرے کا دشمن  
بنانا کہ ہمدردی۔ اور استعجابی کو کھو دینا اور تمام اقوام کو بالعموم حقیقی صلاحیت  
و سعادت سے محروم کر دینا اور خداوند عالم کی سچی پرستش کی بجائے انکو رسوا  
کا پرستار بنا دینا ہے۔

سوم - حنفی الفین کے اعتراضات کا جواب نہایت شائستگی اور علم کے ساتھ قرآن مجید  
و نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رو سے کسی قوم یا کسی بشر کی دل آزاری نہ کرنا بلکہ سچی  
ہمدردی اور سچی خیر خواہی کے طور پر احسن طریق سے تمام بد اخلاقی، بے دینی، اور  
بے ایمانی کے دور کرنے کی کوشش کرنا۔

چہاڑم - مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں اتحاد پیدا کرنا۔

جن صاحبان کے ذمہ قیمت سال گزشتہ واجب الادا ہے۔ برادر ہوائی مع قیمت سہ ماہی اور حضرت مولانا محمد شفیع صاحب دہلوی

## عجیب و غریب اور تمام تعلیم یافتوں کی واسطے نہایت مفید کتاب

مجموعۃ کذا القرآن جلد ۱۱۱ میں مضمون ہذا پر نہایت ہی عجیب و غریب بحث ہے۔  
 ۱۔ (۱) دلائل برستی باری تعالیٰ (۲) اساتے باری تعالیٰ کی حقیقت اُن کے اعمال اور خواص (۳) مسئلہ تقدیر (۴) دعا کی حقیقت اور انعامات الہی کا ذکر (۵) کون لوگ فضاہل الہی کے نیچے ہیں اور کون گمراہ ہیں (۶) معاشرت یعنی مرد و عورت کے باہمی تعلقات کس طرح بہرہ روستے ہیں (۷) اسلامی حفظ صحت۔ (۸) غفلت کے خطرناک نتائج اور اُن کا کامل علاج (۹) ذکر و فکر کی حقیقت۔ اُس کے نتائج اور اُن طاقتوں کو نوازل کرینکی خرابیاں قیمت مع محصول ڈاک و پوسٹ

۲۔ مفتاح القرآن۔ اسکو معمولی اردو خواں ایک مہینہ میں یاد کر کے پانچ ہزار لغتوں اور ایک لاکھ سونے صیغوں پر ایسا حاوی اور صرف نحو میں ایسا شائق ہو جاتا ہے کہ قرآن مجید بآز جہ پڑھ سکتا ہے۔ چھوٹے بچے بھی اسکو چار پانچ مہینہ میں یاد کر کے قرآن مجید با معنی پڑھ سکتے ہیں اور بے معنی پڑھنے کی براہریت میں ختم کر سکتے ہیں۔ پس تمام بچوں جو انوں اور بڑوں کو چاہئے کہ اسکو پڑھیں۔ پھر تمام قرآن مجید کی با ترجمہ تلاوت کرتے ہیں۔ ایسی عجیب خدا داد نعمت کی طرف سے غفلت نہ کریں اس سے بڑھ کر اور کیا خوش نصیبی ہو سکتی ہے کہ محض چند ماہ کی معمولی محنت سے قرآن مجید بآز جہ آتا ہے۔ تمام مسلمانوں کو چاہئے کہ اب بچوں کو بے معنی قرآن مجید پڑھانا چھوڑیں اور اس قاعدہ کو پڑھا کر با ترجمہ پڑھایا کریں۔ کیونکہ آنکھوں کے ہوتے اندھا ہو کر چلنا۔ سخت ناوانی ہے لہذا ایسی کرینکے تو انشاء اللہ عزیز قرآنی آیتوں اور قصوں کو ایسا راج ہو جائیگا کہ تمام واہیات غزلیں گند سے شر اور جھوٹے قہقہے جنہوں نے ہمارے دین اور دنیا کو مبراہ کر رکھا ہے کلیتہ ہوا ہو جائینگے اس قاعدہ سے اردو فاسی کے ہزار ہا نلت آجائیں گے جن سے مدت کی تعلیم میں بھی بڑی مدد ملے گی اور مل کا امتحان بجا سے چھ سال کے چار سال میں پاس ہو سیکے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

۳۔ مفتاح العرب۔ اس کے ذلیع سے معمولی اردو خواں تمام صرف نحو عرب پر دو مہینہ میں ایسا حاوی اور شائق ہو جاتا ہے کہ میزان۔ نشعب۔ حرف میر۔ دستور المبتدی۔ فصولی اکبری۔ تحفہ ہدایت النعم۔ کافیہ۔ شرح ملاں اور مراح الارواح۔ وغیرہ وغیرہ سے دو سال میں نہیں ہو سکتا جو صاحب مفتاح القرآن کے بعد انکو پڑھنا چاہیں۔ وہ ایک مہینے میں ہی اسکو ختم کر سکتے ہیں اس کے بعد کسی دوسری کتاب مرنی یا غوی کی ضرورت نہیں رہتی۔

۴۔ مفید عام۔ عرف معین الحکیم۔ یہ ایک لغات اردو و علان ہے ہر مرض اور

# تذکرۃ القرائ

ماہ ستمبر ۱۹۰۰ء

جلد ۲ نمبر ۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّيْ عَلَى رَسُوْلِكَ الْكَرِیْمِ

تفاسیر قرآنی میں اختلاف اور ان میں توفیق و تطبیق

{ سلسلہ کے لئے دیکھو رسالہ نمبر ۸ }

نہایت اہل کے اندر جمیع جمع منکر سے استثناء ہے اور جاء فی الفقرۃ الکلام  
زیادہ کے اندر جنہیں جمع معروف سے استثناء ہے کچھ فرق نہوا سو اسطے کہ دونوں  
کلاموں کے اندر زید کا داخل ہونا صحیح ہے اور دونوں میں فرق بالبداہتہ معلوم  
(۲) جب عدو سے استثناء نکلیا جاتا تو اس چیز کا داخل ہونا مستثنیٰ عنہ میں  
ضروری ہوتا پس ثابت ہوا کہ تمام مقامات میں استثنیٰ کا یہی فائدہ ہوا سو اسطے  
کہ کسی اہل لغت نے اس استثناء میں جو عدو پر داخل ہوا اور اس میں کہ عدو پر  
داخل نہ ہو کچھ فرق نہیں کیا پس ثابت ہوا کہ استثناء میں وہی چیز خارج کی جاتی

کہ اگر استثناء نہ ہو تو اُس چیز کا داخل ہونا واجب ہووے اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حرف تن شرط کے مقام پر عموم کے لئے آتا ہے۔ (۳) جب یہ

آیت نازل ہوئی انکم وما تعبدون من دون اللہ حسب جہنم یعنی تحقیق تم اور وہ چیز کہ جسکو تم سوائے خدا کے پوجتے ہو جہنم کا جھونک ہے تو ابن زبیری نے کہا میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بحث کرونگا اور حضورؐ نے میں انکار اس نے کہا اے محمدؐ کیا فرشتوں کی پرستش نہیں کی گئی کیا حضرت علیؓ

ابن مریم کو لوگوں نے نہیں پوجا پس اُس نے بھی عموم لفظ سے استدلال کیا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے کلام کو رد نہیں کیا پس ثابت ہوا کہ حرف تن عموم پر دلالت کرتا ہے (قسم دوم) معتزلہ کے دلائل میں سے یہ ہے کہ جمع معروف باللام کے صیغہ سے وہ اس میں استدلال کرتے ہیں اور یہ صیغہ کئی آیات میں وارد ہوا ہے (۱) وان الفجار لفي حميم

یعنی فاجر لوگ دوزخ میں ہونگے۔ جانتا چاہئے قاضی اور جبائی اور ابوالحسن کا قول ہے کہ یہ صیغہ عموم کا مفید ہوتا ہے اور ابویہاشم کا قول ہے کہ عموم کا مفید نہیں ہوتا اور ہم کہتے ہیں اس بات کا ثبوت کئی طرح پر ہو سکتا کہ صیغہ عموم کا مفید ہوتا ہے (۱) جب انفار نے امامت کی درخواست کی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس حدیث سے استدلال کیا۔

الاثمنا من قرئش اور انفار نے اس حجت کو تسلیم کیا اگر جمع معروف باللام الجنس استغراق پر دلالت نہ کرتی تو یہ حجت صحیح نہ ہوتی اس واسطے کہ بعض الائمہ من قریش اس بات کے منافی نہیں ہے کہ دوسری قوم سے بھی کوئی امام ہو

اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ماضیین رضی اللہ عنہم کے ساتھ قتال کرنے کا قصد کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا ہے اَمَرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ یعنی مجھ کو لوگوں سے قتال کرنے کا حکم ہے جب تک کہ وہ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ نہ کہیں پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عموم لفظ سے استدلال کیا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ یا کسی اور اصحابی نے یہ نہیں فرمایا کہ اس سے یہ فائدہ نہیں حاصل ہوتا بلکہ استثناء کی کیفیت رجوع کیا اور فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَلَا بِحَقِّهَا اور زکوٰۃ بھی اس کے حق میں ہے (۱) اس جمع کی تاکید ایسی چیز سے ہوتی ہے پس ضرور ہوا کہ جمع معرف باللام استغراق کے مفید ہوا اور تاکید ہونے کا ثبوت اس آیت سے ہوتا ہے فَسَجِدْ لِلْمَلَائِكَةِ كُلِّهِمْ اِجْمَعُونَ اور بعد تاکید کے جمع معرف باللام کو استغراق کے لئے مقتضی ہونا متفق علیہ ہے اور مولد کا اصل میں استغراق کے لئے ہونا اس واسطے ضروری ہے کہ یہ الفاظ تاکید کے ہیں اور تاکید کے معنی یہ ہیں کہ جو ایک حکم اصل میں ثابت تھا۔ پس اگر اصل میں استغراق نہ ہوتا اور ان الفاظ کی وجہ سے حاصل ہوا کرتا تو ان الفاظ کے حکم اصلی کی تقویت نہ ہوتی اور ایک حکم جدید پیدا ہوتا اور یہ الفاظ اس محل کا بیان ہوتے تاکید نہ ہوتے اور جبکہ یہ الفاظ بالاتفاق تاکید کے لئے آتے ہیں تو معلوم ہوا کہ اصل متبوع کے اندر استغراق پایا جاتا ہے (۲) اسم کے اور جب الف لام داخل ہوتا ہے تو اہل لغت سے منقول ہے کہ وہ اسم معرف ہو جاتا ہے پس ضرور ہے کہ الف لام سے ایسی چیز مراد ہو جسکی وجہ سے اسم



جسم کی تعیین ہو جائے اور یہ تعیین جمع کے اندر اس وقت ہو سکتی ہے کہ اس سے تمام افراد مراد ہوں اس واسطے کہ تمام افراد کا علم بالا جمال مخاطب کو ہوتا ہے اور اگر تمام مراد نہوں بلکہ بعض ہوں تو معرفت اور تعیین نہیں ہو سکتی اس واسطے کہ بعض افراد بعض سے اولیٰ نہیں ہوتی پس وہ بعض مجہول ہو گئے اگر کوئی اعتراض کرے جبکہ اس سے اس جنس کی ایک خاص جماعت مراد لیا جائے تو اس جنس کی معرفت با تیلو ہو سکتی ہے اس کا یہ جواب ہے کہ اس تقدیر پر الف لام کا فائدہ کیا ہو گا یہ بات بغیر الف لام کے بھی موجود ہوتی ہے اس واسطے کہ اگر کسی شخص نے کہا رایتہا رجالاتا تو اس میں جنس کی تمیز یعنی رجال کی غیر رجال سے امتیاز اس میں بھی حاصل ہو گئی پس ثابت ہوا کہ اس کے علاوہ بھی الف کا کچھ فائدہ ہوتا ہے اور وہ فائدہ بجز استغراق کے اور نہیں ہے (۴) جمع معرفت باللام سے ایک فرد کا استثناء صحیح ہوتا ہے خواہ کوئی فرد ہو اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جمع معرفت باللام محوم کے مفید ہوتی ہے (۵) جمع معرفت باللام کے اندر نکتہ سے زیادہ کثرت کے معنی پائے جاتے ہیں اس واسطے کہ جمع منکر سے جمع معرفت کا استثناء کرنا صحیح ہوتا ہے اور اس کے برعکس صحیح نہیں ہوتا یعنی رایتہا رجالاتا کہہ سکتے ہیں اور یہ بات ظاہر ہے کہ مستثنیٰ کی نسبت مستثنیٰ منہ میں کثرت ہوتی ہے پس تقریر مذکورہ بالا سے ثابت ہوا کہ جمع معرفت کا مفہوم یا تو کوئی افراد ہونگے یا بعض بعض کا ہونا یا اطلاق ہے اس واسطے کہ کل کے علاوہ جتنے عدد ہوتے ہیں سب کا استثناء کرنا جمع معرفت سے صحیح ہوتا ہے اور یہ بات اوپر معلوم ہو چکی ہے کہ مستثنیٰ منہ میں مستثنیٰ کی نسبت کثرت پائی جاتی

ہے پس ثابت ہوا کہ جمع معرفت باللام استفراق کے مفید ہوتی ہے واللہ اعلم بالصواب  
اور ابوالہاشم کے طریقہ کے موافق یعنی یہ کہ جمع معرفت باللام عموم کے مفید نہیں  
ہوتی ہے پس اس آیت سے بدو وجہ استدلال ہو سکتا ہے (۱) جب کسی وصف  
پر ایک حکم شرتب ہو تو اس بات کی دلیل ہوتی ہے کہ وہ وصف اس حکم کی علت  
ہے پس وان الفجار لفی جمعیم کا مقتضی یہ ہے کہ فجور دخول دوزخ کے لئے  
علت ہے اور جب یہ ثابت ہو گیا تو حکم عام ہونا لازم ہو گیا اس واسطے کہ اس کی  
علت عام ہے اور یہی مدعا تھا اور اس باب میں طریقہ تیسرا بھی ہے جسکو خویش  
نے بیان کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ ان الفجار میں الف لام تعریف نہیں ہے  
بلکہ الٰہی کے معنی میں ہے اور اس کا ثبوت بدو وجہ ہوتا ہے (۱) اس کے  
جواب میں حرف فانا ہے جیسے اس آیت کے اندر والسارق والسارقة  
فاقطعوا ایدیہما۔ یا جس طرح کوئی کہے الذی یلقانی فلا درہم یعنی  
جو مجھے ملاقات کرے اس کے لئے درہم ہے (۲) جس کے اوپر الف لام دخل  
ہوتا ہے فعل کا عطف کرنا اس کے اوپر درست ہوتا ہے چنانچہ خدا تعالیٰ نے  
فرمایا ہے ان المصدقین والمصدقات واقضوا لہ قرضاً حسناً پس  
اگر ان المصدقین یعنی ان الذین اصدقوا کے ہوتا تو اس کے اوپر واقضوا  
کا عطف صحیح ہوتا اور جبکہ یہ عطف موجود ہے تو ثابت ہو گیا کہ ان الفجار لفی  
جمعیم کے معنی یہ ہوئے ان الذین فجروا فہم فی الجمعیم اور یہ عموم کا مفید  
ہے (۱) یہ آیت ہے جس سے اس امر کے اوپر استدلال کیا گیا ہے یوہ مختص  
المتبعین الی الرحمن وفلا یشوق المجرمین الی جمعیم وحرار یعنی میں روزِ

ہم پر پہرہ گاروں کو رحمن کی طرف سوار کر کے جمع کریں گے اور حجر موت کو جنہم کی طرف  
 پیسا ہانکیں گے۔ پس اس آیت کے اندر الجبرہین کا لفظ جمع معرفت بالآلام ہے  
 (۳) وَنَذِرُ الظَّالِمِينَ فِيهَا جِثَا یعنی ظالموں کو ہم اس میں اوندھا چھو  
 دیں گے (۴) وَلَوْ يَرَى الْإِنْسَانُ أَنَّهُ بَطَلَ عَمَلُهُمْ مَا تَرَىٰ عَلَىٰ ظُهُرِهِمْ دَابَّةً  
 وَلَكِنْ يَخْضَعُونَ لَهَا إِنَّهُمْ لَمَّا يَدْعُونَ لَهَا تَكْفُرًا وَكَافُورًا  
 کی پشت کے اوپر کوئی چلتا ہوا جانور نہ چھوڑے مگر ان کو تاخیر دیتا ہے اس آیت  
 کے اندر بیان فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ ان کے عذاب میں تاخیر کرتا ہے اور  
 اس کا صدق اس بات پر موقوف ہے کہ ایک روز خدا تعالیٰ انکو عذاب  
 دیوے (قسم سوم) عموماً میں سے وہ جمع کے صیغے ہیں جو الذی کے کلمہ  
 کے ساتھ مفعول ہیں وہ یہ ہیں (۱) وَلَيْلٌ لِلطَّافِقِينَ الَّذِينَ إِذَا أَكْتَالُوا  
 عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ یعنی خرابی ہے ڈنڈی مارنے والوں کے لئے کہ جب  
 لوگوں سے ناپ کر لیتے ہیں تو پورا لیتے ہیں (۲) إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ آمَنُوا  
 لَبِئْسَ ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا  
 یعنی جو لوگ یتیموں کا مال ظلم سے کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں کے اندر  
 آگ ہی بھرتے ہیں اور عنقریب دوزخ میں جائیں گے (۳) إِنَّ الَّذِينَ  
 تَوَفَّيْنَاهُم مَّا كَانُوا فِي غُفْوَةٍ كَذِبًا  
 تَوَفَّيْنَاهُم الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِم الآية یعنی جن لوگوں کی فرشتے جان لگاتے  
 ہیں اور وہ لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہوئے ہوتے ہیں تو فرشتے ان سے  
 کہتے ہیں الخ پس اس آیت میں خدا تعالیٰ نے ظاہر فرمایا ہے کہ جو شخص  
 ہجرت کو ترک کر دے اور رسول کی نصرت نہ کرے انکی یہ سزا ہے اگرچہ وہ

شخص خدا اور رسول کا اقرار کرتا ہو (۴) وَالَّذِينَ كَسَبُوا السَّيِّئَاتِ جَزَاءُ  
 سَيِّئَةٍ مِّثْلَهَا وَتَرَهُمْ خِلَافَ ذَلِكَ يَعْنِي اُن لوگوں سے بُرائیاں کمائی ہیں تو  
 بُرائی کا بدلہ اسی کی مثل ہے اور اُن کے اوپر ذلت چھائیگی۔ اِس آیت کے  
 اندر خدا تعالیٰ نے کافر اور غیر کافر کے اندر فرق نہیں فرمایا (۵) وَالَّذِينَ  
 يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يَتَّقُونَ اللَّهَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يَعْنِي جو لوگ  
 چاندی اور سونا جمع کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی راہ میں اسکو خرچ نہیں کرتے (۶)  
 وَلَكِنَّهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ وَالَّذِينَ يَخْشَوْنَ اللَّهَ يَخْشَوْنَ اللَّهَ حَتَّى حَضَرَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ  
 قَالَ إِنِّي تُبْتُ إِلَهُاتٍ يَعْنِي اُن لوگوں کی توبہ نہیں ہے جو بُرائیاں کرتے رہتے  
 ہیں یہاں تک کہ جب انہیں سے کسی کو موت آتی ہے تو کہتا ہے اب میں نے  
 توبہ کر لی۔ پس اگر خالق اہل وعید اور اہل عذاب نہ ہوتا تو اس قول کے کیا  
 معنی ہوتے بلکہ اسکو توبہ کرنے کی ضرورت ہی نہ ہوتی (۷) إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ  
 يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أَلَّا يَكُونَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَنْ يُقَتَّلُوا أَوْ يُصَلَّبُوا  
 یعنی جو لوگ خدا سے اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں اور زمین کے اندر  
 فساد مچاتے ہیں انکی جزا یہی ہے کہ انکو قتل کر دیا جائے یا سولی پر چماتے۔  
 (۸) إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَمَلِهِمْ إِلَهًا لَّهُمْ وَإِنَّمَا فِيهِمُ مُنَاقَلَةٌ أَزْوَاجٌ لَا  
 خَلْقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ۔ یعنی جو لوگ خدا کے عہد اور اپنی قسموں سے ٹھن  
 قلیل کو سولہ لیتے ہیں یہ لوگ ایسے ہیں کہ آخرت میں اُن کے لئے حصہ نہیں  
 ہے (قسم چہارم) عموماً میں سے کل کا لفظ ہے جیسا کہ اِس آیت کے  
 اندر موجود ہے وَلَوْ أَنَّ لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ مَا فِي الْأَرْضِ لَآفُتَتْ بِهَا يَعْنِي

اگر ہر نفس ظالمہ کے پاس جو کچھ زمین میں ہے سب کچھ ہو تو اپنے بدے میں  
 ویڈا لے پس اس آیت کے اندر اللہ پاک نے ظاہر فرمایا کہ ظلم کرنے والوں  
 کو ان کے ظلم کی یہ سزا دی جائیگی (قیمہ پنجم) اس کے ثبوت کی یہ ہے کہ خدا تعالیٰ  
 نے جو کچھ وعیدات فرمائی ہیں سب خدا تعالیٰ پوری فرمایاں گے اور اس کا ثبوت  
 اس آیت سے ہوتا ہے لَا تَخْتَصِمُوا لَدُنِّي وَقَدْ قَدَّمْتُ إِلَيْكُمْ بِالْوَعِيدِ  
 مَا يُبَدِّلُ الْقَوْلَ لَدُنِّي وَمَا أَنَا بِظَلَّامٍ لِلْعَبِيدِ یعنی میرے پاس جھگڑا کر  
 میں پیشتر تمہارے پاس وعید بھیج چکا میرے پاس بات میں فرق نہیں آتا  
 اور میں بندوں پر ظالم نہیں ہوں اور اس آیت سے بد و وجہ استدلال ہوتا ہے  
 (۱) خدا تعالیٰ نے ان کے عذر دور کرنے کی علت یہ بیان فرمائی ہے کہ  
 تمہارے پاس وعید پہنچ چکی تھی تو یہ مقصود ہوا کہ وعید کے آجائیکے بعد کیوں  
 عذر باقی نہیں رہا اور کیسکو اس کے عذاب سے رہائی نہیں ہو سکتی۔ (۲) مَا  
 يُبَدِّلُ الْقَوْلَ لَدُنِّي سے صریح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ جس عذاب کے اوپر  
 وعید کے الفاظ دلالت کرتے ہیں خدا تعالیٰ ویسا ہی ظاہر فرمایاں گے۔ یہ تمام وہ  
 عموماً قرآنی ہے جن سے ان لوگوں نے اپنے مدعا پر استدلال کیا ہے اور  
 عموماً حدیث بھی کثرت سے ہیں جن سے وہ لوگ استدلال کرتے ہیں۔  
 (قیمہ اول) وہ احادیث جن کے اندر لفظ مَن سے عموم کے معنی پائے جاتے  
 ہیں (۱) وقاص بن ربیعہ نے مسور بن شدادؓ سے روایت کی ہے وہ  
 کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَنْ أَكَلَ بِأَخِيهِ أَكَلَهُ أَطْعَمَهُ  
 اللَّهُ مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ الحیث یعنی جو شخص اپنے بھائی کا ایک خوراک کھانا کھا لیا

خدا تعالیٰ اس کو دوزخ کی آگ سے کھلائے گا اور جو اپنے بھائی کا ایک  
 جڑا پھٹے کا لیکا خدا تعالیٰ اس کو آتش دوزخ کے کپڑے پہنائے گا اور جو شخص  
 ایک جگہ بھی دکھا دے یا نام کے لئے کھڑا ہوگا خدا تعالیٰ اس کو اس کی جزا دیگا  
 اور یہ حدیث فاسق کے حق میں نص ہے (۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے فرمایا ہے مَنْ كَانَتْ ذَا لِسَانَيْنِ وَكَانَ ذَا وَجْهَيْنِ كَانَتْ فِي النَّارِ ذَا  
 لِسَانَيْنِ وَذَا وَجْهَيْنِ یعنی جو شخص دو زبان اور دو منہ کا آدمی ہوگا دوزخ میں  
 بھی دو زبان اور دو منہ کا ہوگا۔ اور اس حدیث کے اندر رسول خدا صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے کافر یا غیر کافر کی کچھ تفصیل بیان نہیں فرمائی (۳) سعید بن زید  
 کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مِنْ خَلِمَةٍ قَتِيلٌ شَابِرُونَ  
 ۹ آذِنِ الْحَدِيثِ یعنی ظلم سے کسی کی ایک بالشیت بھر زمین لیکا قیامت کے  
 روز اس کے گلے میں ساتوں زمینیں طوق کر کے ڈال دی جائیگی (۴) حضرت  
 انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے الْمُؤْمِنُ مِنَ امْنِ  
 النَّاسِ وَالْمُسْلِمُ مِنَ مَسَلَمَةِ الْمَسْلُومِينَ مِنْ لِسَانِهِ وَبَدَنِهِ وَالْمُهْلِكُ مِنَ جَمَاعَةِ  
 الشُّوْءِ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَبْدٌ لَا يَأْمَنُ جَارُهُ بِوَاقَعِهِ  
 یعنی مومن وہ ہے جس سے لوگ اس میں ہوں اور مسلم وہ شخص ہے جسکی  
 زبان اور ہاتھ سے مسلمان سلاست رہتے ہوں اور مجاہد وہ ہے جو بدی کو  
 چھوڑ دے قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جنت میں وہ  
 بندہ داخل نہ ہوگا جو اپنے ہمسایہ کو اپنے ظلم سے اس میں نہ رکھے۔ اس حدیث  
 سے فاسق ظالم کے لئے وعید ثابت ہوتی ہے اور ثابت ہے کہ وہ اپنے

موس جیسا کہ معتزلہ قائل ہیں کہ کفر اور اسلام کے درمیان میں واسطہ ثابت کرتے ہیں (۵) ثوبان رضی اللہ عنہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا آپ سے مَنْ جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِدِيْنَا مِنْ ثَلَاثَةِ دَخَلَ الْجَنَّةَ الْكَبْرَى وَالْعُلُولِ وَالَّذِينَ يَعْنِي جَوْشَخْص قِيَامَتِ كے روز تین باتوں سے پاک ہو کر آئینگاہ جنت میں داخل ہوگا تکبر اور قریب اور قرض اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص کے اندر یہ تین باتیں ہوں گی وہ داخل جنت نہ ہوگا اور نہ اس کلام کے کچھ معنی ہونگے اور دین سے یہ مراد ہے کہ جو شخص گنہگار مر جائے اور توبہ کا ارادہ نہ رکھتا ہو اور توبہ نہ کی ہو (۶) ابن عمر رضی سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کُلِّ مَسْكُوٍ خَمْرٌ وَكُلِّ خَمْرٍ حَرَامٌ وَمَنْ شَرَبَ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا وَلَمْ يَتُبْ مِنْهَا لَمْ يَشْرِبْهَا فِي الْآخِرَةِ یعنی ہر نشہ اور غیر شراب ہے اور ہر شراب حرام ہے اور جو شخص دنیا میں شراب پیئگا اور اس سے توبہ نہ کرے گا تو آخرت میں اُسکو نہ پیئگا اور یہ حدیث فاسق کی وعید کے حق میں اور اسباب سے کہ وہ اہل ظلود سے ہے صریح ہے اس واسطے کہ جب آخرت میں اُسکو پیئگا تو اُسکا حاصل یہی ہے کہ جنت میں نہ داخل ہوگا اس واسطے کہ جنت میں وہ چیز ہیں کہ جنکی دل خواہش کرتا ہے اور آنکھوں کو اُن سے لذت حاصل ہوتی ہے (۷) حضرت ام سلمہ رضی سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مَثَلُكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَخْشَوْنَ اِلٰى وَلَعَلَّ بَعْضُكُمْ الْحَيُّ بِحُجَّةٍ مِنْ بَعْضٍ فَنَقِصَتْ اِلَيْهِ اَخِيهِ فَاَتَمَّا قَطَعَتْ اِلَيْهِ قَطْعًا مِنَ النَّارِ یعنی تمھاری مثال ایک بشریوں اور ایسا ہوتا ہے کہ تم میرے پاس کوئی جگہ لاتے ہو

اور ایسا ہوتا ہے کہ تم میں سے کوئی شخص دوسرے کی نسبت اپنی دلیل صفائی کے ساتھ بیان کرتا ہے اور جس کے لئے میں اس کے بھائی کے حق کا حکم دیدوں تو میں نے اس کے لئے دوزخ کا ٹکڑا کاٹ کر دیدیا (۸) **بخاری**  
**بن ضیاکش** سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 لَنْ مَن حَلَفَ بِحَلْفَةِ سِوَايَ لَمْ يَلْمِ لَمْ يَلْمِ لَمْ يَلْمِ لَمْ يَلْمِ لَمْ يَلْمِ لَمْ يَلْمِ لَمْ يَلْمِ لَمْ يَلْمِ  
 نَفْسُهُ بِنَتْنِي يَعْذِبُ بِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ يَعْنِي جَوْشَخْ سِوَا سِوَا سِوَا سِوَا سِوَا سِوَا سِوَا  
 دوسرے ملت کی تصدّ اچھوٹی قسم کھائے گا یعنی مثلاً کہے اگر میں نے ایسا  
 کیا۔ تو میں نمرانی ہوں یا یہودی ہوں۔ تو وہ ویسا ہی ہوگا اور جو شخص کسی  
 چیز سے اپنی جان کو قتل کر ڈالے آتش دوزخ میں اسی چیز سے اسکو عذاب دیا  
 جائیگا (۹) **عبداللہ بن عمر** سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی  
 اللہ علیہ وسلم نے نماز کے بارہ میں فرمایا ہے مَن حَافِظٌ عَلَيْهِمَا كَانَتْ لَهُ نَوَافِلُ  
 وَبِرَّهَا نَا اَدِيَتْ يَعْنِي جَوْشَخْ نَازِ كِي پابندی کرے گا وہ اس کے لئے قیامت  
 کے روز فوراً دربرہان اور نجات ہوگی اور جو اسکی پابندی نہ کرے گا اس کے  
 لئے نہ نور ہوگا نہ برہان نہ نجات نہ ثواب اور وہ شخص قیامت کے روز  
 قارون اور ہامان اور فرعون اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا اور یہ حدیث  
 اس بات میں نص ہے نماز کے چھوڑنے سے اعمال جبط ہو جاتے ہیں اور وہ  
 شخص ہمیشہ دوزخ میں رہے گا (۱۰) حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے  
 وہ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَن لَقِيَ اللَّهَ مَدَّ مِنْهُمَا  
 لَفِيهِ كَمَا بَدَأَ وَثَنٌ يَعْنِي جَوْشَخْ شَرَابِ كَا عَارِي تَوَكَّرَ خَدَا سَ لِيَكَا تَوْبَتِ پَرَسَ



کی مانند ہو کر ملیگا اور جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ اس سے عمل کا جبر کرنا مرد  
 ہے (۱۱) ابو ہریرہؓ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ  
 وسلم نے جو شخص کسی بھیا رست اپنی جان کو قتل کرے گا تو اس کا بھیا راس کے  
 ہاتھ میں ہوگا اپنے پیٹ میں اسکو مارتا ہوگا اور ہمیشہ کے لئے آتش دوزخ میں  
 گرے گا اور جو شخص کسی پہاڑ سے قصد کرے کہ اپنی جان کو ہلاک کر دے تو ابداً لا  
 تک آتش دوزخ میں گزرتا ہے گا (۱۲) ابو ذرؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں  
 کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تین شخص ایسے کہ خدا تعالیٰ ان سے  
 کلام نہ کرے گا اور نہ قیامت کے روز انکی طرف دیکھے گا اور نہ انکو پاک کرے گا اور  
 انکے لئے عذاب الیم ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کون ہیں وہ تو  
 نامراد اور ٹوٹے میں ہو گئے آپ نے فرمایا نیچے کو ازار کر نیوالا اور احسان جتائیلا  
 اور جھوٹی قسمیں کھا کر اپنے سودے کو بیچنے والا اور نیچے ازار کر نیوالے سے مقعد  
 یہ ہے کہ جو تکبر سے تہ بند کو گھسیٹتا ہوا چلے اور ظاہر ہے کہ جس سے خدا تعالیٰ  
 کلام نہ فرمائے گا اور رحم نہ کرے گا اور اس کے لئے عذاب الیم ہوگا تو وہ شخص اہل دوزخ  
 سے ہوگا اور فاسق کے حق میں اس کا وارد ہونا اس باب میں نص ہے (۱۳)  
 حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے جو شخص ایسا علم سیکھے جو ابتداء اللہ سیکھا جاتا ہے اور وہ شخص دنیا کا آسپا  
 کمانے کے لئے سیکھے تو قیامت کے روز وہ جنت کی خوشبو نہ سونگھے گا اور جو  
 شخص جنت کی خوشبو نہ سونگھے گا تو اس میں شک نہیں ہے کہ وہ دوزخ میں ہوگا۔  
 اس واسطے کہ بندہ دو حال سے خالی نہ ہوگا جنت میں ہوگا یا دوزخ میں (۱۴) حضرت

ابو ہریرہؓ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص علم کو چھپائے قیامت کے روز اسکو آگ کی لگام دی جائیگی (۱۵)

حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص اپنے بھائی کا مال مارنے کے لئے جھوٹی قسم کھائے تو خدا تعالیٰ سے ملے وقت خدا تعالیٰ اس پر غصہ ہوگا اس واسطے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے ان الذین یشترون بعہد اللہ وایمانہ ثمنا قلیلاً الآت اور

یہ حدیث وعید کے حق میں اور نیز اس بات کے حق میں نص ہے کہ جس طرح یہ آیت کفار کے حق میں وارد ہوئی ہے اسی طرح فتناء کے حق میں وارد ہوئی ہے (۱۶) ابوامامہؓ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں فرمایا رسول خدا صلی اللہ

۱۳

علیہ وسلم نے جو شخص کسی مسلمان کا مال ناحق مارنے کے لئے جھوٹی قسم کھائے تو خدا تعالیٰ اس کے اوپر جنت کو حرام کر دیگا اور دوزخ واجب کر دیگا کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ اگرچہ ٹھوڑی سی چیز ہو آپ نے فرمایا اگرچہ درخت ادا کی

شاخ ہو (۱۷) سعید بن جبیرؓ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں میں حضرت ابن عباسؓ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ آپ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور اس نے کہا میں ایک ایسا شخص ہوں کہ ان تضاد پر پیری بسر اوقات ہے

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا ہوں کہ جو شخص کوئی تصویر بنائے گا تو اسکو خدا تعالیٰ عذاب دیگا

یہاں تک کہ وہ اس کے اندر جان ڈالے اور جان نہ ڈال سکیگا۔ اور جو شخص ان لوگوں کی بات پر کان لگائے کہ جو اس سے بھاگتے ہیں اس کے کان میں تاننا

بگا کر ڈالا جائیگا اور جو شخص لوگوں سے کوئی خواب بنا کر بیان کرے کہ میں نے  
 یہ خواب دیکھی ہے اور درحقیقت دیکھی نہ ہو تو اسکو حکم دیا جائیگا کہ دو جوئے کے  
 اندر گرہ لگائے (۱۸) معقل بن یسارؓ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے  
 رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کوئی بندہ ایسا نہیں  
 جسکو خدا تعالیٰ ایک رعیت کا حاکم بنائے اور وہ اپنی رعیت پر ظلم کرتا  
 ہو اور جائے مگر خدا تعالیٰ اس کے اوپر جنت کو حرام کر دے گا (۹) جب  
 حضرت ابن عمرؓ نے حضرت عثمانؓ سے قضاء کے بارہ میں گفتگو کی اور حضرت  
 عثمانؓ کو قاضی بنانا چاہتے تھے تو حضرت ابن عمرؓ نے کہا میں نے  
 رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا جو قاضی اس قسم کا ہو کہ  
 جہل سے حکم دے تو وہ اہل دوزخ سے ہے اور جو قاضی ظلم حکم دے وہ بھی  
 دوزخی ہے (۲۰) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص مسلمان  
 مسلمان ہو جائیکے بعد کسی کو اپنا باپ بتلائے اور وہ جانتا ہو کہ وہ شخص اس کا  
 باپ نہیں ہے تو بتلانے والے کے اوپر جنت حرام ہے (۲۱) حسن حج نے  
 اپنی بکرہ سے روایت کی ہے جو شخص کسی نفس کو قتل کر ڈالے جس سے  
 عہد ہو چکا ہو تو وہ جنت کی خوشبو نہ سونگیگا اور جب قتل کفار کا حال یہ ہے  
 تو ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جنہوں نے اولاد رسول کو قتل کر ڈالا (۲۲) ابو سعید  
 خدریؓ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو  
 شخص دنیا میں حریر کو پہنیگا آخرت میں اسکو نہ پہنے گا اور جب آخرت میں  
 نہ پہنا تو اس کا حاصل یہی ہوگا کہ جنت میں نہ جائیگا لقولہ تعالیٰ فیہا ما

الانفس (قسم دوم) وہ احادیث مائتہین کے اندر سن کا حکم نہیں ہے اور وہ بھی کثرت کے ساتھ ہیں (۱) حضرت نافع سے کہ جو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام تھے مروی ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت میں مسکین تکبر داخل نہوگا اور نہ بوڑھا زنا کار اور نہ وہ شخص کہ جو خدا پر اپنے اعمال کا احسان جتاوے اور ظاہر ہے کہ جب یہ لوگ جنت میں نہ داخل ہونگے تو دوزخ میں داخل ہونگے (۲) حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تین شخص جنت میں داخل ہونگے شہید اور وہ غلام جو اپنے مالک کی غیر خواہی کرے اور اچھی طرح سے اپنے پروردگار کی عبادت کرے اور وہ صاحب عفت جو اپنی جان کو روک کر رکھے اور تین شخص دوزخ میں داخل ہونگے حاکم ظالم اور وہ دولت مند جو خدا کا حق ادا نہیں کرتا اور وہ محتاج کو جو تکبر کرتا ہے (۳) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خدا تعالیٰ نے رحم کو پیدا کیا اور جب پیدا کر کے فارغ ہوا تو رحم کھڑا ہو گیا اور عرض کیا یہ قطع سے پناہ مانگنے کی جگہ ہے یعنی میں اس سے پناہ مانگتا ہوں کہ کوئی مجھ کو قطع کرے خدا تعالیٰ نے فرمایا اچھا کیا تو اس بات سے راضی نہیں ہے کہ جو مجھ کو جڑ سے میں اُس سے جوڑوں اور جو مجھ کو قطع کرے میں اُس کو قطع کر لوں رحم نے عرض کیا ہاں یعنی میں راضی ہوں خدا تعالیٰ نے فرمایا پس یہ بات اس طرح ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا دل چاہے تو اس آیت کو پڑھ دیکھو فصل حسد ان تولدیم ان تفسد وافی الاضرب تقطعون

انہما مکرم اولئک الذین لعنہم اللہ فاعصمہم واعلمی ابصارہم اگر تم  
 حاکم ہوئے ہو کیا اُس کے قریب ہو جاؤ گے کہ زمین میں فساد کرو اور اپنے  
 رعوں کو قطع کرو یہ وہ لوگ ہیں کہ خدا تعالیٰ نے انہیں لعنت کی ہے اور  
 اُس نے اُن کو بہرہ کر دیا اور انکی آنکھیں کو اندھا بنا دیا اور یہ قاطع رحم کی حد  
 میں اور آیت کی تفسیر میں نص ہے اور عبد الرحمن بن عوف کی حدیث  
 میں ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں رحمان ہوں۔ رحم کو میں نے پیدا  
 کیا اور اپنے نام سے اس کا نام بنایا پس جو اُس سے جوڑے گا میں بھی اس  
 سے جوڑوں گا اور جو اسکو قطع کرے گا میں اس سے قطع کروں گا اور ابو بکر  
 کی حدیث میں ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی گناہ کے  
 سبب سے میں اس بات کا خوف نہیں کرتا کہ خدا تعالیٰ اس گناہ والے  
 کے لئے دنیا میں عذاب بھیج دے اور آخرت میں اس کے لئے عذاب  
 ہو جو عقدر میں ظلم اور قطع رحم سے خوف کرتا ہوں (م) معاذ بن جبلؓ سے  
 مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض حاضرین سے فرمایا بنو  
 کے اوپر خدا تعالیٰ کا حق کیا ہے لوگوں نے عرض کیا اللہ اور اُس کا رسول  
 خوب جانتا ہے آپؐ نے فرمایا یہ حق ہے کہ اسکی عبادت کریں اور اس کے  
 ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں پھر آپؐ نے فرمایا بھلا بندوں کا حق اگر وہ ایسا  
 کریں خدا تعالیٰ کے اوپر کیا ہے لوگوں نے عرض کیا خدا اور اُس کا رسول  
 خوب جانتا ہے آپؐ نے فرمایا یہ حق ہے کہ انکو بخشنے اور عذاب نہ کرنے  
 اور یہ بات ظاہر ہے کہ جب ایک چیز شرط کے اوپر موقوف ہوتی ہے تو شرط

کے نہ پائے جانے سے وہ چیز معدوم ہوتی ہے پس ثابت ہوا کہ جب بندے اسکی عبادت نکریں گے تو انکو نہ بخشا گیا (۵) ابو بکرؓ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے جب دو مسلمان تلواروں سے آپس میں لڑیں اور ایک شخص دوسرے کو قتل کر ڈالے تو قاتل اور مقتول دونوں دوزخ میں جائینگے ابو بکرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ قاتل تو جائیگا مگر مقتول کے جانکی کیا وجہ ہے آپؐ نے فرمایا وہ اپنے صاحب کے قتل پر حرمیں تھا۔

مسلم نے اس حدیث کو روایت کیا ہے - (۶) حضرت ام سلمیٰؓ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص مونے اور چاندی کے برتن میں پانی پیتا ہے وہ اپنے پیٹ میں دوزخ کی آگ بھرتا ہے (۷) حضرت ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ فرمایا

۱۸

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں نیر جان ہے کہ اہل بیت سے کوئی شخص بغض نہ کرے گا مگر خدا استمائے اسکو دوزخ میں داخل کرے گا اور جب بغض کرنے والے دوزخ کے مستحق ہیں تو قتل کرنے والے بطریق اولیٰ مستحق ہونگے (۸) حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث میں ہے کہ خیر کے سال میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے تیرا نک کہ وادی القرار میں پہنچے پس اُس حال میں کہ یا اے شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کر رہا تھا ایک تیرا اُس کے آکر لگا اور اُس تیرے آسکر قتل کر ڈالا لوگوں نے کہا اس کے لئے جنت کی مبارکبادی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہرگز نہیں قسم اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں نیری جان

ہے جن میں کے دن جو ایک شملہ اُس نے عنایت میں سے لے لیا تھا اور اسکے حصہ میں نہیں تھا وہ شملہ اس کے اوپر آگ ہو کر بھڑک رہا ہے جب لوگوں نے یہ حال سنا ایک شتمہ یا دوستے لیکر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اپنے فرمایا یہ دوزخ کا شتمہ ہے یا مومنخ کے دوزخ کے دوستے فرما (۹) ابوہریرہ نے ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تین شخص جنت میں داخل نہ ہونگے دائم الخمر اور قاطع رحم اور جادو کی تصدیق کر نوالا (۱۰) ابوہریرہؓ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی بندہ ایسا نہیں جس کے پاس مال ہو اور وہ اپنے مال کی زکوٰۃ نہ دیتا ہو مگر خدا تعالیٰ قیامت کے روز اُسکے اوپر آتش دوزخ کے پتھر جمع کر کے اس کی پیشانی اور پشت کو ان پتھروں سے داغ دے گا جتنا کہ اپنے بندوں میں فیصلہ نہ کرے اُس روز میں کہ جسکی مقدار تھارے حساب سے پچاس ہزار برس کی ہوگی یہ معتزلہ کے تمام استدلالات تھے جو انہوں نے عموماً قرآن اور احادیث سے قائم کئے ہیں اب ہم اہل سنت کے جوابات کا بیان کرتے ہیں پس واضح ہو کہ اہل سنت نے معتزلہ کے دلائل کا بچند وجہ جواب دیا ہے (۱) ہم تسلیم نہیں کرتے کہ شرط کے مقام پر من عموم کے لئے آتا ہے اور نہ تسلیم کرتے ہیں کہ جمع معروف باللام عموم کے لئے آتی ہے اور اس کا ثبوت کئی طرح پر ہوتا ہے (۱) ان دونوں لفظ پر کل اور بعض کا کلمہ داخل ہو سکتا ہے پس کہہ سکتے ہیں کل من دخل داری اکثرتہ اور یہ بھی کہہ سکتے ہیں بعض من دخل داری اکثرتہ اور کہہ سکتے ہیں کل الناس کذا اور بعض الناس کذا

اور اگر من شرطیہ استغراق کا مفید ہوتا تو لفظ کل کے اس کے اوپر داخل  
 کرنے سے تکرار لازم آتی اور لفظ بعض کے داخل کرنے میں اجتماع نقیضین  
 ہو جاتا اور جمع معرّف باللام کا حال بھی یہی ہے پس ثابت ہوا کہ یہ لفظ عموم  
 کے مفید نہیں ہوتے (۲) یہ الفاظ کتاب اللہ میں وارد ہوئے ہیں اور کہیں  
 اُن سے استغراق مراد ہے اور کہیں بعض افراد مراد ہیں اس واسطے کہ اکثر عموماً  
 قرآن کے مخصوص ہیں اور مجاز یا اشتراک کا قائل ہونا اصل کے خلاف ہے  
 اور بالضرور یہ کھنڈا پڑے گا یہ الفاظ ایسے معنے کے لئے موضوع ہیں جو عموم اور  
 خصوص کے اندر قدر مشترک ہیں یعنی اُس پر محمول کرنا چاہئے کہ ان الفاظ سے اکثر  
 افراد کا قائدہ ہوتا ہے اور اس بات کی تفصیل نہ ہونی چاہئے کہ استغراق کے  
 مفید ہوتے ہیں یا نہیں (۳) اگر یہ الفاظ قطعی طور پر عموم کے مفید ہوتے تو ان کے  
 اوپر تاکید کے الفاظ کا داخل کرنا محال ہوتا اس واسطے کہ تحصیل حاصل کی محال ہوتی  
 ہے اور جبکہ اُن کے اوپر تاکید کے الفاظ بخوبی داخل ہوتے ہیں تو معلوم ہوا کہ یہ الفاظ  
 ہرگز عموم کے مفید نہیں ہوتے۔ پھر اگر ہم تسلیم بھی کریں کہ یہ الفاظ عموم کے مفید  
 ہوتے ہیں تو اس کے اندر دو احتمال ہیں یا تو قطعی طور پر عموم کے مفید ہونگے  
 یا ظنی طور پر قطعی طور پر عموم کا مفید ہونا باطل ہے اس واسطے کہ اس بات میں کچھ کلام  
 نہیں ہے کہ اکثر کو بھی بسا اوقات کل کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں جیسے واؤتبت  
 من کل شیء کے اندر موجود ہے کہ وہ عورت درحقیقت تمام چیزوں کی مالک  
 نہیں اور سب کچھ اُس کے پاس نہیں تھا پس ثابت ہوا کہ اگر یہ الفاظ عموم کے  
 مفید بھی ہوں تو ظنی طور پر مفید ہوتے ہیں اور یہ مسئلہ مسائل ظنیہ سے نہیں ہے ہذا



ابن عمواس سے اسد لال کرنا اس کے اندر صحیح نہ ہوگا اگر تسلیم کیا جائے کہ قطعی  
 طور پر یہ الفاظ عموم کے مفید ہوتے ہیں تو اس بات کا شرط کرنا ضروری ہے کہ کوئی  
 محض نہ پایا جائے اس واسطے کہ بالاتفاق عام کی تخصیص کا احتمال ہونا ہے پھر  
 یہ بات تم کس طرح کہہ سکتے ہو کہ ان کے لئے کوئی محض نہیں پایا جانا زیادہ سے  
 زیادہ اتنا کہہ سکتے ہو کہ تلاش کرنے سے کوئی محض معلوم نہیں ہوا اور عدم علم  
 سے عدم وجود نہیں ثابت ہوا اور جبکہ استغراق کا ثابت ہونا محضات کے  
 نہ ہونے پر موقوف ہوا اور یہ شرط نامعلوم ہے تو استغراق کی دلالت ایک معلوم  
 شرط پر موقوف ہوئی تو ضرور ہوا کہ وہ دلالت نہ پائی جائے اور اس مدعا کی تاکید  
 اس آیت سے بھی ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا  
 سَوَاءٌ عَلَیْهِمْ اَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ کہ تمہارے قول کے  
 موافق اس آیت میں تمام کفار کی نسبت عدم ایمان کی خبر دی ہے باوجودیکہ  
 بہت سے کافر مشرقت باسلام ہوئے پس معلوم ہوا کہ یا تو یہ صیغہ عموم اور ثبوت  
 کے لئے موضوع نہیں ہے یا موضوع ہے مگر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے  
 زمانہ میں کوئی قرینہ پایا جاتا تھا جسکی وجہ سے جانتے تھے کہ خدا تعالیٰ کو اس  
 عموم سے خصوص مراد ہے پس جو قرینہ اس وقت موجود تھا اسکی مثل اس وقت ہی  
 موجود ہو سکتا ہے اور اگر تسلیم کیا جائے کہ تخصیص کے لئے محض کا بیان ہونا  
 ضروری ہے لیکن ہم کہتے ہیں کہ جن آیات میں حقو کا بیان ہے وہ اس کے  
 لئے محض ہیں اور ہمارے قول کو ترجیح ہے اس واسطے کہ آیات حقو بہ نسبت  
 آیات وعید کی خاص ہیں اور آیات وعید عام ہیں اور خاص کو لاحوالہ عام کے

اور پرتقدم ہوتا ہے اور اگر تسلیم کیا جائے کہ مخصوص نہیں پایا جاتا لیکن عموماً  
 وعید اور عموماً وعدہ کے مابین تعارض ہے لہذا ان میں ترجیح کی ضرورت ہے  
 اور وہ ترجیح ہمارے ساتھ بچند وجوہ ہے (۱) وعدہ پورا کرنا اسکی صفت کرم کے  
 اعتبار سے بہ نسبت وعید کے پورا کر نیکی زیادہ فروری ہے (۲) بہت سی  
 احادیث میں وارد ہوا ہے کہ خدا تعالیٰ کی رحمت اس کے غضب پر سابق  
 اور غالب ہے پس عموماً وعدہ کا ترجیح دینا اولیٰ ہوا (۳) وعید خدا تعالیٰ  
 کا حق ہے اور وعدہ بندے کا حق ہے اور بندہ اپنے حق کے حاصل کر نہکا محتاج  
 ہے اور خدا تعالیٰ کی ذات خفی ہے چاہے اپنا حق ملے چاہے نہ ملے اور اگر  
 یہ بھی تسلیم کیا جائے کہ کوئی معارض نہیں پایا جاتا تو اسوقت یہ کہہ سکتے ہیں  
 کہ عموماً کفار کے حق میں نازل ہوئی ہیں قطعی طور سے ان پر عموم ثابت نہیں  
 ہو سکتا اگر کوئی اعتراض کرے کہ لفظ کے عموم کا اعتبار ہو مگر خصوصیت سبب کا  
 اعتبار نہیں ہوتا تو اس کا یہ جواب کہ بلاشبہ یہی بات ہے مگر جب کہ ہم نے  
 دیکھا کہ بہت سے الفاظ عامہ اسباب خاصہ کے اندر وارد ہوئے ہیں اور مراد  
 فقط وہی اسباب خاصہ ہیں تو معلوم ہوا کہ عموم کے لئے ان الفاظ کا مفید ہونا  
 قوی نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔ اور جو لوگ کہتے کہ اہل کتاب کو آخرت میں عذاب  
 نہ ہوگا انہوں نے بچند وجوہ استدلال کیا ہے (۱) خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔  
 ان الذین یؤمنوا باللہ والیوم الآخر علی الکافرین یعنی آج کے رسوائی اور برائی کا رد  
 کے اوپر ہوگی اور فرماتا ہے ان الذین آمنوا باللہ والیوم الآخر علی من کذب  
 وتولى۔ یعنی ہمارے پاس وحی بھی گئی کہ عذاب اہل شخص کے اوپر ہے جو

جو تکذیب اور سرتابی کرے ان دونوں آیتوں سے معلوم ہوا کہ رسوائی اور عداوت اور بدی کے معنی کافرین کی ذلت میں منحصر ہیں ثابت ہوا کہ اس ماہیت کا فرو بجز کافرین کے کسی کے اندر نہیں پایا جاتا (۲) خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

قُلْ يَا حَيَادَى الَّذِينَ اسْتَوْفُوا انْفُسَهُمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ اِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذَّنُوبَ جَمِيعًا اِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ یعنی کہو اے میرے بندوں جنہوں

نے اپنی جانوں کے اوپر زیادتی کی ہے خدا کی رحمت سے نا امید مت ہو و بلاشبہ خدا تعالیٰ سب گناہ بخندے گا بیشک وہ بخشنے والا رحم کرنے والا

ہے۔ اس آیت کے اندر خدا تعالیٰ حکم دیدیا کہ ہم سب گناہ بخندینگے اور توبہ یا عدم توبہ کا کچھ ذکر نہیں فرمایا اور اس سے قطعی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ

تمام گناہوں کو معاف کر دے گا (۳) خدا تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِ

نَظْمُ الْقَائِلِ عَلَى ظُلْمِهِمْ یعنی تیرا پروردگار بخشش والا ہے لوگوں کے لئے اُن

سورہ

کے ظلم پر اور علی کا کلمہ زمانہ حال کا مفید ہوتا ہے جیسے کوئی کہے رَأَيْتَ الْمَلِكَ

علی اکلم سوا س کے یہ معنی ہوں گے کہ میں نے بادشاہ کو کھانا کھاتے وقت دیکھا

پس اسی طرح یہاں بھی ضروری ہے کہ اُن کے ظلم کے اندر مشغول ہوتے وقت

خدا تعالیٰ اُنکو بخندے اور ظاہر ہے کہ ظلم کرنے وقت اُن سے توبہ کا

پایا جانا محال ہے پس معلوم ہوا کہ بدو توبہ کے اُنکی مغفرت ہو جائیگی اور

اس آیت کا مقتضی توبہ ہے کہ کافر کی بھی مغفرت ہو جائے اس واسطے کہ خدا

فرماتا ہے اِنَّ الشِّرْكَ الظُّلْمُ عَظِيمٌ یعنی شرک بڑا ظلم ہے لہذا اس کے اوپر عمل کافروں

کے حق میں ترک کیا گیا پس باقی لوگوں کے اعتبار سے اس کے اوپر عمل برابر پاتی

رہا اور فرق یہ ہے کہ کفر کا درجہ معصیت کی نسبت بہت زیادہ ہے (۴)  
 خدا تعالیٰ فرماتا ہے فاندن رکم نادراً تلغی الآتہ یعنی میں نے تمکو ڈایا جلدی  
 ہوئی آگ سے جس میں وہی شخص پہنچے گا جو شقی ہے جس نے تکذیب کی  
 اور روگرداں ہوا اور ہر آگ جلنے والی ہوتی ہے پس گویا کہ خدا تعالیٰ کا  
 فرمانا ہوا کہ آگ میں وہی جائے گا جو تکذیب کرنے والا اور روگرداں ہو اور  
 کوئی نہ جائیگا (۵) خدا تعالیٰ فرماتا ہے کلما ألقى فیما فوج سالہم خیراً  
 المر یا تکم دنیر قالوبی قد جاء ناندنیر فکذبنا وقلنا ما نزل اللہ من شیء  
 إنا أنتم إلا فی ضلال کبیر الآتہ یعنی ہر گاہ دوزخ کے اندر ایک دل ڈالا جائے  
 دوزخ کے داروغہ اُس سے کہیں گے کیا تمہارے پاس ڈرائیو الا نہیں آیا تھا  
 وہ کہیں گے ہاں آیا تھا سو ہم نے اسکی تکذیب کی اور ہم نے کہا خدا تعالیٰ نے  
 کوئی چیز نہیں اتاری ہے اور تم تو بڑے گمراہی کے اندر ہو۔ اس آیت سے  
 بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ جتنے لوگ دوزخ میں جائیں گے۔ سب کے سب تکذیب  
 کرنے والے ہوں گے۔ اگر کوئی کہے یہ آیت کفار کے حق میں خاص ہے جیسا  
 اُس کے ماقبل سے معلوم ہوتا ہے وللذین کفروا برہم عذاب جہنم  
 وینس المصیر اذا ألقوا فیہا سمعوا لها شقیقا وہی تفوی تکاد تمیز من الغیظ  
 یعنی جن لوگوں نے اپنے پروردگار کے ساتھ کفر کیا ان کے لئے جہنم کا عذاب  
 ہے اور جہنم بڑی بازگشت ہے جب وہ اُس کے اندر ڈالے جائیں گے تو اسکی  
 چیخ سینگے اور وہ جوش مارتی ہوگی قریب ہوگی کہ غصہ کے مارے اس کے جوڑ  
 دبند الگ ہو جائیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بعض کفار کے حق میں وارد

ہے یعنی وہ کفار کا یہ قول ہوگا بلے قد جاءنا نذیر فکذبنا وقتلنا ما نذیر  
 اللہ مبینۃ اسیہ تمام کفار کا قول نہ ہوگا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ پس کے  
 ماقبل کی آیت اس بات کی مانع نہیں ہو سکتی کہ اس کے مابعد کی آیت  
 سے محسوس مراد نہ ہو اور یہ بات کہنا کہ یہ قول تمام کفار کا نہیں ہے غیر مسلم ہے  
 اس واسطے کہ یہود و نصاریٰ بھی کہتے تھے کہ خدا تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ  
 وسلم کے اوپر کچھ نہیں اتارا ہے اور جب ایسا ہوا تو ان کے اوپر یہ بات صادی  
 آگئی کہ وہ کہتے تھے ما انزل اللہ من شیء (۶) خدا تعالیٰ فرماتا ہے وہل نجار  
 ۱۵۲ الکھوف یعنی ہم بدلہ نہ دیں گے مگر بڑے ناشکر کو اور کہو کہ جو اس آیت کے اندر  
 واقع ہوا ہے مبالغہ کا صیغہ ہے لہذا اس سے کافر مراد ہوگا۔ (۷) جبکہ خدا تعالیٰ  
 نے لوگوں کی دو قسمیں بیان فرمائیں ایک وہ لوگ جن کے منہ روشن اور سفید  
 ہونگے اور وہ لوگ جن کے منہ سیاہ ہونگے تو اس کے بعد بیان فرمایا فاما الذین  
 ابسودت وجوههم افرحتم بعد ایمانکم جن لوگوں کے منہ باہ ہونگے ان سے  
 کہا جا چکا کیا تم نے اپنے ایمان کے بعد کفر کیا پس ثابت ہوا کہ سیاہ منہ بجز کفار  
 کے دوسروں کے نہیں گئے (۸) جبکہ خدا تعالیٰ نے لوگوں کی تین قسمیں بیان  
 فرمائیں ایک سابقون دوسرے اصحاب المیمۃ تیسرے اصحاب المشئمۃ  
 اس کے بعد بیان فرمایا کہ سابقون اما اصحاب المیمۃ جنہ جنت کے اندر ہونگے  
 اور اصحاب المشئمۃ دوزخ میں جائیں گے پھر بیان فرمایا کہ یہ تیسرے لوگ کافر  
 ہونگے یعنی وقال لقولین ائمنوا امتنا وکنا ترابا و عظاما ائمنوا ليعرفون یعنی وہ کہتے  
 ہیں کہ جب ہم مر گئے اور مٹی اور ہڈیاں ہو گئے کیا ہم پھر اٹھائے جائیں گے (۹)

صاحب کبیرہ کو آخرت میں رسوا نہ کیا جائیگا

اور جو شخص دوزخ میں داخل ہوگا ضرور رسوا کیا جائیگا پس

ثابت ہوا کہ صاحب کبیرہ دوزخ میں داخل ہوگا اور اس بات کا ثبوت کہ

صاحب کبیرہ کے مومن ہونے کا بیان والَّذِينَ يَوْمِنُونَ بِالْغَيْبِ کی  
تفسیر میں بیان کر چکے ہیں اور مومن کے رسوا نہ ہونیکا ثبوت بچند وجوہ ہوتا ہے

(۱) خدائے تعالیٰ فرماتا ہے یَوْمَ لَا يُخْزِي اللَّهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ

کہ خدا نبی کو اور اُن لوگوں کو جو اُسکے ساتھ ایمان لائے رسوا نہ کریگا (۲)

إِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَالسُّوءَ عَلَى الْكَافِرِينَ یعنی اُس روز رسوائی اور بُرائی کا فو

پر ہوگی (۳) الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ اِلٰی قَوْلِهِ

وَلَا تُخْزِيهِمُ الْقِيَامَةُ اُس کے بعد خدائے تعالیٰ فرماتا ہے فاستجاب لَهُمْ نَجْمٌ ۲۵

اور یہ بات ظاہر ہے کہ اِنَّ الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَتَتَكَلَّمُوْنَ

فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ كَے اند تمام لوگ داخل ہیں جنہیں یہ صفات

پائے جائیں خواہ عامی ہوں یا زانی یا شارب الخمر پس جبکہ خدائے تعالیٰ نے

اُن سے یہ حکایت فرمائی کہ اُنہوں نے خدائے تعالیٰ سے اس بات کی دعا کی

ہے کہ قیامت کے روز ہکو رسوا نہ کرنا پھر بیان فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے اُنکی یہ

دعا قبول فرمائی پس معلوم ہوا کہ خدائے تعالیٰ اُنکو رسوا نہ کرے گا اور اِس سے

ثابت ہو گیا کہ عصات اہل قبلہ کو خدائے تعالیٰ رسوا نہ کرے گا اور یہ بات کتب و

شخص دوزخ میں جائیگا وہ رسوا ہوگا اِس آیت سے ثابت ہوتی ہے

اِنَّكَ مِنْ تَدْخُلِ النَّارَ فَمِنْ اَخْسَرْتِهِ - یعنی اے ہمارے پروردگار حساب و

تو دوزخ میں داخل کرے اسکو نو نے رسوا کر دیا پس ان دونوں مقدمہ کے  
 مجموعہ سے ثابت ہوگا کہ صاحب کبیرہ دوزخ میں نہ داخل ہوگا (۱۰) بہت  
 آیات عامہ وعدے کے اندر وارد ہوئے ہیں جیسے یہ آیت - وَالَّذِينَ آمَنُوا  
 بِمَا نَزَّلْنَا إِلَيْكَ وَمَا نَزَّلْنَا مِنْ قَبْلِكَ وَإِلَّا خِيفَهُمْ فَيُوقِنُونَ أُولَٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى  
 مِّن رَّبِّهِمْ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ اور جو لوگ اس چیز پر ایمان لاتے ہیں  
 کہ جو تیری طرف اتاری گئی ہے اور اس چیز پر جو میرے پہلے اتاری گئی اور آخر  
 پر وہ یقین رکھتے ہیں وہ لوگ اپنے پروردگار کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور  
 وہی کامیاب ہوں گے ہیں پس خدا تعالیٰ نے ہر مومن کے لئے خلافت  
 کا حکم دیا ہے اور دوسری آیت میں ہے - إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا  
 وَالنَّصَارَئِیَّةَ وَالصَّابِیِّیْنَ مَنَ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَآخِزَهُمْ  
 أَجْرُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ وَلَا تَنَوَّعَتْ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ یعنی تحقیق جو لوگ  
 ایمان لائے اور جو لوگ یہودی ہوئے اور نصاریٰ اور صابین جو اللہ پر اور  
 یوم آخرت پر ایمان لایا اور اُس نے اچھا کام کیا تو اُنکے لئے اُن کے پروردگار  
 کے پاس انکا اجر ہے اور اُنکو کچھ خوف نہیں ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے پس  
 وعدہ صالِحاً لکھ اس بات میں واقع ہوا ہے لہذا ایک عمل کا کرنا بھی اُس کے  
 لئے کافی ہے اور ارشاد و تبارہ وَمَن يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ مَن ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰی  
 وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا تُلَاقِيْہِمْ ذٰلِکَ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ پس جو کوئی اچھے کام کرے مرد ہو  
 یا عورت اور وہ مومن ہو یہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور اس قسم کی  
 آیات بہت سی ہیں اور چھٹے اس بارہ میں ایک جگہ گاندہ رسالہ لکھا ہے جو کہ

اُن آیتوں کا دیکھنا مقصود ہوا پس رسالہ کو مطالعہ کر کے ان سب دلائل کا جواب یہ ہے کہ یہ سب آیات عموماً وعید کی معارض ہیں اور ہر ایک آیات کی تفسیر میں جو جو کلام ہیں وہ انشاء اللہ اپنے موقع پر آئیگا اہل سنت والجماعہ کا مذہب یہ ہے کہ بعض گنہگاروں کو بخشیکا اور بعض کا حال معلوم نہیں ہے اور انہوں نے قرآن کی بہت سی آیتوں سے استدلال کیا ہے (حجت اول) وہ آیات ہیں جو خدا تعالیٰ کے غفور الرحیم ہونے پر دلالت کرتی ہیں مثلاً۔

وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَعْفُو عَنِ السَّيِّئَاتِ وَيَعْلَمُ مَا يَفْعَلُونَ  
یعنی وہ ایسا ہے کہ جو اپنے بندوں سے توبہ کو قبول کرتا ہے اور گناہوں کو معاف کرتا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اسکو جانتا ہے اور دوسری یہ آیت ہے  
وَمَا آصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ  
یعنی جو تمکو مصیبت پہنچی تو ان اعمال کی وجہ سے ہے کہ جو تمہارے ہاتھوں نے کمائے اور بہت سے اعمال بد کو بخشدیتا ہے اور ارشاد ہوتا ہے وَمِنْ آيَاتِهِ الْجَوَازِ فِي الْجَهَنَّمَ إِلَى تَلْوِيعِ قِصَصِ بَعْضِ الْكُتُبِ نَزِيلًا مِّنَ السَّمَاءِ  
الْحُجُوزِ فِي الْجَهَنَّمَ إِلَى تَلْوِيعِ قِصَصِ بَعْضِ الْكُتُبِ نَزِيلًا مِّنَ السَّمَاءِ  
کا اجماع ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے بندوں کو بخشیکا اور اس بات پر بھی اجماع ہے کہ خدا تعالیٰ کا ایک نام عفو ہے پس ہم کہتے ہیں کہ عفو سے یا تو مستحق عذاب سے عذاب کا ساقط کرنا مراد ہو یا ان لوگوں سے عذاب کے مستحق نہیں ہیں دوسرا احتمال باطل سے اس واسطے کہ جو شخص عذاب کا مستحق نہ ہو اسکا عذاب دینا امر قبیح ہے اور جو شخص ایسا فعل چھوڑ دے یہ نہیں کہہ سکتے کہ اس نے فلاں شخص کو معاف کر دیا ایسا اسے کہ اگر کوئی کسی پر ظلم کرے تو اسکو



معاف کرنیوالا نہیں کہیں سکتے معاف کرنا اُسیوقت کہیں گے جب کہ ضرر پہنچا نہ  
حق ہوا اور پھر ضرر پہنچا ہے اس واسطے خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے **وَإِنْ تَسْأَلُوا**  
**أَقْرَبَ لِلتَّقْوَىٰ** یعنی یہ بات کہ معاف کرو وہ سبب گاری کے بہت قریب  
ہے اور فرماتا ہے **وَهُوَ الَّذِي يُقْبِلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَعْفُو عَنْ السَّيِّئَاتِ**  
یعنی وہ ایسا ہے کہ اپنے بندوں سے توبہ قبول کرتا ہے اور گناہوں کو بخشتا  
ہے پس اگر تائب سے عذاب ساقط کر نیکا نام عفو ہوتا تو اس میں تکرار بلا فائدہ  
لازم آتی پس معلوم ہوا کہ عفو اس شخص سے عذاب ساقط کر نیکا نام ہے جس کے  
عذاب دینے کا حق حاصل ہو (حجت دوم) وہ آیات ہیں جن کے اندر  
تعالیٰ کے غافر اور غفور اور غفار ہونیکا بیان ہے جیسے **غَافِرٌ لِّذُنُوبِهِ**  
**وَقَابِلُ التَّوْبِ** اور **رَاحِمٌ لِّلْغَفُورِ ذُو الرَّحْمَةِ** اور **إِنِّي لَغَفَّارٌ لِّمَن تَابَ** اور  
**غَفَرْتُ لَكَ ذُنُوبَكَ** مصداق اور مغفرت اس شخص سے عذاب کے ساقط کر نیکا  
نام نہیں ہے جو عذاب کا مستحق نہ ہو پس ضرور ہوا کہ مغفرت اس شخص سے عذاب  
ساقط کر نیکا نام ہو جس کے عذاب دینے کا حق حاصل ہوا اور احتمال اول اس  
باطل ہے کہ خدا تعالیٰ مغفرت کی صفت بندوں پر احسان ظاہر کر نیچے لے  
بیان فرماتا ہے پس اگر پہلے معنی صحیح ہوں تو یہ بات نہیں ثابت ہوگی اس  
کہ قبیح کے ترک کرنے میں احسان نہ ثابت ہوگا بلکہ یہ احسان انہی ذات پر ہوگا  
کیونکہ اگر اسکو ترک کر دیا تو مذمت اور ملامت کا مستحق ہو کر درج الوہیت سے  
خارج ہو جاتا پس اس امر قبیح کا ترک کرنا بندہ پر احسان نہیں ہو سکتا اور  
جب یہ باطل ہو گیا تو دوسرے معنی پر مغفرت کا محمول کرنا ضروری ہوا

کا نام انگریزی - اردو - فارسی - عربی زبان میں لغات کی ترتیب پر درج کیا گیا ہے۔ جس مرض یا دوا کا حال معلوم کرنا ہو تو فوراً لغات کے مطبع پر اس میں نکالو اور دیکھلو خواہ اس کا نام انگریز زبان میں آتا یا فارسی - یا عربی - یا انگریزی میں اس کی مدد سے خود کامل طور پر علاج کر سکتے ہو یا کم از کم کسی خاص نسخہ و دوا کے لیے جانچ پڑتال - اور قابل اخفا امراض میں جب چاہو کامل راستے حاصل کر سکتے ہو۔ ہر مرض کے علاج میں - انگریزی و یونانی نسخہ جات جو اعلیٰ درجہ قابل اعتبار ہیں درج کئے گئے ہیں۔ پہلے الیہ اور پھر دوسری کی طرف سے خاص توجہ دی گئی ہے تاکہ اس کی مدد سے - شہر و دیہات میں علاج ملو اور جو ممکن ہو سکے - ہر قسم و ذی علم کے لئے یہ کتاب حالت صحت میں رفیق جاننے والا اور یا مہمیت میں مونس و غمگسار ہوگی اس کے تتمہ میں اخلاقی اور دوائی امراض کا علاج نہایت ہی دلچسپ اور معقول طریقہ درج کیا گیا ہے۔ یہ ایک ایسی جامع اور مفید - اور قابل اعتبار کتاب ہے کہ اس کی نظیر زمانہ سابق و حال کی کتابوں میں نہیں دیکھی جاتی۔ یہ کتاب تین جلدوں میں ہے قیمت فی جلد پچیس روپے قیمت ہر جلد ۷۵ - کمپانیوں - طالب علموں - اور غریب علم دوست اشخاص کو بشرط تصدیق ڈاکٹروں - ہیڈ ماسٹر اور مغز غبدہ داروں کے نصف قیمت پر دیا جاسکتی ہے۔

## ۵۔ دوا سالہ اعضا مخصوص - اس میں تمام امراض مخصوصہ مثلاً آتشک - سوزاک و جریان - نامری

ضررات بطنی - عقر - سرخیت آنزال - اختلام - عسرت الطمث - استقاء وغیرہ کا علاج - جماع کے قواعد و آداب - اور بہت سے ضروری مضامین لغت کی ترتیب پر درج کئے گئے ہیں۔ نیز تمام دوائی جوان کے اعضاء کے متعلق ہیں درج ہیں زمانہ موجودہ کی تمام خرابیوں اور فسادات کا ہمیں کامل علاج ہے قیمت ۸ روپے

## ۶۔ مفید النساء والعصیاں - اس رسالہ میں ان تمام ناگہانی دکھوں - اور دردوں کا

علاج ہے جو عورتوں کی بخبری اور دایوں کی نادانی اور اہیات رسموں کی پابندی سے حاملہ و زچہ اور نوزائیدہ کو ہمارے ملک میں وہاں عالمگیری کی طرح ہلاک کر رہے ہیں قیمت ۳ روپے

## ۷۔ تشخیص الامراض - اس کتاب میں مفید عام کی طرح تمام امراض لغت کی ترتیب پر

درج کئے جا کر ہر اک مرض کی ترتیب - اسباب - کیفیت - علامات - امتحان اور تشخیص درج کئے گئے ہیں - طب - تجرعی - امراض قابیہ - امراض العین - امراض النسواں - امراض العصیاں اور اسنہن وغیرہ میں سے کوئی مرض مستثنیٰ نہیں ہوتا تمام امراض پر یہ کتاب کامل طور سے حاوی اور جامع ہے یہ کتاب مفید عام کے ساتھ ملکہ ڈاکٹری اور دوائی کا ایسا کامل لٹچانہ بن جائے کہ کچھ کسی کتاب کی ضرورت نہیں

کا نام انگریزی - اردو - فارسی - عربی زبان میں لغات کی ترتیب پر درج کیا گیا ہے۔ جس مرض یا دوا کا حال معلوم کرنا ہو تو فوراً لغات کے مطبع پر اس میں نکالو اور دیکھلو خواہ اس کا نام انگریز زبان میں آتا یا فارسی - یا عربی - یا انگریزی میں اس کی مدد سے خود کامل طور پر علاج کر سکتے ہو یا کم از کم کسی خاص نسخہ و دوا کے لیے جانچ پڑتال - اور قابل اخفا امراض میں جب چاہو کامل راستے حاصل کر سکتے ہو۔ ہر مرض کے علاج میں - انگریزی و یونانی نسخہ جات جو اعلیٰ درجہ قابل اعتبار ہیں درج کئے گئے ہیں۔ پہلے الیہ اور پھر دوسری کی طرف سے خاص توجہ دی گئی ہے تاکہ اس کی مدد سے - شہر و دیہات میں علاج ملو اور جو ممکن ہو سکے - ہر قسم و ذی علم کے لئے یہ کتاب حالت صحت میں رفیق جاننے والا اور یا مہمیت میں مونس و غمگسار ہوگی اس کے تتمہ میں اخلاقی اور دوائی امراض کا علاج نہایت ہی دلچسپ اور معقول طریقہ درج کیا گیا ہے۔ یہ ایک ایسی جامع اور مفید - اور قابل اعتبار کتاب ہے کہ اس کی نظیر زمانہ سابق و حال کی کتابوں میں نہیں دیکھی جاتی۔ یہ کتاب تین جلدوں میں ہے قیمت فی جلد پچیس روپے قیمت ہر جلد ۷۵ - کمپانیوں - طالب علموں - اور غریب علم دوست اشخاص کو بشرط تصدیق ڈاکٹروں - ہیڈ ماسٹر اور مغز غبدہ داروں کے نصف قیمت پر دیا جاسکتی ہے۔

# الاشهاد تراوڑی

یہ اٹھاری پچھپے جو ایک ہزار ماہوار

چھپکر تذکرۃ القرآن کے ساتھ ماہوار شائع ہوا

کر لگا۔ شرح اندراج فی ماہ چار روپیہ فی صفحہ فی سہ ماہی ۳۰

فی صفحہ ششماہی انیس روپیہ اور فی سال ستر روپیہ فی صفحہ ہوگی۔ جو

صاحبان اپنی طبع شدہ اشعارات یا رسائل زبان اردو یا انگریزی وغیرہ

اشاعت کی واسطے ارسال فرماویں وہ بشرح ذیل شائع کئے جاسکتے ہیں ہر سال

فی عدد چار روپیہ ماہوار۔ سہ ماہی سے زیادہ ایک تولہ تک ہٹے روپیہ ماہوار۔

ایک تولہ سے زیادہ فی تولہ یا اسکی کسر سے ستر روپیہ ماہوار تاجروں کے لئے

اپنی اپنی اشاعت کا یہ نہایت آسان ذریعہ ہے اجرت اشعار و درخواست

کیساتھ آنی چاہئے۔ ورنہ عدم تعمیل معاف۔

نوٹ۔ تمام درخواستیں۔ بنام فتح محمد خاں منیر تذکرۃ القرآن مقام تراوڑی

ضلع کوٹوال آئی جائیں۔

المشہد

خاکسار فتح محمد خاں منیر

تذکرۃ القرآن۔ مقام تراوڑی

ضلع کوٹوال۔ صوبہ پنجاب

اس رسالہ کی قیمت سالانہ مع محصول ڈاک دو روپیہ ہے جو پیشگی آنی چاہئے

وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ دُرِّ فَاتٍ لَهُ مَعِيشَةٌ ضَعُفٌ وَشَرٌّ مِنَ الْمَيِّتِ  
جس نے سیر کر کے پھر ایسے کے واسطے نکلن نہ کی اور قیامت کے دن ہم سے گواہی دے گا

# تذکرۃ القرآن

جلد - نمبر ۱۱ ماہِ حرمت سنہ ۱۹

ایک ماہ ہوا ری سالہ ہر جوان غرض فیل چھپ کر شائع ہوتا ہے

اول - قرآنی مضامین اور مسائل کو ماہواری رسالوں کی صورت میں شائع کرنا  
قرآن کریم کو تمام نئی نوع کی واسطے کامل واعظ اور حقیقی خیر خواہ ثابت کرنا  
اور ایسی ایجادیں و تدابیر پیش کرنی جن سے قرآنی علوم کا رواج ہو۔

دوم - قرآن کی کمالیت و فضیلت کو تمام اقوام پر ظاہر کرنا اور اس میں ہر وہ ضمیمہ  
اور تفسیر کو درکار بنانی کو پیش کرنا۔ جسے مذہب کو ایک دوسرے کا دشمن  
بنانے بددلی، اور رشتہ باری کو گھوڑیا اور تمام اقوام کو بالعموم حقیقی صلاحیت  
و سعادت سے محروم کر دیا اور خداوند عالم کی بچی پرستش کی بجائے انکو رسوا  
کا پرستار بنا دیا ہے۔

سوم - حق تعالیٰ کے اعتراضات کا جواب نہایت شائستگی اور علم کے ساتھ قرآن مجید  
وینا عینا اور تعصب کی رو سے کسی قوم یا کسی بشر کی دل آزاری نہ کیا۔ بلکہ سچی  
ہمدردی اور سچی خیر خواہی کے طور پر حسن طریق سے تمام مداخلاتی۔ بے دینی۔ اور  
بے ایمانی کے دور کرنے کی کوشش کرنا۔

چہاؤم - مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں اتحاد پیدا کرنا۔

جن صاحبان کے ذمہ قیمت سالانہ مع محصول ڈاک دو روپیہ ہے براہ کرم اپنی رقم پیش فرمائی اور عینا عینا

## عجیب و غریب اور تمام تعلیم یافتوں کو اسے نہایت ضروری کتاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم جلد چہرین مفصل ذیل مضامین پر نہایت ہی عجیب و غریب بحث  
۱۔ (۱) دلائل برتری باری تعالیٰ (۲) اسمائے باری تعالیٰ کی حقیقت اُن کے اعمال اور خواص (۳) مسئلہ تعمیر  
(۴) دعا کی حقیقت اور انعامات الہی کا ذکر (۵) کون لوگ غضب الہی کے نیچے ہیں اور کون گمراہ ہیں (۶)  
معاشرت یعنی مرد و عورت کے باہمی تعلقات کس طرح ہر سوتے ہیں (۷) اسلامی حفظ صحت (۸) غفلت کے  
خطرناک نتائج اور اُن کا کابل علاج (۹) ذکر و فکر کی حقیقت۔ اُس کے نتائج اور اُن طاقتوں کو زائل کر دینے  
خواہیاں قیمت مع حصول ہلاک و روپیہ

۲۔ مفتاح القلک۔ اسکو معمولی اردو خواں ایک مہینہ میں یا دو کر کے پانچزار لغتوں اور ایک لاکھ سو کڑ  
صیغوں پر ایسا حاوی اور صرف نحو میں ایسا شائق ہو جاتا ہے کہ قرآن مجید بآزجہ پڑھ سکتا ہے۔ چھوٹے بچے  
بھی اسکو چار پانچ مہینہ میں یاد کر کے قرآن مجید بآسانی پڑھ سکتے ہیں اور بے معنی پڑھنے کی برابرت میں ختم  
ہیں۔ پس تمام بچوں، جوانوں اور بوڑھوں کو چاہئے کہ اسکو فرو پڑھیں۔ پھر تمام عمر قرآن مجید کی بآزجہ پڑھا  
کر رہیں۔ ایسی عجیب خدا داہنت کی طرف سے غفلت نکریں اس سے بڑھ کر اور کیا خوش نصیب ہو سکتا ہے  
کہ محض چند ماہ کی معمولی محنت سے قرآن مجید بآزجہ آتا ہے۔ تمام مسلمانوں کو چاہئے کہ اب بچوں کو بے معنی  
قرآن مجید پڑھانا چھوڑیں اور اس قاعدہ کو پڑھا کر بآزجہ پڑھایا کریں۔ کیونکہ آنکھوں کے ہونٹے اندھا ہو کر  
چلنا سخت ناواقف ہے مگر ایسا ہی کیونکہ قرآن اللہ العزیز قرآنی آیتوں اور قصص کو ایسا رواج ہو جائیگا کہ تمام  
واہیات غزلیں گند سے شعر اور جھوٹے بقیے جنہوں نے ہمارے دین اور دنیا کو برباد کر رکھا ہے گدیت ہو  
ہو جائیگے اس قاعدہ سے اردو فارسی کے برابر ہالنت آجائیں گے جن سے موت کی تعلیم میں بھی  
بڑی مدد ملے گی اور مل کا امتحان بچائے چھ سال کے چار سال میں پاس ہو سیکے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

۳۔ مفتاح العرب۔ اس کے ذریعہ سے معمولی اردو خواں تمام صرف نحو عرب پر دو مہینہ میں ایسا  
حاوی اور شائق ہو جاتا ہے۔ کہ میزان۔ تشعب۔ حرف میر۔ دستور المبتدی۔ فصول الکری۔ تجرید  
ہدایت النور۔ کافیہ۔ شرح لماں اور مراح الادلح۔ وغیرہ وغیرہ سے دو سال میں نہیں ہو سکتا۔ جو  
صاحب مفتاح القرآن کے بعد بآزجہ پڑھنا چاہیں۔ وہ ایک مہینہ میں ہی اسکو ختم کر سکتے ہیں اس کے  
بد کسی دوسری کتاب مرنے یا غوی کی ضرورت نہیں رہتی۔

۴۔ مفید عام۔ عرف معین الحکیم۔ یہ ایک لغات ادویہ و علاج ہے ہر مرض اور دوا

جلد

نمبر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّعُكَ رَسُوْلَكَ الْكَرِيْمِ

وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يَمَانُؤُنَاكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا  
اللہ کے راستہ میں اوں لوگوں کو جو تم سے الگ تھے مین مگر زیادتی نہ کرو

إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ۝ وَاقْتُلُواهُمْ حَيْثُ  
کیونکہ اللہ زیادتی کو نہ والوں کو دوست نہیں رکھتا جہاں کہیں اوں کو پایا وادھو  
ثَقَمْتَهُمْ وَأَخْرِجُوهُمْ مِنْ حَيْثُ أَخْرَجَكُمْ وَالْقَتْلُ  
اور جہاں سے اوں ہوں نے اُنکو نکال دیا ہے تم بھی اوںہیں نکال دو کیونکہ قتل

أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلِيَاءَ الْمُسْحُورِ الْحَرَامِ  
بہاں تک کہ نسبت سخت تر ہے اور مسجد حرم کی قریب اونسے نہ کرو جب تک

حَتَّى يُقَاتِلُوا فِيهِ فَإِنْ قَاتَلُوكُمْ فَاقْتُلُواهُمْ كَمَا لَكُمْ  
وہ تم سے دوسے پر لڑا ہی نہ کریں پس اگر وہ تم کو چھڑیں تم بھی اوںہیں جگ کرو یہاں تک کہ

حَتَّى يَخْلُفُوا فِيكُمْ فَإِنْ خَلَفُوا فِيكُمْ فَاقْتُلُوا  
جہاں تک کہ اوںہیں نہیں رہیں اور اُنکو قتل کرو



بادشاہ تھے جاں سے مارا مدیان کی عورتوں اور بچوں کو سیر کیا مویشی  
 اور مال و اسباب کو لوٹا۔ شہروں اور قلعوں کو پہونک دیا۔ سب ملی ٹپس  
 اسلئے غصہ ہوا کہ عورتوں کو کیوں جتار کھا۔ استثنائاً ۳۳ و ۳۴ اونکے  
 بتوں کو توڑ ڈالیا۔ گھنے باغوں میں آگ لگائی۔ اونکے سبب دوس  
 کی بھدی ہوئی عورتوں کو بچنا چور کیمو استثنائاً ۳۵ جزیرہ لینا۔ لوٹ  
 مارنا اور خوبصورت عورتوں کو پسند کرنا۔ یشوع ۱۵ ابھی فرشتہ یشوع  
 کا لشکر پہونک آیا تب اوس یشوع نے تمام لوگوں کو جو شہر میں تھے کیا کہ  
 کیا عورت کیا جان کیا بولہ کیا بیل کیا بھیرا درگدھا سب کو یک  
 ہلاک کیا۔ تیغ کیا حرم کیا ۱۶ و ۱۷ سب کو چونک دیا۔ گرسونا اور روپا  
 یشوع ۱۸ و ۱۹ و ۲۰ و ۲۱ سنگا کر کے جلائے۔ درجہ اور سہرے شہروں  
 کا تو وہ لگانا۔ قتل عام کرنا۔ بادشاہوں کو پھانسی دیکر بچھرا دینا۔ بادشاہ  
 فنا کرنا۔ بلکہ حسب الحکم خداوندی کہ فی روح باقی نہ رکھا۔ ایک بادشاہ  
 پہاگ کر باعیل کے خیمہ میں آیا اور سفر فریستہ اور سکوت میں بیٹھ کاڑھی قاشی  
 ۲۲ و ۲۳ دو کنواریوں کو سپاہیوں کے لئے رکھا۔ سمویل ۱۴ و ۱۵ اونے  
 رہ کے بادشاہ کا تاج اوتار اپنہ سر پہ رکھا لوگوں کو آروں اور رکھڑوں  
 اور لوہے کے دائی کاڑیوں کے بیچے کیا اور اینٹوں کے جلتے پڑاؤ  
 میں جلا دیا۔ سلاطین ۱۶ و ۱۷ سناخم نے تمام ناملہ عورتوں کے  
 پیٹ پہاڑ ڈالے۔ قبروں سے ڈیاں اٹھا کے ابھی حکم سے جلوہ بین  
 استثنائاً ۱۸ جب خداوند تیرا خدا سات قوموں کو تیرے حواسے



کرے اور نہیں مارے جو حرم کچیو۔ اول سے عہد نہ کرے اور نہ رحم نہ کرے اور نہ اس  
 اس قسم کے غضبناک آتشیں احکام تو رات میں بکثرت ہیں جو اس زمانہ اور  
 اقوام کے حالات کے لحاظ سے عین عدل و انصاف ہوں گے ہم انبیاء  
 علیہم السلام پر بے انصافی اور ظلم کی بدظنی نہیں کر سکتے اور ممکن ہے کہ ان میں  
 سے نبوت سے احکام بے اصل بھی ہوں قرآن مجید نے صاف طور پر حکم فرمایا  
 ﴿لَا تَكْفُرُوا بِالْأَدْيَانِ﴾۔ قَدْ تَبَيَّنَ الرَّشْدُ مِنَ الْغَيِّ اسلام بھی جبر نہیں  
 ہے ہدایت اور گمراہی میں کھلا فرق ہو گیا اس حکم کے مطابق حضرت محمدؐ  
 مصطفیٰ صل اللہ علیہ وسلم اور ان کے خلفائے برحق کا یہ عمل تھا کہ جب کسی پیر  
 کو ضرورتاً اند فلعل مخالفین کے لئے لشکر روانہ کرتے تو سردار لشکر کو یہ نصیحت فرما  
 کہ ملک مفتوح کی عورتوں بچوں اور بوڑھوں کو نقصان نہ پہنچانا خالق ہوں  
 اور عباد و خلق ہوں اور خالقانہ دشمنوں کو خراب نہ کرنا۔ کھیتوں کو مت جلا نا  
 پھلدار و درختوں کو مت کاٹنا جو عہد کرو اس پر قائم رہنا۔

انبیاء سے بنی اسرائیل کے حالات میں بقدر تشدد اور غضب انتہا درجہ کو  
 پہنچا ہوا ہے اور بقدر مسخ کے حالات میں نرمی اور حلم حد الشان سے  
 تجاوز کئے ہوئے ہیں چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ جو کوئی تجھے ایک گال پر تپانچہ  
 مارے دو سہرا گال بھی پھیرے اور اگر ایک کو سہ سگاریں پکڑ لیجائے تو دو  
 کو سہ چلا جا۔ اگر کوئی تیرا کپڑا کھینچے تو اسے دیدے۔ یہ تمام احکام  
 مصالحت ملکی و قومی و اخلاقی اور دینی کے ایسے مخالف ہیں کہ ان کے  
 مطابق نہ کبھی عمل ہوا اور نہ ہو سکتا ہے۔ بدون کے ساتھ نہ کی کرنا ظالم

ظلم پر حوصلہ دینا ایسا ہی بُرا ہے جیسا کہ نیکون کے ساتھ بدی کو نہا  
 اور راستبازوں پر ظلم کرنا۔ نہ یہ عقل سلیم کا ہی تقاضا ہو سکتا  
 ہے نہ تجربہ انسانی کا اور نہ کسی قانون مستقل کا۔ جن ممکن ہے کہ  
 خاص قوم مسیح علیہ السلام کے لئے ایک خاص وقتیں یہہ قوانین سفید  
 ہوں اس لئے قرآن مجید جو تمام تعلیموں کا کمال اور تمام باطل کا  
 نیست کرنے والا ہے ہر ایک امر میں میانہ روی رحم عدل اور مصلحت چمکانے  
 کو مد نظر رکھ کر محل انتقام پر انتقام کی تعلیم دیتا ہے محل انصاف پر انصاف  
 کی اور محل رحم پر رحم کی ایک طرف تو عام طور پر حکم فرما دیا کہ دین میں  
 زبردستی کا کوئی کام نہیں دوسری طرف جبکہ دنیا کے بدکار رستگروں  
 خواہ نخواستہ مخالفت اور خونریزی پر آمادہ ہوں اور ایذا رسانی و خلیجی  
 سے باز نہ آدین اور سوقت کے واسطے اجازت ہے ”جو لوگ تم سے  
 لڑیں تم بھی اللہ کے رستہ (نبی جان و ایماں کی حمایت) میں اون سے  
 لڑو اور زیادتی نہ کرنا اللہ کی طرح زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا  
 اور اپنے قاتلوں کو جہاں پاؤ قتل کرو اور جہاں سے اونہوں کے تمکو  
 نکالا ہے تم بھی اونکو وہاں سے نکال دو کیونکہ فساد کا برباد ہنا خونریزی  
 سے بڑھ کر ہے اور ادب والی مسجد یعنی خانہ کعبہ کے قریب اون سے  
 مت لڑو جب تک وہ تم سے اوسکے اندر لڑائی نہ چھیڑیں پس اگر وہ تم کو  
 قتل کریں تو تم بھی اُنکو قتل کرو ایسے کافروں کی یہی سزا ہے اگر وہ باز نہیں  
 آتے تو تم بھی باز رہو پس تحقیق اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور وہاں تک اون سے

کہ ملک میں فساد نہ رہے اور اللہ کے واسطہ میں ہو جاوے (یعنی میں  
 میں زبردستی موت ہو کر آزادی حاصل ہو جائے) پس اگر فساد باز نہ آئے  
 تو (ا) دنوں پر کسی طرح کی زیادتی نہ کرنی چاہئے کیونکہ (ب) زیادتی تو ظالموں کے  
 سوا کے کسی پر جائز نہیں۔ حرمت والے مہینوں کا بدلہ حرمت والے مہینہ  
 اور تمام ادب والی چیزوں میں اوئے کا بدلہ جو تمپر کسی قسم کی زیادتی کرے  
 تو جیسی زیادتی اور ستمپر کی ویسی ہی زیادتی تم ہی اوسپر کرو اور اللہ سے  
 ڈرتے رہو اور جانے رہو کہ اللہ انہیں کا ساتھی ہے جو سچی ہیں۔ ۱۹ سے ۲۰ تک  
 ان آیات بینات سے صاف ظاہر ہے کہ مسلمانوں کو انہیں لوگوں کے قتل  
 کرنے کی اجازت ہے جو انکو قتل کرتے رہے اور جنہوں نے انکو گھروں سے نکال کر  
 جلا وطن کر دیا اور پھر بھی جنگ کے منصوبوں سے باز نہ آئے مگر اجازت جنگ کے  
 ساتھ حد اعتدال پر قائم رہنے اور زیادتی سے بچنے کا بار بار حکم ہے۔  
 خانہ کعبہ کے قریب یا کسی حرمت والے مہینہ میں اگر وہ خود قتال کا ابتداء نہ  
 کریں تو مسلمانوں کو باز رہنے کا حکم ہے اور اس قتال کی حد ہی قرار دی  
 ہے کہ فتنہ بند ہو کر عام آزادی حاصل ہو جائے جو جس دین میں چاہے  
 رہے کوئی زبردستی نہ کی جاوے۔ یہاں قتال میں بھی بار بار حکم ہے کہ  
 اگر وہ باز رہیں تو تم بھی خدا سے غفور و رحیم کی طرح باز رہو پھر بار بار تاکید  
 ہے کہ جب قدر زیادتی وہ تمپر کر چکے ہیں اوس قدر زیادتی کی تمکو اجازت ہے  
 زیادہ کی نہیں۔ انتقامی حرکات میں بار بار حد انصاف کو قائم رکھنے کا حکم  
 دینے اور معاذین کے باز رہنے پر معاف کرنے کی تاکید ہے۔ پس ان احکام

میں نہ تو انبیاء سے بنی اسرائیل والے آتش فشاں غضب اور شدت کی اجازت  
 ہے نہ مسیح علیہ السلام والے بے معنی علم اور نرمی کی۔ خود انجیل شریف ثابت  
 کہ یہ احکام ایک خاص وقت اور ایک خاص قوم کے واسطے تھے کیونکہ  
 آئندہ کے واسطہ وہ فرماتے ہیں جب میں آؤں گا دنیا کی ساری قومیں  
 یسوعی متی ۲۴، کیونکہ ابن آدم اپنے باپ کے جلال میں اپنے فرشتوں  
 کے ساتھ آویگا تب ہر ایک کو اس کے کام کے موافق سزا دیگا۔ بعض ابھی  
 موت کا مزہ نہ چکینگے متی ۲۶ چنانچہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 کے ظہور سے جو تمام انبیاء سابقین کے کمالات کا مجموعہ ہیں اور حجابِ آنا  
 تمام انبیاء علیہم السلام کے آنے کے برابر ہے ایسا ہی ظہور پذیر ہوا۔  
 بوجہ۔ اور آریں اور جینیوں میں انجیل سے کہیں بڑھ کر خیالی رحم کی تعلیم  
 ہے یہاں تک کہ جینی مسکے بعض لوگ بکانا جائیز نہیں سمجھتے کہ اس بہت  
 سے جانور ہلاک ہوتے ہیں پاؤں میں جو ٹاڈا لکڑی نہیں چلتے کہ بہت سے  
 جانور روندے جاتے ہیں۔ منہ کھلا نہیں رکھتے کہ ہوا کے ساتھ جانور منہ  
 اندر نہ جائیں بچھو سانپ۔ جون اور چڑھی تک کا مارنا گوارہ نہیں کرتے۔  
 ہنارے سے بھی پرہیز کرتے ہیں کہ اس میں بہت سے چھوٹے حیوانات کا خون ہوتا  
 ہے۔ مگر کہاں تک کوئی انسان اس خیالی رحم پر عمل کر سکتا ہے۔ منہ کو بند کر لگا  
 تو سانس کے ساتھ حیوانات ہلاک ہوں گے سانس ہی بند کر لگا تو خود مر لگا۔ اگر  
 تمام دنیا کھانا پکانا اور پانی پینا اور ہوا میں م لینا چھوڑ دے جیسا کہ اصولوں کا  
 منشا ہے تو کیا نتیجہ ہو۔ صحیح اصولوں کے ہی تمام دنیا پابند ہو جائے تو کیا حال ہو

ان تصورات کو جانے دو یہی دیکھو کہ کیا تمام قوانین ان اصولوں کے کبھی آپس میں  
 پر پابند ہو سکتے ہیں یا ہو سکیں گی کیا یہ اصول انسانی حالات اور  
 عقول کے مطابق تمام پولیس اور فوج ایک سخت موقوف کر دینی چاہئے تمام تو  
 بند و قین اور باروت و گولہ اور تمام سامان حرب ایک قلم دنیا سے معدوم  
 کر دینے چاہئیں تمام قوانین تخریری کی سخت جلا دینے چاہئیں مگر ایسا نہ  
 کبھی ہوا اور نہ کبھی ہو سکتا ہے جس معاملت صبر عفو اور رحم کی تعلیم جو قرآن  
 میں ہے وہ حکیمانہ اور فطرت انسانی کے عین مطابق ہے۔ اس کے مطابق تمام  
 دانشمندان کا عمل رہا اور رہیگا :

۸  
 نامہ مجیدہ اور دفتر السند لوگوں نے اسلام پر یہ بہتان شائع کیا ہے کہ قرآن مجید  
 نے زبردستی مسلمان بنانے کی تعلیم دی ہے اس موقع پر ضروری معلوم ہوتا  
 ہے کہ آیات قرآنی کے رو سے ثابت کر دین کہ یہ بہتان کیا لغو اور  
 باطل ہے :

۱، لَا اِكْرَاهُ فِي الدِّينِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ اسلام میں جبر نہیں  
 ہے۔ ہدایت اور گمراہی میں کھلا فرق ہو گیا ہے۔

۲، قَالَتْ اَلْاَعْرَابُ اَمَّا قُلُومًا لَّمْ يَزِدْهُمْ اِيْمَانًا وَلَكِنْ قَالُوا اَسْمُنَا وَكُنَّا  
 يَدْخُلُ الْاِيْمَانُ فِي قُلُوبِهِمْ۔ اعراب نے کہا ہم ایمان لائے (اے محمد  
 تو اسے) کہہ دے کہ تم ایمان نہیں لائے مگر یہ کہو کہ ہم فرمانبردار ہو گئے کیونکہ  
 ابھی ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔ اس آیت سے ظاہر ہے کہ  
 ایمان کا تعلق قلب سے ہے زبان کے کہنے سے کچھ نہیں ہوتا پس زبردستی

کیسے کوئی مومن ہو سکتا ہے اگر جان یا مال کے نقصان سے کوئی شخص باز سے ایمان کا اقرار کرے اور ولیدین اس کے ایمان نہ ہو تو یہ نفاق میں داخل ہے منافقین کی نسبت حکم ہے **إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّلِکِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ** منافق جہنم کے۔

(۳) **وَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُکْفُرْ** جو چاہے مومن ہو جائے اور جو چاہے کافر رہے۔

(۴) **أَفَأَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتَّى یُکُونُوا مُؤْمِنِینَ** کیا تو اے محمدؐ

لوگوں کو مومن بننے پر مجبور کرتا ہے (نہیں)

(۵) **وَإِنْ أَحَدٌ مِنَ الْمُشْرَکِیْنَ اسْتَجَارَكَ فَاجْعَلْ لَهُ سَمْعًا وَلِیًّا** اگر کسی مشرکین میں سے ایک نے تجھ سے پناہ مانگی تو اس کے لیے سنا دے اور اگر مشرکین میں سے کوئی شخص تجھ سے پناہ چاہے اسے پناہ دے کہ وہ خدا کا کلام سن پھر اس کو

اس کے اس میں کی جگہ پہنچا دے اس لیے کہ وہ لوگ بے علم ہیں۔

(۶) **إِنَّمَا أَنْتَ مُذَكِّرٌ وَلَسْتَ عَلِیْمٌ بِمُصِیطٍ** تو محض نصیحت کرنے والا ہے

تو انہیں کوئی داروغہ نہیں ہے۔ ان آیات بنیات سے صاف ظاہر ہے

کہ دین میں زبردستی جائز نہیں اور نہ وہ ایمان جس کا اقرار کوئی انسان مجبور

ہو کر کرے۔

(۷) **وَمَنْ تَوَلَّى فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَیْهِمْ حَفِیْظًا** اگر کوئی پھر جاتا ہے

پھر سے ہنسنے لگے اور نگاہ بان بنا کر نہیں پہنچا کسی کام کا ہے بلکہ نفاق میں

داخل ہے جس کی سزا جہنم ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کام محض سمجھانا

اور نصیحت کرنا ہے نہ کسی قسم کی زبردستی کرنا۔ پھر یہ کیسا شرمناک جھوٹ ہے جو مخالفین نے اسلام پر باندھا ہے کہ اسلام میں زبردستی جائز ہے یا اسلام بزور شمشیر پھیلا گیا ہے۔ خدا اپنی مخلوق پر رحم فرما دے۔ نادانوں کو تو جھوٹ سے شرم نہیں ہوتی مگر دانایوں کو تو ایسے سفید جھوٹ سے شرم کرنی چاہئے۔ پھر زبردستی مسلمان کرنے کی ایک دلیل پیش کی گئی ہے کہ جو مسلمان نہیں ہوتا اس سے جبریہ لیا جاتا ہے حالانکہ یہہ رقم خفیف جو لاکھہ روپیہ پرتین روپیہ اور کچھ آنے ہوتی ہے رعایا غیر اسلام سے اونکی جان و مال کی حفاظت میں بطور شکس کے لیجاتی اور مسلمان مالداروں کو زکوٰۃ کے طریق پر لاکھہ روپیہ میں سے ڈھائی ہزار روپیہ اوکرنے پڑتے ہیں علاوہ برین لڑائی کے وقت سامان جنگ وینا پڑتا ہے مگر غیر مذہب و اس امداد سے بری پتھر ہیں۔ اب مسلمان رعایا سے پرچونہ سبب شکس لگتا ہے اوسکا مقابلہ کر مسلمان پر تو ایک لاکھہ روپیہ میں سے ڈھائی ہزار روپیہ وینا اور لڑائی کے وقت سامان جنگ سے مدد کرنا لازم ہے۔ غیر مسلمان رعایا سے پر ایک لاکھہ روپیہ میں سے محض تین روپیہ اور کچھ آنے ہیں۔ دنیاوی اغراض کے لحاظ سے مالدار لوگوں کو مسلمان ہونے میں کس قدر نقصان رہتا ہے۔ اس لحاظ سے جبریہ مسلمان ہونے کا موید ہے نہ کہ مسلمان ہونے کا۔ جو دنیا پرست انسان ہے وہ کیوں تین روپیہ کی جگہہ ڈھائی ہزار روپیہ وینا اور لڑائی کے وقت سامان جنگ سے مدد کرنا گوارہ کر سکتا ہے۔ ہاں خالص ایمان جو چاہئے سوکرا دے اور اسنے مال کو کیا جانوں تک کو راہ خدا میں شمار کر لیا غیر مسلمان

جو مالدار نہ ہوں وہ صرف دو آنے کے پیسہ دیکر ہر طرح سے آزاد اور اپنی  
اپنے جان و مال کی حفاظت کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں کیس تو سیول کورٹ  
سے بھی کئی درجہ کم ہے چہ جائے کہ ایک گورنمنٹ کامیکس متوجہ قوم پر چر  
کیا شرمناک جھوٹ ہے جو یہ کہا جاتا ہے کہ خبر یہ میں مسلمان کرنے  
کے واسطے ایک زبردستی تھی۔ ہاں اگر بعض شائمان اسلام نے خونریزیوں  
کی اور مغلوب قوموں پر جو روکستہ کئے اس اسلام پر کیا الزام یہ انوکھ  
ذاتی معاملات میں جنکی منراہ خود بھگتیگے۔ وہ ہی تو مسلمانوں میں ہی سے تہر  
جنہوں نے عمر کو عثمان کو علی کو حسین کو فوج کر ڈالا اور کعبہ کو جلا دیا تھا  
اونکے کردار سے اسلام کو کیا تعلق ہے۔ اسمیں ہی شک نہیں کہ دنیا پر  
مسلمانوں نے ظالم بادشاہوں کے خوشامد سے ظالمانہ مسئلہ ہی بہت گھس  
وئے تھے جسے بد ذات شکبر اور ظلم پیشہ سلاطین کو مذہب کی بناوٹی آزمین  
خونریزیوں کے موقعہ ملے مگر قرآن مجید حالات و احادیث رسول صانع اور حال  
خلفاء راشدین اور ظالمانہ افتراؤں سے مطلقاً پاک صاف ہیں مگر  
بدکار شکبر مشرک اور نااہل لوگوں نے خدا سے واحد کی حقیقی پرستش اور سچی تعلیم  
کی مخالفت میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور انکے خالص تابعین کی اولی  
انقصانات و سال تاںک براہ پہنچائے ہر طرح سے اونکو ذلیل اور تنگ کرنا چاہا  
جب اونکے صدق و فاء و خلوص میں کوئی کمی نہوئی بلکہ بقدر مخالفت بڑی  
کئی اور عقیدہ ثابت قدمی اور جان نثاری دکھاتے گئے یہاں تک کہ مشرکوں کو  
اونکے قتل کے درپے ہو گئے اور مجاہدینہ قلمبیر کرنے لگے اسپر نہ اسٹی مسلمان تو



نے ٹکود میں نفرت دی اور تم قلیل تھے جب کنار کی نشین وطن کی گیلانی فوت  
آنحضرتؐ نے عبرت انگیز الفاظ میں یہ فرمایا۔ نبی کے تم بڑے رشتہ دار تھے  
تم نے میری تکذیب کی اور لوگوں نے میری تصدیق کی تم نے مجھے وطن سے نکالا  
لوگوں نے مجھے جگہ دی تھیں مجھے لڑائی کی اور لوگوں نے بد دی۔

ششم غزوۃ الکدہ۔ یہ حملہ بدر کی لڑائی سے سات روز بعد سلیم  
عطفان قبیلوں پر کیا گیا مگر لڑائی نہ ہوئی۔ اسکی بنا وہی قریشی ظلم تھی۔  
ہفتم غزوۃ الانذار یا غزوۃ ذی اسہ۔ یہ حملہ نجد کی طرف قریش کے  
قبیلہ عطفان پر ہوا مگر لڑائی نہیں ہوئی۔

۱۴۷  
ہشتم غزوۃ الجحان یا غزوۃ بنی سلیم۔ اس میں بھی لڑائی نہ ہوئی  
قبیلہ عطفان و سلیم دینے کے مسلمانوں پر یہ بخون مارنے کے واسطے  
جمع ہوئے تھے۔ آنحضرتؐ کو جب اس اجتماع کی خبر پہنچی تو احتیاطاً  
خود پیش قدمی کی مگر وہ لوگ متفرق ہو گئے اسلئے آپؐ نے تعاقب نہ فرمایا۔ عطفان  
کے حملہ میں ایک یہ واقعہ ہوا کہ حضرت صلعم کے کپڑے بارش سے ہریک گئے  
تھے آپؐ انکو ایک درخت پر لٹکا کر نیچے لپیٹ گئے وغیرہ جو عطفانیوں  
کا سر غنہ تھا آنحضرتؐ کو اکیلے لیٹے ہوئے دیکھ کر تلوار بر حصہ سر پر آہو بچاؤ  
لٹکا کر کہنے لگا کہ آج تمہکو مجھ سے کون بچائے گا آپؐ نے فرمایا اللہ۔ اس کلمہ  
کے رعب سے وغیرہ دھچکا ہوا کہ اگر چہ اہل نبیؐ اور آنحضرتؐ اوٹھ کر تلوار اٹھا لی  
اور فرمایا کہ اب تمہیکو کون بچاؤ لگا وغیرہ نے جواب دیا کہ کوئی نہیں۔ مگر  
آپؐ نے اسکو معاف کر دیا اور فرمایا کہ میں قتل کر چکے دو سٹے نہیں آیا بلکہ

رحم کرنے کے واسطے آیا ہوں اپنی عداوت اور انحضرت کے فوق العادہ  
رحم کو دیکھ کر دشمنوں و مسلمان ہو گیا۔ اس بڑے فضل خداوندی کی نسبت قرآن  
میں ارشاد ہے اذ ہم قوم ان یسبطوا الیکم ایدیم فکف ایدیم  
عنکم۔ خدا کی نعمت کو اسے مسلمانو یا و کر جب ایک قوم نے اپنے ہاتھ  
بہرہ دنا کرنے چاہے پر خدا نے انکے ہاتھوں کو تھمے روک دیا۔

نہم غزوة السویق۔ بدر کی شکست کے بعد باقی ماندہ کفار مکہ کو سخت آگ  
لگ گئی۔ ابوسفیان دو سو سو سوار لیکر مدینہ کو روانہ ہوا اور راہ میں مدینہ  
سے ایک منزل پر خمیہ زن ہوا۔ رات کو سلیم بن مشکم یہودی کے یہاں ہو  
اٹھا اوس یہودی نے مسلمانوں کے حالات کی اسکو خبریں دی

ابوسفیان نے اپنے ڈیرے پر آکر چند سپاہی بھیجے انہوں نے مدینہ  
کی کچھ روک آگ لگا دی اور دو آدمی کو مار ڈالا اور مکہ کی راہ لی مسلمانوں  
نے خبر پا کر قرقرہ الکدر تک تعاقب کیا ابوسفیان کا لشکر اپنے ستو چھوڑ کر مکہ  
کو چلتے ہوئے اس غزوہ کا نام غزوہ السویق ستودن والی جنگ بھی ہے

دہم غزوہ اُحد۔ اُحد ایک پہاڑ مدینے سے دو ڈھائی میل کے فاصلہ  
پر ہے۔ دشمن مکہ سے چل کر مدینہ پہنچے۔ لڑائی کا سامان جو ابوسفیان شام  
لایا تھا اور کئی پیشبندی کے لئے حضرت کو بدستگ سفر کرنا پڑا تھا اب  
وہی سامان مسلمانوں کے مقابلہ پر جمع کیا گیا اس جنگ میں قریش کے  
ساتھ قبیلہ بنی تمیم اور بنی کنانہ بھی شریک ہو گئے تھے گھار کی سلح فوج  
تین ہزار کے قریب ہو گئی تھی۔ بیس سات سو زہرہ پوش سوار تھے۔ انہوں نے

بسرداری ابوسفیان مدینے کے شمال مشرق میں ایک خاص مقام اپنا سوئے  
 قائم کر لیا اور اس میں اور شہر مدینہ میں حد فاصل صرف کوہ احد کی گھاٹی تھی۔  
 اس مورچہ سے انہوں نے اہل مدینہ کے کھیتوں اور باغوں کو تباہ کرنا شروع  
 کر دیا۔ اس پر صحابہ کو بھی غصہ آیا اور آنحضرت سے بکمال اصرار و دفاع  
 کی درخواست کی آپ ہزار آدمیوں کو لیکر مقابلہ کے واسطے مدینے سے  
 باہر نکلے۔ عبداللہ بن ابی ایک سردار جو مدینہ میں رہتا تھا اور نظاہر مسلمانوں  
 کے ساتھ تھا اب میں معرکہ جنگ میں اپنے تین سو آدمیوں سمیت مسلمانوں  
 سے الگ ہو گیا جس سے مسلمانوں کی جمعیت ساٹھ سو ہو گئی اس جمعیت میں  
 کل دو گھوڑے تھے مگر مجاہدین کمال شجاعت اور استقلال سے آگے بڑھے  
 پہلے گئے اور غلہ خانے خواستے گزر کر کوہ احد پر پہنچ گئے۔ لشکر اسلام رات بھر  
 اس پہاڑ کی کھوپڑیاں بڑا صبح نماز فجر کے بعد میدان میں آجما۔ آنحضرت نے  
 کوہ احد کے نیچے نیچے فوج کی صف کو آراستہ کیا اور عبداللہ بن حبیر کو چند  
 آدمیوں سمیت عقب لشکر ایک ٹیلے پر متعین کر کے قطعی حکم دیا کہ جو ہوسوم  
 ومان سے نہ ہلنا۔ مشرکین کو اپنی کثرت پر بڑا کھٹکتا تھا اپنے بدوؤں کو  
 قلب لشکر میں دھکے مار رہا تھا اور میدان میں پہلے آئے اور ان کے سرداروں  
 کی بیٹیاں لڑائی کے گیت گاتی اور ڈھول بجاتی تھیں۔ قریش نے پہلے بڑے  
 زور شور سے حملہ کیا مگر مسلمانوں نے بڑی بہادری سے انہیں پس پا  
 کر دیا حضرت حمزہ لشکر کھار کو پریشان دیکھ کر قلب لشکر میں گھس گئے گویا کہ  
 مسلمانوں کی فتح ہو چکی تھی کہ عبداللہ بن حبیر کے ساتھی آنحضرت کے حکم کو

فراموش کر کے باسیدال غنیمت مورچہ چھوڑ نیچے اتر آئے۔ دشمن مورچہ خالی  
 دیکھ کر سوار دن کو سمیٹ فوج اسلام کے عقب پر آگئے۔ جنگ عظیم ہوئی حضرت  
 حمزہ اور عبداللہ بن جبرہ شہید ہوئے۔ حضرت علیؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت  
 ابابکر صدیقؓ بھی مجروح ہوئے۔ ہندہ زوجہ ابوسفیان نے امیر حمزہ کا جگر  
 چیر کر چھپایا۔ اور مسلمان مقتولوں کی گوش و بینی کا ٹکڑا اور انکے کھانا  
 اپنے اسپر آنحضرت صلم اور صحابہ کرام کو جوڑا یا مگر آپ تو رحمت اللعالمین  
 تھے اوس روز سے لاشوں کی پامالی کرنے کی وحشیانہ رسم جو پہلے سے یہودیوں  
 فارسیوں۔ رومیوں۔ یونانیوں اور نیز عیسائیوں میں جاری تھی یہاں تک  
 کہ سولہویں صدی عیسوی تک زندہ کوسوں کے اعضائے کاٹ کاٹ کر  
 ۱۶ اونکو مار ڈالتے تھے۔ مسلمانوں میں قطعاً حرام کی گئی۔ اس لڑائی میں گو  
 مسلمانوں کو صدر عظیم پہنچا مگر ایک فائدہ عظیم ہی حاصل ہوا کہ نبی کی نافرمانی کا  
 صریح نتیجہ تمام مسلمانوں کو معلوم ہو گیا کہ نفع ہو ہوا اگر شکست کہانی پڑی اور  
 منافقوں کا نفاق اور یہودیوں کا بغض صاف ظاہر ہو گیا۔

یازدہم غزوہ حمراء الاسد یہ مقام مدینہ سے ۸ میل کے فاصلہ پر ہے  
 جب اہل کہ مقام احد سے فتحیابی کے بعد آہٹھ دس میل کے فاصلہ پر چلے گئے  
 تو پھر اونکو خیال آیا کہ جو ہو سو ہو ایک دفعہ مسلمانوں کا استیصال ہو جسے طور پر  
 کہ دین اس خبر کو سنکر آنحضرت جو جمعہ اپنے احباب کے جو احد میں شریک ہو  
 تھے مقابلہ کے واسطہ روانہ ہوئے اور ہر شریکین حمراء الاسد میں قریش کو  
 کہہ رہے تھے نہ تمہیں محمد کو مارا اور نہ مسلمانوں کی جو ان عورتوں کو اپنے

پہچھے چڑھ لاسے تھے بڑا کیا۔ لوٹ جاؤ۔ آپ نے پیشتر دو جامہ سون کو بھیجا لیکن  
 نے اونکو قتل کر ڈالا۔ مگر لڑائی نہ ہوئی کیونکہ قریش سیدہ کے کی طرف چلے آئے  
 دواں ہم غزوہ ذات الساقع یا غزوہ مجارب یا غزوہ بنی النضر یا  
 غزوہ بنی ثعلبہ۔ یہ وہی بنی ثعلبہ ہیں جسے سابق غزوہ بنی فظلمان میں  
 مقابلہ ہوا چاہتا تھا۔ اب کی دفعہ یہ لوگ پھر جمع ہوئے اور مدینہ پر لوٹ مار  
 کرینا ارادہ کیا آنحضرت اونپر چڑھتے اور نخل متامین خیمہ ٹھایا۔ دو دن شکر  
 آسنے لگے۔ یہ ہیں آپ نے نازخوف اور فہامی۔

سایز دھم غزوہ بدر الموحد۔ احد کے جنگ کے بعد ابوسفیان کو کہہ گیا  
 تھا کہ آئندہ سال میں جنگ سخت ہوگا، جس غزوہ ذلت الرقاع کے بعد  
 آپ نے اس کے مقابلہ کی تیاری کی مگر ابوسفیان راستہ سے ہی لوٹ گیا۔

چہار دھم غزوہ دوسمۃ الجندل یہ ایک مقام مدینہ سے پندرہ  
 سولہ منزل دور تھا ابن اسماعیل کا بنایا ہوا ہے۔ یہاں دشمنان اسلام  
 جمع ہوئے اور منافقین کو فارت کرنا شروع کر دیا اور اونکا قصد تھا کہ مدینہ  
 پر جا بیٹھیں اسلئے نظر پڑ پڑی آنحضرت نے وہاں کا غم کیا مگر وہاں پہنچنے  
 پر دشمنان کی جمعیت پر گندہ ہو گئی۔

یا نزدیک دھم غزوہ المشایع یا غزوہ بنی المصطلق۔ الحرات ام ایک  
 شخص اپنی تمام قوم اور ان تمام عربوں میں پھر اخیر اسکی تقریر کا اثر نکلتا  
 اور وہیں اسلام کی مخالفت پر ابلیغ کیا۔ آنحضرت اس خبر کی تحقیق کرکے  
 فرسبع تک جا پہنچے مخالفین کی طرف سے پہلے تیر خیل تیر مسلمانوں کی طرف

حکم کیا گیا۔

شہانزدہم غزوہ خندق یا غزواۃ احسا اب۔ آنحضرت نے اس وقت  
 یہ مسلمانوں کی صلاح سے اپنی فوج کے گرد خندق کھدوائی تھی۔ عرب کے بہت  
 سے قبائل الیہ اسلام کے استیصال کے لئے جمع ہوئے یہودی ایک جماعت سہم  
 حقیق نصری رضی بن اخطب نصری وکنانہ بن ربیع بن ابی حقیق نصری و  
 ہوزہ بن قیس وایلی والبوعمار وایلی۔ بنی نضیر اور بنی وایلی قبیلے بہت  
 لوگوں کو ساتھ لیکر خیبر سے چل کر قریش مکہ کے پاس آئے اور انہیں اپنی  
 کمک ورفاقت کے قوی وعدے دیکر آنحضرت سے لڑنے کی گھانا اور  
 سخت ترغیب دی کہ ایک دفعہ ملکر مسلمانوں کا استیصال کر ہی جائیں  
 قریش نے یہ وعدہ سوال کیا کہ تم اہل کتاب ہو یہ بتلاؤ کہ تمہارا دین اچھا ہے  
 یا محمد کا۔ یہود نے باوجود اہل کتاب اور موحد ہونے کے یہی جواب دیا  
 کہ اے قریش تمہارا دین اوس کہیں بہتر ہے اور تم اوس زیادہ حق  
 پر ہو چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔ کیا تو نے اوان لوگوں کو نہیں  
 دیکھا جنکو کتاب کا حیمہ دیا گیا۔ وہ تبون کو اور شیطانوں کو مانتے ہیں  
 کافروں کو کہتے ہیں کہ یہ مسلمانوں سے زیادہ راہ یافتہ ہیں۔ یا لوگو  
 اوس بغیر کا حد تکتے ہیں جو اللہ نے انکو اپنے فضل سے عطا کی پس  
 تحقیق جہنہ تو آل ابراہیم کو کتاب اور حکمت دی تھی اور نیز ملک عظیم  
 عطا کیا تھا۔

قریش اس بات سے نہایت خوش ہوئے اور اجتماع عظیم کیا یہ وہ

یہو وغطفان قریش کے پاس آئے اور وہی مضمون پیش کیا اور کہا کہ قریش سب  
اس امر میں متفق ہیں وہ بھی جمع ہوئے۔ قریش اور غطفان نکل کھڑے  
ہوئے۔ قریش کا سپہ سالار ابوسفیان تھا اور غطفان کا بن جعین فزازی  
غرض دس ہزار فوج جہاد کیستصال اسلام کا ارادہ مصمم کر کے لشکر خدا کے  
مقابلہ پر روانہ ہوئے۔ مقابلہ پر مسلمان محض تین ہزار تھے۔ قریش تو  
اندینہ کے اوسط طرف اترے جب طرف بارشی ندیاں بہتی تھیں یہودی یعنی بنی  
کنانہ شامل تھا یہ بنو زلفیہ۔ بنو لفر غطفان اہل نجد وغیرہ احد کے طرف اتر  
مسلمان تلح پہاڑ کے عقب میں اترے خیبر کا ایک یہودی حسی بن  
اخطب نام کعب بن اسد قرطی رئیس بنی قریظہ کے پاس آیا جو پہلے انھوں  
سے صلح کا عہد کر چکا تھا مگر حسی بن اخطب کے بھگانے سے وہ پھر شامل ہو گیا  
اور نقص عہد کی شامت نہ ڈرا۔ الغرض ایک جم غفیر ہر طرف اسلام کی مخالفت  
پر کھڑا ہو گیا۔ اس واقعہ کی نسبت قرآن مجید فرماتا ہے معجب تم پر اور پر  
اور نیچے کی طرف آہرے اور جب آنکھیں گھبرانے لگیں اور دل گلوں  
تک پہنچ گئے اور تم اللہ پر کسی قسم کے ظن کرنے لگے اور سوت مومن ابتلا  
میں ڈالے گئے اور سخت زلزلے سے ہلا دے گئے۔ اور جب منافق لوگ  
اور وہ لوگ جنکے دلوں میں مرض تھا کہنے لگے کہ عینہ اللہ اور اس کے رسول  
سودھو کے کا وعدہ کیا، اس ٹرائی میں نوفل بن عبد اللہ کفار کی طرف سے  
حملہ آور ہوا اور خندق میں گر کر مر گیا دشمنوں نے خون بہا دیکر اس کی لاش بنی  
جاسی اگر بنی اند نے سفت دے دی شدت اور غلبہ مخالفین دیکھ کر منافق

بنے ایساں لوگ علیحدہ ہونے شروع ہو گئے اور کل تین سو آدمی انھیں  
صلح کے پاس رسل گیا تب خدای لشکر غلصہ میں ہونین کی امداد کے  
واسطے آیا۔ ہوا کی تیزی اور سردی نے دشمنوں کے خیمہ کو کھیر لیا  
رعب اور ہیر بٹھایا کہ وہ رات کو ہاگ گئے اور کھی اللہ المومنین  
القتال کی تصدیق ظاہر ہوئی۔ اس جنگ میں غطفان۔ بنو فزیرہ  
بنو نضیر اور سائل خبیہ نے ابتداء مخالفت کی اور استیصال اسلام ارادہ  
قریش کے شامل ہوئے اور بعض بد عہد اور عہد شکن ثابت ہوئے اسلام  
بعد میں ان کی ساتھ غزوات یا جنگ پیش آئے جنکا ذکر علیحدہ آگیا۔ یہ  
باد رکھنا چاہتے کہ یہود کے ساتھ نہ ہوا دھونے کی وجہ یہ ابتداء ہی دشمنی  
عہد شکنی ہے۔

ہفت روزہ غزوہ بنو لحيان۔ اس لڑائی کی وجہ یہ ہوئی کہ  
عضل اور قارہ عرب کے دو قبیلے تھے ان لوگوں کے سفیر جنگ احد بعد  
آنحضرت کے پاس آئے اور عرض کیا کہ ہم لوگ مسلمان ہو چکے ہیں ہماری  
تعلیم کیواسطے چند واعظین اسلام بھیج دیجئے چنانچہ آنحضرت صلعم نے عامر  
جنیب۔ مزد۔ زید۔ عبداللہ بن عارق۔ خالد۔ حزم۔ اور رعب کو  
روانہ فرمایا۔ یہ اونکا فرستہا موقعہ پاکر جنیب اور زید کے سواے باقی چہ  
سفیروں کو جو بطور واعظین گئے تھے قتل کر ڈالا اور جنیب و زید کو کے مین  
لا کر بیچ ڈالا۔ بدیل کا بیٹا طیان تھا اسلئے ان معاونین قتل کو بنو لحيان  
کہتے ہیں۔ اس غداری کے پاداش کے لئے آنحضرت صلعم کو انہر جلد



کرنا پڑا اگر وہ لوگ پہاڑ میں پہاگئے۔

ہشتادہم غزوہ ذوقرب یا غزوہ غابہ۔ ابوذر اور اسکا بیٹا

آنحضرت صلعم کے بیس اونٹنیوں پر محافظ تھے اور ابوذر کی بیوی بھی ساتھ

رہتی تھی اونپر عینہ بن جحش فراری نے چھاپ مارا۔ ابوذر کا بیٹا مارا گیا۔ ابوذر

کی بیوی اور اونٹنیوں کو عینہ لگیا کئی روز سے بعد ابوذر کی بیوی سسلی

خدا کی خاص اونٹنی پر سوار ہو کر عینہ قنراق کی قید سے بہاگ آئی سی

لوٹوں کے السداد کے لئے فراریوں پر حملہ کیا گیا اور اونٹنیاں واپس

لے لی گئیں گریا وجود طاقت کے آنحضرت صلعم نے زیادہ تعاقب نہ فرمایا۔

نوزدہم غزوہ فتنہ مکہ۔ اس عظیم الشان فتیالی کے جنگ پیشتر

رسول خدا صلعم نے مکہ معظمہ کی زیارت کا قصد فرمایا تھا جب حدیبیہ میں پہنچے

اہل مکہ نے زیارت سے اونکو روک دیا۔ آپؐ فرمایا کہ میں لڑائی کے واسطے

نہیں آیا ہوں۔ غرض شریطہ فیل پر صلح ہو گئی۔ اب کے دفعہ مسلمان مدینہ کو

واپس جائیں اور یکے میں داخل ہوں اگر آمیزہ سال مسلمان زیارت کعبہ کے

واسطے آئیں تو کھلے ہتھیاروں نہ آویں اور تین دن سے زیادہ نہ ٹہریں

اگر کوئی مسلمان ہنکر اسلام ہو کر مشرکین کیسے لہنا چاہئے تو اسے اختیار

اور آزادی ہے اگر کوئی آدمی مشرکین میں مسلمان ہونا چاہے تو مسلمان

اوسے واپس کر دیں جس قوم کی مرضی ہو اسی وقت مسلمانوں کی طرف ہر جا کو

یا اہل مکہ کی طرف۔ اوسکو اختیار ہے۔ اس شرط کے بعد پیغمبر خدا مدینہ واپس

رسم عمرہ مدینہ کو واپس چلے آئے۔ مبنوہ گریانام قبیلہ قریش کی طرف اور خزاعہ سلا

کی طرف ہو گئے۔ بنو بکر اور خزاعہ میں مدت سے جنگ چلا رہا تھا اسلام  
 کے نئے شغل سے ان کے جنگ بند ہوئے تھے جب اہل کہدہ اہل اسلام میں  
 صلح ہو گئی اور وقت ان جنگجو اقوام کو خپلا بیٹھنا محال ہو گیا۔ نوفل بن  
 سعاد یہ نے جو بنو بکر کے ایک دور سپاہی تھا خزاعہ پر شبنخون مارا جبکہ خزاعہ  
 بے خوف و خطر و تیز نام پیچھے پر غافل پڑے تھے۔ نوفل کے حملہ سے چنگ  
 اٹھے اور جنگ شروع ہو گیا۔ بنو بکر ہتھے ہٹتے حرم مکہ میں پہنچ گئے۔  
 وہاں کفار مکہ نے پہلے ان کی امداد بھیجا دی۔ اس کی جب اطلاع پہنچا دی گئی  
 بنو بکر کے ساتھ شریک ہو گئے مکہ والوں کی امداد سے بنو بکر قومی ترازو  
 ۲۳ خزاعہ کمزور ہو گئے اسلئے نیل بن وراق خزاعی اور رافع کے گہر میں  
 پناہ گزین ہوئے تاہم صبح تک بیت خزاعہ مارے گئے اور صبح کے ہونے  
 ہی بھاگ گئے پھر عربین سالم خزاعی کو چالیس آدمی کے ساتھ مدینہ کے آنحضرت  
 صلعم کی خدمت میں بھیجا کہ بنو بکر اور اہل مکہ کی عہد شکنی کا اظہار کرے بعد میں  
 کفار مکہ کو بھی اپنی عہد شکنی پر اندوس ہوا اور ابوسفیان کو جھوٹی سذرت اور  
 حیلہ تراشیوں کے لئے مدینہ کو روانہ کیا۔ اس نے آنحضرتؐ کو کہا کہ میں  
 مدینہ کی صلح میں موجود نہ تھا اس لئے میں جا ہتا ہوں کہ آپ عہد صالحہ  
 تجدید کریں اور صلح کی مدت کو بڑھا دیں۔ آنحضرتؐ ان کی یہ بھی قبول فرمایا  
 ویکہہ چکے تھے اور خزاعہ کے مقابلہ میں بنو بکر کی امداد خلافت عہد صحیحہ کے  
 خبر عمرو بن سالم کے ذریعے پہنچ چکی تھی۔ آپ نے ابوسفیانؓ فرمایا کہ کیا تم نے کوئی  
 عہد شکنی کی ہے جسکی تجدید چاہتے ہو۔ ابوسفیانؓ نے کہا سعاد القید الیسا نہیں

تب آپ نے فرمایا۔ الحال سابقہ عہد و بیمان کو سمجھئے دو۔ آخر ابوسفیان واپس  
 چلا گیا۔ ابوسفیان کے جلنے کے بعد آنحضرت نے ایک سفیر کے کو بیجا اور حسب  
 ملک قوانین اخلاق کہلا بھیجا۔ یا تو خزاہ کے مقتولوں کا خون بہا ویدو  
 یا بنو کبر کی حمایت اور جانبداری سے الگ ہو جاؤ یا حدیبیہ کی صلح کا عہد جو  
 ہمارے تہارے درمیان ہے اسے پھیر دیا کہ نے یہ خیال کر کے  
 کہ مسلمان ہمارا کیا بکار سکتے ہیں صلح کا عہد پھیر دیا چونکہ اہل مکہ نے عہد کو دفنانے  
 لگا اور سکوا واپس کر دیا اور خزاہ پر خلافت عہد حملہ آور ہوئے اس لئے آپ  
 مکہ پر چڑھاؤ کی اور اس حملہ میں وہ نہ جی رحم اور شفقت دکھائی جسکی نظیر تاریخ  
 عالم میں نہیں ملتی ہے۔ فرمایا جو کوئی ابوسفیان کے طریق گسٹا دے اسے مار  
 جو کوئی اپنا پہاٹک بند کرے اسے مار جو کوئی مسجد میں چلا جاوے اسے  
 مار غرض کہ فتح ہوا اور کچھ مہری غورنیری و ان نہوی مگر کوئی تنفس ہی چہ  
 مسلمان نہیں کیا گیا جب کہ فتح ہو گیا تو خبر آئی کہ ہوازن قوم اہل اسلام  
 سے لڑنے کو اٹھی ہو گئی ہے اور انکا سپہ سالار ملک بن عوف تھری تھا  
 لیکن غزوہ ہوازن۔ فتح مکہ کے بعد قوم ہوازن مسلمانوں سے  
 جنگ کرنے پر آمادہ ہوئے مسلمان اپنی کثرت کے کھٹہ میں کینقد رلا پر دیا گئے  
 تھے اسلئے پہلے پہل ہوازن قوم کے تیر اندازوں نے انکا منہ پھیر دیا  
 مگر اب مسلمانوں کے لئے پیام نصرت پہنچ چکے تھے خدا کا فضل شامل حال تھا تھا  
 ہوازن گز بچا تھا اسلئے آخر کار قیاب ہوئے اور دشمن ہراگ کر وادی  
 اور طاس میں لپٹے

لبت و بک غزوہ اوطاس۔ ہزار ہا قوم کے لوگ حبش  
 وادی میں پہنچے آزادانہ و ان کا دین تک تقاب کیا گیا۔  
 لبت و دویم غزوہ طائف۔ ثقیف قوم کے لوگ حبش  
 سے ہٹا کر قلعہ طائف میں جمع ہوئے اس قلعہ کا اہل اسلام نے محاصرہ  
 کیا۔ جب پناہ گزین گھبرائے آپ نے فرمایا جو کوئی قلعہ سے اترے وہ  
 آزاد۔ اس عہد کے شتے ہی بہت غلام اتر آئے۔ ثقیف مسلمان ہو گئے  
 تب انہوں نے یہ غلام طلب کئے۔ آنحضرت صلعم نے جواب دیا کہ  
 وہ آزاد ہو چکے نصف آخر رمضان ہی تمام ثقیف مسلمان ہو کر دینے  
 میں پہنچے اور اسی لڑائی سے کمین کیا بلکہ کل عرب میں کفر کا خاتمہ  
 ہو گیا۔ ساتھ ہی کفار قریش کی لڑائی کا خاتمہ ہو گیا۔ ان تمام لڑائیوں  
 میں کسی شخص کو بے جبر و اکراہ مسلمان نہیں کیا گیا۔ کسی جنگ کی ابتدا  
 بلا وجہ آنحضرت کی طرف سے نہیں ہوئی۔ کسی فتح اور غلبہ کے بعد انتقامی  
 جوش نہیں دکھایا گیا۔ تھوڑے تھوڑے بہاؤن سے سفاکی دی  
 گئی۔ کسی مرتضیٰ بوڑھے مرد یا عورت یا بچہ کو جہ شریک نہ تھا  
 تکلیف نہیں دی گئی کامل غلبہ کے بعد کوئی زبردستی ظاہر نہیں کی گئی  
 ہر موقعہ نصرت و قوت پر شفقت و رحمت کو غالب رکھا جن لوگوں نے مسلمان  
 ہو کر ہون سے نکالا ہر طرح کی تکالیف اور کموینہ کی مدتوں بغیر و غضب  
 کی حالت میں ان کے خون کے پیاسے مہے بار بار دہو کے دئے  
 عہد توڑے شکنجوں مارے ہمیشہ مسلمانوں کی پیروی کی کہ ورتے رہے

اور بھی تذاویر کرتے رہے کہ اسلام کا نام دنیا سے مٹ جائے جب ان کو معلوم  
 کیا تو سوائے انصاف رحم اور معافی کے اور کوئی معاملہ ان کے ساتھ نہ کیا  
 لبست و سونم وہ غنا و انت نبویہ جو عہد شکن خلاف پسندافق  
 یہود کے ساتھ اس وجہ سے ہوئے کہ وہ متواتر مسلمانوں کے ساتھ عہد شکنی  
 کرتے رہے۔ دشمنان مکہ کی سازشوں میں شامل ہو کر اسلام کی بیخ کنی میں  
 باعضیہ طور پر ساعی رہے۔ آنحضرت صلعم کو مار ڈالنے کی تجاویز کرتے رہے اور  
 ہمیشہ مسلمانوں کو دکہہ وینہ اور مار ڈالنے کے موقع تلاش کرتے رہے۔ انکا  
 مختصر ذکر فصل الخطاب صنفہ مولانا مولوی نور الدین بھیروی سے نقل کیا جاتا ہے  
 ۲۶۔ پس آنحضرت کو واعظ ہونے کے سوا۔ قاضی اور حاکم بننا پڑا۔ اور انسانی  
 فطرت کے لحاظ سے یہ امر نہایت ضروری تھا۔

مدینے کی رونق افروزی کے وقت عربین قسم کے لوگ تھے کھلے دشمن  
 جیسے قریش اور ان کے حلیف۔ دوسرے وہ لوگ جسے عہد پیمان ہو چکے تھے جیسے  
 یہود کے مختلف قبائل۔ تیسرے منافق ظاہرین اسلام کے ساتھ اور  
 باطن میں کفار کے دوست۔ عاتقہ عرب میں بعض قومیں اسلام کی ترقی  
 خواہ تھیں جیسے خزاعہ۔ اور بعض دشمن کی فتح کے طالب جیسے بنو کعبہ اور  
 بعض قومیں بالکل خاموش اور حیران تھیں۔

آنحضرت نے مدینے میں پہونچتے ہی یہود سے ایک عہد کیا۔ جبکہ خلاصہ  
 یہ ہے یہ فرمان محمد رسول اللہ نے تمام مسلمانوں کو خواہ وہ قریش ہوں خواہ  
 اہل ثیبر (مدینے کا پیرانا نام ہے) اور سب لوگوں کو چاہے کسی مذہب اور

قوم کے ہون جنھوں نے مسلمانوں سے صلح اور جنگ کی حالت میں مسلمانوں کے لئے عام ہو گئی۔ اور کسی مسلمان کو یہ اختیار نہ ہو گا کہ اپنے برادران اسلام کے دشمنوں سے صلح یا جنگ کریں۔ یہود جو ہماری حکومت اسلامیہ سے تعلق رکھتے ہیں تمام دولتوں اور اذیتوں سے بچائے جائیں گے اور ہمارے است کے ساتھ مساوی حقوق اور ملکہ ہماری نصرت اور حمایت اور حسن سلوک کے حاصل رہیں گے۔ یہود ایں بنی عوف بنی نجار بنی حارث بن جسم بنی غالب بنی اوس اور سب ساکنان یشرب مسلمانوں کے ساتھ ملکر ایک قوم سمجھے جائیں گے۔ اور وہ اپنے اعمال مذہبی کو دوسری آزادی کے ساتھ بجالائیں گے جیسا مسلمان اپنے رسالت دینی کو ادا کرتے ہیں۔

یہود کی حفاظت اور حمایت میں جو لوگ ہیں یا جو ان سے دوستی کرتے ہیں ان کو بھی تحفظ اور آزادی حاصل رہے گی۔ مچرمون کا تعاقب کیا جائیگا۔ اور ان کو مندرجہ بالا کی یہود مسلمانوں کی شرکت یشرب کو سب دشمنوں سے بچانے میں کریں گے۔ اور تمام وہ لوگ جو فرمان کو قبول کریں گے یشرب میں محفوظ و مامون رہیں گے۔ مسلمانوں اور یہود کے دوست ہر شے کا بھی ویسا ہی اعزاز کیا جائیگا جیسا خود ان کا کیا جائیگا۔

سب سچے مسلمان اوس شخص سے بیزار ہیں گے جو کسی گناہ یا ظلم یا انصاف یا بغاوت کا مرتکب ہو گا اور کوئی شخص کسی مجرم کی حمایت نہ کریگا۔ گو وہ کیسا ہی عزیز و قریب ہو دے۔

آئندہ جو تنازعات ان لوگوں میں ہوں گے جو اس فرمان کو قبول کریں گے

اور فاضلہ خداوند عالم کے حکم کے موافق رسول اللہ فرمائیں گے۔  
 تھوڑے دنوں بعد یہود ان نبی نصیر اور نبی قریظہ اور نبی قنیقاع  
 اس معاہدے میں شامل ہو گئے۔ اس فرماں سے وہ بھیج رسم دفع  
 ہو گئی جو عرب میں رائج تھی کہ مظلوم ظالم سے انتقام لینے میں اپنی ذاتی قوت  
 یا اپنے اغزہ کی طاقت پر بھروسہ کرتا تھا اور سی اور عدل گسٹری جنگ  
 و جدل پر پوت قوت تھی۔ ابن ہشام صفحہ ۷۱ اولایف آف محمد صفحہ ۲۷۲۔  
 یہو دہیے قسی القتب تھے۔ چونکہ وہ اعلیٰ درجے کے تعلیم یافتہ بھی تھے  
 اور عقل بھی۔ اور فرقہ منافقین سے انکو اتفاق تھا اور باہمی بھی یہود  
 میں اتفاق تھا (بر خلاف عرب جن میں باہمی سخت نا اتفاقی تھی)  
 لہذا وہ نہایت خطرناک دشمن اس جمہوری سلطنت کے تھے جو شارع  
 اسلام کے زیر حکومت قائم ہوئی تھی۔

۲۸

نا تر بیت یافتہ قوموں میں شاعروں کا وہی مرتبہ ہوتا ہے۔ اور شاعر  
 وہی اقتدار رکھتے ہیں جو اہل اخبار ہند قوم میں۔ شعراء یہود چونکہ  
 نہایت ذہنی علم اور ذہنی شعور تھے لہذا اہل مدینہ پر بڑے حاوی تھے۔  
 اس قوت کو انہوں نے اس میں صرف کیا کہ مسلمانوں میں نفاق ڈالنے  
 لگے اور انہیں اور فریق مخالفین انصاف و عداوت کو ترقی دینے لگے  
 بلکہ میں کہتا ہوں باہم اہل اسلام میں اختلاف و عداوت کا بیج بوتے تھے  
 شمس بن قیس یہودی نے ایک بار دیکھا کہ انصار سلمان دینے کے اصل  
 باشندے، باہم کمال محبت و اتفاق سے بیٹھے ہیں۔ اور خیال کیا یہی گرو

# اشہار تفسیر القرآن بالقرآن

ترجمہ سورہ فاتحہ اور آلہ

یہ ایک نہایت ہی عجیب و غریب تفسیر ہے جس فادر کریم نے ہلکے متعلق القرآن جیسی عجیب کتاب صرف  
نوحیں تالیف کر لی توفیق دی تھی جس نے یہ ثابت کر دکھایا کہ قرآن مجید کی برابر مسلمانوں کے واسطے آسان کتاب  
اور زبانوں میں تو کیا اپنی مادری زبان میں بھی نہیں اُسی فادر کریم نے ہلکے اپنے خاص فضل سے اور کم سے اور  
رحم سے ایک تفصیل القرآن تالیف کرنے کی ہمت دی اور توفیق عطا فرمائی چنانچہ پانچواں آلہ کی تفسیر سورہ  
تفسیر سورہ فاتحہ تیار ہو چکی ہے اس تفسیر میں نئی اور عجیب باتیں حسب ذیل ہیں :-

اولیٰ - یہ کہ حتیٰ اللہ ہر ایک لفظ کا ترجمہ قرآن مجید کے عام محاورات کے مطابق کیا گیا ہے اور ہر ایک آیت  
کی تفسیر بھی دوسری آیات سے کی گئی ہے :-

دوئم - یہ کہ ہر ایک مضمون قرآنی کی نسبت ثابت کیا گیا ہے کہ وہ کسی خاص زمانہ یا کسی خاص قوم کے ساتھ مخصوص  
نہیں بلکہ ہمیشہ کی واسطے ایک زندہ اور مستقل صفت ہے جس کے نمونے ہر ایک ملک اور ہر ایک قوم میں  
ہر وقت مل سکتے ہیں :-

سوم - یہ کہ آیات قرآنی کے الفاظ نہایت صاف غیر مشتبہ اور غیر مبہم ہیں اور وہ ایسے عجیب نظام پر واقع ہوئے  
ہیں کہ ایک ادنیٰ استدعا کا آدمی ان سے استفادہ کر سکتا ہے اعلیٰ سے اعلیٰ دماغ اور لیاقتوں کا آدمی  
انہیں الفاظ سے لانتہا علاج کی باتیں اخذ کر سکتا ہے جیسا کہ یہ معمولی انسان کے لئے تذکرہ ہے ویسا ہی اعلیٰ  
درجہ کے حکیم فلاسفہ اور عارف کیواسطے ہے :-

چھام - نمونہ مشہورہ کے مطابق ہر ایک صفحہ کے بالائی حصہ میں آیات قرآنی مع ترجمہ یا محاورہ درج کی گئی ہیں تاکہ  
ایک قرآن سلسلہ باترجمہ ساتھ رہے :-

پنجم - ترجمہ میں حتیٰ الامکان یہ التزام کیا گیا ہے کہ قرآنی الفاظ کا مادہ ان میں محفوظ رہے تاکہ اس مادہ کا ہر ای  
زبان میں رواج ہو اور جو اس پر علم الہی میں اصل مادہ کے اندر مقصود ہیں وہ اُدھر ترجمہ سے نالینہ جوادین  
ششم - تمام اختلافی سائل کی تطبیق اور لغوی تنازعات کی توفیق قرآنی آیات سے ایسی عمدہ طریق پر کی گئی



ہے کسی فرقہ اسلامی کو مخالفت کا موقعہ نہ ہے بشرطیکہ وہ طالب حق راست بار اور مخلص بندہ  
خدا ہو۔

ہفتم۔ ہر ایک سورت کی آیت کے ساتھ سلسلہ وار نمبر دے گئے ہیں تاکہ حوالہ جات کے اخراج کے  
وقت آسانی رہے۔

ہشتم۔ اس امر کی بڑی کوشش کی گئی ہے کہ تفسیر مختصر بھی ہو اور کوئی صداقت یعنی سچا سلسلہ اس سے  
باہر بھی نہ ہو تاکہ سب لوگ باسانی خرید بھی سکیں اور سولو سے وقت میں مطالعہ بھی کر سکیں اور کسی  
صاحب کو کم و سستی یا کم فرستی کا عذر باقی نہ رہے۔

نہم۔ تمام اعتراضات کو جو قرآن مجید پر علوم جدیدہ اور قوانین قدرت اور تاریخ و جغرافیہ کی رو سے کئے  
گئے ہیں قرآن مجید کے الفاظ سے اور ایسی آیات حکمت سے نثوابت کر دیا ہے اور صاف طور پر دکھلا  
دیا گیا ہے کہ قرآن مجید کے الفاظ میں انہی یا انہی طریق پر یا محاورہ قرآن کی رو سے کوئی بات ایسی  
نہیں جس پر انسانی علوم اور سچی تحقیقاتوں کی رو سے اعتراض ہو سکے۔

دہم۔ تمام تعلیم قرآنی کی نسبت یہ ثابت کیا گیا ہے کہ یہ وہی تعلیم ہے جسکو دانشمند لگ محیفہ قدرت  
اور انسانی فطرت میں متعوش پاتے ہیں کوئی بات ایسی نہیں جو زبردستی منوائی جاوے یا جسکو سلیم  
العقل انسان کا دل خود بخود تسلیم نہ کر سکے اور جس کے لایتنہا اصلاح اور بے حد قربت  
کا سلسلہ جاری نہ ہو سکے اور کوئی بات ایسی نہیں جس پر عمل کرنے میں معجم عقل کا خون کرنا پڑے  
یا قوانین عدل و رحم کو توڑنا پڑے۔ **تِلْكَ حَشْرٌ كَبِيرٌ**

چنانچہ نمونہ کے طور پر دو صفحہ تفسیر لہقرآن کے شائع کئے جاتے ہیں ناظرین خود غور فرمائیں کل  
قیمت اس تفسیر کی تین روپیہ ہوگی۔ سورہ الحمد و یا سورہ الکمر کی تفسیر جو تیار ہو چکی ہے اسکی  
علیحدہ قیمت ۲ روپے۔

جو صاحب پہلے سے کل تفسیر کی درخواست بھیجینگے جس قدر حصہ تیار ہوتے جاویں گے اُس قدر  
ان کی خدمت میں بذریعہ قیمت طلب پارسل ارسال ہوتے رہیں گے۔ پیشگی قیمت بھیجنے  
کی ضرورت نہیں محض ایک درخواست بخیر صاحب مفید عام مقام تراوی منسلک  
کرنا یا ارسال فرماویں۔

يَبْنَى إِسْرَافِيلُ ذَكَرُوا صَافِقَ النَّبِيِّ أَمَرْتُ عَلَيْكُمْ وَأَنِّي فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ وَانْقَرَأَ

اسے بنی اسد ایل میری وہ عقبتیں یاد کرو جو میرے ٹھہر نازل کیں **فیلہ** اور یہ بھی کہ ٹنگم چانوں پر نصیلت دی **فیلہ** اور

يَوْمَ لَا تَجْرِي نَفْسٌ عَنْ نَفْسٍ شَيْئًا وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَهُمْ

اُس دن سے یہ وہ کوئی نفس کسی نفس کے کچھ بھی کام نہ آئے گا اور اس کی طرف سے شفا قبول کیجاو گی فست اور نہ اس کی طرف سے

يُصْرَمُونَ ﴿٢٨﴾ وَإِذْ نَجَّيْنَاكَ مِنَ الْغَمِّ إِذْ فَرَعُونَ أَيُّسُومُوا لَكُمْ شُوْءَ الْعَذَابِ يَذِبُحُونَ ﴿٢٩﴾

معاوضہ کیا جاوے گا اور نہ ان کو کہیں سے غرضیجی اصرار (اس وقت کو یاد کرو) جب پہلے آل فرعون سے منگو بجائ دی جو منگو بڑی تکلیفیں پہنچا

أَبْنَاءَكُمْ وَيَسْخَبُونَ إِلَيْكُمْ فِي ذَلِكُمْ يَخْلَعُونَ رِثَّةً عَظِيمَةً ٥٠

تھے تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے اور تمہاری عورتوں کو زندہ چھوڑتے تھے اور اس میں تمہارے رب کی طرف سے ایک بڑے عظیم سختی تھی

بنی اسرائیلیوں پر رب العالمین کی طرف سے جو خاص خاص فضل ہوئے انہیں سے چند یہ ہیں **اول** یہ کہ فرعون کے وحشیانہ

ظلموں سے ان کو نجات دی فرعون کو غارت کیا اور بجائے اُس کے اُنکو ملک کی حکومت عطا کی ہو۔ یہ کہ اُن میں انبیا

علیہم السلام اور بادشاہ اکثریت سے ہوئے سونے۔ یہ کہ انہیں آسمانی عیالوں اور کتب نازل ہوتے رہتے چہاڑ فرمائی ہوگی۔

کی غلامی سے آزاد کر کے ملک کل وارث بنایا جنگل ہم اُنہیں رکھ سایہ کیا۔ سن وسلیبی اوتارا اور تھیر سے یانی کے چشمہ نکالے

ان تمام احسانات کا ذکر قرآن محمد میں آتا ہے :-

آیا کہ ہر اس کے فضیلت تمام میں ہے گئے تھے افاصہ خاصہ میں ہمیشہ کے واسطے دی گئے تھے افاصہ

[illegible]

وہ لوگوں میں مام نہ ہو کر دینی میں یا جس جس کو فی سبیل اللہ جان و مال قربان کر دیا ہو۔

جَعَلَهُم مَّلَؤُودًا وَأَنَالَ مِمَّا يُنْتَبِذُونَ أَحَدُ مِّنَ الْعَالَمِينَ ﴿٢٠﴾ وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا نَحْمُوسَ السَّيِّدِ

علی العالمین ؑ ان آیات سے ظاہر ہے کہ یہ فضیلت اس وقت میں بھی عجلہ ان میں انبیاء اور پادشاہ ہو

رہے اور اس وقت کے لوگوں پر خاص فضیلت علم میں تھی لَعَنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَ

يَجْعَلُ مِنْهُمْ الشُّرَكَاءَ وَالْخَازِنِينَ وَقَعِيدًا الطَّافُوتِ ۝ إِنَّ آيَاتِ سَيِّئِ الْفَاعِلِينَ

کی وجہ سے لعنتی، بندر، سور اور بندہ شیطان بن گئے تھے یہ ثابت ہوا کہ یہ فضیلت عام نہیں بلکہ خاص ہے جو

بنی اسرائیل میں سے خاص خاص بندوں کو ایک خاص زمانہ میں نبوت مملکت اور علم کے لحاظ سے حاصل ہوئی تھی

نہیں مگر قرآن اور محمد کا جہان جو جھک کر تکیہ کرتے تہرات کا شہاد توں کو جو ان کے متعلقہ ہیں، انہیں انہیں انہیں۔

لنگر کو ڈالتا رہتا رہتا اور کھڑے ہو کر دیکھتا رہتا کہ کون سا کھانا کون سے کون سے

میں نے اپنے ہاتھوں سے اس کو مار دیا۔ اس کے بعد اس کو اپنے گھر لے گیا۔ اس کے بعد اس کو اپنے گھر لے گیا۔

منزل

وَإِذْ قَرَّبْنَا بَٰلِغَ الْهَرَمِ فَأَجْبَدْنَا وَاعْرِفْنَا آلَ فِرْعَوْنَ وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ ﴿٥٠﴾ وَإِذْ وَعَدْنَا

موسىٰ اَوْصِيَانَا لِيَلْكَأَنَّكَ تَشْكُرُونَ ﴿٥١﴾ ثُمَّ عَقَبْنَاكَ لَمَّا كَلَّمْنَاكَ مِنْ بَعْدِهِ وَأَنْتُمْ ظَالِمُونَ ﴿٥٢﴾ ثُمَّ عَقَبْنَاكَ لَمَّا كَلَّمْنَاكَ

مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ لَمَّا كَلَّمْنَاكَ تَشْكُرُونَ ﴿٥٣﴾ وَإِذْ أَنْبَأْنَا مُوسَىٰ لِكَلْبٍ وَالْقُرْآنَ لَمَّا كَلَّمْنَاكَ تَشْكُرُونَ

کریا تاکہ تم شکر گزار رہو اور یاد کرو جب چنے موسیٰ کو کتاب اور قرآن عطا کیا تاکہ تم ہدایت پاؤ

نفس کے کام آئیگا اور کسی قسم کی مدد مل سکے گی۔

فَسَمِعْنَا صَوْرَتَهُ بِأَلْسِنَةِ الْبَنَاتِ جَعَلْنَا صَوْبَهُ مِثْلَ صَوْتِ الْمَرْءِ الْمَدِينِ لَمَّا جَعَلْنَا لَهُ قُلُوبًا فَحَدَّثَ

أَوَّلَ شَاقٍ وَفَجَّارٌ شَكِيرٌ وَجَارٌ وَدُونَا وَارِدُوكُنَّ مِنْ أُنْ كَعَزُورِ شَرِكِ شَرِكِي وَغَفَلَتْ كُوْدُورُكَ دَوَّامِ مَوْجِلٍ

كَوْغَلَتْ لِأَبْرَاقِیْ وَارِدُوكُنَّ مِنْ أُنْ كَعَزُورِ شَرِكِ شَرِكِي وَغَفَلَتْ كُوْدُورُكَ دَوَّامِ مَوْجِلٍ

کے ملاح کو بھگانا۔ بلائے انعامی کے نتائج یہ ہوتے ہیں کہ بدکار بے ایمان لوگ ظلم اور بدکاری میں شریعت اور مومن خدا

پرست لوگ عبادت و محبت اور عشق الہی میں ترقی کرتے ہیں۔ جو غافل اور ضعیف الایمان لوگ ہوتے ہیں وہ عموماً مادی خدا

میں مشت پڑ جاتے ہیں۔ پس نتائج کے لحاظ سے ایک وقت بلائے مصیبت زیادہ مفید ہوتی ہے اور ایک وقت

بلائے انعامات عموماً بلائے مصیبت زیادہ اصلاح اور قیامت کا موجب ہوتی ہے کیونکہ مصیبت کے وقت انسان

شکستہ دل ہو کر خدا کے گے بہت عجز و نیاز کرتا رہتا اور گڑبڑاتا منتیں مانتا صداقات اور خیرات کرتا اور اپنے گناہوں کا

مقرر کو توبہ کرتا ہے اور اگر انسان ہمیشہ گڑبڑاتا اور توبہ کرتا رہے تو مصیبت دور رہتی ہے جیسا کہ قرآن مجید فرماتا ہے۔

مَا يَفْعَلُ اللَّهُ بِعَدُلٍ كَمَا أَنْتُمْ تَشْكُرُونَ ﴿٥٤﴾ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ ﴿٥٥﴾

فَلَا يَشَالُ تَامَمُ الْفَالِقِينَ عَرَبِ كَيْوَاسِطَ اِيَكِ زَبْرَدِستِ هَدَايَتِ اَوْنِيَوِستِ ہے کہ چھپ چھپ موسیٰ کے مقابلہ پر فرعون جیسا

زبردست پادشاہ مع اپنی قوم کے غرق ہوا اسی طرح اے گردن کشاں عرب تم بھی ہلاک ہو جاؤ گے اگر میری مخالفت کرتے رہے

تھیں کو بہ سوساں مٹ نہجو۔ اُس کی مدد پر خدا سے قدر ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ محمد کے سامنے تمام گردن کشاں

عرب کا خاتمہ ہو گیا۔

فَلَا يَشَالُ تَامَمُ الْفَالِقِينَ عَرَبِ كَيْوَاسِطَ اِيَكِ زَبْرَدِستِ هَدَايَتِ اَوْنِيَوِستِ ہے کہ چھپ چھپ موسیٰ کے مقابلہ پر فرعون جیسا

زبردست پادشاہ مع اپنی قوم کے غرق ہوا اسی طرح اے گردن کشاں عرب تم بھی ہلاک ہو جاؤ گے اگر میری مخالفت کرتے رہے

تھیں کو بہ سوساں مٹ نہجو۔ اُس کی مدد پر خدا سے قدر ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ محمد کے سامنے تمام گردن کشاں

عرب کا خاتمہ ہو گیا۔

فَلَا يَشَالُ تَامَمُ الْفَالِقِينَ عَرَبِ كَيْوَاسِطَ اِيَكِ زَبْرَدِستِ هَدَايَتِ اَوْنِيَوِستِ ہے کہ چھپ چھپ موسیٰ کے مقابلہ پر فرعون جیسا

زبردست پادشاہ مع اپنی قوم کے غرق ہوا اسی طرح اے گردن کشاں عرب تم بھی ہلاک ہو جاؤ گے اگر میری مخالفت کرتے رہے

تھیں کو بہ سوساں مٹ نہجو۔ اُس کی مدد پر خدا سے قدر ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ محمد کے سامنے تمام گردن کشاں

عرب کا خاتمہ ہو گیا۔

کا نام انگریزی۔ اردو۔ فارسی۔ عربی زبان میں لغات کی ترتیب پر صبح کیا گیا ہے۔ جس مرض یا دوا کا حال معلوم کرنا ہو تو فوراً لغات کے طویل پر اس میں نکالو اور دیکھو خواہ جس کا نام آج کو اردو زبان میں آتا یا فارسی۔ یا عربی۔ یا انگریزی میں اس کی مدد سے خود کامل طور پر علاج کر سکتے ہو یا کم از کم کسی خاص نسخہ و معالجہ کی جانچ پڑتال۔ اور قابل اخفا امراض میں جب چاہو کامل اسے حاصل کر سکتے ہو۔ ہر مرض کے علاج میں۔ انگریزی دیونانی نسخہ جات جو اعلیٰ درجہ پر قابل اعتبار ہیں درج کئے گئے ہیں۔ سہل و آسان اور یہی ادویہ کی طرف سے خاص توجہ دی گئی ہے تاکہ اسکی مدد سے۔ شہر و دیہات میں علاج بلاتدریس ہو سکے۔ ہر فرم و ذی علم کے لئے یہ کتاب حالت صحت میں رفیق جانفز اور ایام مصیبت میں مونس و غمگسار ہوگی اس کے تتمہ میں اخلاقی اور روحانی امراض کا علاج نہایت ہی دلچسپ اور معقول طریقہ درج کیا گیا ہے۔ یہ ایک ایسی جامع اور مفید۔ اور قابل اعتبار کتاب ہے کہ اسکی نظیر زمانہ سابق و حال کی کتابوں میں نہیں دیکھی جاتی۔ یہ کتاب تین جلدوں میں ہے قیمت فی جلد پچیس روپے قیمت ہر جلد ۷۵۔ کمپانڈروں۔ طالب علموں۔ اور غریب علم دوست اشخاص کو بشرط نقدیق ڈاکٹروں۔ ہیڈ ماسٹر اور عزیز عہدہ داروں کے نصف قیمت پر دیا جاسکتا ہے۔

۵۔ رسالہ اعضا مخصوص۔ اس میں تمام امراض مخصوصہ مثلاً آٹنک۔ سوزاک و جریان۔ نامری ضررات چلتی۔ بختر۔ شمریت۔ انزال۔ احتلام۔ عسرت الطمث۔ استسقاء وغیرہ کا علاج۔ جماع کے قواعد اور ادب۔ اور بہت سے ضروری مضامین لغت کی ترتیب پر درج کئے گئے ہیں۔ نیز تمام ادویہ جان کے اعضا کے متعلق ہیں درج ہیں زمانہ موجودہ کی تمام خرابیوں اور فسادات کا اس میں کامل علاج ہے قیمت ۸۰

۶۔ مفید النساء والصبیاء۔ اس رسالہ میں ان تمام ناگہانی دیکھوں۔ اور دردوں کا علاج ہے جو عورتوں کی بختری اور دایوں کی ثادافی اور واپسیت رسموں کی پابندی سے حاملہ اور زچہ اور نوزائیدہ کو ہمارے ملک میں دباے عالمگیر کی طرح ہلاک کر رہے ہیں قیمت ۳۰

۷۔ تشخیص الامراض۔ اس کتاب میں مفید عام کی طرح تمام امراض لغت کی ترتیب پر درج کئے جا کر ہر ایک مرض کی تعریف۔ اسباب۔ کیفیت۔ علامات۔ اسخام اور تشخیص درج کئے گئے ہیں۔ طب۔ جراحی۔ امراض قبالہ۔ امراض العین۔ امراض الشواہ۔ امراض الصبیان۔ امراض السنین وغیرہ میں سے کوئی مرض مشتق نہیں ہوا۔ تمام امراض پر یہ کتاب کامل طور سے حاوی اور جات ہے یہ کتاب مذہب عام کے ساتھ بلکہ اکثری ادویہ کی ایسا کامل لٹریچر نہ تھا جسے کہ کبھی کسی کتاب کی ضرورت نہیں

یہ کتاب انگریزی۔ اردو۔ فارسی۔ عربی زبان میں لغات کی ترتیب پر صبح کیا گیا ہے۔ جس مرض یا دوا کا حال معلوم کرنا ہو تو فوراً لغات کے طویل پر اس میں نکالو اور دیکھو خواہ جس کا نام آج کو اردو زبان میں آتا یا فارسی۔ یا عربی۔ یا انگریزی میں اس کی مدد سے خود کامل طور پر علاج کر سکتے ہو یا کم از کم کسی خاص نسخہ و معالجہ کی جانچ پڑتال۔ اور قابل اخفا امراض میں جب چاہو کامل اسے حاصل کر سکتے ہو۔ ہر مرض کے علاج میں۔ انگریزی دیونانی نسخہ جات جو اعلیٰ درجہ پر قابل اعتبار ہیں درج کئے گئے ہیں۔ سہل و آسان اور یہی ادویہ کی طرف سے خاص توجہ دی گئی ہے تاکہ اسکی مدد سے۔ شہر و دیہات میں علاج بلاتدریس ہو سکے۔ ہر فرم و ذی علم کے لئے یہ کتاب حالت صحت میں رفیق جانفز اور ایام مصیبت میں مونس و غمگسار ہوگی اس کے تتمہ میں اخلاقی اور روحانی امراض کا علاج نہایت ہی دلچسپ اور معقول طریقہ درج کیا گیا ہے۔ یہ ایک ایسی جامع اور مفید۔ اور قابل اعتبار کتاب ہے کہ اسکی نظیر زمانہ سابق و حال کی کتابوں میں نہیں دیکھی جاتی۔ یہ کتاب تین جلدوں میں ہے قیمت فی جلد پچیس روپے قیمت ہر جلد ۷۵۔ کمپانڈروں۔ طالب علموں۔ اور غریب علم دوست اشخاص کو بشرط نقدیق ڈاکٹروں۔ ہیڈ ماسٹر اور عزیز عہدہ داروں کے نصف قیمت پر دیا جاسکتا ہے۔

# الاشهاد تراوڑی

یہ اشتہاری پرچہ ہے جو ایک ہزار ماہوار

چھپکر تذکرۃ القرآن کے ساتھ ماہواری شائع ہوا

ٹرکیا۔ شرح اندراج فی ماہ چار روپیہ فی صفحہ فی سہ ماہی مٹ

فی صفحہ شش ماہی انیس روپیہ اور فی سال ستر روپیہ فی صفحہ ہوگی۔ جو

صاحبان اپنی طبع شدہ اشتہارات یا رسائل یا زبان اردو یا انگریزی وغیرہ

اشاعت کیلئے اسے ارسال فرماویں وہ شرح ذیل شائع کئے جاسکتے ہیں ہوزن

فی عدد چار روپیہ ماہوار۔ ۳ ماہ سے زیادہ ایک تولہ تک مٹے روپیہ ماہوار۔

ایک تولہ سے زیادہ فی تولہ یا اسکی کسر سے مٹے روپیہ ماہوار۔ تاجروں کے لئے

اپنی اپنی اشاعت کا یہ نہایت آسان ذریعہ ہے۔ ہجرت اشتہار و رخواست

کیساتھ آنی چاہئے۔ ورنہ عدم تمویل معاف۔

نوٹ۔ تمام درخواستیں۔ بنام فتح محمد خاں منجھڑ تذکرۃ القرآن مقام تراوڑی

ضلع کرناٹ آئی جائیں۔

المشہد

خاکسار فتح محمد خاں منجھڑ

تذکرۃ القرآن مقام تراوڑی

ضلع کرناٹ۔ صوبہ پنجاب

# تذکرۃ القرآن نمبر (۱)

بابت دسمبر ۱۹۸۸ء

ۛۛۛ

یہ رسالہ ہوا رہی شعلی ہو اگر کیا اوجھلے کے اغراض حسب ذیل ہو گئے۔

اول سکرانی مضامین اور رسائل کو ماہوار رسالوں کی صورت میں شائع کرنا اور ایسی تجاویز و تالیفات پیش کرنی جن سے قرآنی علوم کا رواج ہو۔

دو حکم قرآن کی کاملیت اور اضلیت کو تمام اقوام پر ظاہر کرنا۔

سوم حکم مخالفین کے اعتراضات کا جواب مناسبت شائستگی اور علم کے ساتھ قرآن مجید سے دینا۔

چہارم مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں اتحاد پیدا کرنا۔

قیمت سالانہ مدد محمول ڈاک دور و پیہ ہے جو پیشگی ادا ہونی چاہیے۔

تمام خلو و کتابت وغیرہ بشام سینیور کارخانہ تذکرۃ القرآن مقام نار نول

ریاست پٹیالہ صوبہ پنجاب ہونی چاہیے

ۛۛۛ

مطبع حسینی اگرہ باہتمام سید محمد علی طبع شد

عجیب و غریب اور تمام تعلیم یافتوں کے واسطے نہایت ہی ضروری

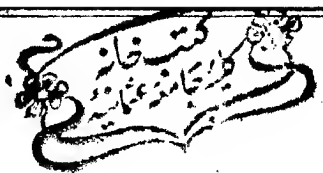
## اور مفید کتابیں

(۱) مفید عام عرف معین الحکیم یہ ایک لغات الادویہ و علاج ہے۔ ہر مرض اور دوا کا نام انگریزی اور دو فارسی اور عربی زبان میں لغات کی ترتیب پر درج کیا گیا ہے۔ جس مرض یا دوا کا حال معلوم کرنا ہو تو فوراً لغات کے طور پر اس میں نکالو اور دیکھ لو۔ خواہ اس کا نام آپ کو اردو زبان میں آتا ہو یا فارسی یا عربی یا انگریزی میں۔ اس کی مدد سے خود کامل طور پر علاج کر سکتے ہو۔ یا کم از کم کسی خاص نسخہ و معالجہ کی جانچ پڑتال اور قیاس بل انھا امراض میں جب چاہو کامل رائے حاصل کر سکتے ہو۔ ہر مرض کے علاج میں انگریزی و یونانی نسخجات جو اعلیٰ درجہ پر قابل اعتبار ہیں دیج گئے ہیں سہل الوصول اور دیسی ادویہ کی طرف خاص توجہ دی گئی تاکہ اسکی مدد سے شہر و دیہات میں علاج بلا وقت ہو سکے۔ ہر فہیم و ذی علم کے لئے یہ کتاب حالت صحت میں رفیق جانفزا اور ایام مصیبت میں مونس نگہسار ہوگی۔ اسکے تتمہ میں اخلاقی اور روحانی امراض کا علاج نہایت ہی دلچسپ اور معقول طور پر درج کیا گیا ہے یہ ایک ایسی جامع مفید اور قابل اعتبار کتاب ہے کہ اس کی نظیر زمانہ سابق اور حال کی کتابوں میں نہیں دیکھی جاتی یہ کتاب تین جلدوں میں ہے قیمت فی جلد ہے کل قیمت ہر سہ جلد عطا کیا و نذر دن طالب علموں اور غریب علم دوست اشخاص کو بشرط تصدیق ڈاکٹر ان ہیڈ ماسٹران اور معزز عہدہ داران نصف قیمت پر دیجا سکتی ہے۔

(۲) رسالہ اعضائے مخصوصہ اس میں تمام امراض مخصوصہ مثلاً آتشک و سوزاک۔ جریان

نامروری۔ سفرات جلق۔ عقر۔ سرعت انزال۔ احتلام۔ عسرت العظم۔ استسقاء وغیرہ کا

نوٹ۔ بہران کیشن کی بابت ملحدہ خطا کتابت سے فیصلہ کر سکتے ہیں۔



## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّىْ عَلَيْكَ سَلَامًا كَثِيْرًا

تذکرۃ القرآن نمبر ستمبر ۱۹۸۰ء

### دلائل برہستی باری تعالیٰ

امد تعالیٰ کی برہستی پر جو بیشمار دلائل ہیں اور جن کو قرآن مجید نہایت اکل و رابغ طور پر بیان فرماتا ہے وہ پانچ اقسام پر منقسم کئے جاسکتے ہیں۔

اول۔ وہ دلائل جو فطراناً ہر ایک انسان کے اندر موجود ہیں یعنی جنکو ہر ایک انسان پیدا ہونے ہی سے پورا پورا پتا ہے۔  
دوم۔ وہ دلائل جو نظام عالم پر غور کرنے سے پیدا ہوتے ہیں۔

سوم۔ وہ دلائل جو حالات انسان پر نظر ڈالنے سے حاصل ہوتے ہیں۔

چھارم۔ وہ دلائل جو انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام کے حالات پر نظر کرنے سے حاصل ہوتی ہیں  
پنجم۔ وہ دلائل جو ایمان صبح اور اعمال صلاۃ کے بعد پیدا ہوتے ہیں۔

اول۔ وہ دلائل جو فطراناً ہر ایک انسان کے اندر موجود ہیں ان میں سے ایک تو یہ ہے کہ ہر ایک انسان خواہ کسی فرقہ یا کسی ملت کا ہو نیکی و بدی کی تمیز اپنے اندر رکھتا ہے۔ نیکی کے وقت خود بخود بشارت ہوتا اور بدی کے وقت خوف کھاتا ہے اگر کوئی شخص راست باز محسن اور خدا پرست ہو تو عاقل لوگ بھی جنہوں نے کسی جگہ ادب اور اخلاق کی تعلیم نہیں پائی ہوئی اوس کی تعریف کرنے لگتے ہیں برعکس اس کے جو شخص ظالم و غافل اور بدکار ہو۔ اوسکو سب لوگ برا کہتی ہیں



اس قدر تمیز ہر ایک انسان میں پائی جاتی ہے خواہ وہ علم والا ہو یا بے علم۔ خواہ شہری ہو یا  
جنگلی خواہ شریف ہو یا رذیل ظلم کو ہر ایک انسان بُرا سمجھتا ہے اور نیکی کو اچھا۔ چھوٹے چھوٹے  
بچوں میں بھی نیکی بدی کی کسی قدر تمیز پائی جاتی ہے جو محبت کے ساتھ پیش آئے اور کسی طرف  
وہ مایل ہو جاتے ہیں اور جو غصّہ یا بے رحمی سے پیش آئے اوس سے نفرت کرتے ہیں جس  
شخص نے کبھی خون نہیں کیا۔ یا چوری نہیں کی اگر وہ پھلی و فہ ارادہ کرے تو کیسا اوس کا دل  
خون کھاتا ہے اور خود بخود رگڑتا ہے۔ لیکن خیرات اور احسان کے وقت کسی کا دل خون نہیں  
کھاتا بلکہ بنشاش ہوتا ہے چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے وَنَفْسٍ وَمَا سَوَّاهَا فَأَلْهَمَهَا فِجْوَدًا  
وَكَفُورًا ترجمہ ہر نفس کی اور اوس ذات کی جسے نفس کو درست کیا پھر اسے اندر بدی اور نیکی

کا علم دیا۔

بد تعلیموں بد صحبتوں اور بد فعلیوں سے یہ فطری خوف اور حیا رفتہ رفتہ زایل ہو جاتے ہیں۔  
جیسا کہ ہر قسم کا ناج اور ہر قسم کا تخم غنی پہنچنے اور بے طرح پڑے رہنے سے گلہا جاتا اور سڑ جاتا ہے۔  
اور پھر نشو و نما کے لائق نہیں رہتا اسی طرح یہ فطری مادہ بھی خراب ہو کر بیکار پڑ جاتا ہے۔ یا  
اس طرح کھوکھو کا بونگ خورہ ہو کر خراب ہو جاتا ہے تو اس کی اصل آب و تاباں بیکاری  
سے چنانچہ اس فساد کی نسبت قرآن کریم فرماتا ہے **بَلْ رَانَ عَلَىٰ قُلُوبِهِم مَّا كَانُوا يَكْفُرُونَ**  
ترجمہ: اور ان کے دلوں کی وجہ سے دلون پر رنگ بیٹھ گیا ہے

پرائیک جگہ اور فرما ہے فَلْتَأْخُذُوا بِلِحَافِ اللَّهِ مَلُوفَةً وَاللَّهُ كَافٍ بِهِنَّ عَلَى الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ  
ترجمہ۔۔ پس جب انہوں نے کچڑی اختیار کی تب اللہ نے انہیں دلوں کو کچ کر دیا کیونکہ اللہ  
تعالیٰ قوم فاسقین کی ہدایت نہیں کرتا۔

دوسری فطرتی دلیل ہستی باری تعالیٰ کی نسبت یہ ہے کہ سخت مصیبت کے وقت ہر ایک انسان خواہ کیسا ہی فاسق و فاجر اور غافل کیوں نہ ہو اللہ تعالیٰ کو مڑو پکارتا ہے یہاں تک جس شخص نے کبھی خدا کا نام نہ لیا ہو اور تمام عمر بدکاری اور ظلم میں گزار دی ہو جب کوئی سخت

مصیبت واقع ہوتی ہے یا موت سانس دھکائی دیتی ہے اوس کو بھی خدا یاد آجاتا ہے فرعون جیسے شکبر بادشاہ نے بھی مر لے دم اقرار کیا تھا کہ میں رب پر ایمان لایا وہ ہی رب جو موسیٰ اور ہارون کا رب ہے۔ میں نے خود اپنی زندگی میں اس قسم کے بہت سے مثالین دیکھی ہیں کہ ایسے شخص جنہوں نے تمام عمر غفلت تکبر اور ظلم میں گزاری سخت بیماری کی حالت میں وہ بھی خدا کی طرف جھگ گئے قرآن مجید اس فطری یقین کی نسبت کہ مصیبت کی تڑپ میں آتا ہی مددگار ہوتا ہے اس طرح پر اشارہ فرماتا ہے اَمَّنْ يَحْيِي الْمَيِّتَ اِذَا دَعَا تَرْجُمَہ

کون ہے جو بے قرار کی پکار کو سنے جو وقت وہ اسے پکار رہا ہے

پھر تمثیل کے طور پر ایک اور جگہ فرماتا ہے فَاِذَا دَكُّوْا فِی الْغُلٰی دَعَوْا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ  
لَهُ الدِّيْنَ فَلَمَّا نَجَّيْهُمْ اِلٰی الْبَرِّ اِذَا هُوَ يُشْرِكُوْنَ ۝ ترجمہ پس جب کشتی میں سوار ہوتے ہیں تب اللہ کو خالص ایمان اور یقین کے ساتھ پکارتے ہیں۔ مگر جب ہم سلامتی کے ساتھ انکو خشکی میں پہنچا دیتے ہیں تو پھر شرک کرنے لگتے ہیں۔ یعنی اللہ کو بھلا کر خود پرستی دنیا پرستی اور بت پرستی میں چڑھاتے ہیں۔

تیسری فطری دلیل یہ ہے کہ ہر ایک صحیح الفطرت اور نیک انسان کا دل خدا کو مانتا ہے اور اوس کی عبادت کی طرف جھکتا ہے سخت بدکاریوں اور متکبرانہ زندگی کی وجہ سے یہ یقین کم زور پڑ جاتا بلکہ بعض اوقات نابود ہو جاتا ہے مگر عموماً کسی نیک چلن انسان کو سوال کر کے دیکھ لو کہ کیا اس عالم کا کوئی خالق ہے تو اوس کا دل ضرور گواہی دے گا کہ ہاں میرا اور تمام عالم کا ایک خالق ضرور ہے جو رب العلمین چنانچہ اس فطری اقرار کی طرف قرآن مجید اس طرح پر اشارہ فرماتا ہے۔ اَلَسُنْتُ بِكُمْ قُلُوْبًا بَلَّغَہ ترجمہ

(روحون سے سال ہوا) کیا میں

متبارک و تعالیٰ ہوں انہوں نے جواب میں کہا۔ ہاں ہے۔

چوتھی فطری دلیل ہستی باری تعالیٰ پر یہ ہے کہ شروع خلقت سے آج تک

کوئی قوم ایسی نہیں گذری جس نے کسی نہ کسی صورت میں اپنا کوئی معبود قرار نہیں دیا۔  
 کسی نے خاص اند کو اپنا معبود بنایا۔ کسی نے سورج کو۔ کسی نے چاند کو۔ کسی نے پتھر کو۔  
 کسی نے دریا کو کسی نے سمندر کو کسی نے پہاڑ کو۔ کسی نے درخت کو۔ یہ زبردست میلان جس سے  
 کوئی قوم کسی زمانہ میں خالی نہیں رہی صاف ثابت کرتا ہے کہ معبود کی تلاش ہر ایک انسان  
 کی فطرت میں ضرور ہے اکثر اوقات اس فطری جوش نے ایسا زور کیا ہے کہ انسان کو اندہا نہا کر  
 پتھر درخت اور مورتوں کے آگے جھکا دیا اور ادنیٰ سے ادنیٰ چیز کو سجدہ کر دیا ہے اس فطری  
 جوش اور رہبری عقل کا مقابلہ قرآن مجید نے ابراہیم علیہ السلام کے حالات سے اس طرح پر  
 فرمایا ہے۔ **فَاذْكُرْ اِذَا هُوَ كَاذِبًا ۝ اِذْ رَاٰ نَارًا ۙ نَزَّاعًا اَصْغَا ۙ اُصْنَا ۙ مَا الرَّهْمَةُ ۙ اِنِّىْ اَرَاٰ اَيْتَ وَ قَوْمَكَ  
 فِيْ سَلَاطِلٍ مُّشْبِيْنَ ۝ وَ كَذٰلِكَ نُوْخِيْ اِذَا هُمْ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَ اَلْاَرْضِ وَ لِيَكُوْنَنَّ  
 مِنَ الْمُوْتِيْنَ ۙ فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا ۙ قَالَ هٰذَا رَبِّىْ فَلَمَّا أَفَلَ قَالَ  
 لَا اُحِبُّ الْاَلٰهِيْنَ فَلَمَّا رَاَ النُّجُومَ بَارِئًا ۙ قَالَ هٰذَا رَبِّىْ فَلَمَّا أَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ يَكُنْ لِّىْ  
 رُبُّ ۙ اِنِّىْ سَرِقْتُ لَكَ كَوْكَبًا ۙ مِنَ النُّجُومِ الصَّٰلِحِيْنَ ۙ فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسُ بِاِزْحَۃٍ ۙ قَالَ هٰذَا  
 رَبِّىْ هٰذَا الْاَكْبَرُ ۙ قَالَ لَیْقَوْنِىْ بِرَبِّىْ ۙ فَمَا تَشْفِىْ كُوْنُ ۙ اِنِّىْ وَجَّهْتُ وَجْهَیْ لِلدِّیْنِ  
 فَطَرِ السَّمٰوٰتِ وَ اَلْاَرْضِ وَ حَقِیْقًا ۙ مَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۙ**

جب ابراہیم نے اپنے باپ آذر سے کہا تو مورتوں کو خدا بتاتا ہے میں تو تجھ کو اور تیری قوم کو مریجا بھکا  
 ہوا دیکھتا ہوں اور اسی طرح ہم ابراہیم کو آسمانوں اور زمین کی سلطنتیں دکھاتے رہے تاکہ اس کا یقین  
 قائم ہو جاوے پس جب اس پھرات آئی ایک ستارہ نکلا دیکھا بولا کہ یہ میرا رب ہے مگر جب وہ ستارہ چھپ گیا  
 تو کہا کہ میں جب جانے والے کو دوست نہیں رکھتا۔ پھر جب چاند کو چمکتا ہوا دیکھا کہا یہ ہی میرا رب۔ مگر  
 جب وہ چھپ گیا کہ اگر میرا رب میری ہدایت نہ کرے تو بے شک میں بے راہ قوم میں سے ہو جاؤں گا۔ پھر  
 سورج کو چمکتا ہوا دیکھا۔ کہا یہ ہی میرا رب ہے۔ پھر جب وہ غائب ہوا کہا ای میری قوم میں ادنیٰ نام  
 بتوں سے جگہ تم خدا ٹھہرتے ہو۔ بے زار ہوں۔ میں تو خالصاً اوس ذات کی طرف بھگیا ہوں جس نے

زمین و آسمان پیدا کیا ہے اور میں مشرکین میں سے نہیں ہوں۔

اس قصہ میں عجیب و غریب سبق ہیں فطرتی جو غش نے ابراہیم علیہ السلام کو پہلے ہی مہر میں عبودیت کی طرف جھکایا مگر وہ آزادانہ اپنی عقل سے کام لیتے رہے اور جو ن جو ن مصیبتیں مصیبتیں میں نقص دیکھتے رہے۔ تو ن تو ن اون سے متنفر ہوتے گئے اپنی عقل کو اپنے باپ دادا اور قوم کے عقل کے تابع نہیں کیا۔ بلکہ حق اور آزادی کی ساتھ ان پر اعتراض پکڑتے رہے۔ سب سے بڑی دلیل حقیقی عبودیت کی نسبت آپ کے ذہن میں یہی رہی کہ وہ رب سر اسر نور اور سب سے بڑا ہونا چاہیے۔ اور کبھی اوس کا نور غائب بھی نہ ہو۔ اس بنا پر پہلے ستارہ کو خدا ٹھہرایا۔ پھر چاند کو۔ پھر سورج کو۔ پھر انکو متغیر الحال دیکھ کر حقیقی خدا کی طرف جھک گئے۔ جو آسمان اور زمین کا نور ہے اور جبکا نور کبھی غائب نہیں ہوتا۔ اس وقت میں ایک بڑا سبق یہ ہے کہ انسان کو اندھے یا گونگے طور پر اپنی فطرتی جذبات کی اطاعت نہ کرنی چاہیے اور نہ باپ دادا کی رسومات کو سجدہ کرنا چاہیے بلکہ عقل سلیم کو حق اور آزادی کے ساتھ اپنا راہبر بنا کر کامل نور اور کامل یقین کی تلاش کرنی چاہیے۔ دوسرا بڑا سبق یہ ہے کہ انسان کے واسطے طرح طرح کے بت ہیں ایک تو وہ بت ہیں جو موجودہ حالت میں ظاہر طور پر بت معلوم ہوتے ہیں ایسے بتوں کو فوراً چھوڑ دینا چاہیے باپ دادا اور قوم کے تعلقات بڑے زبردست اور نازک ہوتے ہیں مگر صریح مشرک اور ضلالت میں اوٹنا بکھیرنا غلط کرنا چاہیے جب کوئی شخص جرات اور بہمت کے ساتھ خالصاً اللہ اپنے دنیاوی تعلقات کو ترک کرے تو فوراً اللہ تعالیٰ اوس کا ہادی اور مددگار ہو جائیگا۔ جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام کے ایمانی مذہب کو چھوڑ دینے پر اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ اسی طرح ہم ابراہیم علیہ السلام کو آسمانوں اور زمین کی سلطنتیں دکھلائے رہے۔ تیسرا بڑا سبق یہ ہے کہ انسان ایک وقت میں غیر خدا کو عبودیت قرار دے سکتا ہے جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام نے پہلے ستارہ کو خدا بنا یا۔ پھر چاند کو پھر سورج کو۔ ایسا ہی انسان سے اپنے عقائد اور اعمال میں

صدرا طرح کی غلطیاں ہو سکتی ہیں اور ان کی اصلاح کا بھی طریق ہے کہ جس قدر  
اوس کی عقل ترقی کرتی جائے اور پچھلے عقاید اور اعمال کے نقص معلوم ہوں اوس قدر  
اوند کو درست کرتا رہے۔

چوتھا یہ سبق ہے کہ جب تک اپنے موجودہ عقاید و اعمال انسان کو کسی حقیقی اور دائمی  
نور تک نہ پہنچا دیں اوس وقت تک غافل اور لاپرواہ بنے بلکہ ابراہیم علیہ السلام کی طرح  
یہی کھتا رہے۔ لَئِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ دِينِي لَا تَتَّبِعُوا مِلَّةَ الْكَافِرِينَ هَٰذَا صِدْقٌ مِّنْ رَبِّكَ  
ابراہیمی ہے جس کا خلاصہ مطلب آیات مذکورہ بالا میں بیان فرمایا گیا ہے۔ یہی دانی  
اور ترقی کا ملت ہے ایسی ملت سے وہ ہی لوگ مستغفر ہو سکتے ہیں جو احمق ہیں جیسا کہ  
خود قرآن مجید فرماتا ہے وَمَنْ يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ شَیْءٍ يُتَصَدَّقُ  
ترجمہ۔ ملت ابراہیمی سے کون لغت کرتا ہے گمراہی شخص جسے اپنے نفس کو بیوقوف بنالیا ہے

پانچویں فطرتی دلیل ہستی باری تعالیٰ پر عبادت و عشق الہی کا اور انتہائی ترقی  
کرنا کلیہ قاعدہ ہے کہ جس زمین میں رائی کا بیج نہ ہو اوس میں رائی کا درخت نہیں  
ہو سکتا۔ جس جگہ جامن کا تخم نہ ہو اوس جگہ جامن کا درخت نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح اگر  
روح انسانی کے اندر عبادت و عشق الہی کا کوئی تخم نہ ہو تو کسی طرح ممکن نہیں کہ عبادت  
و عشق الہی عابدوں اور عارفوں میں اس قدر ترقی کرے کہ ان کو دنیا اور مافیہا سے  
بیخبر بنا دے اس فطرتی تخم کی طرہ قرآن مجید اس طرح پر اشارہ فرماتا ہے۔ کَلِمَةً  
طَيِّبَةً تَشْجَعُ طَيِّبَةً أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ هُوَ تَوْعَدُنِي أُمَّكُلُهَا أُكُلُ  
حِينَ يَارِئُ دِينُهَا۔ ترجمہ۔ پاک کلمہ درخت کے مشابہ ہے اوس کی جڑ ثابت ہے اور شاخ  
آسمان میں ہے ہر ایک موسم میں اپنے رب کی عبادت سے پل دیتا ہے۔

دوم وہ دلائل جو نظام عالم پر غور کرنے سے حاصل ہوتے ہیں  
ان دلائل کا خلاصہ دو اسمائے الہی ہیں ایک رَبِّ الْعَالَمِينَ اور دوسرا دُجَّانُ

رہو بیت اور رحمانیت کے انتظاموں پر غور کرنے سے عجیب عجیب نشان ملے ہیں پہلی دلیل یہ ہے کہ ہر ایک حیوان کے واسطے غذا کا پورا پورا سامان موجود ہو کوئی ادنیٰ حیوان ہو یا اعلیٰ خشکی میں رہتا ہو یا تری میں ویرانہ میں یا آبادی میں - زمین پر یا ہوا میں غرض جس جگہ کوئی حیوان ہے اسی جگہ اس کا رزق موجود ہے کڑوڑے بائے قسم کے حیوانات زمین پر رہتے ہیں مگر رزق سے کوئی محروم نہیں - چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا ثُمَّ يُرْجِعُهَا إِلَى اللَّهِ قَدْ ضَلَّتْ سُبُلُهَا مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَهَا يَوْمَ يُنْفَخُ الْأَشْجَارُ وَأُلْجَافُ الْأَرْضِ يَوْمَ تَكُونُ الْأَرْضُ كَالْعِهْلِ الْأَعْبَىٰ وَمَا يَذَّكَّرُ بِهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْغَافِلُونَ - وَهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ عَظِيمٌ ترجمہ

اور وہ ہر شے کا رب ہے ۔

دوسری دلیل یہ ہے کہ ہر ایک حیوان اپنی اپنی غذا کو پہچانتا ہے چراگاہوں میں دیکھو جس جگہ چرند و پرند آنا وانا چرتے اور چلتے ہیں بیسیوں زہریلی بوٹیاں بھی موجود ہوتی ہیں - مگر کوئی جانور زہرون کو نہیں کھاتا - غذا اور دوا میں تمیز جانور کو کیسے حاصل ہوئی کس مدرسہ طبی میں اوہون نے یہ تعلیم حاصل کی - یہ تمام رحمانیت الہی کا انتظام ہے - ہوا الذی غلظتھن فیہ اور جس نے پرورش و بقا سے نفع و خیرہ کے طریق مقرر کردئے اور ہر ایک مخلوق کو اس کے حسب حال ہدایت کر دی -

تیسری دلیل یہ ہے کہ ہر ایک حیوان بچہ جتنے اور اونکے پالنے کا طریق جانتا ہے قبل از وقت اپنی اپنی مناسب طواریاں شروع کر دیتے ہیں شہد کی مکھی کو دیکھو کہ قبل از وقت کیا عجیب جھلٹ تیار کرتی اور شہد بناتی ہے - ابا بیل کو دیکھو کیسا عجیب خانہ قبل از وقت تیار کرتا ہے انجن ماری کیسا نفیس چھوٹا سامٹی کا گھر تیار کرتی ہے بیا کیسا عجیب گونہ قبل از وقت بناتا ہے اسی طرح ہر ایک جانور اپنے اپنے مناسب جگہ اختیار کرتا - اور پھر اپنے بچوں کے جلنے اور طریق پرورش کو کیسے جانتا ہے - پرند و مکو دیکھو کہ کس کس احتیاط کے ساتھ اپنے انڈوں کو سہتے ہیں پھر بچوں کو کس کس طریق

سے چکنا سکھاتے ہیں۔

سبھی بچے جتنے ہیں اور پالتے ہیں      نہیں بے طرح بے گھر ڈالتے ہیں  
غذا کو سبھی اپنے پہنچاتے ہیں      مکان اور رہائش کو سب جانتے ہیں  
کہان سے یہ تعلیم پائی اوتھون نے      فراسست یہ کیونکر کمائی اوتھون نے  
نہیں جانور کوئی زہرون کو کھاتا      اگرچہ وہ ہوتا ہوا دل لہبا تا  
یہ تعلیم سب پاک رحمان کی ہے      بھلا اس میں کیا تاب حیدان کی کہ  
وَ اَوْحٰی رَبُّنَا اِلٰی النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِیْ مِنَ الْجِبَالِ کُنُوٰتًا وَ مِمَّنِ الشَّجَرِ  
وَ مِمَّا یَعْرِشُوْنَ ۚ ثُمَّ تَرجُمہ      بنے شہد کی کہی کو بتلایا کہ پہاڑ اور درختوں میں گھر  
بنالے اور جہان چہترمان ڈالتے ہیں۔

چوتھی دلیل یہ ہے کہ ہر موسم میں غذاؤں کا نیا ذخیرہ طیار ہو جاتا ہے دیکھو  
فصلوں اور بادلوں کے اور اندازہ اندازہ سے پانی برسا جاتے ہیں ابھی تو کل زمین  
خشک اور برہنہ تھی اور ابھی تر بہتر اور سرسبز ہو جاتی ہے تمام گرد و غبار روکے  
زمین سے دھویا جاتا۔ اور کوڑہ کرکٹ کے میدان سبزہ کے دل رہا منظر بن جاتے  
ہیں جیسا کہ قرآن مجید فرماتا ہے وَ اَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً بَلَقْدَرِجُمہ  
اور مجھے آسمان سے پانی اندازہ اندازہ سے۔

پانچویں دلیل یہ ہے کہ ہر ایک حیوان اپنے طریق بود و باش کو جانتا اور اپنے  
مکان کو سمجھتا ہے مچھلیاں پرناؤں جانتی ہیں پنڈاؤں اور غوب جانتی ہیں شکاری جانور گات گات  
اور اپنے شکاروں کو پکڑتا خوب مانتے ہیں چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے۔  
اَوْ لَوْ یَدْعَا اِلٰی الطَّیْرِ فَوْقَهُمْ صَمْتًا وَ لَیَقْبِضَنَّ ۚ مَا یَمْسُکُهُنَّ اِلَّا الرَّحْمٰہ  
ترجمہ کیا اونہوں نے پرندوں کی طرف نظر نہیں کی جو اون کے اوپر پر پھیلاتے اور بند کرتے  
ہیں اون کو رحمن کے سوائے کوئی نہیں سنبھالتا۔

چھٹی دلیل یہ ہے کہ ہر ایک جانور کو اسی کے مناسب حال اعضا ملے ہیں۔

جانوروں کی ہڈیاں ہلکی ہوتی ہیں اور گوشت بہت کم ہوتا ہے گوڑے کے بجائے ہڈیوں میں زیادہ ہوتی ہے۔ گوشت زیادہ تر سینے کی ہڈی پر ہوتا ہے تاکہ پرواز کے وقت خوب زور لگ سکے۔ چوہ کیون کو دیکھو کہ اون کے سانس کی ترکیب ایسی رکھی ہے کہ بالی کو اندر بھی اور نین سانس با سانی آسکتا ہے۔ شکاری جانوروں کو پہاڑنے والے پنیر اور دانت ملے گئے ہیں۔ پیرنے والوں پر ندوین کا بدن کشتی نما ہوتا اور اونکے پنجوں کی انگلیوں کے درمیان جملی ہوتی ہے۔ جو پیرنے میں مدد دیتی ہے پایا ب پلنے والوں کی ٹانگیں اور چونچیں لمبی ہوتی ہیں۔ الغرض جیسا کہ کسی جانور کا طریق زندگی ہے اسی کے مطابق اونکو اعضا ملے ہیں۔ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّ الْعَالَمِينَ الَّذِي خَلَقَ فَسْتَوِي وَ الَّذِي قَدَّرَ فَهَدَىٰ رَبِّكَ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّ الْعَالَمِينَ اے اعلیٰ کہ تم (جس طرح کرنا پس ہے سب کچھ پیدا کیا پروردگار کیا۔ اور جو پرورش دینا چاہو وہ پیدا کرنے والی طریق مقرر کرتا ہے۔ پروردگار طریق بتا ہی دیتے۔

ساتھ تو میں دلیل یہ ہے کہ تمام اشیاء اپنے اپنے خواص پر مشابہت کے واسطے قائم ہیں گھاس میں اپنے خواص گیہو میں اپنے خواص۔ دودھ میں اپنے خواص شکر میں اپنے خواص خشکیت میں اپنا خواص۔ پانی میں اپنے خواص اور آگ میں اپنے خواص ہمیشہ کے لئے قائم ہیں اگر ایسا نہ ہوتا تو کوئی جانور نہ پانی پر اعتبار کر سکتا نہ دودھ پر نہ گھاس نہ اناج پر نہ علم طب قائم ہوتا۔ نہ کیمیا۔ نہ طبعی۔ نہ حیوانات۔ نہ نباتات۔ نہ جنوم کیونکہ تمام علوم کی بنیاد کو اہل الاشیاء کی یکساں رہنے پر ہے۔ ہر ایک حیوان غذا کے ترو میں ہلاک ہو جاتا۔ اگر کسی گیہو میں خشکیت کے خواص آتے۔ اور کبھی شکر میں گیہو کے خواص تو ہر کس طرح کوئی نہ ان اپنی غذا مقرر کر سکتا تھا۔ وَكُنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلًا وَكُنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلًا پس کیا یہ تمام انتظام خود بخود قائم ہے کیا کبھی کوئی انتظام خود بخود قائم رہ سکتا ہے۔ یہ تمام رحمانیت الہی کا انتظام ہے۔



آٹھویں دلیل یہ ہے کہ عالم کی تمام مخلوقات اگرچہ علیحدہ علیحدہ ہیں مگر غور کرشیے  
 ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تمام یک دوسرے کے خادم اور ایک دوسرے سے ایسے متعلق  
 ہیں گویا ایک ہی جسم کے اعضا سے ہیں مثلاً سورج کو دیکھو کہ روڑا سے میل کے قافلہ  
 پر ہے مگر زمین کا تمام کارخانہ اسکے سارے پر چل رہا ہے۔ دن کا نکلنا۔ ہوا کا  
 چلنا۔ بادلوں کا آنا۔ کہیتوں کا پکنا اسکے طفیل ہے۔ اگر دس روز سورج غائب ہو جاوے  
 تو دیکھو کیا حال ہوتا ہے۔ لَا الشَّمْسُ يَنفَعُ لَهَا أَنْ تَدُورَ إِلَّا الْقَصْرُ وَلَا تِلْكَ  
 سَابِقُ النَّهَادِ ترجمہ سورج کی محال تین کہ چاند کو جا پکڑے۔ اور نرات کی محال ہے  
 کہ وہ پریشندی کرے۔ پھر ہوا اور پانی کو دیکھو کہ اگر علیحدہ علیحدہ مخلوقات ہیں  
 مگر تمام حیوانات کی زندگی انہیں پر ہے۔ پھر نباتات کی طرغ غور کرو کہ کس کثرت سے  
 انسان اور حیوان کا گذران ان پر ہے۔ پھر دیکھو کہ جب قدر حیوانی فضلات نکلتے ہیں  
 وہ تمام ان نباتات کی غذا ہیں۔ ہمارے سانس کے ساتھ جو خراب ہوا نکلتی ہے  
 وہ درختوں اور روئیدگی کی غذائی ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو ایک دوسری مین ہی تمام  
 روئے زمین غلامتوں اور خراب ہواؤں کے ذخیرہ سے ایسی تعفن اور زہریلی  
 ہو جاتی کہ ایک منٹ کے واسطے ہی کسی حیوان کا زندہ رہنا محال ہو جاتا۔ ہزار ہزار  
 ستارے ہیں جن کا کچھ حد و حساب نہیں۔ مگر تمام یک دوسری کی کشش پر اپنے اپنے  
 چکروں میں پھر رہے ہیں۔ جیسا کہ قرآن کریم فرماتا ہے۔ كُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ  
 ترجمہ تمام اجرام آسمان میں پرتے ہیں۔ الغرض غور کرنے سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ  
 اگرچہ عالم میں کروڑاٹے قسم کے مخلوقات ہیں اور ایک دوسرے سے بالکل علیحدہ  
 اور کروڑوں مہینوں کے فاصلے پر ہیں۔ مگر فی الحقیقت تمام ایک دوسرے سے ایسے  
 متعلق ہیں۔ وابستہ ہیں۔ گویا کہ تمام کے تمام ایک ہی جسم کے اعضا سے ہیں۔  
 یا یوں کہو کہ کل عالم ایک ہی جسم ہے پس یہ ایک قطعی دلیل اس بات کی ہے کہ کل عالم کا

خالق اور منتظم ایک ہی ہے جو رب العالمین ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو ضرور مخلوقات کے علیٰ علمہ علیہم ہوتے۔ اور ضرور خدا دیکھتے جیسا کہ قرآن مجید فرماتا ہے **وَلَوْ كَانَ فِيهِمَا آلُ الْعَذِّيرِ اللَّهُ لَفَسَدَتَا** ترجمہ اگر اللہ کے سوا اے زمین و آسمان میں کوئی اور بھی خدا ہوتا تو ضرور دونوں میں فساد پڑ جاتے۔

**توین دلیل یہ ہے** کہ سورج ہمیشہ اپنے وقت پر نکلتا۔ اور اپنے وقت پر چلتا ہے چاند ہمیشہ اپنے وقت پر نکلتا۔ اور اپنے وقت پر چلتا ہے۔ اور اسی طرح ہر ایک کرہ ارضی و سماوی اپنی اپنی چال پر قائم ہے کبھی اپنی اپنی چال اور اپنے اپنے وقت سے نہیں چوکتے پس کون ہے جس نے ایسا بیکار انتظام کر رکھا ہے کہ کبھی ایک ذرہ بہر کی بیشی نہیں ہوتی وہی ہے جو رب العالمین احکم الحاکمین ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **ذَٰلِكَ تَقْدِيرُ الرَّحْمٰنِ الْعَلِیْمِ** ترجمہ یہ اللہ کا انتظام ہے جو بر دست اور حکمت والا ہے۔

**دسویں دلیل یہ ہے** کہ ہر ایک انسان ہر ایک حیوان اور ہر ایک نبات کے اندر غذا کی تقسیم ہونے کا ایسا کامل انتظام رکھا ہے کہ ہر گ اور ہر ریشہ میں پورے غذا اور اس کے مناسب غذا پہنچ جاتی ہے۔ پھل اپنے وجود کو دیکھو کہ جو غذا ہم کھاتے ہیں حلق سے نیچے اوتارنے کے بعد ہمیں کچھ نہیں رہتی۔ کہ وہ کہاں گئی۔ اور کیا کیا اوس میں تغیرات ہوئے اور کس کس طریق سے ہر ایک رگ و ریشہ میں اوس کا حصہ پہنچا۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ بالوں میں بالوں کے مادے ناحق میں ناخون کے مادے۔ دانتوں میں دانتوں کے مادے۔ ہڈی میں ہڈی کے مادے۔ گوشت میں گوشت کے مادے۔ پٹھوں میں پٹھوں کے مادے۔ دماغ میں دماغ کے مادے اور اسی طرح دل پیٹ جگر طحال گرہ انتڑی وغیرہ میں ان کی مناسب مادی اور اسی طرح علیہ علمہ علیہم ہر ایک ذرہ اور ہر ایک ریشہ میں۔ اوس کے مناسب مادے پہنچ جاتے ہیں مابہ تلاً تو کسی ایک غذا کو لاکھوں کی مادی کو کب کب سے جڑ اور کھانے کی لکڑی سے ایک ذرہ اور ہر ایک ریشہ میں کچھ اور کچھ مادی لگتی ہے

اور کوفعات واپس آئی۔ اور کئے ایسا کامل نظام اور کئی نامے اور ہر جگہ مناسب طور پر جسے رسد  
 پہونچانے اور فضلات کو واپس لایہ کیا گیا۔ کیا ایسا عجیب و غریب اور کامل انتظام  
 جسکی ایک مثال بھی تمام عالم کے بادشاہ اور حکما و ملکر نہیں کر سکتے۔ خود بخود ہو گیا  
 یہ تمام اللہ کا انتظام ہے۔ جو رب العالمین اور رحمن الرحیم ہے سُبْحَانَ الْعِزَّةِ  
 وَالْكَرَمِ وَمَا يَلِيهِمَا وَلَا يَوْمُ لَهُمْ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ اور جمعہ آسمانوں  
 اور زمین کا رب ہوا اور ان تمام اشیائے کارب ہے جو ان کے درمیان میں انکی حفاظت  
 سے وہ نہیں تمکنا اور وہ بڑا عالی مرتبہ اور عظمت والا ہے۔ پھر نباتات کی طرف ایک میدان  
 یا باغ میں کھڑے ہو کر دیکھو کہ ایک ہی زمین اور ایک ہی پانی اور ایک ہی ہوا سے  
 ہزاروں رنگ، بو اور ذائقہ کے پھول پھل پتہ اور شاخیں پیدا ہوتی ہیں اور ان تمام  
 کے خواص علیحدہ علیحدہ ہوتے ہیں۔ مگر آئب کا درخت آئب بنا آ ہے۔ آڑو کا درخت  
 آڑو بنا آ ہے کید کا درخت کید بنا آ ہے پانی کا درخت پانی۔ سیب کا درخت سیب  
 اور انار کا درخت انار۔ اسے انسان کیا یہ سب کچھ تو کرتا ہے اسے یہ قوت انسان  
 کیون غفلت میں پڑا ہے اور اس کی کرم کا شکریہ ادا نہیں کرتا جس نے ہزار بار ہزار  
 قسم کی نعمتیں تیرے واسطے پیدا کی ہیں يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مِمَّا كَرِهْتُمْ لَكُمْ يَوْمَ  
 الَّذِي خَلَقَكُمْ فَسُوَّكُمْ فَعَدَلَتْ فِي ذَٰلِكُمْ سُورَةٌ فَأَنشَاءُ سُرَّتْ كَيْتُ ۝

گیا رہوین دلیل یہ ہے کہ ہر ایک انسان اور حیوان کی فطرت میں یہ علم و آگیا  
 ہے کہ ہر ایک شے اپنے خواص پر ہمیشہ کے واسطے قائم ہے۔ مثلاً اگر ایک چوہے  
 بچہ کو جسنے بلی کبھی انگور نہیں کھایا۔ ایک انگور کھلا یا جاوے تو ہمیشہ کے واسطے الفین  
 کر لیتا ہے۔ کہ تمام انگور خوش ذائقہ ہوتے ہیں پھر جب دوبارہ انگور اسکے روبرو  
 لاوے گا تو اسکی طلب کر لیکر۔ اگر ایک دفعہ آگ سے اس کا ہاتھ جل جاوے تو  
 آئندہ کو ہمیشہ آگ سے ڈرتا رہے گا۔ یہ ہمیشہ کا علم اور سکوکمان سے ہوا۔ اور ہمیشہ

کے واسطے ایک ہی دفعہ کے تجربے سے وہ کہی قابل ہو گیا۔ یہ محض فطرتی اصول ہے جو اوس کے ساتھ پیدا ہوا ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو ہر ایک شے کے خواص کے تحت اوسکو علیحدہ علیحدہ ہمیشہ کے واسطے یقین دلانا محال ہو جاتا۔ اور سخت مشکلات پیش آتی سنَّۃَ اللہِ الْخَیْ قَدْ خَلَتْ۔

بارہویں دلیل زبانوں اور رنگتوں اور خط و خال کا اختلاف ہی اگر ایسا نہ ہوتا تو انسان میں امتیاز محال ہو جاتا اور سخت خرابیاں واقع ہوتی۔ غریزہ اور دوسٹوں کا بچنا محال ہو جاتا جیسا کہ خود قرآن کریم فرماتا ہے۔ اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاَخْلَاقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّلْعٰلَمِیْنَ ترجمہ تحقیق آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور ہماری زبانوں اور رنگتوں کے اختلاف میں جاننیوالوں کے واسطے نشانات ہیں۔ اسی قسم کے صد نشانات ہیں جو نظام عالم پر غور کرنے سے حاصل ہوتی ہیں۔ جیسے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ کل عالم کا ایک خالق اور رب نہ رہے چنانچہ ان تمام دلائل کی طرف قرآن مجید سب تفصیل ذیل اشارات فرماتا ہے۔ اِنَّا فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاَخْلَاقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّلْعٰلَمِیْنَ اَلَّذِیْنَ یَلٰکُمُ رُوْنُ اللّٰهِ قَیَّامًا وَّعَوْدًا عَلٰی جُہُوْبِهِمْ وَیَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِنَّ رَبَّنَا مَا خَلَقَ هٰذَا بَاطِلًا ۙ لَّیْسَ بِکُمْ فِیْہَا عِلٰلٌ ۚ لَّتَاْرَہُ ترجمہ تحقیق زمین و آسمان کی پیدائش اور رات دن کے اختلافات میں اہل دانش کے واسطے نشانات ہیں جو اللہ کو کمرے اور بیٹے اور بیٹے ہوئے یا کہتے اور آسمانوں اور زمین کے مخلوقات میں غور و فکر کر سکتے ہیں۔ اسے رب ہمارے یہ تو نے باطل نہیں کیا۔ تو پاک ہے۔ پس حکموں کے عذاب سے بچا۔

سو یکم وہ دلائل جو گذشتہ اور موجودہ حالات انسانی پر نظر ڈالنے سے پیدا ہوتی ہیں

اول قوموں اور بادشاہوں کا زیر و زبر ہونا تو اس پر نظر ڈالنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب کبھی کسی قوم نے علوم و فنون اور قواعد تہذیب و تادیب میں ترقی کی تو وہ قوم بادشاہ بنا دی گئی۔ اور برعکس اس کی جب آرام طلبی عیاشی جہالت اور ظلم و فساد میں پڑ گئی تو رفتہ رفتہ غارت کر دی گئی۔ اسی طرح ہر زمانہ ہمیشہ زیر و زبر ہوتا رہا۔ ایک وقت ہندوستان کا ستارہ عروج پر تھا۔ پھر یونان نے عروج پایا۔ پھر روم نے پھر اسلام کی سلطنتیں ممالک ایشیا و افریقہ و یورپ میں قائم ہو گئی اور اب یورپ کی سلطنتیں دنیا کے کل ممالک میں زور پر ہیں۔ الغرض جب کبھی کسی قوم کو غلبہ ہو اور ترقی علوم و فنون اور قواعد تہذیب سے ہی ہوا اور جب زوال آیا تو ظلم اور فسادات سے ہی آیا۔ جیسا کہ قرآن مجید فرماتا ہے إِنَّ اللَّهَ لَا يُكَيِّدُ مَن يَكْفُرْ حَتَّىٰ تَأْتِيَ سَاعَةُ الْمَآلِ بِأَلْفُسِهِمْ تَرْجِمُهُ یعنی اللہ کسی قوم کے حالات کو نہیں بدلتا جب تک وہ اپنے نفسوں کی حالات کو نہ بدلیں۔

دوسری دلیل یہ ہے کہ ظالم پیشہ لوگ کبھی سرسبز نہیں ہوتے اور اگر اون کو کسی وقت دنیاوی عروج حاصل ہو بھی جاوے۔ تو وہ جلد جاتا رہتا ہے۔ اور ان کی نسلیں منقطع کر دی جاتی ہیں۔ کیا کہیں ایسے شخص کی بڑبڑتی بھی دیکھی گئی ہے جس نے اپنی عمر چوری راہزنی اور خوریزی میں گذاری ہو۔ کیا ایسے شخص کے مکانات اور اولاد میں ترقی اور رونق ہوتی ہے اس کی طرف قرآن مجید اشارہ فرماتا ہے وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ ترجمہ یعنی آخری عزت اور فتح خدا ترسون کو ہی نصیب ہوتی ہے پھر فرماتا ہے إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ مَفَا تَرَجِمُهُ تحقیق خدا ترسون کے واسطے کامیابی ہے۔

تیسری دلیل یہ ہے کہ خیرات کرنے والے اشخاص دنیا میں بڑی رونق اور عزت پاتے ہیں اور برعکس اسکے سود خوار اور راشی اور ظالموں کے سلسلے قطع کر دئے جاتے ہیں اگر خود غور کرو تو اس قسم کی مثالیں ہر ایک سببی اور ہر زمانہ میں کثرت سے ملین گی۔

چنانچہ خود قرآن مجید فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ يُؤَيِّدُ الصّٰلِحِيْنَ اَتَرَجَمْتُمْ اللّٰهَ تَعَالٰی ص۔ قاتل کی  
بڑھتی کرتا اور سود کو مٹاتا ہے۔ پھر فرماتا ہے۔ فَاَنْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ؕ ترجمہ  
یعنی خود نظر کرو کہ ظالموں کا خاتمہ کیا ہوتا ہے۔

چوتھی دلیل یہ ہے کہ جب قدر مفید خدای تعالیٰ کام ہیں وہ دنیا میں قائم رہتے ہیں اور  
جو مضر ہیں وہ پانی کے جھاگ کی طرح برباد کر دئے جاتے ہیں۔ مثلاً فارسی زبان میں  
ہزار ہا کتابیں تصنیف ہوئیں۔ مگر جو شہرت اور عزت گلستان و بوستان کو حاصل ہے وہ  
کسی کو حاصل نہیں۔ ایسا ہی جب قدر کوئی زیادہ مفید کتاب ہے۔ اسے بقدر اوسکو قیام  
حاصل ہوتا ہے۔ قرآن مجید جو تمام آسمانی کتابوں میں اکمل اور افضل کتاب ہے  
اسکی برابر ابتداء سے آج تک کسی کتاب کی حفاظت اور شہرت نہیں ہوئی۔ شہ و غزول  
سے آج تک ہزار ہا حفاظ اور قاری چلے آتے ہیں جو ایک طرح سے اسکے محافظ ہیں  
کسی شریر یا مخالف کو ایک ذرہ بھر آمیزش کا موقع آجک نہیں ملا۔ اگرچہ تقاسیر میں  
بہت کچھ رطب و یابس بھر دیا گیا۔ مگر خاص قرآن ایک ایک حرف اور ایک ایک نقطہ  
کامل طور پر ایک محفوظ ہے اور ایسا ہی ابد الابد تک محفوظ رہے گا چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے  
اِنَّا كَاَنَّا بِسَفْعِ النَّاسِ فَيَمُوتُ فَاِنِّي اَلَا تَرٰنَیْ ط ترجمہ مگر جو چیز بنی نوع کے واسطے مفید ہوتی  
ہے وہ ہی زمین میں قرار پذیر ہوتی ہے۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَآلِهَا فَاِظُنُّوْا ؕ ترجمہ  
ہم نے ہی قرآن اتارا اور ہم ہی اوسکے محافظ ہیں۔

چہارم وہ دلائل جو انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کے حالات پر  
نظر ڈالنے سے حاصل ہوتے ہیں

عباد الصالحین کا یہ گروہ تمام عالم سے نرالا ہوتا ہے۔ اگر اودن کی حیات اور تعلیم پر بطور  
عور سے دیکھا جاوے تو عجیب عجیب نمونہ انسانی کمالات کے نظر آتے ہیں۔ حق پرستی  
استقامت شجاعت حلم اور عفویں کیتا سے روزگار ہوتے۔ اور افلاس و تنہائی کیساتھ

ایسے ایسے کام کو کہاتے ہیں۔ کہ زبردست بادشاہ بھی اونکا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

دنیا پرستوں کا ظاہر بہین آنکھوں میں اودن کے قول اور دعویٰ خلاف عقل معلوم ہوتے ہیں۔ مگر ہوتا وہی ہے جو ادنکے منہ سے نکلتا ہے۔ تھوڑی دیر کے واسطے اس نظر کو خیال میں لاؤ۔ جبکہ حضرت مسیح علیہ السلام غربت اور یکبسی کی حالت میں اپنے آپکو یہودیوں کا ظاہر بادشاہ فرماتے ہیں۔ اور فقیہوں اور فریسیوں کو اونکی ریاکاری اور ظاہر پرستی پر تنبیہ کرتے ہیں پچھلی کی نسبت فرماتے ہیں کہ یہی ایلیا بنی ہے۔ جسے آسمان سے اور نجات دیا اور میں وہ ہی مسیح ہوں جس کا تواریخ میں وعدہ دیا گیا تھا۔ ان اقوال کو ظاہری اور دین کے خلاف پاکر یہودی علما اونکی تکفیر اور تکذیب پر آمادہ ہوتے۔ اور آخر کار سخت غضب میں آکر اذکو واجب الدار قرار دیتے اور اودن کے مارنے کے منصوبہ باندھتے ہیں مگر اذکو نشانہ میں ملتی ہیں۔ کہ کوئی انسان نہ کھوئے نہ مارے نہ قتل سے نہ صلیب سے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ انھیں عزت کے ساتھ اٹھا دیکھا اور نبی آخر الزما کی معرفت کفار کے تمام الزام رد کر دیکھا۔ اور تیری عزت و طہارت ظاہر کر دیکھا۔ اور تیری تابعین کو تیرے مخالفین پر قیامت غالب کر دیکھا۔ اب غور کرو کہ یہ اس وقت کا کلام ہے جبکہ مسیح علیہ السلام کے دشمن ہر طرف سے محیط ہو رہے ہیں اور بڑے زور پر ہیں اور آپ کے ساتھ محض چند اشخاص ہیں۔ جو سخت اضطراب کی حالت میں ہیں۔ مگر یہودی وہی جو مسیح علیہ السلام کے اقوال سے یعنی نبی آخر الزما محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کے تمام الزامات کو رد کیا اور مسیح علیہ السلام کی طہارت و عزت کو دنیا پر ثابت کر دیا۔ پھر یہود جو دشمن تھے وہ روز بروز ذلیل و خوار ہوتے گئے اور ہوتے جاتے ہیں۔ اور تابعین مسیح علیہ السلام یعنی نصاریٰ و اہل اسلام کی بادشاہتیں دنیا میں قائم ہو گئی اور ایسا ہی تاقیامت ہوتا رہیگا کہ مسیح علیہ السلام کے تابعین تاقیامت مخالفین پر غالب رہیں گے۔ جیسا کہ ان عجیب بشارات

کی طرف جو مسیح علیہ السلام کو غلبہ مخالفین اور شدت اضطراب کے وقت حاصل ہوئے  
 قرآن مجید اشارہ فرماتا ہے **وَإِذْ قَالَ اللَّهُ لِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ سَلَامٌ إِنِّي أَمُّؤْتُكَ وَمَا فَضَّلْتُكَ إِلَىٰ وَمُطَهَّرْتُكَ**  
**مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَاجْعَلْ عَلَى الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ قُوَّةً الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ**  
 اگر موسیٰ علیہ السلام کے حالات پر نظر کرو تو ایسی ہی عجیب قدرت و کمائی دیتی ہے۔  
 جبکہ فرعون نے عام حکم دیدیا کہ تمام فوج موسیٰ پر دو فوجا چاڑھے۔ اور موسیٰ عام معاذ اپنی  
 ہوا میں ہون کے بہاگ پڑے تو کیا کوئی قیاس کر سکتا تھا کہ جو بہاگ جا رہا ہے وہ غالب  
 ہو گا اور جو تعاقب کر رہے ہیں۔ وہ غرق کر دے جائیں گے۔ مگر یہی ہوا کہ موسیٰ  
 علیہ السلام اپنے ہوا میں سمیت امن و امان کے ساتھ دریا سے گزر گئے اور فرعون اور  
 اور اس کا لشکر غرق کر دے گئے۔ کیا تو یہ عالم تھا کہ فرعون بنی اسرائیل  
 کے میڈن کو پکڑواتا اور قتل کر ڈاؤن آتا۔ اور سخت سخت تکالیف پہنچاتا تھا۔ اور کیا اس  
 ہو گیا کہ ایک بنی اسرائیل کے بچے نے اس کے بیان پرورش بائی اور اوس کی وفات  
 کر دیا۔ اس کرشمہ آسمانی کی طرہ پر اللہ تعالیٰ اس طرح اشارہ فرماتا ہے **وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَءِيلَ**  
**قُلْنَا لَا تَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ ۚ لَئِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ آيَاتُنَا ۖ لَنَكُونَنَّ أَتْلَافًا ۚ وَتَقُولُ سَوَءَ الْعَذَابِ الَّذِي يَذَّلُونَ أَبْنَاءُكُمْ وَسِبْطُكُمْ تُسَاءَلُونَ**  
**وَقُلْنَا لَا تَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ ۚ لَئِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ آيَاتُنَا ۖ لَنَكُونَنَّ أَتْلَافًا ۚ وَتَقُولُ سَوَءَ الْعَذَابِ الَّذِي يَذَّلُونَ**  
**أَبْنَاءُكُمْ وَسِبْطُكُمْ تُسَاءَلُونَ**  
 ابی کی قوم سے بچایا۔ جو تم کو عذاب دیتے تھے۔ تم سے میڈن کو قتل کر ڈاؤن آتے تھے اور تم کی بیٹیوں کو زندہ ہونے دیتے تھے تو ان سے تم  
 ابی کی طرف سے سخت بلا تھی اور یہ کہ جبکہ تم اساتہ ہم نے دریا کو بہاڑ دیا۔ پس تم کو بہا لیا اور آل فرعون کو  
 غرق کر دیا۔ اور یہ سب کچھ تمہاری نظروں کے سامنے ہوا۔ چہر بنی آخر الزمان محمد مصطفیٰ صلی  
 علیہ وسلم کے حالات پر نظر کرو جبکہ کفار مکہ سخت نبلہ اور غضب کے حالت میں ہیں۔  
 اور تجویزین کرتے ہیں کہ اس بنی کا قتل سے خاتمہ کر دیا جاوے۔ اور محاصرہ  
 قاتل مقرر ہو گئے ہیں۔ مگر آنحضرت صلعم میان کفار سے نکلا کہ ایک غار میں چپکے ہیں



تو کیا کوئی گمان کر سکتا ہے کہ یہ نبی جو کفار سے تنگ آکر خوف کی حالت میں وطن کو چھوڑتا اور ایک غار میں چھپتا ہے۔ تمام سرکشوں کو باطل کر دے گی۔ جس کی تعلیم نے دس سال تک سخت مخالفت دیکھی وہی تعلیم تمام علوم ظاہری و باطنی کا سر تاج ثابت ہوگی اور اگر سے نکلے فتوحات پر فتوحات نصیب ہوگی۔ یہاں تک کہ ایک وقت اسلام کی عظمت کل عالم پر ثابت ہو جاوے گی۔ اور مخلوقات انسانی کا ایک حصہ کثیر اور سید المرسلین و خاتم النبیین مانے گا۔ تمام ظاہری سامان سخت مخالف ہیں۔ دس سال کا تجربہ مخالف شہادت دے رہا ہے مگر آپ کے یقین اور ارادہ میں ایک فرقہ بہتر نزل نہیں جیسا کہ قرآن مجید

فرماتا ہے (اذْ قَالَ لِصَاحِبِهِ لَا تُؤْمِنُ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا فَاَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ وَ اَيَّدَ لَهُ بِيَدِهِ لَمْ تَرَوْهَا وَ جَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِينَ كَفَرُوا السُّفْلَى وَ كَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا) ترجمہ جب محمد نے اپنے ساتھی سے کہا کہ افسردہ خاطر مت ہو یقین اللہ ہمارے ساتھ ہے پس اللہ نے اوپر تکبیر اُتاری اور ایک لشکر کی ساتھ اسکی مدد کی جبکہ او سے نہیں دیکھا اور کافروں کے باتوں کو پست کر دیا۔ فی الحقیقت اللہ کا کلام ہی بلند ہوتا ہے۔ اس قدر تمہیدی بیان کے بعد ہم ذیل میں چند دلائل نمونہ کے طور پر بیان کرتے ہیں۔ جو انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کے حالات پر نظر کرنے سے ذات باری کی نسبت پیدا ہوتے ہیں۔

**پہلی دلیل اونکا معجز نما اخلاص ہے۔** ابراہیم علیہ السلام کہتے ہیں اسے باپ میں جھگڑا اور تیری قوم کو صاف بھگا ہوا دیکھتا ہوں۔ قوم اسکو دھمکانی تھی کہ ہم تجھکو تیرا کردار دینگے۔ یا جلا دیں گے۔ مگر اون کے الفاظ میں ایک ذرہ ہر بناوٹ ظلم نہیں ہوتی مسیح علیہ السلام کی نسبت یہود نے مارنے کا ارادہ کر لیا اور برسرِ بازار سی بجائز ہو رہی ہیں۔ مگر آپ کی زبان پر وہی ہے جو دل میں ہے۔

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے برخلاف سخت از سخت تجاویز ہو رہی ہیں اونکے ذلیل کرنے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا جاتا۔ یہاں تک کہ قتل کرنے کے ارادہ

مستعد ہو گئے ہیں۔ مگر ممکن نہیں کہ اون کے اقوال میں ایک ذرہ بھرتید بلی کر سکیں۔  
 عالموں نے امام حسین علیہ السلام کو ہر طرف سے گھیر لیا ہے اون کے فرزند ان و برادراں کو لٹرون  
 کے سامنے شہید کر چکے ہیں۔ ہر طرف سے تیر دن اور نینون کی بوچھاڑ پڑ رہی ہے۔ تمام  
 تن زخموں سے چھلنی کی طرح ہو گیا ہے۔ اور قریب ہے کہ تن مبارک زمین پر گر پڑے۔  
 اور گھوڑوں کے سموں سے روند جاوے۔ یہ سب کچھ آپ کے واسطے آسان ہے  
 مگر نیرید پلید کے ہاتھ میں ہاتھ دینا ممکن نہیں ہے۔ تمام عزیزوں کا خاک و خون میں  
 بھجنا ہر طرح سے ذلیل و تنگ ہونا اور اپنے وجود کا قہقہہ قتلہ ہو جانا شیر و شکر معلوم  
 ہوتا ہے مگر اخلاص کو ہاتھ سے دینا اور زبان سے قلب کے خلاف اقرار کرنا ہرگز  
 گوارا نہیں۔

سر داو وندا و دست در دست نیرید والدہ دلیل لا الہ است حسین  
 انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کے حالات میں اس قسم کی مثالیں بیشمار دیکھنے میں  
 آتی ہیں۔ کہ آہ سے چہرنا۔ آگ میں جلنا۔ پتھروں سے مار کمانا۔ تلواروں سے کٹنا۔  
 ساحر و مجنون کھانا اور ہر طرح کی ذلت اور مصیبت برداشت کرنا اون کے واسطے ایک  
 معمولی بات تھی۔ مگر جوت بونا یا ریا کرنا اور اخلاص کو چھوڑنا اون کے واسطے ناممکن تھا  
 مگر افسوس کہ فی زمانہ بھی ایک سنت انبیاء متروک اور قطعاً متروک ہے ظاہر می مستون  
 پر بہت کچھ سنا جاتا ہے۔ مگر اخلاص کا عام و نشان باقی نہیں رہا جو تمام اعمال کی بنیاد  
 اور روح ہے اور جسکی تمثیلات سے تمام قرآن مجید اول سے آخر تک بھرا ہوا ہے۔

دوسری دلیل اون کا معجز نما صبر و توکل ہے تمام قرآن مجید اول سے  
 آخر تک اس قسم کے مثالوں سے بھرا ہوا ہے کہ انبیاء علیہم السلام ہر قسم کی  
 تکلیفیں اور مصیبتیں اللہ تعالیٰ کے راستہ میں کمال صبر و شکر کی ساتھ برداشت  
 کرتے رہے۔ کسی نقصان اور ذلت کو الہی احکام پر مقدم نہیں کیا اپنی طرف سے

تبلیغ احکام میں جان توڑ کر کوششیں کرتے رہے۔ ظاہر احنافیتوں اور انکاروں کو کچھ حقیقت نہیں سمجھا۔ اپنے رب کی رضامین راضی اور اسکے وعدوں پر متوکل ہیں۔ مان بپ عزیز و اقارب اور مان و دولت وغیرہ کا انظار حق کے وقت کچھ خیال نہیں کیا۔

تیسری دلیل اون کی معجز نما خیر خواہی خلافت ہے۔ جو لوگ ان کو نگاہ کرتے گا یا ان نکالتے ہر طرح سے ذلیل و بدنام کرنے اور نہیں کی اصلاح کے ساعی رہتے تھے۔ کسی قسم کے اجر کی امید خلقت سے نہ رکھتے تھے۔ بلکہ اجر کے بجائے اولیٰ طرح طرح کی تکلیفیں اٹھاتے پھر بھی اون کی دینی اور دنیاوی حالت درست کرنے کی تدبیروں میں سرگرم رہتے تھے۔ قرآن مجید میں اس قسم کی حمد و ثنایاں ہیں۔

چوتھی دلیل وہ دانشمندانہ جان بازی اور جان نثاری ہے۔ جو انبیاء علیہم السلام انظار حق اور اصلاح خلافت کے کاموں میں نظر کر رہے کسی بد چلتی اور بد رسمی میں کبھی ساتھ نہیں دیا۔ ان نیک رسوم اور عمدہ اخلاق کے پیلائے میں سب سے آگے قدم رکھتے رہے۔ کسی قسم کی طمع و غریبوں اور دوزخوں کا لحاظ نقصان اور تکالیف کا خوف اون کے نیک اور اون میں رد و بدل نہیں پیدا کر سکتا تھا بلکہ خالفتا للہ ہر قسم کی مصیبت اور نقصان کو عہد اٹھانے کے لئے آمادہ رہتے تھے۔

پانچویں دلیل اون کی تعلیم حق ہے۔ زمانہ میں کیسی ہی بت پرستی اور جہالت و ظلمت چھائی ہوئی ہو لوگوں کے عقائد اعمال اور بیانات کیسے ہی خراب ہوں مگر ان کی تعلیم ہمیشہ پاک صاف رہی ہے۔ تمام عالم میں شرک کفر اور ظلم کا سختی اظہار ہو رہا ہے لوگوں کی عقلیں بہر وہ تعلیمات اور تعصبات کی وجہ سے خراب ہوئی

ہیں۔ مگر اُن کی آنکھوں۔ اور بظنون میں کوئی نقص ظاہر نہیں ہو سکتا۔ ہر قسم کا تعصب اور ہر قسم کی جہالت اُن سے دور ہے نہ بصحبت نہ بد رسومات کی شتم کا بد اثر پہنچا سکتے ہیں نہ ظالموں اور بدکاروں کی ہبکاوت کوئی اثر کرتی ہے۔ اُن کا دل روشن اور نیک اعمال نیک اور اُن کی تعلیم حق ہے۔

چھٹی دلیل وہ دائمی عشر اور غلبہ ہے جو انبیاء علیہم السلام کو سخت مخالفتوں اور زلزلوں کے بعد حاصل ہوتا رہا جسکی نسبت قرآن مجید فرماتا ہے كَتَبَ اللّٰهُ لَاحِلٰلَيْنَا اَنَا وَمَوْلٰی ترجمہ اللہ نے لکھ دیا ہے کہ ضرور میں اور میری رسول ہی غالب رہا کرینگے۔ فرعون اور اوس کا لشکر غارت ہوا۔ اور آجک ذلت کے ساتھ اُن کا ذکر کیا جاتا ہے۔ مگر موسیٰ علیہ السلام آخر کار فتیاب ہوئے۔ اور عزت کے ساتھ اُن کا نام روشن ہے مسیح علیہ السلام کے مخالفین پر تاقیامت لعنت ہے۔ اور وہ ہمیشہ ذلت پر ذلت اور تباہی پر تباہی دیکھتے جاتی ہیں۔ لیکن حضرت مسیح علیہ السلام کی غرت روز بروز دنیا میں زیادہ ہے اور اُن کے تابعین کی تمام عالم پر سلطنتیں قائم ہوتی جاتی ہیں۔ حضرت خاتم المرسلین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آخر کار تمام مخالفین پر غالب آئے یہاں تک کہ آپ کی حیات میں آپ کے مخالفین عرب میں سے کوئی بھی زندہ نہیں رہا تھا۔ اور تمام کا خاتمہ سخت ذلت اور روائی کے ساتھ ہو چکا تھا۔ اور روز بروز آپ کا ہی دین تمام دنیا میں پھیلتا جا رہا ہے اور قریب ہے کہ تمام عالم اس طرف جگمگ پڑے۔ اقوام یزید نے پناہ کا نام حسین علیہ السلام کا کوئی نمود دنیا میں نہ ہے اور اپنی طرف سے سخت الحاد اور کفر کے جوش میں غلاتمہ ہی کر چکے تھے مگر دنیا میں اس وقت اولاد حسین اس کثر سے موجود ہے۔ مگر شاید کوئی شہر سید سے خالی نہ ہوگا۔ اور تیرگا حسن و حسین پر بڑی کثرت سے نام رکھے جاتے ہیں۔ لیکن یزید کی نسل با نام کا شخص کمین دیکھنے یا سننے میں نہیں آتا۔ وہی یزید جو اپنے آپ کو خلیفہ وقت اور

امیر المومنین قرار دیتا تھا۔ اور حسین علیہ السلام جیسے امام کو باغی گردانکر قابل سزائش قرار دیتا تھا۔ اوس کا نام نفرت اور حقارت کے ساتھ لیا جاتا ہے۔ لیکن حسینؑ کی دنیا میں وہ عزت باقی ہے جسکی مثالین بہت کم ہیں۔

پنجم وہ دلائل جو جہد فی سبیل اللہ سے پیدا ہوتی ہیں۔ یہی وہ دلائل ہیں جو انسان کے ایمان کو کامل یقین تک پہنچا دیتے ہیں۔ چار اقسام کے دلائل محض ظن غالب پیدا کر سکتے ہیں۔ لیکن یقین ہوتے تک حاصل نہیں ہوتا۔ جب تک کہ انسان الہی رضا کے راستہ میں خود محنت نہ اٹھاوے۔ خود عرضی اور نفسانیت کو قطعاً چھوڑا دھر ہر قسم کے شرک اور ظلم سے پاک و صاف ہو کر اللہ کریم کی طرف کلیتاً جھکیں اور اپنے مال و جان کو اسکی راہ میں فدا کرنا۔ اور اسکے حکموں کی پوری پوری طاعت کرنا حصول یقین کے لئے ضروری ہیں جب انسان طالب حق ہو کر کچھ محنت اٹھائی شروع کرتا۔ اور اپنے معبود کا سچا پرستار۔ پرستار بننا ہے تب اللہ کریم کی طرف سے خاص خاص انعامات تازل ہوتے شروع ہو جاتے ہیں۔ جو اسکے ایمان کو خالص اور اسکے یقین کو کامل کر دیتے ہیں۔ یہ انعامات مختلف حالتوں کے مطابق مختلف ہوتے ہیں۔

ابتدائی حالت میں جبکہ رسمی طور کا ایمان ہوتا ہے۔ بھنے جیسا کہ اباؤ اجداد کو دیکھا دیا ہی ہمارا یہی ایمان ہو گیا۔ اور جسطرح سے اؤ کو عبادت کرتے دیکھا ویسی ہی ہم بھی کرنے لگے لیکن ایمان اور اعمال سے جو حاصل ہوتا ہے اسپر کچھ خیال نہیں کیا اور نہ اسکی کچھ طلب پیدا ہوئی۔ بلکہ غافلون اور سادہ لوحوں کی طرح اپنی زندگی بسر کرتے رہے اور وقت تک تو محض اسقدر معلوم ہوتا ہے کہ جب کہی اللہ تعالیٰ کا ذکر کسی قدر توجہ اور خلوص کے ساتھ کیا جاوے تو مثلاً ایک اطمینان اور سرور حاصل ہوتا ہی جیسا کہ قرآن مجید فرماتا ہے اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ يَتَذَكَّرُ الْغُلُوْبُ ۝ ترجمہ

خبردار ہو کہ اللہ کے ذکر سے دلون کو اطمینان حاصل ہوتا ہے الخ لفظ خیر دار سے صاف ظاہر ہے کہ اس آیت کے مخاطب غافل اور سادہ لوح اشخاص ہیں جو اس اطمینان قلبی سے بخیر ہیں۔ پھر ایک اور آیت میں اس طرح ارشاد فرماتا ہے **هُوَ الَّذِي أَنزَلَ السَّكِينَةَ فِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ لَئِيْزِدُوا إِيمَانًا تَأْتِعَهُمْ رَبُّهُمُ تَرْجِمُهُ** اللہ وہ ہے جو ایمان والوں کی سکینت نازل کرتا ہے تاکہ ایمان پر ایمان زیادہ ہو الخ۔ اس آیت شریفہ سے صاف ظاہر ہے کہ ابتدائی ایمان جو ناقص ہے اس کی ترقی اس طرح ہوتی ہے کہ اللہ کریم و لوہر ایک اطمینان نازل فرماتا ہے جو پہلے ایمان کو زیادہ کر دیتا ہے۔ الغرض وہ سرور جو ابتداً ایمان میں خیرات صدقات اور عبادات کے بعد حاصل ہوتا ہے۔ ایک دلیل ہے اس ذات پر جو ہمارے تمام علموں کو دیکھتا اور ہر جگہ حاضر و ناظر ہے۔ اس سرور کا ہمیشہ طالب رہنا چاہیے کیونکہ رو جانی ترقیات اور ایمانی عروج کا یہی پہلا زینہ ہے۔

دوسرا درجہ ایمانی ترقیات کا یہ ہے کہ انسان جن باتوں کو محض ایمانی یا اعتقادی طور پر پامناشتا اب ادن کی اصل حقیقت کو خود دیکھنے اور محسوس کرنے لگ جاتا ہے مثلاً پہلے ایمان تھا کہ اللہ تعالیٰ مومنین اور کافروں کا ساتھی اور والی ہے۔ مومنون کو اسی پر توکل رکھنا چاہیے وہ خداوند قریب ہے۔ اور پکارنیوالے کی پکار کو مٹاتا ہے مصیبت کے وقت میں اپنے غفلت بندہ کی امداد اور دلاری کرتا ہے۔ اور اوس کے برابر کوئی رفیق نہیں۔ اور اس کی برابر کوئی مولانا نہیں نیکی سے وہ خوش ہوتا اور بدی سے ناراض ہوتا ہے جس قدر انسان نیکی اور احسان کا راستہ اختیار کرے اسی قدر قرب الہی کا قرب زیادہ ہوتا جاتا ہے اور جس قدر بدی اور خود غرضی کے راستہ اختیار کرے اسی قدر رنجاب باری سے دور اور مردود ہوتا جاتا ہے ان تمام مسائل پر جو ایمان تھا اب واقعی علم اور یقین کی صورت میں بدلتا جاتا ہے کیونکہ ان تمام مسائل کو تجربہ بتا خاص اپنی زندگی میں دیکھ لیتا ہے جیسا کہ قرآن مجید فرماتا ہے **وَلِلّٰهِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِحُجَّتِهِمْ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ** ترجمہ

اللہ مومنوں کا دوست ہے اور کواہد میرے سے نکال کر روشنی میں لے آتا ہے اگر جب تک  
 الٰہی معیت ہدایتِ عالیہ رحمت کے آثار و نوح کا خاص اپنے نفس پر تجربہ اور مشاہدہ نہ ہو جاوے  
 اور سوقت تک ایمان ناقص اور موجب خطرات رہتا ہے۔ ایسے لوگ خواہ کسی ہی عالم و فاضل  
 یا جاہل مطلق بڑی بڑی غلطیوں میں پڑ جاتے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کے کرام  
 کی تکذیب اور مخالفت ایسے ہی لوگوں کی ہاتھوں سے ہوتی ہے ایسی ہی علماء یہود و نصاریٰ  
 جو سچ علیہ السلام کی تکفیر اور تحریب پر آمادہ ہوئے ایسے ہی لوگ تھے جو حسین علیہ السلام  
 اور کل نبی فاطمہ کی خونریزی۔ اور تذلیل پر تھے رہے جب تک انسان اپنے رب سے غافل  
 عنایات اور ہدایات کا طالب نہ بنے۔ بلکہ اپنے عالم اور عقل کو کافی نہ سمجھے۔ اور اپنے ظاہر  
 اور اسباب پر غنی بنا رہے وہ جاہل اور تکبر ہے۔ اس کے اپنے رب کو غفور۔ رحیم و کریم  
 اور ذو الفضل عظیم نہیں سمجھا تبھی تو وہ دور ہے۔ دور عبادت کرتا اور غفلت والہ پروائی میں  
 اپنی عمر عزیز کو برباد کرتا ہے۔ نہ کہہ ہی خاص انعامات الٰہی کی امید رکھتا ہے۔ اور نہ کہہ ہی  
 سچی طلب کے ساتھ انکی خواہش کرتا ہے۔ اور کی زبان سے آیاتِ عُبُودِ اٰیَاتِ اَنْتَ سَمِیعُ  
 اَلْهٰدِیْنَ اِلَی الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِیْمِ لَا صِرَاطَ اِلَی الدِّیْنِ اَلْعَمَّتْ عَلَیْهِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوۃِ عَلَیْهِمْ  
 بار بار نماز و نین کہنا محض رسمی طور پر ہے۔ نہ تو اس کے مطابق اس کے اعمال ہیں اور نہ انعامات  
 الٰہی کی اس کے اندر خواہش ہے قرآن مجید فرماتا ہے وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَتّٰی قُلُوۡہُمْ  
 اِذْ قَالُوۡا مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰی سَبۡتِہٖ مِنْ شَیْءٍ فَتَرٰجِمَہُ اَنْہُوۡنَ لَیْسَ کُوۡنَہُ سَمَیۡا کَہُ  
 سمجھنا چاہتے تھے۔ جبکہ ان کا یہ قول ہا کہ اللہ نے انسان پر کچھ نہیں اتارا اگر  
 تیسرا درجہ وہ ہے جبکہ بندہ اللہ کے واسطے ہو جاتا ہے اور اللہ  
 کریم اوس کا رفیق اور ہادی اور محافظ اور ناصر بن جاتا ہے۔  
 یہ وہ مقام ہے جس میں کہ بندہ پر تائیدات غیبی روئے صادقہ۔ مکار شفات الہیات  
 ایزد سیر ربانی کے دروازہ کھل جاتے ہیں جن انعامات الٰہی کو پہلے قصہ کہانیوں کے

رنگ میں سنتا تھا۔ یا کسی کبھی اپنی زندگی میں محسوس کرتا تھا اب وہ انعامات لگاتار  
 بارش کی طرح برستے رہتے ہیں۔ ان انعامات کے ذکر اور تمثیلات سے قرآن مجید  
 بھرا ہوا ہے۔ ذیل میں نمونہ کے طور پر محض چند آیات ورج کی جاتی ہیں۔ اِنَّ اللّٰهَ  
 مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ ترجمہ اللہ مومنین کے ساتھ ہے اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝  
 ترجمہ اللہ متقیوں کو دوست رکھتا ہے وَالْقَوَّٰلُ اللّٰهُ ۝ وَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ ۝ ترجمہ  
 اللہ سے ڈرتے رہو اور اللہ تمہارا معلم بن جاوے گا۔ اِنَّ اللّٰهَ يُدَافِعُ عَنِ الَّذِينَ  
 اٰمَنُوْا ۝ ترجمہ اللہ تعالیٰ مومنین سے بلاؤں کو دور کرتا ہے وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ  
 مَنْ يَنْصُرُهُ ۝ ترجمہ اللہ تعالیٰ ضرور اوسکی مدد کرتا ہے جو اللہ کی خدمت کرتا ہے  
 وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لِّهٖ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۝ ترجمہ  
 جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اوس کے واسطے خلاصی کے راستہ بنا دیتا ہے۔  
 اور ایسی جگہ سے رزق پہنچاتا ہے جس کا وہ گمان نہیں کر سکتا اِلَّا اَنْ اُوْدِيَا  
 اللّٰهُ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَنْقُوْنَ ۝  
 لَهُمُ الْبَشَرُ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۝ ترجمہ خبردار تحقیق اللہ کے  
 وہ دوست ہیں جس کو کوئی خوف نہیں ہوتا نہ وہ غمگین ہوتے ہیں۔ مومن اور  
 متقی ہوتے ہیں اون کے واسطے اس دنیا میں اور آخرت میں بشارتیں ہیں۔  
 اٰجِبْتُ دَعْوَةَ الدّٰعِ اِذَا دَعَا فَلَيسَ يَخْتَفِيْ وَاَلَيْسَ لِّلّٰهِ مَنَاصِيْرٌ ۝ لَعَلَّهُمْ  
 يَرْشُدُوْنَ ۝ ترجمہ میں پکارنے والے کی پکار کو سناتا ہوں۔ جب وہ مجھ کو پکارتا  
 ہے پس چاہیے کہ مجھے دعاؤں کی قبولیت چاہا کریں۔ اور مجھے ایمان رکھیں تاکہ  
 اون کو رشد حاصل ہو۔

پس وہ دلائل جو ذات باری تعالیٰ کی نسبت انسان کو جسہ نفس کے بعد حاصل  
 ہوتی اور اوس کے غلیات کو کامل یقین کے درجہ پر پہنچا دیتی ہیں۔ حسب ذیل ہیں۔



اول اللہ تعالیٰ کا ساتھ ہو جانا۔

دوہم اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل ہو کر غرمانِ ذوق و شوق اور تقویٰ میں ترقیات و بنیادیں حاصل ہونا۔

سویکم ہدایاتِ فیسی ذریعہ ان اور رشتہ کا حاصل ہونا۔

چہارم اللہ تعالیٰ کا ہادی اور والی محافظ و ہوجانا۔

پہنچیم غیب سے مدد و ہر پہنچنا

ہفتم روایاتِ صدا و قہ مکاشفات اور الہامات کی صورت میں تنزیل ملا کہ ہونا

ہفتم واما دن کا قبول ہونا اور پیش از وقت اور کی قبولیت کی خبریں ملنا۔

ہشتم ہر قسم کے خوفنا اور حزن سے نجات کئی حاصل ہو کر ہستی لذات کا اسی

و نیا میں اس شے سے ہوجانا۔

یہی تعلقات ربانی ہیں جو انسان کے ایمان کو کامل یقین تک پہنچا دیتے ہیں

جو شخص ان تعلقات کی آرزو نہیں رکھتا وہ محنت ناوان ہے۔ کیا اسکو اسی رحمت و

معفرت پر کچھ ایمان نہیں۔ کیا وہ الہی الغامات کو محدود و محدود سمجھتا ہے۔ انفسوس

ایسے ناقص اور فاسد ایمان پر وَمَنْ يَقْنَطُ مِنْ رَحْمَتِ رَبِّهِ إِلَّا الضَّالُّونَ

ترجمہ اپنے رب کی رحمت سے کون نا امید ہوتے ہیں مگر وہ ہی جو بے راہ ہیں۔

وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ إِذْ قَالُوا مَا أَنزَلَ اللَّهُ عَلَى الْبَشَرِ مِنْ شَيْءٍ ۚ

ترجمہ انہوں نے اللہ کی قدر نہ کی جیسے کہ قدر کرنی چاہیے تھی۔ جب ان کے یہ

قول رہے کہ اللہ نے انسان پر کچھ نازل نہیں کیا۔

پس کل دلائلِ جوہتی باری تعالیٰ پر بیان ہوئے حسب ذیل

ہیں اول دلائلِ فطری یہ پانچ قسم کے ہیں

(۱) ہر ایک انسان میں نیکی کی تمیز ہونا بدی کے وقت خود بخود خوف کھانا اور نیکی

کے وقت بننا شروع ہوتا۔

(۲) مصیبت کے وقت ہر ایک انسان کا خدا کو پکارنا۔

(۳) ہر ایک نیک چلن انسان کا خدا کو ماننا۔

(۴) تمام قوموں کا ابتدائے آفرینش سے آج تک کوئی نہ کوئی ایسا وجود قرار دینا

(۵) عابدوں اور عارفوں کا عبادت اور عشق الہی میں جو قربات کرنا

دو یکم وہ دلائل جو نظام عالم پر غور کرنے سے حاصل ہوتے ہیں  
یہ بارہ قسم کے ہیں

(۱) ہر ایک اونی والی اعلیٰ حیوان کے واسطے غذا کا یہودیہ اور سامان موجود ہونا۔

(۲) ہر ایک حیوان میں اپنی اپنی غذا کی تمیز فطرتاً سے موجود ہونا۔

(۳) ہر ایک حیوان میں بچہ جتنے اور اون کے پاسنے کا علم ہونا۔

(۴) فصلوار غذاؤں کا نیا ذخیرہ طیار ہو جانا۔

(۵) ہر ایک حیوان کا اپنے اپنے طریقہ پر رہنا۔

پہچاننا۔

(۶) ہر ایک حیوان میں اوس کے مناسب حال اعضا سے موجود ہونا۔

(۷) تمام اشیائے کا ہمیشہ کے لئے اپنے اپنے خواص پر قائم رہنا۔

(۸) تمام مخلوقات کا ایک دوسرے سے ایسا متعلق ہونا جیسا کہ ایک جسم کے اعضا سے

ہوتے ہیں۔

(۹) چاند سورج اور سیاروں کا ہمیشہ اپنے اپنے وقت پر نکلتا۔

(۱۰) ہر ایک نبات اور حیوان کے اندر مذکورہ سب چیزیں یکساں طور پر انتظام۔

(۱۱) ہر ایک حیوان کو فطرتاً ہی علم ہونا کہ تمام شیاؤں میں اپنے خدائے ہمیشہ کے واسطے قائم ہیں

(۱۲) تمام حیوانوں کی زبانوں رنگتوں اور خط وخال کا مختلف ہونا۔

سیکھو وہ دلائل جو حالات انسانی پر نظر ڈالنے سے حاصل ہوئیں اس قسم کے دلائل میں

(۱) قوموں اور بادشاہوں کا اپنی اپنی بدی نیکی کے مطابق زیر و زبر ہوتے رہنا۔

(۲) ظالموں کا انجام خراب ہونا۔

(۳) خیرات اور صدقات اور احسان کا انجام اچھا ہونا۔

(۴) مفید خلائق کا مون کا دنیا میں قرار پذیر ہونا۔

چہاں وہ دلائل جو انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کی حالات پر نظر ڈالنے سے حاصل

ہوتے ہیں اس قسم کے چہ دلائل میں

(۱) ان کا معجزنا انما ص (۲) ان کا معجزنا سب کو توکل (۳) ان کی معجزنا خیر خواہی خلائق (۴) ان کا

حق اور اصلاح خلائق کے راستہ میں ان کی استمندانہ جانیازی اور جانوری (۵) ان کی تعلیم حقہ (۶) ان کے

خلاف قیاس فتوحات اور دائمی عزت جو منت مخالفون اور ملتوں کے بعد حاصل ہوتی رہی۔

پہچم وہ دلائل جو جہد فی سبیل اللہ سے پیدا ہوتی ہیں فی الحقیقت یہی دلائل ہیں انسان

ظلمات سے کامل یقین تک اور ظلمات سے ساف نور میں پہنچا دیتی ہیں ان کی تفصیل حسب ذیل ہے

(۱) خیرات اور صدقات و عبادات سے اطمینان و فخر حاصل ہونا (۲) مسائل دینی کا ذاتی تجربہ اور مشاہدہ ہونا

(۳) اللہ کا ساتھ ہو جانا (۴) اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل ہو کر عرفان و ذوق و شوق اور تقویٰ میں ترقی پانا

(۵) ہدایت نبوی نور عرفان اور رشد کا حاصل ہونا۔

(۶) اللہ تعالیٰ کا یاد دہی اور والی اور محافظ ہو جانا۔

(۷) غیبی امداد کا وقتاً فوقتاً پہنچتے رہنا۔

(۸) رویا سے صادقہ۔ مکاشفات اور المامات کی صورت میں تفریل ملائکہ ہونا۔

(۹) کوعاون کا قبول ہونا۔ ہمیشہ از وقت ان کی قبولیت کی خبر ملنا۔

(۱۰) ہر قسم کے خوف اور حزن سے نجات لگتی حاصل ہو کر ہستی لذات کا احساس ہی

عالم سے شروع ہو جانا۔

علاج صلیح کے قواعد و آداب اور بہت سے ضروری مضامین لغت کی ترتیب پر درج ہیں نیز تمام  
ادویہ جو ان اعضا کے علاج کے متعلق ہیں درج کئے گئے ہیں زمانہ موجودہ کی تمام خرابیوں اور فسادات  
کا اس میں کامل علاج ہے۔ قیمت ۸۰

(۳) مفید النساء والعیال - اس رسالہ میں ادنیٰ تمام ناگمانی دیکھوں اور درودوں کا علاج ہے  
جو عورتوں کی بخیری و ایمون کی نادانی اور واہیات رسمن کی پابندی سے حاملہ اور زچہ اور  
نوزائیدہ بچوں کو ہمارے ملک میں وبا کے عالمگیر کی طرح ہلاک کر رہے ہیں قیمت ۳۰  
المشہور

فاکسار عبدالحکیم خان ایم۔ بی۔ اسٹنٹ سرجن پیٹال شفافانہ نارنول

مذکورہ بالا کتب بھیجئے تذکرۃ القرن سے بھی مل سکتی ہیں

مفید عام کی نسبت عدد ہا تعریفی سندات میں سے چند کا خلاصہ

(۱) خلاصہ کے لغت کر نیل ڈاکٹر جالیس ڈبلیو ادون صاحب بہادر سی ایم۔ جی آئی۔ اے  
مفید عام نہایت ہی مفید کتاب ہے صاحب مدد کے سوجلدین خرید فرما کر تمام شفاخانجات ریاست  
پیٹالہ میں افادہ عام اور دل افزائی مصنف کی غرض سے تقسیم فرمائیں اس قدر دانی اور دل افزائی  
کا مصنف نہایت ہی شکر گزار ہے۔

(۲) ترجمہ چٹھی عام نمبر ۸۷۸ سورغہ ۱۱ مارچ ۱۸۹۸ء سلم از جانب سرجن کرنیل ادوسی۔ س۔ انسپیکٹر  
جنرل شفاخانجات سول پنجاب بنام صاحبان سول سرجن پنجاب۔

صاحب من۔ اسٹنٹ سرجن عبدالحکیم خان ایم۔ بی۔ نے ایک کتاب مفید عام تصنیف کی ہے  
چٹھی ہذا کے ساتھ اس کتاب کی بابت ایک رائے درج کی جاتی ہے جو لکچرار سرجری لاہور میڈیکل اسکول  
سے حاصل کی گئی ہے اس سے ظاہر ہو کہ یہ تصنیف سرجری کے لائق ہے اور اگر آپ مناسب  
خیال فرمائیں تو ہاسپٹل اسٹنٹوں کے واسطے لوکل یا ڈیز کی معرفت چند نسخے خرید فرمائیں  
خلاصہ چٹھی صاحب لکچرار سرجری میڈیکل اسکول لاہور یہ تصنیف ہاسپٹل اسٹنٹوں اور حکیموں کے واسطے

یقیناً مفید ہوگی اس کی عبارت سلیس اور عام فہم ہے یونانی کے مطابق ہی دلچسپ طور پر علاج درج کیا گیا ہے ایسی سخت محنت کے کام پر مصنف کی ضرورت دل افزائی ہونی چاہئے اس چٹی کے بعد مستقبل کتب شفاخانوں اور بیونس پبل کیٹون کی واسطے خریدی جا چکی ہیں۔

(۱) بے دلیں صاحب بہادر ڈپٹی کمنشنر فلع راولپنڈی ۷ جلدین (۲) رائے بہادر حبیبت رائے صاحب سول سرجن مظفر گڑھ ۶ جلدین۔ (۳) کیٹن لے سی بارٹن صاحب ڈپٹی کمنشنر فلع گرگانہ ۹ جلدین (۴) سرجن کیٹن ڈی ٹی لین صاحب سول سرجن فلع کانگرہ چار جلدین (۵) ریاست تاملہ ڈاکٹر تیرتھ رام صاحب ۱۲ جلدین۔ (۶) سرجن کیٹن بیچ ایم مورس صاحب سول سرجن فیروز پورہ جلدین (۷) سرجن کیٹن جان ملوینی صاحب سول سرجن بنوں ۵ جلدین (۸) سول سرجن جھارہ جلدین مصنف ان تمام محنفون کا دل سے شکر گزار ہے۔

(۳) خلاصہ رائے ڈاکٹر اسکاٹ صاحب ایم۔ ڈی مین بے دل سے اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ میں نے ایسی کتاب اردو یا انگریزی میں آج تک نہیں دیکھی جو ادویہ کے خواص اور امراض کا علاج اس کمال اور خوبی کے ساتھ بیان کرے یہ کتاب ایسی جامع اور ایسی قابل اقبال اور ایسی مفید ہے کہ اسکی کوئی نظیر نہیں اسکی ایک ایک جلد ہر گھر میں ہونی چاہیے۔

(۴) خلاصہ رائے حکیم کریم اللہ صاحب حکیم پٹیل۔ مفید عام ایک نہایت ہی عجیب و غریب اور نہایت ہی مفید اور ایک بڑی نظیر کتاب ہے ہر ایک مرض کا نام ہر زبان میں سے علاج مفصل و مدلل درج کیا گیا ہے زمانہ سابق و حال میں کوئی اسکی نظیر نہیں۔ ہر گھر میں اس کی ایک جلد رہنی چاہیے۔

نوٹ۔ اسید ہے کہ ہاسٹل مسٹون کی درخواستوں پر ایتھاندہ اضلاع میں بھی مفید عام خرید کر شفاخانوں میں بھیجی جائے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم  
 تذکرۃ القسطن  
 بابت ماہ نومبر ۱۸۹۹ء  
 جلد ۱۲

بفضلہ تعالیٰ یہ سالہ ماہواری شائع ہوا کریگا اور اس کے اغرض  
 حسب فریل ہون گے  
 اول قرآنی مضامین اور مسائل کو ماہواری رسالہ کی صورت میں شائع کرنا اور ایسی  
 بنیادین و تدریسی پیش کرنی جن سے قرآنی علوم کا رواج ہو  
 دوم قرآن کی کاملیت پر افضلیت کو تمام اقوام پر ظاہر کرنا  
 سوم حکم مخالفین کے اعتراضات کا جواب دینا یہ شایستگی اور علم  
 کے ساتھ قرآن مجید سے دینا  
 چھارم مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں اتحاد پیدا کرنا  
 قیمت سالانہ معہ محصول اکٹا ور و بیہ جو ہنگی ادا ہونی چاہیے

### التاس منیجر

جن صاحبان کے ذمہ قیمت سالانہ واجب الادا ہے۔  
 براہ مہربانی مرحمت فرما کر شکوہ  
 فرمایں اور عند اللہ ہوسے  
 قطعاً

## غور سے پڑھو اور عبرت پکڑو

یاد رکھو کہ جو قرآن کا غافل ہو اور شیطان کے پنجہ میں جا پھنسا بھی لے یا نیچا دیا بھی لے  
تعوذ ہو جو انسان کو شیطانی وساوس اور شیطانی تسلط سے بچا سکتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے  
وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمِنْ فَضْلِهِ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا  
یعنی جو شخص خدا کو ڈرے گا وہ اس کے لئے نجات کا وسیع اور وسیع کرے گا اور وہ اس کے لئے  
پھر ایک نئے جگہ فرمائے گا جس سے اسے نہ پھر اس شخص کو اس کے واسطے گدازانہنگ  
ہوگی اور قیامت کے دن ہم اس کو نڈھال کر دیا اور اٹھا دیں گے پس سجدہ کرو اور یاد رکھو کہ مسلمانوں کو واسطے  
قرآنی اذکار سے غفلت کرنا دینی اور دنیاوی بربادی کا باعث ہے۔ وقت ہر آن بھی  
سمجھ لو اور قرآن کی طرف جھکاؤ جس جس طریق سے ممکن ہو قرآنی اذکار اور قرآنی تعلیم کو  
خوب آج دوسرے مشابہات کو پکڑ کر جھگڑائیں مت پھنسو بلکہ محکمات کو مضبوط پکڑ کر  
متفق ہو جاؤ اور تفرقہ اندازی سے باز آ جاؤ۔ اللہ کریم فرماتا ہے یہ قرآن اس کی رسی ہے  
ہے تم متفق ہو کر مضبوط طور سے پکڑو اور تفرقہ نہ ڈالو اور اس کی نعمتوں کا شکر کرو کہ تم ان میں  
جدا ہو اور اللہ تمہارے دلوں کو ملا دیا اور اس کے فضل و کرم سے بھائی بھائی بن گئے اور تم  
غنا جہنم کے کنارہ پر کھڑے تھے۔ پس اللہ نے ٹکڑے بچا لیا۔ گویا کہ تفرقہ بین پڑنا غار جہنم کے  
کنارہ پر کھڑے ہونا ہی جس سے بچنے کی صورت سوائے اس کے کوئی نہیں کہ قرآن مجید پر خلوص  
اتفاق کے ساتھ قائم ہو جاؤ اور اپنی عادات اور مذاق کو قرآن کی مطابقت بنانا ہر مسلمان کا  
فرض ہے پس جن باتوں سے قرآن کریم منع فرماتا ہے ان سے تو بے گنی چاہئے اور جسکی  
بابت حکم کرتا ہے اور پھر قائم ہو جانا چاہئے مگر افسوس کہ مسلمانوں کی حالت کلیتہً قرآن کے  
مخالف ہو گئی ہے اور اس مخالفت نے منکرات نے مسلمانوں کی دینی دنیاوی حالت کو تباہ  
کر دیا ہے۔ کیا ہوا اگر ایک حسد باز زمین کا نام شروع کر دے تو سب بچنے والے لوگ اس پر سجدے  
کر دیتے ہیں جیسے گند پر کہتیاں اگر بندیاں یا کچھ بنایا ہو الا جاتا ہو تو سب کی آنکھیں اسکی

## تذکرۃ القرآن

بابت نمبر ۹۹

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
مُحَمَّدٌ وَنُصَلِّ عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

نمبر ۱۲

جلد

## ذکر و فکر

هَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمَى وَالْبَصِيرُ أَفَلَا تَتَفَكَّرُونَ  
کیا انہما اور سونہا کا برابر ہو سکتے ہیں پس کیا تم فکر نہیں کرتے  
وَفِي الْأَرْضِ آيَاتٌ لِّلْمُوقِنِينَ وَفِي النَّفْسِ أَفَلَا تَنصَرُونَ  
یقین! یوں لوں کیلئے زمین میں خود تمہارا نفس نیاں ہیں کیا انہیں کہتے  
لَئِنْ شَرَّ اللَّهُ وَابْعَثْنَا إِلَيْكُمْ الْبَشَرِ الَّذِينَ لَا يَتَفَكَّرُونَ  
اسکے نزدیک شر ترین حیوانات گونگے و بھڑکے ہیں جو عقل نہیں خرچ کرتے  
وَقَالَ الرَّسُولُ يَا رَبِّ إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هَٰذَا الْقُرْآنَ مَهْجُورًا  
اور رسولؐ نے کہا اے میرے رب میری قوم نے اس قرآن کو یکواں بنا لیا

۱۔ قرآن مجید انسان کے اندر ذکر و فکر کی قوتیں پیدا کرنی چاہتا اور خود سراسر  
دعوت و نصیحت ہے۔ سچے قصوں اور واقعی مثالوں سے انسان کو بیدار اور  
خبردار کرتا اور حیوانی زندگی کے علاوہ ایک روحانی زندگی بخشنا چاہتا ہے  
چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے اِنَّ هُوَ الَّذِي عَلَّمَنِ الْاِنْسَانَ مَا لَا يَعْزِفُ  
نصیحت ہی نصیحت ہی۔ پھر فرماتا ہے اِنَّ هُوَ الَّذِي عَلَّمَنِ الْاِنْسَانَ مَا لَا يَعْزِفُ  
یہ تو بشر کی واسطے نصیحت ہی نصیحت ہے۔ پس لازم تھا کہ دنیا کی تمام  
زبانوں میں اس عام نصیحت نامہ کے ترجمہ ہو کر عام طور پر شائع کیے جائے



مگر افسوس کہ مسلمانوں نے اس طرف ابھی تک کچھ توجہ نہیں کی اور اسکے چھپاؤ رکھنے کا تمام وبال اوٹھا رہے ہیں بلکہ جو تراجم آج تک اُردو یا فارسی میں ہوئے خود بھی ان سے استفادہ نہیں کرتے جو عربی کے عالم و فاضل کہلاتے ہیں وہ بھی اسکے معنی اور مطالب سے کچھ مذاق نہیں رکھتے۔ عربی دانی کا بڑا گھنٹہ صرف و نحو کے بڑے فاضل مگر قرآن کے میدان میں اندھے نے بصر میں ایک فاضل اجل کو سینے خود دیکھا جو ایک بڑے شہر کا قاضی و مفتی تھا حدیث و فقہ سے واقف۔ قرآن کا حافظ۔ مگر قرآنی مضامین سے مطلق نا آشنا تھا جب کبھی کسی قرآنی آیت کے معنی ادس سے دریافت کئے جاتے تو تفسیر میں منکاز مطالعہ کیا کرتا۔ مجھے ایسے مولویوں کو دیکھ کر ہمیشہ سخت رنج ہوتا ہے کہ انہوں نے ایک کاغذ کے برابر بھی قرآن کی ضرورت نہیں سمجھی کیونکہ اگر یہ لوگ قرآن کی کچھ بھی قدر کرنے تو ضرور تھا جہاں اُس صد ہا کتابین باسعتی پڑھیں اسکو بھی پڑھ لیتے۔ ایک مولوی صاحب نے بیان کیا کہ تمام علوم قرآن کے خادم ہیں اور جو علم قرآن فہمی کی غرض سے پڑھا جاوے وہ جائز ہے ورنہ ناجائز مگر ان مولوی صاحب کا یہ حال کہ اور علوم عربیہ یعنی صرف و نحو معقول منقول۔ حدیث و فقہ سے خاصے واقف مگر قرآن سے نا آشنا محض تھے۔ مان بمعنی طور پر ہمیشہ قرآن مجید کی تلاوت کرتے مگر معنوں سے سخت لا پرائی مغایرت اور متفرق تھا۔ کیا جس کتاب کا نام تذکرۃ للعالمین ہے اسکا یہی حق ہے کہ بمعنی پڑھی جاوے اور کبھی اوس پر غور و فکر تو کیا۔ معانی کی طرف خیال بھی نہ کیا جاوے۔ اگر مولوی لوگ ایک ادنی خیال کے ساتھ بھی تلاوت قرآن کریں تو ضرور ہے کہ خود بخود انکشاف ہوتا جایا کرے مگر اونکھ نا آشنائی اور بخیر شای ثابت کرتی ہے کہ

معانی کی طرف سے عمداً لا پرواہی اور نفرت ہی جس تو اثر اور شد و مد کے ساتھ قرآن مجید غور و فکر اور تدبر و تعقل کے واسطے زور دیتا ہے اگر اس کا مفصل بیان کیا جائے تو علیحدہ جلدیں درکار ہوں فی الحقیقت تمام قرآن اسی بیان سے بھرا ہوا ہے ذیل میں ہم محض چند آیات مثال کے طور پر درج کرتے ہیں۔

كِتَابٌ اَنْزَلْنَاهُ اِلَيْكَ مُبَارَكٌ مُّبَشِّرٌ وَنَذِيرٌ وَلِيُنْذِرَ اُولُو الْاَلْبَابِ ط بركت والی کتاب ہے جو ہم نے تمہاری طرف اتاری ہے تاکہ لوگ اس کی آیتوں میں غور کریں اور تاکہ اہل دانش لوگ نصیحت پکڑیں۔ مگر افسوس تدبر اور تفکر سے کچھ واسطہ نہیں رہا بلکہ اُس آیت کے خلاف شب و روز عمل ہو رہا ہے۔ کیونکہ بھی اس خلاف ورزی پر درد پیدا نہیں ہوتا۔ مولوی لوگ خلافِ عمل دیکھ کر ایسی آیات کے معنی سے ہی دل جرا جاتے ہیں اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّقَوْمٍ هُمۡ يَنْسُوْنَ مَنْ كَانَ حَيًّا فَصَحَّحْ الْقَوْلَ عَلٰى الْكَافِرِيْنَ۔ یہ تو نری نصیحت اور عام فہم قرآن ہے تاکہ زندہ دل لوگ اس سے ڈرے جاوین اور منکروں پر حجت قائم ہو پس چونکہ خلاف اور بد عملی کی وجہ سے لوگ مُردہ دل ہو گئے ہیں اسلئے نہ تو کوئی اس کو نصیحت سمجھتا ہے نہ کوئی عام فہم اور صاف صاف خیال کرتا ہے بلکہ اپنے اوپر حجت الہی قائم کر رہے ہیں۔ افسوس اون مولویوں کا جو علمیت کا دعویٰ کریں اور قرآن کی ایسی عبرتناک آیات سے عمداً غافل بنے رہیں بلکہ اسکے معنی کو غیر ضروری اور مہمل سمجھ کر جیسے تلاوت کرتے رہیں۔

وَ اَنْزَلْنَاهَا اِلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ لَعَلَّكُمْ تَتَذَكَّرُوْنَ۔ اور ہم نے اس میں

مگر افسوس کہ مسلمانوں نے اس طرف ابھی تک کچھ توجہ نہیں کی اور اسکے چھپاؤ رکھنے کا تمام وبال اوٹھا رہے ہیں بلکہ جو تراجم آتشک اُردو یا فارسی میں ہو خود بھی ان سے استفادہ نہیں کرتے جو عربی کے عالم و فاضل کہلاتے ہیں وہ بھی اسکے معنی اور مطالب سے کچھ مذاق نہیں رکھتے۔ عربی والی کا بڑا گھمٹ صرف و نحو کے بڑے فاضل مگر قرآن کے میدان میں اندھے نے بصر میں ایک فاضل اجل کو سینے خود دیکھا جو ایک بڑے شہر کا قاضی و مفتی تھا حدیث و فقہ سے واقف۔ قرآن کا حافظ۔ مگر قرآنی مضامین سے مطلق نا آشنا تھا جب کبھی کسی قرآنی آیت کے معنی اس سے دریافت کئے جاتے تو تفسیر میں منگوا مطالعہ کیا کرتا۔ مجھے ایسے مولویوں کو دیکھ کر ہمیشہ سخت رنج ہوتا ہے کہ انہوں نے ایک کافیکے برابر بھی قرآن کی ضرورت نہیں سمجھی کیونکہ اگر یہ لوگ قرآن کی کچھ ہی قدر کرنے تو ضرور تھا جہاں اُن صد ہا کتابیں باسحق پڑھیں اسکو بھی پڑھ لیتے۔ ایک مولوی صاحب نے بیان کیا کہ تمام علوم قرآن کے خادم ہیں اور جو علم قرآن فہمی کی غرض سے پڑھا جاوے وہ جائز ہے ورنہ ناجائز مگر ان مولوی صاحب کا یہ حال کہ اور علوم عربیہ یعنی صرف و نحو معقول منقول۔ حدیث و فقہ سے خاصے واقف مگر قرآن سے نا آشنا محض تھے۔ مان جمیع طور پر ہمیشہ قرآن مجید کی تلاوت کرتے مگر مضمون سے سخت لاپرواہی مغایرت اور متغیر تھا۔ کیا جس کتاب کا نام تذکرۃ للعالمین ہے اسکا بھی حق ہے کہ بمعنی پڑھی جاوے اور کبھی اوس پر غور و فکر تو کیا۔ معانی کی طرف خیال بھی نہ کیا جاوے۔ اگر مولوی لوگ ایک ادنی خیال کے ساتھ بھی تلاوت قرآن کریں تو ضرور ہے کہ خود بخود انکشاف ہوتا جایا کرے مگر اونکھ نا شنائی اور بخیر شای ثابت کرتی ہے کہ

معانی کی طرف سے عمداً لا پرواہی اور نفرت ہی جس تو اثر اور شد و مد کے ساتھ قرآن مجید غور و فکر اور تدبر و تعقل کے واسطے زور دیتا ہے اگر اس کا مفصل بیان کیا جائے تو علیحدہ جلدیں درکار ہوں فی الحقیقت تمام قرآن اسی بیان سے بھرا ہوا ہے ذیل میں ہم محض چند آیات مثال کے طور پر درج کرتے ہیں۔

كِتَابٌ اَنْزَلْنَاهُ اِلَيْكَ مُبَارَكٌ مُّكَيَّدٌ بِسُورٍ اُولٰٓئِكَ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُو الْاَلْبَابِ ط بركت والی کتاب ہے جو ہم نے تمہاری طرف اتاری ہے تاکہ لوگ اس کی آیتوں میں غور کریں اور تاکہ اہل دانش لوگ نصیحت پکڑیں مگر افسوس تدبر اور تفکر سے کچھ واسطہ نہیں رہا بلکہ آس آیت کے خلاف شب و روز عمل ہو رہا ہے۔ کیسکو بھی اس خلاف ورزی پر درد پیدا نہیں ہوتا۔ مولوی لوگ خلاف عمل دیکھ کر ایسی آیات کے معنی سے ہی دل جرا جاتے ہیں اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَاَقْرٰنٌ مُّبِيْنٌ يَسْتَذِكرُ مَنْ كَانَ حَيًّا وَيَحِقُّ الْقَوْلُ عَلَى الْكَافِرِيْنَ۔ یہ تو نری نصیحت اور عام فہم قرآن ہے تاکہ زندہ دل لوگ اس سے ڈرے جاوین اور منکرون پر حجت قائم ہو پس چونکہ خلاف اور بد عملی کی وجہ سے لوگ مُردہ دل ہو گئے ہیں اسلئے نہ تو کوئی اسکو نصیحت سمجھتا ہے نہ کوئی عام فہم اور صاف صاف خیال کرتا ہے بلکہ اپنے اوپر حجت الہی قائم کر رہے ہیں۔ افسوس اون مولویوں پر جو علمیت کا دعویٰ کریں اور قرآن کی ایسی عبرتناک آیات سے عمداً غافل بنے رہیں بلکہ اسکے معنی کو غیر ضروری اور مہمل سمجھ کر محض تلمذات کرتے رہیں۔

وَاَنْزَلْنَاهَا اِلَيْكَ اٰيٰتٍ مُّبِيْنَاتٍ لِّعَلَّكُمْ تَتَذَكَّرُوْنَ۔ اور ہم نے اس میں

صاف صاف آیتیں اوتاری ہیں تاکہ وہ سمجھیں اور نصیحت پکڑیں۔  
اس آیت شریفہ میں اول تمام یہود و ساوس کی تردید ہی جو قرآن کو  
منکمل اور مجمل تھا کر یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ اسکا بمعنی پڑھنا ہی  
ٹھیک ہے یہ کیا کفر اور کیا بہتان ہے۔

وَكَذَلِكَ أَتَتْكَ آيَاتُ رَبِّكَ وَأَنْتَ كَرِيمٌ  
لَعَلَّكُمْ يَتَّقُونَ۔ اَوْ يَتُحَدِّثُ لَكُمْ خُرُوجَ الْاَوَّلِ الْاَوَّلِ  
ہم نے اسکو عربی زبان کا قرآن اُتارا ہے اور اس میں طبع طرح پڑاؤے مشاد  
ہیں تاکہ لوگ پرہیزگاری اختیار کریں۔ یا انکے ذریعہ سے ان کے دلوں  
میں غور و فکر پیدا ہو۔ اے منوس جو کتاب خوف و لاسے اور غور و فکر  
پیدا کرنے کی واسطے نازل ہوئی او سکو انہما درجہ کی غفلت اور جہالت کا  
ذریعہ بنالیا۔ کیا یہی ایمان داری اور اسلام ہے کہ حیرت آیات قرآنی کی  
ایسی سخت مخالفت کی جاوے۔

مَا آتَنَّا لَكَ الْقُرْآنَ أَنْ لَتُنْفَكُنَّ مِنَ الْقُرْآنِ وَلَا تِلْكَ لَمِنْ عَجَائِبِهِ  
ہم نے تجھے قرآن اس واسطے نازل نہیں کیا کہ تو مشقت او ٹھٹھاوے بلکہ ہر  
خدا ترس کی واسطے یہ ایک نصیحت ہے۔

مولویو۔ بزرگو۔ سنو! قرآن کا یہی حق نہیں ہے کہ اندھے طور پر اس کے  
حفظ کرنے میں مشقت او ٹھٹھائی جاوے بلکہ یہ ایک نصیحت ہے  
جبکہ منقح القرآن نے یہ ثابت کر دیا کہ قرآن مجید کا با معنی پڑھنا  
مادری زبان کی کتابوں سے بھی آسان تر ہے اور خود قرآن کریم  
بار بار شد و مد کے ساتھ اسکی آسانی کی شہادت دیتا ہے پھر  
ذاتی مشاہدہ اور قرآنی آیات کی کیون عمدہ تکذیب کرتے اور اسکی

خلافت پر جمے ہوئے ہو۔ کیون اسکے باسنی پڑنے کا رواج نہیں دیتے جو صکر  
 ایسے وقت میں جبکہ فضل ازدی سے منقول القرآن صبی ایک کلید باتہ آگئی ہو  
 وَلَقَدْ صَوَّرْنَا فِي هَذَا الْقُرْآنِ لَيْذًا كَرِيمًا وَمَا يَزِيدُهُمْ إِلَّا لُفُورًا  
 یعنی اس قرآن میں طرح طرح سے سمجھایا ہے تاکہ وہ سمجھیں مگر اون کو نفرت  
 ہی نفرت زیادہ ہوتی ہے۔ عبرت! عبرت! عبرت!!!  
 کن لوگوں کی شان میں یہ آیت ہے اور مسلمانان حال پر کیسی صادق  
 آتی ہے۔

يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ۔ تم کو اللہ تعالیٰ نصیحت کرتا ہے تاکہ تم سمجھو  
 کیا تم نے اور کیا ربوبیت ہے کہ جس ذکر و فکر کی سخت ضرورت ہے  
 او سکوکس کس پر ایہ میں اور کس شفقت کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔  
 وَأَنْتُمْ لَا تَأْتُونَ الْبَیِّنَاتِ إِلَّا كَثِيرًا مِّنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ  
 وَلَقَدْ يَتَفَكَّرُونَ۔ یعنی تجھ پر نصیحت اوتاری ہے تاکہ جو کچھ  
 لوگوں کے واسطے اوتارا گیا ہے تو اون سے بیان کر دے اور تاکہ وہ  
 خود بھی غور و فکر کریں۔

فَاَقْصِرْ مِنَ الْقَصَصِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ۔ پس تو قصہ بیان کرنا کہ وہ فکر  
 تمام قصبات و آئی عبرتناک واقعات میں جن پر غور و فکر کرنا اور نصیحت پکڑنا  
 ہر شبہ کا فرض ہے پس کیسے حق ہیں وہ لوگ جو ان واقعی قصوں کو  
 فضول خیال کر کے قرآن پر معترض ہوتے ہیں اور کیسے نادان و بیفہم  
 ہیں وہ لوگ جنہوں نے صحیح واقعات قرآنی کے ساتھ بہت کچھ جھوٹ  
 ملا کر تمام قرآن کو فسائے عجائب بنا دیا ہے بجا سے عبرت اور نصیحت کے  
 دلچسپ لغویات اور ہزلیات کا اکھاڑہ ثابت کرنا چاہا ہے اور اس قرآنی

کی کوئی پرواہ نہیں کی جو فرماتی ہو وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ - حق کے ساتھ باطل کو مت ملاؤ۔ جس قدر عبرت کیواسطے ایک واقعہ کے متعلق ضروری ہوتا ہے قرآن مجید اوسکو بیان فرمادیتا ہے اور غیر ضروری حصہ کو چھوڑ دیتا ہے چنانچہ اس مسئلہ کو بار بار اسطر حیر ارشاد فرماتا ہے۔ قَدْ فَصَّلْنَا الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَذَكَّرُونَ۔ تحقیق ہم نے ایسی قوم کے واسطے آیتیں تفصیل وار بیان کر دی ہیں جو غور و فکر کرتے ہیں۔ پھر فرماتا ہے مَا فَتَنَّا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ عَمَّا كَتَبَ مِنْ قَبْلُ لَكَ فِي الْقُرْآنِ الْكَرِيمِ۔ ہر ایک شے کی تفصیل اور حجت ہی پھر فرماتا ہے تَبَيَّنَا لِكُلِّ شَيْءٍ وَهَدَكُمُ اللَّهُ لِرَبِّهِ قُرْآنًا۔ ہر ایک شے کا بیان اور ہدایت اور حکمت جبکہ قرآن مجید قصبات کے غیر ضروری حصہ کو خود چھوڑتا اور ضروری حصہ کی نسبت دعویٰ کرتا ہے کہ ہم نے کوئی ضروری بات نہیں چھوڑی بلکہ ہر ایک ضروری مسئلہ کی پوری پوری تفصیل کر دی ہے تو بہر غیر ضروری بحثوں میں غیر معتبر ذرائع پر پڑنا سراسر لاف حاصل ہے جبکہ قدیم زمانہ کے بادشاہوں تک کے نام یقینی طور پر معلوم ہونے محال ہیں تو ادنیٰ معاملہ کی خفیف خفیف تشریحات کیسی قابل اعتبار ہو سکتی ہیں۔ مثال کے طور پر قرآن مجید اصحاب کہف کے قصہ میں غیر ضروری بحثوں سے صاف طور پر منع فرماتا ہے پہلے تو ان کے بارہ میں اپنے پیارے رسول کو مخاطب کر کے فرماتا ہی کیا تیرا یہ خیال ہے کہ غار اور کتبہ والے ہماری نشانیاں سنیں عجیب ہے کہ ایک وقت چند جو ان غار میں جا بیٹھے اور دعا کی کہ اے ہمارے پروردگار ہمیں اپنی جابجہ رحمت نازل فرما اور ہمارے ارادے کی کامیابی کے سامان ہوتا اسکے بعد کئی برس کے لئے غار میں رہنے ان کے کان تھپکٹے پھر ہمیں ان کو

جگا اوٹھایا نہ کہ ہم دیکھ لیں کہ دو گروہوں میں کونسے گروہ کو ٹھہرنی کی رت آتی  
 یا دے۔ ہم انکا قصہ ٹھیک ٹھیک بیان کرتے ہیں کہ وہ چند جوان تھے جو  
 اپنے پروردگار پر ایمان لائے اور ہم انکو زیادہ ہدایت دیتے گئے اور ہم نے  
 انکے دلوں کو قائم کر دیا کہ جب اوٹھ کھڑے ہوئے اور بول اٹھے کہ ہمارا  
 پروردگار تو وہی ہے جو آسمان وزمین کا پروردگار ہے ہم تو اس کے سوا کسی  
 دوسرے معبود کو نہیں پکارتے اگر ہم ایسا کریں تو بہت ہی بیجا بات ہے پھر گے  
 انکی تعداد اور مدت قیام کا اختلاف جو عام طور پر زبان زد خلائق تھا بیان  
 فرمایا ہے کہ بعض تو کہتے ہیں کہ وہ تین تھے اور جو تھا انکا کتا ہے۔ بعض  
 کہتے ہیں پانچ تھے۔ چھٹا انکا کتا ہے۔ یہ سب غیب کی باتوں میں انکل  
 کے کتے چلاتے ہیں اور بعض کہتے ہیں سات تھے اور آٹھواں کتا ہے۔  
 ان تمام اختلافات کا قرآن کریم محض سیدہ جواب دیتا ہے۔ اے پیغمبر!  
 کہہ دے کہ انکی گنتی کو میرا پروردگار ہی خوب جانتا ہے۔ انکو تو تھوڑے  
 ہی لوگ جانتے ہیں۔ پھر حکم ہے کہ اے پیغمبر! اصحاب کہف کے بارہمیں  
 ظاہر باتوں سے زائد بحث مت کر اور انہیں سے کسی شخص سے اصحاب کہف  
 کی بابت سوال بھی مت کر۔ پھر مدت قیام کی بابت لوگوں کا قول فرمایا ہے  
 کہ اپنے غار میں تین سو تو برس رہے اسکے بعد فرمایا ہے کہ کتنے قیام کو اسد بہتر جانتا  
 ہے۔ الغرض مدت قیام اور تعداد کے تعین سے حاصل بھی کیا جو انکے قصہ سے  
 محض اعتدال نظر تھا کہ وہ چند با ایمان جوان تھے جنکو دنیا نے ہر طرح  
 تنگ کرنا چاہا مگر وہ اپنے ایمان پر قائم رہے اور ایک لقمہ دوق میدان میں  
 ایک غار کے اندر جا چھپے یہی ایمان داری کی شناخت ہے کہ انسان  
 دنیا کے خوف سے اپنے دین کو ترک نہ کر دے، مگر اسوقت مسلمانوں



کی حالت یہ ہو کہ دین کی ذرا بھی پرواہ نہیں دنیا کی خاطر جو چاہیں سو کریں  
ہزار ہا مثالیں ایمانداروں کی قرآن مجید نے بیان کی ہیں مگر تمام عمل اور ان کے  
عین خلاف ہیں ہی وجہ ہے کہ اوسکا باسعی پڑھنا چھوڑ دیا گیا ہے جو  
عربی دان ہیں وہ عمدہ آصفون پر نظر نہیں رکھتے بلکہ بت پرستوں کے  
طور پر اوسکے اوراق یا الفاظ کو پڑھتے ہیں یا محض خوش الحانی یا خوشی  
کا مذاق رہ گیا ہے کیا عجیب ماجرا ہے جسقدر زیادہ تکرار اور شد و مد کے  
ساتھ ذکر و فکر اور تدبر و تفقہ کا حکم ہے اوسی قدر اوسکے خلاف بیعتی  
بے غوری بے سمجھی اور غفلت کو کام میں لارہے ہیں اس سے بڑھ کر اور  
کیا بے غوری ہو سکتی ہے کہ اسکا باسنی پڑھنا متروک ہو گیا حالانکہ بار بار  
قرآن مجید فرماتا ہے **ذَلِكُمْ وَصَّكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ** اللہ تعالیٰ تمکو  
یہ حکم کرتا ہے تاکہ تم سمجھو۔ پھر فرماتا ہے **ذَلِكُمْ وَصَّكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ**  
**تَذَكَّرُونَ**۔ اسد تمکو یہ حکم کرتا ہے تاکہ تم نصیحت کیو۔ پھر فرماتا ہے  
**ذَلِكُمْ وَصَّكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ**۔ اسد تمکو یہ حکم کرتا ہے تاکہ تم متقی ہو۔  
پھر فرماتا ہے **قَدْ فَصَّلْنَا الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يُفْقَهُونَ**۔ تحقیق ہم نے  
اوس قوم کے واسطے آیات صاف صاف بیان کر دی ہے جو سوچتے اور  
سمجھتے ہیں۔ **وَيُبَيِّنُ الْآيَاتِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ**۔ اور  
اسد اپنی آیتوں کو صاف صاف بیان کرتا ہے تاکہ وہ سمجھیں۔ **كُلُّ ذَلِكَ**  
**يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ**۔ اسبطرچ اسد اپنی آیتیں  
بیان فرماتا ہے تاکہ تم سمجھو۔ پس جو سننے والا ہے وہ سن سکتا ہے۔  
جو دیکھنے والا ہے وہ دیکھ سکتا ہے۔ جو سمجھنے والا ہے وہ سمجھ سکتا ہے  
مگر بہر اسن نہیں سکتا۔ اندھا دیکھ نہیں سکتا۔ اور بقیل سمجھ نہیں سکتا۔

اے بھائیو! بزرگو! غور کرو کہ آپ کی حالت اون لوگوں میں سے ہے  
یا نہیں جکی نسبت قرآن مجید بار بار فرماتا ہے۔ **قَدْ فَصَّلْنَا الْآيَاتِ لِقَوْمٍ**  
**يَذَكَّرُونَ**۔ **قَدْ فَصَّلْنَا الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ**۔ **لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ**۔ **لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ**  
یعنی خیال کرتا ہوں کہ صاحب عقل۔ صاحب فکر۔ صاحب ذکر اور صاحب تفکر  
بہت ہی کم ہونگے جیسا کہ قرآن کریم فرماتا ہے۔ **قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ**۔ پھر  
غور کرو کیا آپ اون لوگوں میں سے ہیں جنکی نسبت قرآن مجید فرماتا ہے  
**لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُونَ**۔ **لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ**۔ **لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ**۔ **لَعَلَّكُمْ تَتَقَوَّنَ**  
مجھے اس میں بھی منفی جواب نظر آتا ہے کیونکہ اگر یہ لوگ صاحب فکر و عقل ذکر  
و تقویٰ ہو سکتے تو قرآن مجید نے اس بارہ میں کچھ ذکر نہیں لگایا تو ضرور ہوجانا  
گرد و روز بروز اولٹے قدم پیچھے بٹے جا رہے ہیں۔ قرآن کی نسرل ایسی  
دُور دراز کر دی ہے اور ایسے ایسے مشکلات اور سکی تعلیم و تفہیم میں قائم  
کر دیئے ہیں کہ اوسکا پڑھنا محالات سے ہو گیا ہے۔ مفتح القرآن نے  
فضل ابنودی سے تمام بیودہ سدر راہون کو دُور لڑکے قرآنی تعلیم کو نہایت  
آسان کر دیا مگر غفلت اور خلافت زوجون نے مسلمانوں کی سمجھ پر پردے  
ڈال رکھے ہیں کہ وہ اس آسمانی امداد سے فائدہ نہیں اٹھاتے۔  
اللہ اللہ یہ کیسا مشکل کام ہو گیا ہے کہ مسلمانوں کو قرآن با معنی پڑھنے  
کی طرف جھپکایا جاوے۔ جس میں اس آسمانی نور کی طرف کچھ ایمان  
ہے وہ آئے در نہ رب العالمین غنی و حمید ہے اوسکی ذات قدوس  
ہے۔ کوئی حاجت اوسکو نہیں یہ محض اوسکی رحمت ہی جو اس کامل  
ہدایت کی طرف استقدّر کرار اور ایسے شد و مد کے ساتھ وہ اپنی بندوں  
کو بلاتا ہے ایک اور ہر ایہ میں قرآن کریم فرماتا ہے **قَدْ جَاءَكُمْ**

بَصَائِرٍ مِّن رَّبِّكُمْ فَمَنَ الْبَصِيرُ فَلَنَفْسِهِمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ فَتَحَقَّقْ تَبَارَكَ  
کی طرف سے روحانی آنکھیں آگئی ہیں پس جو دیکھے اپنے نفس کا بھلا کرنا ہے  
اور جو اندھا رہے اپنے نفس پر وبال ڈالتا ہے۔

عزور کو کس طرح سے قرآن مجید فرماتا ہے کہ یہ کتاب روحانی آنکھیں ہیں  
یہ کتاب ذکر فکر تفقہ۔ تدبیر۔ تعقل اور تبصر کے واسطے ہی اسکا یہ مدعا ہے کہ  
تم میں ذکر۔ فکر اور اصلاح کی عادات پیدا ہوں۔ پھر کیا آپ نے اسکو  
ایسا ہی سمجھ کر اسکے مطابق عمل کیا ہے یا سراسر غلات فَاِخْتَلَسُوا وَاِذَا اُولُو  
الْاَبْصَارِ

۴۔ عالم کا ہر ایک واقعہ نصیحتوں کی کتاب اور خدا انسان کا نفس عبرتوں کا  
دفتر ہے قرآن مجید اون تمام نصیحتوں اور عبرتوں کی یاد دہانی سے بھرا  
ہو رہا ہے ہر لوگ کچھ نہیں سمجھتے۔ چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے وَفِي الْاَرْضِ  
اٰيٰتٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ؕ وَفِيْ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تَبْصُرُوْنَ ؕ۔ زمین میں اہل یقین  
کے واسطے نشانات ہیں اور تمہارے نفسوں میں بھی کیا پس نہیں دیکھتے ہو۔  
لَاۤ اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فِیْ اٰیٰتٍ لِّلْاٰلِیْنَ اَلْبَیِّنٰتِ  
الَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اَللّٰهَ قِیَٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰی جُنُوْبِهِمْ وَّ یَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ  
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَا نَاکَ فَهٰذَا عَذَابٌ لِّنَا  
تحقیق آسمانوں اور زمین کی مخلوقات اور شب و روز کے اختلاف میں اہل دانش کے  
واسطے نشانات ہیں جو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے ہوئے اللہ کا ذکر کرتے  
اور آسمانوں اور زمین کے پیدائش میں غور و فکر کرتے ہیں۔ اے ہمارے رب  
تو نے یہ باطل پیدا نہیں کیا۔ تو ناپاک ہے پس بکو دوزخ کے عذاب سے بچا۔  
مخلوقات عالم میں غور و فکر کرنے سے جو جو سبق ملتے ہیں اون کی

تشریحات سے قرآن مجید بھرا ہوا ہے۔ ایک اور جگہ پر فرماتا ہو۔ وحی  
 ہے جسے آسمان سے پانی برسایا جس میں سے کچھ تمہارے پینے کے کام آیا  
 اور کچھ درخون کی حیات کا موجب بننا ہی جو تم اپنے موشیوں کو چراتے ہو  
 اُس پانی سے خدا تمہارے واسطے کھیتی اور زیتون اور کھجور اور انگور اور  
 ہر طرح کے پھل پیدا کرتا ہے جو لوگ سمجھ کو کام میں لاتے ہیں ان کے واسطے  
 اس میں قدرت خدا کی آیات ہیں اور اس نے رات اور دن اور سورج اور  
 چاند کو تمہارے واسطے قاعدوں کا پابند کر رکھا ہے اور ستارے بھی اسی  
 کے حکم سے پابند احکام میں عاقلوں کے واسطے اس میں بہت نشانات  
 ہیں اور جو چیزیں تمہارے واسطے زمین میں پیدا کر رکھی ہیں اور ان کی  
 مختلف رنگتیں ہیں اس میں اہل ذکر کے واسطے آیات ہیں۔ اسی طرح  
 قدرت کے نظارے سے بیان کر کے قرآن مجید ذکر و فکر اور تدبر و تفہیم کی  
 طرف توجہ دلاتا ہے اور فرماتا ہے کہ اہل عقل اور اہل فکر کے واسطے میں  
 ہزار باتیں ہیں پر جو اندھا ہو کر دنیا میں بھرے اور منہ کی نظر نہیں آسکتا  
 اور جو عقل و فکر کو دور کر کے قرآن مجید حفظ کرے اور منہ کی نظر نہیں آتا  
 اپنی نسبت قرآن کریم بار بار فرماتا ہے اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِیْنَ  
 اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِیْنَ وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْبَشَرِ  
 تِلْكَ حِكْمَةٌ لِّلنَّبِیِّیْنَ تُوْرِثُھِیْنَ ۝ ھٰذِیْ وَرَحْمَةٌ وَّھُوَ عَظِیْمٌ  
 روحانی آئینہ۔ قرآن۔ قول فصل۔ میزان۔ تفصیل کل شیء ورحمۃ ط  
 مگر کوئی ایک نہیں سنتا۔ اور ایک نہیں مانتا۔ جس لکیر پر بڑے گئے بس  
 او سیکے ہو لیکن نہ کوئی سمجھتا پڑھتا اور نہ سمجھتا جانتا ہے۔ نہ کوئی سمجھتا  
 کھول کر دیکھتا اور نہ دیکھتا جانتا ہے اور نہ کوئی اسکی صدا کو سنتا اور

اور نہ سننا چاہتا ہی نہ کوئی اسکو نوروہایت اور رحمت و شفاماتا اور نہ مانتا چاہتا ہے۔ مان بمعنی پڑھنے، بخیر اور بُرے، سمجھ رہنے کو سب گوارا کرنے میں غفلت اور بد عملیوں نے مسلمانوں کو کچھ ایسا قرآن سے دُور اور متنفر کر دیا ہے کہ اس کے مطالب و مضامین کو وہ سُن ہی نہیں سکتے۔ قرآن نہرا رکھا کرے اوس کے مطلب سے بچنے کا یہ عجیب رستہ نکالا ہے کہ بمعنی پڑھنا اور پڑھانا قطعاً متروک کر دیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

ذکر و فکر کی آئین بہت سی مثنیٰ اب تبشیری اور تفسیری آیات بھی سُنوجن میں باعمل اور باایمان لوگوں کے واسطے قطعی اور یقینی اور واقعی بشارات ہیں اور بد عمل اور بے ایمان لوگوں کے واسطے قطعی اور یقینی اور واقعی خوف اور عبرت ہے وَکُوْنُہُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰتَ وَالْاِنْجِیْلَ وَمَا اُنْزِلَ اِلَیْہُمْ مِنْ ذِکْرِ لَحْمٍ لَا کُلُوْا مِنْ فَوْقِہُمْ وَ مِنْ تَحْتِہِ اَرْجُلُہُمْ اور اگر یہ لوگ تورات اور انجیل اور اُن صحیفوں کو جو ان کے پروردگار کی طرف سے انکی طرف نازل ہونے سے قائم رکھتے تو ضرور ہم اُن کو ایسی برکت دیتے کہ ان کے اوپر رزق برسا اور پاؤں کے تلے سے اوبلتا اور فراغت سے کھاتے۔ دیکھو یورپ نے اس الہی قانون سے کیسا فیض حاصل کیا تورات و انجیل اور دیگر صحیفوں کو قائم کیا اور اسکے اجر میں اُن کس فراغت کے ساتھ بسر اوقات کر رہے ہیں۔ واقعی اوپر سے بھی رزق برس رہا ہی اور پاؤں کے نیچے سے بھی اوبل رہا ہے مگر مسلمانوں نے اپنی کتاب کو چھوڑ دیا اور قطعاً چھوڑ دیا اسلئے پامال کر دیئے گئے اور ایسے طریق پر پامال کئے گئے کہ جا بجا مسلمانوں کے ملک اہل یورپ کے ماتحت یا اونچے مقابلہ میں ہست کر دیئے گئے تاکہ قرآن مجید کی تلاوت کے وقت اپنا

اور اسکی سزا یا داتی ہو مگر بمعنی اور سچائی کے ساتھ پڑھنے کی ایسی شراہ ہو کہ نہ تو عربی والوں کو کچھ سمجھتی ہو اور نہ غیر عربی دانوں کو۔ قرآن تو سبھی کچھ سمجھاتا ہے مگر کوئی سمجھنے بھی۔ اسپر طرفہ یہ ہے کہ جو قرآن میں عقل کو رد کر دے اور اسکو کافر کہنے کو طیار بہن اور قرآن معقلوں کی نسبت فرماتا ہے۔  
 لَٰنَ شَرًّا اَ وَّ اَبِ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُکْمُ الَّذِیْنَ لَا یَعْقِلُوْنَ ۝  
 اللہ کے نزدیک شریر ترین حیوانات وہ گونگے بہرے میں جو عقل کو کام میں نہیں لاتے پھر فرماتا ہے وَ یَجْعَلُ الرَّجْسَ عَلٰی الَّذِیْنَ لَا یَعْقِلُوْنَ اور اللہ شرک کی گندگی اور نین لوگوں پر ڈالتا ہے جو عقل کو کام میں نہیں لاتے یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں میں مشرکانہ خیالات اور عادات بہت زور سے پھیلی جاتی ہیں۔ الہی قانون کا ہر ایک لفظ اٹل ہے۔ جبکہ مسلمانوں نے قرآن مجید کو سمجھنا اور سپر غور کرنا اور محسوس میں عقل خرچ کرنا ترک کر دیا تو پھر ضرور تھا کہ وہ شرک کی گندگی میں ڈالے جاتے چنانچہ ذکر و فکر جوڑنے کی وجہ سے ہزار ناقص کے شرکوں میں مبتلا ہو گئے۔ ساتھ ہی عقلیں ایسی ماری گئیں کہ کچھ نہیں سمجھتے۔ اور قرآنی قاعدہ کے مطابق عقل خرچ نہ کرنے کی وجہ سے شریر ترین حیوانات بن گئے۔ عقل اور دین اسطرح خراب ہوئے۔ دنیا بھی قرآنی غفلت کی وجہ سے اس قانون ربانی کے مطابق خراب ہو گئی جو فرماتا ہے۔ وَ مَنۢ اَعْرَضَ عَنۢ ذِکْرِیْ فَاِنَّ لَہٗ مَعِیۡشَۃً ضٰلٰکًا وَ خٰشِرَۃً یَّوۡمَ الۡیَقِیۡمَةِ اَعْمٰی اور جس نے میری نصیحتوں سے منہ پھرا۔ پس تحقیق اس کے واسطے گزراں تنگ ہے۔ اور قیامت کے دن ہم اسے اندھا اوٹھا دیں گے۔ اے مسلمانو! کچھ قرآن کو سمجھو۔ اسکی قدر کرو اور مانو ورنہ لا پرواہی کے نتائج بہت کچھ



اللہ کے نزدیک شر ترین حیوانات وہ گونگے اور بہرے بین جو اپنی عقلوں کو کام میں نہیں لاتے پھر فرماتا ہے وَیَجْعَلُ الرَّجُلَ عَلَى الْإِنِّیْنَ لَا یَعْقِلُوْنَ - اور اللہ شرک کی نجاست اون لوگوں پر ڈالتا ہے جو عقل کو کام میں نہیں لاتے۔ پھر تمام مسلمانوں کو حکم دیتا ہے قَدْ کُذِّبَتْ أَدْعَاؤُكُمْ وَاشْکَلُ وَلِیْ وَلَا تَلْکُمْ فُرُوقٌ دَیْمٌ فِیْکُمْ یَا ذُرِّیَّہُ تَنبِیْہِیْنَ یاد کروں گا اور میرا شرک کرو اور کفر مت کرو۔ اب ہم حالات انسانی پر نظر ڈال کر دیکھتے ہیں کہ وہ عقل کو کام میں نہ لانے کے سبب سے شر ترین حیوانات بن جاتا اور شرک کی غلاطت میں دھس جاتا ہے یا نہیں۔

یہ تو ہم ذرات ملاحظہ کر لے ہیں کہ کوئی دنیاوی کام عقل کے بغیر اچھا نہیں کسی فن اور کسی صینہ میں دیکھلو جو شخص سوچ بچار کے ساتھ کام کرتا ہے وہ اپنے کام میں ہمیشہ نیک نام رہتا اور جتنی کرتا ہے جو عقل کے ساتھ کام کرتا ہے وہ ہمیشہ بدنام رہتا اور معمولی کام بھی اچھی طرح نہیں کر سکتا ہے۔

ایک دانشمند اور ہوشیار کہلاتا ہے دوپٹہ راہ بیعتل اور جھول۔ ایک شہرت پاتا اور دوسرا ذات و بدنامی اوٹھاتا ہے۔ جن قوموں میں سوچنے سمجھنے کی عادت ہوتی ہے وہ سجد ترقیات کرتی اور غلبہ پاتی ہیں۔ برعکس اون کے عقل تو میں محدود اور مغلوب رہتی ہیں۔ فی الحقیقت تمام تہذیب اور ترقی عقل کی بدولت ہے۔ تمام معلومات اور ایجادیں اور تمام علوم و فنون عقل خرچ کرنے کا نتیجہ ہیں۔ دین میں بھی کوئی بد عقل آدمی ترقی نہیں کر سکتا بلکہ رسم پرست اور مشرک بن جاتا ہے۔ فی الحقیقت تمام شرک بتعلی کا نتیجہ ہے جیسا کہ قرآن مجید فرماتا ہے وَهَنْ یَّکْفُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهَ الْاٰخِرَ الَّذِیْنَ

کہہ دے۔ جو اللہ کیساتھ دوسرے معبود کو پکارتا ہے اوس کے پاس



اس دعویٰ کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ پھر فرماتا ہے - وَمَنْ يَرْغَبْ عَنْ مِلَّةِ  
 اِبْرٰهِيْمَ اِلَّا سَفِيَةً نَّفْسًا - مذہب ابراہیم سے کون متفر ہوتا ہے مگر وہ  
 شخص جس نے اپنے نفس کو بیقل بنالیا ہو۔ ایک اور جگہ یہ فرماتا ہے وَقَالُوا  
 كُنْ يَدْحُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنِ كَانَ هُوَ ذَا اَوْ نَصَارَىٰ تِلْكَ اٰمَاتُهُمْ  
 قُلْ هَآؤُنَا اَبْنٰ هَآؤُنَا كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ اور انکا قول ہے کہ جنت  
 میں کوئی شخص سوا سے یہود یا نصاریٰ کے ہرگز داخل نہیں ہوگا یہ اونکی بیہوشی  
 آرزوئیں ہیں۔ کہہ اپنے دلائل پیش کرو اگر تم سچے ہو۔ اسے چر جا بجا  
 قرآن کریم مشرکوں کو بیقل ثابت کرتا اور انکے بیہودہ خیالات اور  
 تعصبات پر دلائل طلب فرماتا ہے گویا کہ شرک اور تعصب سر اسر بیقلی کا  
 نتیجہ ہیں اور واقعی ہے بھی یوں ہی۔ ورنہ عقل سلیم کب مان سکتی ہے  
 کہ درخت یا پہاڑ یا دریا یا سمندر یا چاند یا سورج یا ستارہ یا انسان  
 خدا یا شریک خدا ہیں۔ کیسے ان مخلوقات کو حی و قیوم قادر و خالق۔ حاضر  
 و ناظر۔ رب العالمین۔ رحمن و رحیم اور عجیب الدعوات مانا جاسکتا ہے  
 کیسے کسی انسان کی نسبت یہ تصور کیا جاسکتا ہے کہ وہ قادر مطلق یا  
 اوسکا شریک ہی۔ پراسنوس جسقدر دینی معاملات میں انسان نے عقل کو  
 معطل اور بیکار بنایا ہے۔ دنیاوی معاملات میں اوسکا ہزارواں حصہ بھی  
 نہیں بناتا۔ یہی وجہ ہے کہ تمام مذاہب میں شرک اور تعصب اس کثرت سے  
 بھیلے ہیں کہ دعائیت اور سحر کو قریب قریب نابود کر دیتا ہے۔ حیوانات  
 اپنی اپنی فطرتی عقل پر قائم ہیں اور اسی کے مطابق کھانے پیتے۔ چلتے  
 پھرتے اور سوتے جاگتے ہیں۔ لیکن بیقل انسان اپنی فطرت کو بگاڑ کر  
 بیہودہ چیزیں مثلاً شراب۔ ایفون۔ پہنگ۔ چرس۔ تماکو وغیرہ کھانے

پہنچے لگتا طرح طرح کے یہودہ شغل شغل ناگ ناچ مرغنازی بیڑ بازی وغیرہ  
 ایجاد کر کے فطرتی ضرورتوں سے دُور جا پڑنا اور نہر ہر با قسم کی یہودہ عادتیں  
 اختیار کر لیتا ہے۔ جھوٹے۔ فریب چوری۔ زنا اور ہر قسم کی بدی اور ظلم کا  
 عادی ہو جاتا ہے۔ طرح طرح کی شرارتیں کرتا اور دوسروں کے واسطے  
 بد عملی کا نمونہ بن کر سینکڑوں کو بگاڑتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بقیل انسان کو  
 شریر ترین حیوانات فرمایا گیا ہے۔ کوئی حیوان اس قدر شرارت نہیں بھیل سکتا  
 جس قدر کہ ایک بقیل انسان بھیلتا ہے کیا ہی سہم ہے۔ اِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ  
 عِنْدَ اللّٰهِ الضَّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يُعْقِلُوْنَ۔ نہر ہر با قسم کے وہیات شغل  
 یہودہ عادات اور خطرناک شرارتیں ہیں جو بقیل انسانوں نے خلاف  
 فطرت چل کر ایجاد کی ہیں مگر حیوانوں میں سے کسی نے ایک بھی شغل یا  
 عادت و شرارت اپنی فطرت کے خلاف ایجاد نہیں کی۔ مختلف  
 قوموں میں اگر مذہبی تعصبات اور بے عقلی کی مثالیں تلاش کجاوین  
 تو دفتر کے دفتر ختم ہو جاوین۔ فی زمانہ یہ کیسی خطرناک بے عقلی ہے  
 کہ قرآن مجید کو بامعنی پڑھنا اور اسپر غور فکر کرنا ایک ناجائز بات خیال  
 کی جاتی ہے۔ میں قریباً ڈیڑھ سال سے تحریری اور تقریری طور پر برابر  
 کوشش کر رہا ہوں کہ مسلمانوں میں قرآن مجید بامعنی پڑھنے کا رواج ہو جائے  
 اور مفتاح القرآن میں صاف طور پر ثابت بھی کر چکا ہوں کہ قرآن مجید  
 کا بامعنی پڑھنا ایسا آسان ہے جیسا کہ مادری زبان میں کسی کتاب کا  
 پڑھ لینا بلکہ اوس سے بھی آسان تر اور تجربتاً دکھلا چکا ہوں مگر ابھی تک  
 عام طور پر لوگوں کو قرآن مجید کی طرف وہی متفر اور وہی منہایت اور  
 وہی ضد ہے۔ مثال کے طور پر ایک شخص کا ذکر سنا ہوں جو صاحب علم

اور خیال خود پکا دینا رہے۔ سینے اوس سے پوچھا میر صاحب کیا آپ قرآن مجید کی تلاوت کیا کرتے ہیں جواب دیا کہ ہاں کبھی کبھی۔ پھر مینے کہا مائرجمہ بلا ترجمہ کہا کہ بلا ترجمہ۔ پھر مینے پوچھا کہ کبھی ترجمہ بھی پڑھ لیتے ہو کہا کہ کبھی نہیں۔ سینے پوچھا کہ آپ ترجمہ کیوں نہیں پڑھتے۔ جواب دیا کہ ترجمہ دیکھنے میں ایمان جانیکا اندیشہ ہے کیونکہ اکثر مسائل ایسے ہوتے ہیں جو لفظی ترجمہ کے خلاف ہوتے ہیں اسلئے ممکن ہے کہ ترجمہ پڑھتے وقت اس مسائل میں شبہ واقع ہو کر انسان کا ذہن ہو جائے۔ پھر مینے ایک طویل تقریر میں اونکو سمجھایا کہ قرآن مجید بار بار فرماتا ہے کہ میرا کلام شک شبہ سے پاک ہے میرا بیان صاف صاف اور مفصل ہے۔ مینے کسی دینی ضرورت کو فرو گزاشت نہیں کیا۔ جب کچھ وہ بار بار فرماتا ہے لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ تاکہ تم سمجھو۔ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُونَ تاکہ تم غور و فکر کرو لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ تاکہ تم نصیحت پکڑو۔ وَلِيَذَكَّرُوا آلِيَهُمْ وَلِيَذَكَّرُوا آلِيَهُمْ تاکہ اسکی آیتوں پر تدبر کریں اور تاکہ اہل دانش نصیحت پکڑیں۔ جبکہ قرآن مجید بار بار اور بڑے شد و تہ کے ساتھ یہ ظاہر فرماتا ہے کہ قرآن سے ہی غرض ہے کہ لوگ امین غور و فکر کریں تدبر کریں عقل کو اسلئے سمجھنے میں خرچ کریں اور اس سے نصیحت پکڑیں تو پھر آپ کیون تدبر و تفکر و تذکر و تعقل فی القرآن سے بھاگتے ہیں۔ میری تمام تقریر کا ایک مختصر سایہ جواب دیا کہ جو لوگ اس میں تدبر و تفکر کے قابل تھے وہ کر چکے اب ہم کس قابل ہیں۔ سینے جواب دیا کہ تدبر و تفکر کے واسطے کوئی خصوصیت کا حکم نہیں ہے کہ فلاں فلاں قسم کے اشخاص تو اس میں تدبر و تفکر کریں اور فلاں قسام کے نہیں اگر ہے تو آپ قرآن سے ثابت کریں ورنہ قرآنی

احکام کو اپنی عقل سے محدود و مخصوص کرنا ہرگز جائز نہیں۔ اسکا جواب دیا کرتا  
 و فکر تو وہی لوگ کر سکتے ہیں جو اس قابل ہوں جبکہ قرآن مجید کا بیان مُجَل  
 اور مُجَل ہے اور مشابہات اس میں موجود ہیں اور ہمیں کسی بات کا اس  
 بہ لگتا ہی نہیں تو پھر ہم کیسے اسکو سمجھیں۔ سینے جواب دیا کہ پھر مجھے  
 پڑھنا اور اسکا نام تلاوت رکھنا آپ نے کہاں سے جائز سمجھ لیا  
 کیونکہ قرآن مجید اور لوگوں کی تعریف فرماتا ہے: **يَتْلُوهُ حَقُّ تِلَاوَةٍ**  
 کے مصداق ہیں اور بار بار فرماتا ہے کہ قرآن تو اور کچھ شے نہیں خُص  
 نصیحت ہی نصیحت ہے یہ تو تمام عالم کے واسطے محض نصیحت ہی نصیحت  
 ہے یہ تو بشر کے واسطے نصیحت ہی نصیحت ہے یہ تو جہانوں کے واسطے  
 محض نصیحت ہی نصیحت ہے۔ یہ تو سوائے نصیحت کے اور کچھ ہے ہی  
 نہیں چنانچہ بار بار فرماتا ہے: **هِيَ الْاَذْكُرَى لِلْبَشَرِ - اِنْ هُوَ**  
**لَا يَذْكُرُ لَعَلَّكُمْ يَتَّقُونَ - اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِينَ - اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ**  
**فَمَنْ شَاكَ ذِكْرَهَا -** پھر جبکہ نصیحت ہی نصیحت ہے اور سمجھنے کی چیز ہے۔  
 تو کیا وہ کہہ سکتے ہیں کہ جائز سمجھتے اور سمجھنے کو ناجائز قرار دیتے ہو ایسی صریح  
 آیات کے خلاف کچھ جھٹکانا کیسے جائز ہو سکتی ہیں۔ جواب دیا کہ ہماری  
 کم لیاقتی اور قرآنی مشکلات کی وجہ سے۔ سینے جواب دیا کہ قرآن مجید  
 بار بار یہی فرماتا ہے: **وَلَقَدْ كَسَبْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَكِّرٍ**  
 اور تحقیق ہم نے قرآن کو سمجھنے کے واسطے آسان کر دیا ہے پس کوئی ہے جو  
 سمجھنا چاہے۔ تو کیا آپ کے نزدیک اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان جھوٹا ہے  
 جواب دیا **نَعُوْا فِرَافِلَهُمْ** مگر بات یہ کہ علما کے واسطے یہ آسان ہے  
 عوام کے واسطے نہیں۔ سینے کہا کہ علما کی اس میں کماں تخصیص ہے بلکہ

قرآن تو اسکو تذکرۃ للعالمین فرماتا ہے آپ ایسی تحریفات معنوی کیوں  
 کرتے جاتے ہیں جواب دیا کہ اس میں ہکو تو کسی بات کا پتہ نہیں لگتا  
 ہم اسکو کیسے آسان سمجھیں مینے پوچھا تو پھر آپ کے نزدیک اللہ کریم کا  
 اسکو آسان فرمانا واقعی طور پر غلط ہے اسکا آپ نے جواب دیا کیا تمام  
 علمائے دین جنہوں نے قرآن مجید سمیٹنے پڑھنے کا رواج دیا غلطی تھے  
 مینے کہا کہ علمائے دین کا ہرگز یہ کام نہیں بلکہ مسلمانوں کی غفلت اور  
 بدکاری کا نتیجہ ہے جبکہ غفلت اور فسق و فجور زیادہ ہوتا گیا اوسی قدر  
 رسم پرستی بڑھتی اور قرآن مجید کا سمجھنا متروک ہو گیا اور اگر بالفرض کسی  
 شخص کا قول بھی اسکے معنی کے خلاف ہو تو ہم اسکو عالم نہیں کہہ سکتے  
 بلکہ وہ جمال الکتاب ہے۔ اسی بے سمجھی کی وجہ سے یہودی علماء کا نام  
 قرآن مجید اسطرچر ظاہر فرماتا ہے **مَنْ أَلْزَمَ الَّذِينَ حَمَلُوا التَّوْرَةَ أَنْ  
 تَحْمِلُوا كَمَا كُنْتُمْ أَحْمِلُ السَّحَابَ** اسفار اہ تحقیق جن لوگوں سے توریت  
 اٹھوائی گئی پھر اونہوں نے اسکو نہ اٹھایا وہ اس گدھے کی مثال ہیں  
 جو کتابین اٹھائے پھرتا ہے۔ اسی مضمون کو سعدی علیہ الرحمۃ نے اسطرچر  
 بیان فرمایا ہے **نَحْمَقُ بَدَنَهُ وَنُشْمَدُ بِجَارِبِهِ** بروکتا بے جذب  
 ہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کو قرآن کے سمجھنے کی طرف ذرا بھی خیال نہیں  
 بلکہ سمیٹنے پڑھنے کو کافی سمجھتے ہیں یہ کلیۃ قاعدہ ہے جس بات کی طرف  
 انسان شوق اور توجہ کی نظر سے نہ دیکھے وہ اسکو کبھی سمجھ نہیں سکتا۔  
 اور ہمیشہ کی لا پرواہی سے اسکے سمجھنے کا خیال بھی جاتا رہتا ہے  
 اسی طرح جو نہ مسلمانوں کو عام طور پر قرآن کے سمجھنے کا شوق نہ رہا  
 اور نہ توجہ رہی اسلئے رفتہ رفتہ مغایرت اور نفرت زیادہ ہوتی چلی گئی

اور اب وہ زمانہ آ گیا کہ علما لوگ بھی مطالعہ کے وقت محض ایک و پار  
 پھیر لینے سے غرض رکھتے ہیں معنوں کی طرف کوئی توجہ نہیں۔ ایک  
 مولوی صاحب کے ساتھ یُن مدت سے اسی مسئلہ پر بحث کرتا رہتا ہوں  
 کہ آپ قرآن مجید کی بامعنی تلاوت کیا کریں اور رکوع کو بامعنی پڑھ لیا کریں  
 ہمیشہ قرآنی آیات اس مضمون پر مسئلہ قائل معقول بھی ہوتے اور اراذہ بھی  
 ظاہر کرتے ہیں مگر ہمیشہ کی رسم کو آج تک ترک نہیں کر سکے جب فارغ التحصیل  
 مولوی یہ نمونہ پیش کر رہے ہیں تو عوام کا یہ حال۔ ایسے علما بہت ہی  
 شاذ ہیں جن کو قرآن مجید کے معنی سے مذاق ہو اور فی الحقیقت وہی لوگ  
 لفظ عالم کے مستحق ہیں۔ اس تمام تقریر کے بعد میر صاحب نے پھر وہی  
 جواب دیا کہ مشکلات مجملات اور مبہات کا کیا علاج کیا جاوے۔ سینے  
 کہا میر صاحب سنو۔ کہ یہ کیسا غصہ ہے آپ قرآن کو مشکلات اور مجملات  
 اور مبہات کا مجموعہ خیال فرماتے ہیں۔ قرآن تو اسکا نام تفصیل ہے  
 وَرَحْمَةً - تَبَيَّنَا لَكَ الْكُلَّ شَيْئًا وَهَدَّاهُ لَوْرَ مَهْدَيْنِ - فَرَقَانِ - مِيزَانِ  
 كِتَابٍ فَفَصِّلْ اور قَوْلُ فَصِّلْ رکھتا ہے آپ ان تمام آیات کے خلاف اسکو  
 مجمل اور مبہم بتاتے ہیں۔ قرآن نے کسی جگہ بھی اپنی نسبت مشکل یا مجمل  
 یا مبہم ہونا ظاہر نہیں فرمایا آپ عجیب مومن ہو کہ اسقدر قرآنی آیات مسئلہ  
 بھی اسکو مجمل ہی بتاتے چلے جاتے ہو۔ ہاں اسکے سمجھنے کو اسطے ایمان  
 مشیت الہی اور عادت غور و فکر ضروری ہے۔ یہ ایسی ہی بات ہو جیسا کہ  
 نور سے وہی شخص فائدہ اٹھا سکتا ہے جو آنکھیں کھول کر دیکھے جو آنکھیں  
 بند کرتا ہے وہ خواہ کیسی ہی تیز روشنی میں کھڑا ہو کچھ بھی نہیں دیکھ سکتا  
 قرآن ایک نور میں یعنی صاف روشنی ہے مگر آنکھیں کھول کر دیکھنا بھی ضروری ہے

ورنہ اکیلا نور کچھ کام نہیں دیکھنا چاہئے قرآن کریم بار بار فرماتا ہے قَدْ فَضَّلْنَا  
 الْإِنْسَانَ لَقَوْمٍ يُزَكِّيهِمْ - قَدْ فَضَّلْنَا الْإِنْسَانَ لَقَوْمٍ يُزَكِّيهِمْ - ایک  
 جگہ پر فرماتا ہے قَدْ فَضَّلْنَا الْإِنْسَانَ لَقَوْمٍ يُزَكِّيهِمْ - قَدْ فَضَّلْنَا الْإِنْسَانَ  
 لَقَوْمٍ يُزَكِّيهِمْ - اس کے بعد میر صاحب نے کہا کہ قرآن خود اپنی نسبت فرماتا ہے  
 فِيهِ آيَاتٌ مُّخْتَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأَخْلُ فَتَشَاهِدُ وَأَرْأَى كُنْزٍ مِّنْ لَّدُنَّكَ  
 کہ یہ مجل اور ہم نہیں ہے سینے جواب دیا کہ مشابہات کے معنی مجل اور ہم  
 نہیں ہوتے بلکہ مشابہ اس لغز یا آیت کو کہتے ہیں جس کے کئی معنی ہو سکیں  
 یا جس کے معنی کی نسبت قطعی اطمینان نہ ہو سکے بلکہ شبہات باقی رہ جا دیں  
 اس لئے ایسی آیات پر بحث کرنا غیر ضروری اور غیر مناسب ہے۔ محکمات کو  
 قرآن مجید اُمُّ الْكِتَابِ فرماتا ہے یعنی قرآن کی مان - گویا کہ تمام باتیں  
 محکمات کے ہی ہیٹ سے نکلتی ہیں پس چاہیے جن آیات میں ہمیں  
 شبہ رہ جاوے اور انکی نسبت محکمات سے فیصلہ کر لیا کریں اور ان کو تو کو  
 کچھ کر فضول جگہ پر دین میں نہ پھنسا کریں بلکہ حوالہ بخدا کر کے خاموش ہو جایا  
 کریں اگر ان کے معانی کی طرف سچی طلب ہمارے دل میں ہے تو اللہ تعالیٰ  
 خود انکشاف اور اطمینان پیدا کر سکتا ہے چنانچہ وہ خود وعدہ فرماتا ہے  
 إِنَّ الَّذِينَ جَاهَدُوا فِيْنَا لَنُكَفِّرَنَّهُمْ سُبُلَنَا - جو لوگ ہمارے راستوں  
 میں کوشش کرتے ہیں ہم ضرور اپنے راستے دکھاتے ہیں - وَ اتَّقُوا اللَّهَ  
 وَ يُعَلِّمَكُمُ اللَّهُ - اللہ سے ڈرو - اور اللہ تمہیں تعلیم کرے گا - اللَّهُ وَلِيُّ  
 الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ - اللہ مومنوں کا رفیق  
 ہے اور انکو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لے آتا ہے -  
 لے میر صاحب مشابہات کے - معنی نہیں ہیں کہ تمام قرآن مجید مشکل - مجمل -

مبہم اور جہل ہے بلکہ اُن آیات میں اسرار میں جُکوا لَکَرِ سَحْنِ فِی الْعِلْمِ  
 خوب سمجھتے ہیں کہ یہ سب اللہ کی طرف سے ہوں۔ یہی لوگ لفظ عالم کے  
 مستحق اور انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں اور یہی علماء ہیں جو انبیاء  
 بنی اسرائیل کے مشابہ ہیں۔ میری اس تقریر کو سنکر میرا صاحب ہنس پڑے  
 اور کہنے لگے کہ مہنے تو کوئی عالم ایسا نہیں دیکھا جسکو خود اللہ تعالیٰ سمجھاتا  
 ہو یا اسکو اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لیتا ہو یا خود اسکی ہدایت  
 کرتا ہو بلکہ جبکہ کوئی سیکھتا ہے وہ دوسروں سے سیکھتا ہے  
 اُبّ مین حیران تھا کہ مسلمانوں کی عقلیں دینی معاملات میں کیسی ماری گئی  
 مینے کہا میرا صاحب کیا آپ کلام الہی کو لغو اور قابلِ ہنسی مانتے ہو۔  
 مینے تو آپ کو جو کچھ سنا یا ہے وہ کلام الہی سے سنا یا ہے اور محض  
 لفظی ترجمہ پیش کیا ہے اپنی طرف سے کوئی تعلیل یا تشریح نہیں کی آپ  
 تو بڑے پتے و نینار نمازی پرہیزگار مشہور ہیں۔ کسی ہندو کی دکان  
 کا دودھ گھی۔ بورہ۔ سٹانی وغیرہ چیزوں کو نہیں کھاتے پیتے نہ بیج  
 بھی ہر وقت ناست مین ہے۔ قطع وضع ملائی طریق پر ہے۔ نمازوں  
 کے بھی پابند ہو مگر افسوس کہ کلام الہی کی آپ ذرہ بھر قدر نہیں کرتے  
 سیدھے سیدھے ترجمہ کو جھٹلاتے اور اسکی ہنسی اور اڑاتے ہو آپ  
 خود بھی کسی قدر عربی جانتے ہو۔ جو آیات مینے سنا ئی ہیں انکا خود  
 ہی ترجمہ کر دو پھر دیکھو صاف طور پر وہی مطلب ہے یا کچھ اور۔ اسکے  
 جواب میں کہا کہ اگر سیدھے ترجموں سے صاف مطلب برآمد ہو تو  
 پھر لوگ قرآن کو۔ سمجھنے کیون پڑھا کرین پس قرآن کا سمجھنا اور سمجھانا  
 اماموں پر ختم ہو چکا اُبّ کون ہے جو اسکو سمجھے۔ پس اب تو یہی چاہئے



کہ مضمون کا خیال ہی نکرین پس تلاوت کر لیا کرین اور اگر کسی کو معنی کا شوق ہو  
 تو تفسیر حسینی یا تفسیر جلالین پڑھ لیا کرے قرآن کے لفظوں میں کیا رکھا ہے  
 تب ہی تو یقیناً بار بار کہتا ہوں کہ قرآن کے لفظوں سے کچھ مطلب برآ نہیں  
 ہو سکتا تا وقتیکہ معنی میں اسکی تشریح ساتھ نہ ہو۔ قرآن میں نماز روزہ  
 حج اور زکوٰۃ کا تو پتہ نہیں جو اسلام کے اعلیٰ ارکان میں بھلا آپ ہی قرآن  
 سے انکی تشریح کر دیجیئے۔ آپ کو قرآنی کاملیت اور قرآنی صفائی کا بڑا دعویٰ  
 ہے۔ میں نے انکو وہ احکام سنانے جو قرآن مجید میں نماز۔ روزہ۔ حج اور  
 زکوٰۃ کے متعلق ہیں اور پھر بتلایا کہ چونکہ یہ علی بائین ہیں اسلئے آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے علی طور پر ان تمام امور کو متیقن فرمایا ہے اور یہ عین  
 دانائی و حکمت ہے کہ علی بات عمل سے سکھائی جاوے اور نظری بات  
 علی طور پر۔ اسپر میر صاحب خوب ہنسنے اور ہکا کر کر بولے کہ بس اتباع رسول  
 کی تو ضرورت ہوئی۔ میں نے جواب دیا کہ یہ میں نے کب کہا تھا کہ اتباع رسول  
 صلی اللہ علیہ وسلم کی ضرورت نہیں میں تو یہی ثابت کرتا آ رہا ہوں کہ قرآن  
 سمجھ کر پڑھنا نہایت ضروری ہے۔ قرآن سراسر نصیحت ہے اسکو سمجھنا  
 چاہیئے اس میں تمام دینی علوم اور ضروریات کامل طور پر جمع ہیں اور  
 رب العالمین نے اسکو سمجھنے کے واسطے بہت آسان بنا دیا ہے اور یہ  
 جو کچھ میں نے کہا قرآنی الفاظ سے کہا ہے اپنی طرف سے کچھ بھی کم و بیش  
 نہیں کیا نہ کوئی تحریف لفظی یا معنوی کی ہے سیدھے سیدھے لفظی ترجمہ  
 سے جو ظاہر ہوا وہی پیش کیا آپ کیا مجھ پر ہنستے ہیں یہ تمام ہنسی آپکی  
 کلام الہی پر ہے۔ سلسلہ تعامل ایک علیحدہ سلسلہ ہے جو زمانہ نبی کریم  
 صلی اللہ علیہ وسلم سے لگاتار سلسل چلا آیا ہے آخر کار میر صاحب

یہ بول وٹھے کہ یٰن تو پکا مسلمان ہوں جب طرے تمام مسلمان اور مولوی لوگ  
کہہ رہے ہیں اسی طرح سے یٰن کرتا ہوں آپ کے نئے نئے مسئلے میں کبھی نہیں  
مان سکتا بس اب معاف فرمائیں اس پر سینے کہا اِنَّا لِلّٰہِ قَدَرْنَا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ  
تعب ہے قرآنی آیات کو آپ نے نئے نئے مسئلے اور میرے ذاتی افترا  
بتلا دیئے خیر اب میں بھی زیادہ نہیں بولتا لکھ دو ۱۰۰۰ دینے  
مسلمانو! یہ ایک قصہ نہیں بلکہ جس کسی صاحب سے یٰن یہ ذکر کرتا ہوں  
کہ آپ قرآن مجید با ترجمہ پڑھا کریں تو وہ اسی قسم کی واسیات مجتہدین  
پہلو شنی کرتے ہیں جو فی الحقیقت قرآن مجید کا استخفاف اور استہزاء ہے  
ہائے افسوس۔ بیوقوف نے کیا حال کر دیا جس قرآن کو وہ آسمانی کتاب مانتے  
اور ظاہر بہت کچھ عزت کرتے ہیں اس کے معنوں کی طرف سے ایسی  
لا پرواہی مخایرت نفرت اور ضد ہے۔ یہ ایک نہایت ہی خطرناک  
شرک اور کفر ہے جس کے باعث سے قوم کی قوم تباہ ہوتی چلی جا رہی اور  
قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ کا مصداق بن گئی ہے۔ مومن کی تو اسد کریم یہ  
علامات بیان فرماتا ہے کہ جب آیات الہی سے اونکو سمجھایا جاوے تو  
اون کے دل منور اور اون کے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جائیں اور  
وہ اونکی اطاعت کیواسطے سربسجود ہو جائیں اور کسی قسم کا تکبر ظاہر نہ کریں  
لَا تَمْلِكُ مِنْ يَّائِتِنَا الَّذِیْنَ لَا ذِكْرَ وَارِہَا خُرُوجًا مَّجْدُودًا  
جَحْمَدٌ رَّحْمَتُہُمْ وَہُمْ لَا یَسْتَكْبِرُوْنَ ط ہماری آیتوں پر تو بس وہی لوگ  
ایمان لاتے ہیں کہ جب اونکو ان آیتوں سے سمجھایا جاوے تو سجدہ میں گر پڑتے  
اور اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ تسبیح کرنے لگتے ہیں اور وہ تکبر نہیں کرتے  
پھر فرماتا ہے وَمَنْ ذُکِّرَ بِآیٰتِ رَبِّہٖ نُفِّرْ عَرَضَہَا اِنَّا مِّنْ

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هُوَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ لَّهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَ أَيْدِيهِمْ وَلَا يُحِيطُ بِشَيْءٍ إِلَّا بِمَا شَاءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ  
 آیتوں سے نصیحت کیجائے اور وہ اون سے منہ پھیر لے۔ بیشک ہم ایسے مجرموں سے بدلہ لیکر رہیں گے۔ پھر یہ کیسا ایمان ہے کہ قرآن مجید کی صریح آیات سے صاف صاف طور پر بار بار سمجھایا جاتا ہے کہ قرآن مجید کو سمجھ کر با معنی پڑھا کرو، غور و فکر کیا کرو، مگر ماننا تو دیکھنا اس کے الفاظ کو متکبرانہ طور پر خفیفاً اور فضول سمجھتے اور عمداً خلاف تشکیحات کرنے اور بے معنی تمثیلات پیش کر نیو  
 آمادہ ہو جاتے ہیں اَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ الْقُرْآنَ اَمْ عَلٰى اُقْلُوبٍ اَقْفَالُهَا کیا قرآن پر تدبیر ہی نہیں کرتے یا دلون پر قفل لگ گئے ہیں۔ اگر غور کیا جائے تو شق ثانی والی حالت معلوم ہوتی ہے کہ عمداً غور و فکر متروک نہیں ہوا بلکہ لعنت الہی کی وجہ سے دلون پر قفل لگ گئے ہیں۔

اے مسلمانو! سخت عبرت کا مقام ہے اپنی حالتوں پر خوب غور کرو۔ اپنے اپنے نفسوں کو خوب ٹٹو لو کہ کتنا تک وہ قرآن مجید کے شایق اور مطیع ہیں۔ اور کہاں تک اوس سے منافیہ متصرف اور مخالف ہیں۔ پس تمام منافیہ ت۔ نفرت اور مخالفت کو دور کر کے سچے شوق اور اخلاص کے ساتھ اس کی طرف جھک جاؤ۔ اپنے رب کے کلام کو کسی طرح سے ناقص یا مجمل یا مبہم یا مبہل خیال مت کرو۔ قرآن مردود کو زندہ کرنے والا۔ روحوں میں جان ڈالنے والا اور تمام روحانی امراض کو دور کرنے والا ہے۔ یہ سراسر رحمت اور شفا ہے۔ کامل ہدایت اور نور ہے۔ مگر یاد رکھو وَلَا يَزِيدُ الْظَّالِمِينَ إِلَّا خَسَارًا مگر یہ قرآن بدکاروں کو نقصان ہی نقصان زیادہ پہنچاتا ہے۔ اپنی ہر قسم کی بدکاری اور غفلت سے دور ہو کر اس کو پکڑو۔

اسکا بیان مومنون۔ خدا ترسون اور سمجھنے والوں کے واسطے صاف صاف اور روشن ہے۔ پس اپنے خدا پر اور اس کے کلام پر کسی قسم کی بدظنی مت کرو بلکہ اون لوگوں میں سے ہو جاؤ جو کلام ربانی کی خاص عزت کرتے اور رب العالمین کو بخل اور ابہام سے پاک صاف سمجھتے ہیں اور جسکی حالت یہ ہے کہ آیات الہی کے آگے سرسجود ہو جاتے یعنی اپنی تمام جسمانی اور روحانی طاقتوں کے ساتھ اسکی کامل اطاعت کے واسطے جھک جاتے ہیں اپنے رب کی حمد و ثنا کرتے اور اپنے عقائد اور اعمال سے اسکی تسبیح و تقدیس ظاہر کرتے ہیں وہی رب جسے عالم میں ہر ایک شے کی پرورش اور بقا سے نوع کا سامان کامل طور پر جتیا کر کے اپنا نام رب العالمین رکھا اور ہر قرآن کریم ہر قسم کا روحانی رزق جتیا کر کے اس کا نام تذکرہ للعالمین رکھا ہے۔

## اطلاع

پہلے سال کا سلسلہ اس رسالہ پر ختم ہوتا ہے۔ آئندہ کا پرچہ ان شاء اللہ الکریم یکم جنوری سنہ ۱۳۹۹ سے شروع کیا جاوے گا۔ ناظرین دسمبر ۱۳۹۸ء کو ہمارے واسطے تعظیم کا مہینہ تصور فرماویں۔ ایسا کرنے میں ہمارا سلسلہ انگریزی سال کے مطابق ہو جائیگا۔ گذشتہ سال کے بارہ رسالے ایک جلد میں جمع کر کے مجلد کر دیے گئے ہیں اور قیمت کل رسالوں کی معہ جلد اور محصول اک دور رس

رکھی گئی ہے فہرست مضامین حسب ذیل ہے۔

رسالہ اول۔ دلائل برہستی باری تعالیٰ۔ صفحہ ۱ سے صفحہ ۲۸ تک

رسالہ دوم۔ وہ اسمائے الہی جو انسان کی فطرتی ضروریات اور سچی خواہشات کے متعلق ہیں صفحہ ۲۹ سے صفحہ ۵۶ تک۔

رسالہ سویم۔ تقایم سابقہ اور وہ اسمائے الہی جو نظام عالم کے متعلق ہیں صفحہ ۵ سے صفحہ ۸۴ تک۔

رسالہ چہارم۔ تقایم سابقہ۔ مسئلہ تقدیر پر لطیف بحث صفحہ ۸۵ سے صفحہ ۱۱۲ تک

رسالہ پنجم۔ وہ اسمائے الہی جو حکومت انسانی اور اصلاح نفس و رفع انسانی کے متعلق ہیں صفحہ ۱۱۳ سے صفحہ ۱۴۰ تک۔

رسالہ ششم۔ وہ اسمائے الہی جو انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کے متعلق ہیں و بقیہ تفسیر سورہ الحمد صفحہ ۱۴۱ سے صفحہ ۱۶۸ تک۔

رسالہ ہفتم۔ بقیہ تفسیر سورہ الحمد۔ کلمات الحمد شریف کا عمل اور انکے نتائج صفحہ ۱۶۹ سے صفحہ ۱۹۶ تک۔

رسالہ ہشتم۔ حفظ صحت اور عادات پر قرآنی تعلیم۔ آخرین قرآنی خصائص پر ایک نظم صفحہ ۱۹۷ سے صفحہ ۲۲۲ تک۔

رسالہ نہم۔ معاشرت پر قرآنی تعلیم۔ صفحہ ۲۲۳ سے صفحہ ۲۵۲ تک

رسالہ دہم۔ غفلت پر قرآنی تعلیم۔ صفحہ ۲۵۳ سے صفحہ ۲۸۰ تک

رسالہ یازدہم۔ ایضاً۔ ایضاً اور اسکا علاج صفحہ ۲۸۱ سے صفحہ ۳۱۰ تک

رسالہ دوازدہم۔ ذکر و فکر پر قرآنی تعلیم۔ صفحہ ۳۰۹ سے صفحہ ۳۳۶ تک

ان بارہ رسالوں کا مجموعہ جلد منیجر صاحب مطبع عزیز می مقام تراوڑی

ضلع کرنال سے مل سکتا ہے قیمت مع محصول ڈاک دو روپے

طرف ہو جاتی ہیں اگر کوئی دوسرا میدان میں گانے کو کھڑا ہو جائے تو اس کے گرد بھی ہجوم ہو جاتا ہے باوجودیکہ وہ وہیں کہڑے ہونا پڑے اور دھکے پڑتے لیکن مگر قرآنی وعظون پر کسی جگہ ایسے خلوص و جوش کا اظہار نام نہین ہوتا۔ لاطریوں کے ہزاروں شریکینا ہیٹاؤن کے لاکھوں خریدار۔ میلوں اور تماشوں کے کروڑوں مشتاق مگر افسوس کہ قرآنی وعظون کے مشتاق اور قرآنی تذکرہ کے خریدار دسیوں بھی نہیں بیکار بیٹھے یا پڑے نہ سنایا آوارہ پھرتے نہ بایاں رات جھٹے کانا۔ اچھا معلوم ہوتا ہے لیکن قرآنی وعظون میں تھوڑی سی بیٹھیہ جانا فیکدی کی مصیبت زیادہ ہے۔ اخبارات۔ فرغرات۔ نظمیات۔ قصصیات۔ ناول غزلیات کے بغیر وقت گزرتا لیکن قرآنی رسائل کا مطالعہ میں کہنا شاق ہے۔ افسوس کہ عام تباہی اور خرابی کا ہاتھ تو مذاق بگیا اور اصل فلاح اور کامیابی کے شغلون سے نفرت ہوئی ان تمام فسادات کا علاج سوچا اسلئے اور کچھ نہیں کہہ سکتا لیکن قرآنی کتابوں اور قرآنی مضامین کا بہت تذکرہ کیا جا رہا ہے مگر قرآن و احادیث کے مطالعہ کے لئے اس وقت سیروفی و فحشا اسی کی عزت اور شاعت میں آتی ہے کہ وہ کچھ عام مطالعہ کے قابل نہیں ہے اور عقیدہ مضامین کثرت سے رائج اور دلکش ہیں لیکن یہ عقیدہ کثرت سے رائج اور دلشاد ہے اور اس کا رواج قرآن مجید کے دلکش کیا جا رہا ہے۔ اللہ کریم کا بڑا فضل ہے کہ اس عقیدہ کے رواج سے قرآن میری فلم نکلا دیا جسکو سنوئی اور خوان شخص ایک عینہ میں دو تین گھنٹہ روزانہ محنت سے یاد کر سکتا ہے پھر اس کے بعد قرآن مجید کو با ترجمہ یا سالی پڑھ سکتا ہے اور تمام مسلمانوں بخیر کو چاہئے کہ شروع میں یہ سالی پڑھ کر قرآن مجید یا ترجمہ پڑھیں بلکہ ازان دروغین داخل ہوں۔ محمد با ترجمہ پڑھنے کے بعد اردو فارسی اور عربی بہت آسان ہو کر ٹل کا امتحان بجای چہ سال کچھ سال میں پاس ہو جائے پھر اتنا قرآن مجید یا ترجمہ کرنے میں جو دنیوی و دنیاوی برکات ہیں ان کا کوئی حدود حساب نہیں ہو سکتا۔ **وَمَا عَلَيْكَ إِلَّا الْبَلَاغُ** قرآن مضامین کی شاعت اور تعلیم کو سب سے زیادہ قرآن جاری ہو گیا اور اس کی امداد و شاعت ہی بہت ضروری ہے **وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ** الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ وَالسَّلَامُ



وَمِنْ لَعْنَتِهِ مَنْ دَرَكْنِي فَإِنَّ لَهُ مَعْنِيَةً جَنَّتْكَ وَخَشَعَتُ لِي الْقِيَامَةَ عَمِي

(روبو) جسے میرے ذکر سے منہ پھیرا پس معنی اس کو سچ گندازن تک پہنچی اور قیامت کے دن ہم اس کو اندھا بنا دیں گے

# جلد نمبر ۱۹ تذکرۃ القرآن سنہ ۱۹ جون

یہ ایک ماہوار سی سالہ ہر جواغراض فیل پر چھپکر شایع ہوتا ہے  
اول۔ قرانی مضامین اور مسائل کو ماہوار سی سالہ سی صورتیں شایع کرنا۔ قران کریم کو  
تمام بنی نوع کی واسطہ کامل دے گا اور حقیقی خیر خواہ ثابت کرنا۔ اور ایسی تجاویز و تدبیر  
پیش کرنی جس سے قرانی علوم کا رواج ہو۔

دویم۔ قران کی کاپیت و تفصیل کو تمام قوام پر بظاہر کرنا اور اس میں ہر دھند اور تعصب کے  
دور کر دینے کی کوشش کرنا۔ جس سے مذاہب کو ایک دوسرے کا دشمن بنا کر ہمدردی لائے  
وہ اعتبار کی کو کھو دیا اور تمام قوم کو یا عموم حقیقی صلاحیت۔ و سعادت کی محروم کر دیا  
اور خداوند عالم کی سچی پرستش کے بجائے اونکو رسومات کا پرستار بنا دیا ہے  
سوم۔ مخالفین کے اعتراضات کا جواب نہایت شائستگی اور علم کے ساتھ قران مجید سے  
دینا۔ خدا و تعصب کی رو سے کسی قوم۔ یا کسی بشر کی دل آزاری نہ کرنا۔ بلکہ سچی خبر دینا  
اور سچی خیر خواہی کے طور پر احسن طریق سے تمام بد اخلاقی۔ بدینی۔ اور براہ راستی  
کے دور کر دینے کی کوشش کرنا۔

چہام۔ مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں اتحاد پیدا کرنا

اس سالہ کی قیمت سالانہ مع محصول ڈاک دو روپیہ ہے جو پیشگی آنی چاہئے

مَطْعُ عَزِيزِي تَرَاوُسِي ضَلَعُ كِرْنَا اَمْلِكُ بِنَجَابِ طَعِ شَدُ

قرآن مجید کی تفسیر و تشریح کے لئے جو کچھ ضروری ہے اسے اس جلد میں لکھا گیا ہے



## عربی اور تمام تعلیم یافتوں کی واسطی نہایت ضروری و مفید کتابیں

۱۔ **جبر و کلام تذکرۃ القرآن** - ۹۹ جلد - جس میں مفصلہ ذیل مضامین پر نہایت ہی عجیب و غریب بحث ہے  
(۱) دلائل برہنی و اثباتی (۲) اسمائی بذریعہ الی کی حقیقت اور کچھ اعمال اور خواص (۳) مسئلہ تقدیر  
(۴) دعا کی حقیقت اور افادات الہی کا ذکر (۵) کون لوگ غضب الہی کا پتہ ہیں اور کون گمراہ ہیں (۶)  
سماشرت یعنی مرد و عورت کو باہمی تعلقات کس طرح پرہیز سے ہیں (۷) اسلامی حفظ صحت - (۸) غفلت کے  
خطرناک نتائج اور اونکا کال علاج (۹) ذکر و فکر کی حقیقت - اور کچھ نتائج اور اوراق قنوں کو زایل کرنے کی  
حزبیاں مثبت مع حصول ذاک و دور وہیہ

۲۔ **مفتاح القرآن** اسکو معمولی اردو خوان الی مہینہ میں یاد کر کے پانچ سو لغتوں اور الی لاکھ سو لغتوں  
میں سرفہرست ہوا ہے اور صرف دو تھوڑے ایسا شاق ہو جاتا ہے کہ قرآن مجید با ترجمہ پڑھ سکتا ہو چھوٹے  
بچے بھی اسکو چار پانچ مہینہ میں یاد کر کے قرآن مجید با سنی پڑھ سکتے ہیں اور معنی پڑھنے کی برابر مدت میں غم کر سکتے  
ہیں۔ پس تمام بچوں و جوانوں اور پڑھوں کو چاہئے کہ اسکو ضرور پڑھیں۔ پھر تمام عمر قرآن مجید کی با ترجمہ  
تلاوت کرتے رہیں۔ ایسی عجیب خدا واد غنت کی طرف سے غفلت نکریں اس سے بڑھ کر اور کیا خوش نصیبی ہو سکتی  
ہے کہ محض چند ماہ کی معمولی محنت سے قرآن مجید با ترجمہ آتا ہو۔ تمام مسلمانوں کو چاہئے کہ اب بچہ بچہ یعنی قرآن مجید  
پڑھنا چھوڑ دیں اور اس قدر کوشش کر لیں کہ پڑھنا چھوڑ دیں۔ کیونکہ اگر کوئی بچہ نہ پڑھتا تو اس کا چلنا سخت ناوہی  
ہے اگر ایسا ہی کرے گیجے تو انشاء اللہ العزیز قرآنی آیتوں اور قصوں کو ایسا رواج ہو جائیگا کہ تمام دہائیت  
غزلیں گزیرے شعر اور چھوٹے قصے جنہوں نے ہمارے دین اور دنیا کو برا کر رکھا ہے گھٹینے ہوا۔  
ہو جائیں گے اس قاعدہ سے اردو و فارسی کے ہزار انشاء آجائیں گے جس سے ہر درجہ کی تعلیم میں سبھی بڑی  
مدد ملے گی اور نڈل کا امتحان بجائے چھ سال کو چار سال میں پڑھ لیا کہ انشاء اللہ تعالیٰ۔

۳۔ **مفتاح العرب** اسکے ذریعہ سے معمولی اردو خوان تمام صرف و نحو عرب پر دو مہینہ میں ایسا  
عادہ اور شاق ہو جاتا ہے کہ میزان مشبہ صرف میر و مستور البندی کی صفوں لکری - پانچ سو بیت انھو کی

# تذکرۃ القرآن ماہ جون ۱۹۰۰

## جلد نمبر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
تَحْمِيْدٌ وَ تَصْلٰوَةٌ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

تَقْوٰی  
خدا کا خوف

اِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا  
تحقیقی اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے  
وَالَّذِينَ هُمْ عَمَلُوْهُنَّ  
جو ستقی ہیں اور جو محسن ہیں

کانپتے رہو اور گناہ نہ کرو ۱۔ اپنے بستر پر پڑے ہوے اپنے ہی دلوں میں  
سچ کرو ۲۔ {زبور ۱۱۱} خداوند کا خوف پاک ہے کہ اُسکو ابد تک پائیدار  
۳۔ {زبور ۱۹} وہ کوئی انسان ہے جو خداوند سے ڈرتا ہے وہ اُسکو  
ہر راہ جو اُسکو پسند ہے بتلاوے گا اُس کا جی چین سے رہے گا اور اُسکی  
نسل زمین کی وارث ہوگی ۴۔ خداوند کا بھیدا اُس پاس ہے جو اُس سے  
ڈرتا ہے۔ ۵۔ وہ اُسکو اپنے عہد کی شناسائی عنایت کرے گا۔ {زبور ۲۵}

ساری زمین خداوند سے ڈرتی رہے اور جہان کی ساری آبادی اُس کا خوف ماننے کہ اُس نے کھا اور وہ ہو گیا ۱۱ {زبور ۳۳}

مُبَارک ہے وہ آدمی جس کا بھروسہ اُس پر ہے۔ اے اُس کے مقدس لوگو خداوند سے ڈرو ۱۲ کیونکہ جو اُس سے ڈرتے ہیں اُنہیں کچھ کمی نہیں۔ شیرینی کے بچے حاجتمند ہوتے اور بچھو کے رہتے ہیں پر جو خداوند کے طالب ہیں اُنھیں کسی نعمت کی کمی نہیں {زبور ۳۴}

۱۔ تقویٰ ہے ایک فطرتی امر ہے جو ہر ایک انسان کے اندر بدی کے وقت ظاہر ہوتا ہے متواتر کشیدوں اور بدکاریوں کے ساتھ یہ خوف زایل ہو جاتا اور خدا پرستی و نیکو کاری کے ساتھ بڑھتا ہے۔

چنانچہ یہ عام شاہدہ کی باتیں ہیں کہ جو مجرم انسان نے پہلے کبھی نہیں کیا جب اول بار اُس کے کرنے کا ارادہ کرے تو طح طرح سے اُس کا توجہ اُسکو ڈراتا اور سمجھاتا ہے۔ بار بار وہی ارادہ کرنے سے یہ خوف کم ہو جاتا ہے کہ آخر کار ارتکاب کر بیٹھتا ہے کچھ مدت تک وہ خوف باقی رہتا مگر بار بار کے ارتکاب سے مطلق زایل ہو جاتا ہے یہی تقویٰ ہے جو ہر ایک انسان کو شروع میں چوری چاری قتل لوٹ اور ہر قسم کی بدی سے بچاتا ہے اسی تقویٰ کا غفیل ہے کہ کروڑ ہائے انسان جرایم پیشہ بننے سے بچے ہوئے ہیں ہاں جو اس اندرونی واعظ کی مخالفت بار بار کرتے اور باغی بننے لگتے وہ ضرور جرایم پیشہ بن جاتے ہیں۔ قرآن مجید فرماتا ہے وَنَفْسٌ مَّا سَوَّاهَا فَالْهَمَّ الْفَجْیَ دَهَا وَتَقَوَّاهَا قَدْ اَفْلَحَ مَنْ ذَكَرَهَا وَقَدْ خَافَ

من دسہا۔ قسم ہے نفس کی اور اس ذات کی جس نے اُسکو ایسا دے  
کیا پھر اس کے اندر فحور اور تقویٰ کا علم والا تحقیق جس نے اس کو  
پاک کیا وہ ظاہر یافتہ ہوا اور جس نے اُسے ناپاک کیا وہ پیرا  
ہوا۔

۴۔ تقویٰ پر تمام ہدایت اور انسانی کامیابیوں کا دار ہے کیونکہ  
جو متقی ہے اُسی کے واسطے نصیحت کا کربہ ہوتی اور وہی اُسپر چلتا ہے  
جو خدا سے ڈرتا ہے وہی نصیحت کی بات کو سنتا اور قبول کر سکتا ہے مگر جو  
بیباک ہے وہ لاپرواہ تکبر اور سرکش بنا رہتا ہے چنانچہ قرآن کریم فرماتا  
ہے اِنَّا لَنَذْكُرُهُ لِّلْمُتَكْبِرِينَ تَخْشَوْنَ قَوْلَ تَعْلِيلٍ مِّنْهُ فَذُرْنِي مَعَ  
الَّذِينَ يَتَّقُونَ اِنَّ مَعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ رَبِّهِمْ۔ ان ہوا  
ذکوہ و قرآن میں ۱۱ لیسند من کان حیا و عقی القول علی  
الکافرین۔ یہ تو محض ایک نصیحت اور صاف صاف بیان کرنے والا  
قرآن ہے تاکہ وہ شخص جو زندہ ہے غیر تر وہ ہو اور کافروں پر حجت پوری  
ہو کر مذاہب کا حکم حق ہو جائے۔ اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ کوئی  
نصیحت کیسی ہی صاف اور نوں میں گھر کرنے والی ہو وہ اُسی کے ولیم  
اثر کرتی ہے جو متقی ہے مگر بدکار اور سرکش کے واسطے قطع محبت سے زیادہ  
کوئی کام نہیں دیتی۔ قسداں مجید جو اپنے ہر ایک مسئلہ کو طبع پیراوں  
اور تمثیلات سے سمجھا کر تا اور ہر ایک حقیقت کو کامل روشنی تک پہنچاتا  
جاتا ہے اور الفاظ میں اس مسئلہ کو اس طرح بیان فرماتا ہے اللہ نزل احسن

الحمد لله کتاباً متشابهاً مثانی تفتشہ منہ جلود الذین یخشون  
 ربہم وہ تلیون جلودہم وقلوبہم الحی ذکر اللہ - اللہ نے احسن حد  
 کی کتاب اتاری ہے جسکی باتیں ایک دوسرے سے مشابہ اور بار بار دہرا  
 گئی ہیں جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں اُن کی جلدوں کا رُواں کھڑا  
 ہو جاتا ہے پھر انکی جلدیں اور قلوب نرم ہو کر ذکر الہی کی طراوت پال ہو جاتے  
 ہیں ہر جود صاف ہے نہ وہ غور ہو سکے نہ ریا فریب نہ افسانہ اور فقرائے پاک صاف  
 بتا دیتے ہیں کہ حق تعالیٰ کی کوئی چیز نہیں ہے کہ قبول کر لیتا ہے چنانچہ  
 ان لوگوں کی زندگی میں ہر شے اللہ کی جاء بالصدق وصدقہ  
 اولئک صراط المستقیم ہے حق تعالیٰ اور حق کی راہ میں جی رہی ہوگی تو حق تعالیٰ

تجلی ہے خدا کو نہیں ہے  
 تشبیہ ہے نہیں تشبیہ ہوگی ہوا  
 نہ دواؤں کے گیت نہ قرآن کی بات  
 سمجھ لے نہیں تجھیں کچھ دین الہا  
 سمجھ لے کہ ہو چکی روح مردار

تجلی ہے خدا کو نہیں ہے  
 تشبیہ ہے نہیں تشبیہ ہوگی ہوا  
 نہ دواؤں کے گیت نہ قرآن کی بات  
 سمجھ لے نہیں تجھیں کچھ دین الہا  
 سمجھ لے کہ ہو چکی روح مردار

انسان خواہ کیسا ہی شکیبہ نظام اور غلیظ القلب کیوں ہو جب تک اس میں کوئی  
 شمع ایمان اور حیات روحانی نہ باقی ہے اسوقت تک ذکر قرآن اس میں کچھ بھی  
 ڈال دیتا اور جسم سے ذرہ ذرہ کو ہلا دیتا ہے اسکی مثال ایسی ہے جیسے کہ فاسد  
 غصہ است یا اعصاب جب تک اُن کا کوئی ریشہ بھی اصلی نہ چھوڑے اسوقت تک  
 سنجائی اُن میں حرکت پیدا کر سکتی ہے اسدی طرح جب تک انسان میں کوئی بھی

رگ دین و ایمان کی باقی ہے اس وقت تک، قرآن کا ذکر اسکو حرکت دیکھتا  
 ہے۔ مثال کے طور پر قرآن مجید فرماتا ہے ولو انزلنا هذ القرآن على  
 جبل لراعتہ خاشعاً متصدعاً من خشية الله <sup>مثال</sup> وتلك الا  
 نضر بهم اللذان لعاصمه يتفكرون۔ - - - - - - - - - - - - -  
 کیا حجر کیا جماؤ اور کیا حیوان سب کے سب اپنے اپنے اسلام پر قائم ہیں  
 چنانچہ ہر اک شے اور ہر ایک حیوان اپنی اپنی فطرت کے تقاضاں اور  
 قاعدوں پر قائم بند کوئی حکم الہی سے باہر نہیں جی انکا اسلام ہے ایسا  
 پہاڑ جو غلاباؤ دیکھتے ہیں نہایت سخت ہیں مگر حکم خدا سے ذرہ برابر باہر نہیں  
 ایں جو تسلیم اور قانون انسان کے واسطے قرآن مجید پیش کرتا ہے اگر وہی  
 پہاڑوں پر اتارا جاتا تو وہ خوف خدا سے ہر وقت اڑتے ہوئے نظر آتے کیونکہ  
 پورے فرماں بردار میں اور قرآنی تعلیم کا اب لباب بھی یہی ہے کہ اس کا  
 حکم رب عالم کے جاہ و جلال سے ہر وقت ہر اسان و ترسان رہے پڑے  
 انسان تو نہایت ہی سخت اور پہاڑوں سے بھی زیادہ سخت ہے جو قرآن  
 کے ہوتے ہوئے بالکل خوف نہیں کھاتا ذرہ بھر نہیں کانپتا بلکہ میاں  
 زندگی بسر کر رہا ہے یہ تمثیلات غور و فکر کے واسطے ہیں پرست ہی کم ہیں  
 جو سمجھتے ہیں کیسے مبارک ہیں وہ لوگ جو خدا سے ڈرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ  
 انکی ہدایت اور مغفرت کے وعدہ فرماتا ہے ان کے رزق عورت اور  
 مشکلات کا کفیل بنتا ہے۔ چنانچہ وہ خود فرماتا ہے ان الله مع الذين اتقوا  
 والذين هم محسنون۔ تحقیق اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو متقی اور

حصن میں (ما تزد من اتبع الذکر وحشی الرحمن بالغیب ط  
 فبشرک بجمع غفرۃ واجر کریمہ (اے محمد) تیرے سبھانے سے وہی  
 سمجھ سکتا ہے جو نیسیت پر عمل کرے اور درپردہ رحمن سے ڈرتا ہو۔ پس  
 ایسے شخص کو عفرتہ اور اجر عظیم کی خوشخبری سناوے۔ ولوان اهل القبا  
 امنوا واتقوا الفتننا علیہم برکات من السماء والارض اگرستیو  
 کے لوگ خدا کو انمیرتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو ہم انہرکتوں کے دروازے آسمانوں  
 سے اور زمین سے کھول دیتے۔ واتقوا الله لعلمکم تقویون۔ اللہ سے ڈرو  
 تاکہ تم نفلح پاؤ۔ ان العاقبة للمتقین تحقیق آخر نفلح کے واسطے  
 ملذا بیان الناس وعد سے وعظمت للمتقین۔ یہ قرآن کو  
 کے واسطے ایک بیان اور خدا ترسوں کے واسطے ہدایت نیسیت ہے۔  
 پس اسے پاک بند و خدا سے ڈرو اسی سے خدا کی رحمت ملے گی اسی سے  
 خدا کی نیسیتیں تمہارے دلوں میں گھر کرے گی اسی سے آسمانی اور زمینی برکتوں  
 کے دروازے تمہارے کھلیں گے اسی سے تمہاری تمام مشکلات حل ہوں گی  
 اسی سے تمہارے تمام خوف دور ہوں گے اسی سے تمہاری عزت و دولت  
 دنیا میں بڑھے گی اور اسی سے آخرت میں۔ اسی سے خداوند عالم تمہارا حامی  
 و مددگار و نگہبان بن جائیگا اسی سے تم خدا کے پیارے اور ولی اللہ بنو گے اسی  
 سے تمہاری نسلیں زمین میں پھیلے گی عروج پائے گی اور زمین کی وارث بنے گی  
 ہر ایک شہریوں کی نسلیں تمہارے مقابلہ پر ذلیل و خوار اور ہلاک ہو جائیں گی  
 اسی سے تم خدا کی برکات اور امتیازی آیات حاصل کرو گے اسی سے

تمہاری بہشتی زندگی اس دنیا میں شروع ہو کر تابدستی سی ہی وعدے اور فرمان تمام آسمانی کتب کے ہیں یہی تو اوت و انجیل کے اور یہی فرقان و قرآن مجید کے وعدوں اور فرمانوں کی نسبت کچھ تو سن چکے کچھ اور سن لو۔ ومن یتق اللہ یجعل لہ من امرہ یسرۃ جو اللہ سے ڈرتا ہے وہ اپنے محکم سے اُس کے واسطے ہر بات میں آسانی کر دیتا ہے ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجاً وریقاً من حیث لا یحتسب جو اللہ سے ڈرتا ہے وہ اُس کے واسطے مخلصی کے راستے بنا دیتا اور ایسے ایسے طریق سے رزق پہنچاتا ہے کہ وہ گناہ نہیں کر سکتا۔ یا ایہا الذین امنوا تنقروا للہ یجعلکم فراقاً ویکرمکم منکم مہیئنا تم کو و یغفر لکم واللہ ذو الفضل العظیم ہ اسے مومنوں کو اگر تم اللہ سے ڈرتے رہو وہ تمہارے فرقان پیدا کرے گا تمہاری بدیوں کو دھو کرے گا اور تمہارے اور تمہارے گناہوں کو بخشے گا کیونکہ اللہ بڑے فضل والا ہے فرقان کے معنی ہیں علیحدہ گی۔ امتیاز اور فیصلہ۔ پس آیت شریف کا یہ مطلب ہوا کہ اسے مومنوں کو تم متقی بنو گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری ذات میں ایسے ایسے نشانات برکتیں اور کرامتیں رکھ دے گا جو تم کو اور لوگوں سے علیحدہ کر دے گا تمہاری اور تم صاف، طور پر خاصان خدا نظر آؤ گے اور نیز تم میں نیکی بدی کے امتیاز کے واسطے قوت فیصلہ پیدا ہو جائیگی گویا کہ جیسے قرآن مجید تمام کتبہائے سماوی میں بالاتر اور حق و باطل میں صاف جدائی کرنے والا ہے ویسے ہی تم بھی ہو جاؤ گے تمہاری کرامتیں تم کو اوروں سے علیحدہ کر دیں گی اور تمہاری قوت فیصلہ تمام حق و باطل میں صاف امتیاز کرے گی اور تم دیکھو گے کہ اللہ کریم کے



کتنے بڑے فضل و کرم ہیں ان اللہ یحب المتقین۔ تحقیق اللہ متقیوں سے محبت کرتا ہے۔ الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا هم یخزنون الذین امنوا وکانو یتقون۔ آگاہ ہو کہ اولیاء اللہ کونہ تو کچھ خوف ہوتا ہے اور نہ وہ غمناک ہوتے ہیں وہ وہی تو ہیں جو خدا کو مانتے اور اُس سے ڈرتے ہیں۔ و لمن خاف مقام ربہ جنتان۔ جو اپنے رب کے جلال سے ڈرتا ہے اُس کے واسطے وہ بہشت ہیں۔ و اما من خاف مقام ربہ و نھى النفس عن الھوائے فان الجنة ھى الما ولے۔ پس جو شخص اپنے رب کے جلال سے ڈرتا اور اپنے نفس کو ہواؤ ہوس سے روکتا ہے اُس کا دارالقرار جنت ہے من خشنے الرحمن بالغیب و جاء بقلب منیب ن ادخلوھا یسلم ذلک یوم الخلود مھم ما یشاقون فیھا ولدینا مزید جو درپردہ رحمن سے ڈرتا اور توبہ کرنے والے دل کے ساتھ حاضر ہوتا اُسکی نسبت کہا جائیگا کہ اُسکو سلامتی کے ساتھ بہشت میں داخل کرو یہ ہمیشگی کا دن ہے اُن کے واسطے یہاں پر جو کچھ چاہیں حاضر ہے اور ہمارے پاس اور بڑھکر ہے یعنی وہ نعمتیں اور راحتیں موجود ہیں جنکا وہ خیال نہیں کر سکتے۔

۳۔ تقویٰ ہی ایک ایسا محافظ ہے جو انسان کو بد ارادوں اور بد عملیوں کے وقت فوراً متنبہ کر دیتا اور ضلالت سے بچا لیتا ہے۔

جب انسان علیحدہ گی یا خود مختاری کے وقت کوئی بُرا ارادہ کرتا اور اُسکی تکمیل کے واسطے تدابیر سوچتا ہے اُسوقت کونسا اتالیق یا اُستاد ہے جو انسان

ڈرا سبھا کر بدی سے بچا سکے۔ ایسی حالتیں سوائے خوف الہی کے اور کوئی واعظ یا محفاظ نہیں ہو سکتا۔ ہر ایک بد عادت عموماً اس طرح پر قائم ہوتی ہے کہ شروع میں خفیہ طور پر اس کا ارادہ ہوتا مگر نور قلب اُسکو دھمکتا اور منع کرتا ہے۔ بد تعلیموں اور بد صحبتوں سے یہ ارادہ بار بار اٹھتا اور نور قلب کا مقابلہ کرتا ہے ہوتے ہوئے نیم دلی اور کمزوری کی تدابیر شروع ہو جاتی ہیں اس کشمکش میں نور قلب کمزور ہوتا جاتا اور مبرا ارادہ زور پکڑتا جاتا ہے حتیٰ کہ اُسکی تکمیل میں کچھ تدبیر کر بیٹھتا ہے مگر پہلی تدبیر کے بعد عموماً انسان کچھ مٹتا اور توبہ کرتا ہے۔ بری صحبتیں اور نفسانی جذبات پھر شیطاں بنا اس کی طبعیت کو بغاوت کی طریحاں سے تھپہا تک کہ آخر کار نور قلب کے ساتھ سرکشی کر بیٹھتا اور گناہ کا مرتکب ہوتا ہے مگر بہت سے خطرات پیش آتے ہیں ایک دفعہ کے ارتکاب کے بعد سخت مذمت ہوتی اور خوف غالب ہوتا ہے خوش نصیب ہے وہ جو اب بھی سنبھل جائے اور آئندہ کو باز آجائے۔ ایک دفعہ کی بغاوت آئندہ کے واسطے اندرونی خوف اور فہمائش کو اس قدر کمزور کر دیتی ہے اور اصلاح پر آنا مشکل ہو جاتا ہے اسبطرح جب دوبارہ وہی فعل کر بیٹھتا ہے تب یہ نور قلب اور بھی ناقص ہو جاتا ہے آخر کار خوف اور حیا کی جگہ دلغیاں اور بھیمانی غالب ہو جاتی ہیں جو تمام بد کاریوں کی بنیاد ہیں۔

مستقی لوگوں میں فطری خوف و حیا اس قدر زور پر ہوتی ہیں کہ ارادہ کے ساتھ انکا دل تھرتھرا نا شروع ہو جاتا اور ارتکاب سے بچ جاتے ہیں اس اندرونی

طاقت کی نسبت قرآن کریم فرماتا ہے ان الذین اتقوا اذ مسہم طائفت  
من الشیطان تذکر واذا ذہم مبصرون۔ تحقیق جو لوگ خدا سے  
ڈرتے ہیں جب انکو شیطان و سوسہ چھوٹا ہے تب وہ متنبہ ہو جاتے اور نور  
دیکھنے لگتے ہیں۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو شیطان و سوسہ کے ماس  
کے ساتھ ہی آگاہ ہو جائیں اور بدارا وہ سے باز آجائیں یہی لوگ ہیں جو ہر  
قسم کی شرارت سے بچ سکتے اور اللہ کی خاص رحمت کے نیچے آجائے ہر یہ  
خدا کے واسطے اور خدا ان کے واسطے ہو جاتا ہے۔

۴۔ بدی سے فطرتی تقویٰ زائل ہو جاتا اور نیکی سے ترقی پکڑتا ہے۔ چنانچہ  
قرآن مجید فرماتا ہے۔ ذالکمر و صلکم بہ لعکم تنقیون اللہ تعالیٰ انکم  
اس قرآن سے نصیحتیں کرتا ہے تاکہ تم متقی بنے رہو یا بنجاؤ یعنی اس قرآن  
کی تعلیم سے تین قسم کے نتائج پیدا ہوتے ہیں اول تو جن لوگوں میں تقویٰ  
باقی ہے انکو اس پر قائم رکھتا ہے اور ترقیات غیر محسوس و خفیاں ہے دوم جن  
لوگوں میں یہ روح زایل ہو چکی انکو از سر نو زندہ کر کے خدا ترس بناتا ہے یہ  
جو لوگ شدت کفر و طغیان سے بالکل مرزا ہو چکے انہیں جس حجت قطع کرنا  
ہے جیسا کہ بارش سے موجودہ نباتات پرورش پاتے اور ڈرتے ہیں اور  
جو تخم خشک ہو کر مردہ کی مثال ہو گئے تھے وہ زندہ ہو جاتے ہیں پھر وہ بھی  
پرورش پاکر ترقی کرتے ہیں پر جو تخم مردار ہو کر فاسد ہو چکے انکو بارش سے کچھ  
فائدہ نہیں ہوتا۔

۵۔ تقویٰ کی کمی بیشی پر ہی انسان کی حقیقی شرافت و نجابت کا حساب ہے۔

کیونکہ یہی انسان کو ہر قسم کی شرارت اور بدی سے محفوظ رکھتا اور پاک دین و  
 عمدہ اخلاق حاصل کرنے کا موجب ہوتا ہے۔ شرارت سے بچنے اور نیک بننے  
 کا نام ہی شرافت ہے چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے یا ایہا الناس انا  
 خالقکم من ذکر وانثی وجعلنکم شعوباً وقبائل لتعارفوا  
 انما الکرہم عند اللہ التقتکم اے لوگو! تمہیں شکوہ مرد و عورت سے پیدا  
 کیا اور آپس کی شناخت کی واسطے تمہاری قوم اور خاندان بنائے۔ مگر اللہ کے  
 نزدیک تم میں سے شریف تر وہی ہے جو زیادہ متقی ہے پس قومیت یا  
 خاندان کا فخر کرنا اور اعمال اور اخلاق پر نظر رکھنا سراسر حرق اور عورت میں  
 راسخ ہے اس میں ہر دو خیال کی تردید قرآن مجید کئی دلائل کے ساتھ فرماتا  
 اول قومیکم کسی انسان کی پیدائش اپنی خواہش یا کو شخص کا نتیجہ نہیں بلکہ  
 محض ربّانی فعل ہے جس میں اسکو شیخی مارنے کا کوئی حق نہیں چنانچہ انا  
 میں یہ دلیل موجود ہے ویم ہر ایک انسان کی پیدائش ایک مرد و عورت  
 سے ہی ہوتی ہے اور اگر انتہا تک یہ سلسلہ لیجاؤ تو ایک ہی آدم اور عورت  
 کی نسل ثابت ہو گئے پھر اپنے خاندان کو آدم سے علیحدہ کرنا کہ یہ بابے پل  
 خیال ہے چنانچہ من ذکر وانثی میں یہ دلیل موجود ہے پھر علیحدہ علیحدہ  
 قوم اور خاندان ہونے سے آپس کی شناخت کے واسطے ایک امتیاز پیدا  
 ہوا ہے اور یہ بھی خدا کا فعل ہے کیونکہ کسی شخص کی نسل کا استقدار بڑھانا اور  
 اسکو یہ عزت حاصل ہونا کہ دنیا میں اس کے نام سے ایک قوم قائم ہو جائے  
 خداوند عالم کے ہی ہاتھ میں ہے چنانچہ یہ دلیل وجعلنکم شعوباً وقبلاً

لتعداد فوا میں موجود ہے پس قومیت اور خاندان سے محض شناخت کی آسانی ہوتی ہے حقیقی شرافت و نجابت کو اس سے کوئی تعلق نہیں بلکہ وہ اپنے اپنے اعمال و اخلاق پر منحصر ہے چنانچہ یہ تشریح مفصل ذیل الفاظ پر کے زور اور کامل وضاحت کے ساتھ موجود ہے انما الکرماء عند اللہ انفسکم یہی مسئلہ عام تجربہ اور مشاہدہ سے بھی صاف ظاہر ہے کہ ہر ایک قوم اور خاندان میں نیک اور بد پیدا ہوتے رہتے ہیں کسی قوم کے ساتھ یہ خصوصیت نہیں کہ اس میں سب کے سب خدا ترس نیک اخلاق لوگ پیدا ہوں اور دوسرے میں بیباک بد چلن لوگ۔ ایک طرف ان قوموں میں جو عالی اور شریف کہلاتی ہیں بعض لوگ پرلے درجہ کے بدکار فاسق فاجر ظالم چور اور ڈاکو پیدا ہو جاتے ہیں اور دوسری طرف ان قوموں میں جو کم درجہ کے اور ذلیل شمار ہوتی ہیں نہایت نیک طینت اور صالح لوگ پیدا ہوتے ہیں الغرض حقیقی شرافت و نجابت ظاہر انظر میں بھی کسی قوم یا خاندان کی نسبت مخصوص نہیں ہے۔

۴۔ لفقولے تمام عبادات کی روح ہے مثلاً ایک شخص نماز کے واسطے جا رہا ہے مگر خدا کا خوف ساتھ نہیں تو ضرور ہے راستہ میں بد نظری کے موقع پیش آئیں یا دلیلیں برسے و سوسہ پیدا ہوں یا نیت بدی کی راغب یا ترکب ہو۔ سوائے خوف خدا کے وہ کوئی طاقت ہے جو اس قسم کی لغزشوں سے اُسکو بچاے اگر خوف خدا ساتھ نہیں تو ضرور ہے کہ نماز کے وقت بھی شرارت کے خیال اُسکو محو کھیں اور واپسی کے وقت بھی وہ شیطانی ساتھ چمٹے رہیں اس طرح نماز کا جو مقصود ہے یعنی فحش اور نہایت سے بچانا

سطلق مفقود رہے فی الحقیقت جب تک خدا کا خوف ساتھ نہیں اسوقت تک  
 انسان شیطانی وساوس ارادوں اور فعلوں سے کسیرح پرہیز نہیں سکتا۔  
 اسکی دعا اور توبہ میں عجز و نیاز پیدا ہو سکتے ہیں نہ اس کے ذکر و فکر میں غاوص  
 اور گرمی ظاہر ہو سکتی ہے اور نہ اسکی نظر اپنے گناہوں اور خداوند عالم کے جاہ و  
 جلال پر قائم ہو سکتی ہے۔ تمثیلات کے طور پر قرآن مجید حج قربانی اور لباس کے  
 بیان میں تقویٰ کی حقیقت بیان فرماتا ہے و تزود و افان خیر الزاد التقویٰ  
 و اتقون یا اولی الالباب۔ { حج کے واسطے } زاد راہ لو میں تحقیق تقویٰ  
 بہتر زاد راہ ہے اور اسے ارباب دانش مجھ سے ڈرتے رہو۔ اس آیت میں زاد  
 راہ لینے کا حکم فرما کر یہ تشریح فرمادی ہے کہ بہتر زاد راہ تقویٰ ہے یعنی اگر تقویٰ ساتھ  
 ہے تو سمجھ لو کہ بہتر زاد راہ تمہارے ساتھ ہے کیونکہ اول نوبت ہی کے رزق و جزا  
 کا کفیل خود رب العالمین ہو جاتا ہے دویم جب تقویٰ ساتھ نہیں تو سمجھ لو کہ  
 حج کے واسطے جو بہتر سامان تھا وہی موجود نہیں پھر اہل دانش کو مخاطب کر کے  
 اور تاکید سے حکم فرمایا ہے کہ تم مجھ سے ڈرتے رہو گویا حج کی تمام حکمت اور دانائی  
 اسی ایک بات پر منحصر ہے کہ انسان تقویٰ سے سائنہ لیا کر حج کے واسطے چلے  
 چونکہ اصل حقیقت کا سمجھنا دانا یوں کا کام ہوتا ہے اسلئے حج کی اصل حقیقت  
 سمجھانے کے لئے مخاطب ہی اہل دانش کو فرمایا ہے پھر قربانی کے بیان میں  
 ارشاد ہے لن ینال الله لحوھا لا وما وھا ولكن ینالہ التقویٰ  
 منکم۔ اللہ تک قربانیوں کے گوشت اور خون نہیں پہنچتے بلکہ تم میں سے  
 تقویٰ کی روح اس تک پہنچتی ہے گویا کہ قربانیاں بذات خود انسان کو خدا تک

پہنچانے والی نہیں بلکہ وہ تقوٰے جو قربانیوں کے فعل اور نظارہ سے مقصود ہے خدا تک پہنچنا اور سوجب وصال ہوتا ہے۔ لباس کی نسبت حکم ہے

یٰٰدٰی اٰدم قَدْ اَنْزَلْنٰا عَلَیْکَ لِبَاسًا یَّوْسَرٰی سَوَآءُ لَکَ وَرِیْشَاطُ وِلْبَاسِ  
التَّقْوٰی ذٰلِکَ خَیْرٌ اَسَیْ بَنٰی اٰدَمَ مِمَّنْ تُحِبُّ لِبَاسٍ نَافِلٍ کِیَا جُوْثُھَارَے

واسطے ستر اور زینت یہ اور جو لباس تقوٰے سے بہتر تو یہی ہے حقیقت میں انسان کی اصل پردہ پوش تقوٰے سے ہے کیونکہ پارچہات کا لباس انسان کو چھپانے کے کاموں سے نہیں بچا سکتا جب بد ارادہ ہو اور بدی کا ساتھ ہو تو کپڑے نہیں روک سکتے بلکہ تقوٰے ہی روک سکتا ہے۔ ایسا ہی انسان کی اصل زیب و زینت تقوٰے سے ہے اگر تقوٰے ساتھ نہیں آتا ہر ہی کپڑے ریا اور نمائش میں داخل ہو جاتے ہیں اور وہ نور جو متقیوں کے چہروں کو فاجروں کے چہرہ سے ممیز کر دکھاتا ہے نمایاں نہیں ہوتا گویا کہ جس لباس سے انسان کی زیادہ پردہ پوشی ہو اور زیادہ زیبائش ہو وہ تقوٰے ہی سے ہے یہی وجہ ہے کہ متقی لوگ ظاہر بناؤ اور سنگار کی کچھ پردہ نہیں کرتے بلکہ عموماً سادگی پسند ہوتے ہیں اور برعکس اُن کے دنیا پرست بیدیں لوگ نمائش اور آرائش کے ہی مفتوں رشتے ہیں اندروں پر انگلی کوئی نظر نہیں فقط ظاہر ہیں اور ظاہر پرست ہوتے ہیں کپڑوں کے پہ جاری اور نمائش کے شائق اس آیت پر غور کریں۔ فی زمانہ یہ بیہودہ پرستش ریاکاری کو انتہا پہنچا رہی اور عیشمار صائب کا موجب بن رہی ہے کم حیثیت لوگوں کا رویہ جو اولاد کی تربیت اور دیگر مفید کاموں میں صرف ہو سکتا تھا وہ بجا

نمایش اور ریاکاری پر قربان ہو رہا ہے۔ اسل ہی مال حرام بجائے حرام  
 بیدنیوں کی کمائی جو عموماً حرام ہوتی ہے اسبوجہ سے فضول رسموں اور وسایا  
 عادتوں میں صرف ہوتی ہے اور یوں ہی برباد ہو جاتی ہے متقی لوگوں کی  
 کمائی نیک ہوتی ہے اسبوجہ سے نیک اور مفید کاموں میں خرچ ہوتی ہے  
 بجا۔ متقی کے واسطے خداوند عالم خود معلم بن جاتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے  
 واتقوا اللہ وعلماکم اللہ۔ اللہ سے ڈرو اور اللہ تمہیں تعلیم دیگا۔ یہ تعلیم  
 تین طرح پر ہوتی ہے اول تو اسطرح کہ محققہ رکھوئی انسان زیادہ خدا ترس بننا ہے  
 اس کا قلب پاک اور نور فراست صاف اور روشن ہوتا جاتا ہے اسطرح ہر وہ  
 طاقت جنہ کی اور ہی میں تمیز کرتی ہے تیز اور درست ہوتی جاتی اور عبادات  
 و معاملات میں اس کا نظری قیاس صحیح ہوتا جاتا ہے۔ اس فطری روشنی  
 پر بعض لوگوں کو اسقدر اعتماد ہوتا ہے کہ اسی کو یقینی اور کافی سمجھ کر الہامی  
 کو بیچ اور غیر ضروری سمجھنے لگتے ہیں اس میں کوئی شک نہیں تعلیمات ربانی کا  
 پہلا زنیہ ہی اندرونی نور اور صفائی قلبی ہے مگر یہ انبیاء اسقدر بتلا سکتا ہے  
 کہ ایسا ہونا چاہئے یہ یقین پیدا نہیں کر سکتا کہ ایسا ہے دوسرے  
 الفاظ میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ تمام اندرونی تفہیمات جو خدا اور عاقبت کے  
 متعلق عہد صالح کے اندر پیدا ہوں وہ ظن اور قیاس کا درجہ رکھتی ہیں جب تک  
 ان کے ساتھ واقعات شامل نہیں تب تک یقینی نہیں ہو سکتی دوم اسطرح  
 پر کہ متقی انسان کو اسکی خطاؤں اور غلطیوں پر ساتھ کے ساتھ متنبہ ہوتی رہتی  
 ہے اور ہر بلا کی نسبت وہ صاف طور پر دیکھتا ہے کہ بعض عیوب کو دور کرنے



اور بعض کمالات آنکی جگہ پیدا کرنا اُس کا مقصود ہے مثلاً جب ایک متقی انسان خدا پرستی میں مستی کرتا تعمیل احکام الہی میں غافل ہوتا یا کوئی گناہ کر مٹھتا ہو تو اُس غفلت یا گناہ کے مطابق کچھ مصیبت اُس پر آتی ہے۔ اگر کثرت دوست کی وجہ سے استغناء پیدا ہوا ہے تو مال کا نقصان ہوتا اگر اولاد کی فرط محبت میں خدا سے غافل ہوا ہے تو اولاد میں بیماری یا موت یا بیماری کے مصائب سامنے آتی ہیں اگر کھانے پینے کی ہوسوں میں اپنے رب سے بدست ہوا ہے تو بھوکہ یا بیماری کی بلائیں پیش آتی ہیں الغرض ہر ایک بلا ایک قسم کی تنبیہ ہوتی ہے جو خدا کی طرف سے اُس کے پیارے بندوں کو ہوتی ہے جو بعض عیبوں کے دور ہونے اور بعض کمالات حاصل ہونے کا موجب ہوتی ہے چنانچہ قرآن مجید اپنے مومن بندوں کو مخاطب کر کے فرماتا ہے۔ لَبِثْتُمْ فِي الْحُفُوفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ فَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ۝ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمُ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاغِبُونَ ۝ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ قَدْ وَوَالَّتْ لَهُمْ أَهْلُ الْمَهْجَرِ ۝ اور البتہ ہم کچھ خوف اور محبوبہ سے اور مال و جان اور پچھلوں کی کمی سے تمہاری اصلاح اور تکمیل کریں گے اور اسے پیہر اُن صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنادو جو مصیبت پڑے پر انا للہ والیا راجعون کہتے ہیں کہ یہی لوگ میں جنہر اُن کے رب کی طرف سے صلوات اور رحمت ہے اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں پس جو لوگ ابتلاؤں کے وقت صبر کرتے خدا بنیرار ہو کر دنیا سے کام لے رہے ہیں انہیں چھوڑتے بلکہ لائق شاگردوں کی طرح اُس

حقیقی استاد کی سرزنشوں کو برداشت کرتے اور آگے کو زیادہ ہوشیار اور  
 متنبہ بن جاتے ہیں۔ وہ اپنے صبر کے سلسلے میں رب العالمین کی رحمت کے  
 نیچے آ جاتے ہیں اور حقیقت میں یہی لوگ خوش نصیب اور مستحقِ ہدایت  
 ہیں۔ ہوشیار و پختہ روزِ استاد کی تنبیہ سے بیزار ہو کر بھاگ جاتا اور سرکشی اختیار  
 کر لیتا ہے۔ کہ کبھی ان نتائج کو نہیں چھوچھکتا جتنا ایک سعید صبر کرنے والا  
 شاگرد چھپچھتا ہے غفلتوں خطاؤں اور گناہوں پر ساتھ کے ساتھ تادیب اور  
 تنبیہ ہونے سے بہت سے مسائل جو فیاسی اور ظنی ہوتے تھے اب واقعات  
 کی صورت میں پیش آتے جاسکتے ہیں اور یقین بڑھتا جاتا ہے تب خدا اور  
 اس کی تعریف گناہ اور اس کی سزا نیکی اور اس کی جزا یہ تمام حقایق واقعات  
 کے رنگ میں مشاہدہ ہو جاتے ہیں سویم اس طرح پر کہ غیبی آوازیں کان  
 میں پڑتی یا تحریر ہیں اور دیگر نظارہ نظر آتے یا مانگہ بزرگوں کی صورت میں  
 ہر کچھ بتلا سکتے ہیں ان حالتوں کو الہام کشف کہتے ہیں یہی خداوندِ عالم  
 کی عجب قدرت و حکمت و ایتِ قدرت اور رحمت کے مظہر ہوتے ہیں جو ایک  
 ضعیف البنیان انسان غیر محدود طاقتوں اور قوتوں والا بنا دیتے ہیں۔  
 پھر وہی ان کو ایسی جو دیواریں سے گزر نہیں کر سکتی پھاڑوں کے پیچھے نہ کچھ  
 آتی ہیں یہی ان جو مولیٰ کلام کو ایک خاص فاصلہ سے زیادہ نہیں سن  
 سکتے ہزاروں لاکھوں کوسوں سے سننے لگتے ہیں یہی جسم انسان جو ایک حد  
 زیادہ طاقت نہیں رکھتا اور ایک خاص رفتار سے زیادہ چلا سکتا نہیں  
 لاکھوں طاقتوں والا ہو جاتا اور غیر متعین رفتار سے چلنے لگتا ہے وہی

انسان جو غیب پر کچھ دسترس نہیں رکھتا اب اسکو ریاضیات کی طرح دیکھتا ہے مگر یہ حالت دائمی اور اختیاری نہیں ہوتی خاص خاص فیوض ربانی کے وقت اس کا ظہور ہوتا ہے تب وہ منہوں میں ملکوت السموات والا صلب کی سیر کر سکتا اور سکندروں میں ایسی ایسی سیریں کرتا ہے جو اور جلیق برہوں میں نصیب نہوسکیں۔ الہامی اور کشفی نظارہ اور تعلیمیں ایسی یقینی اور ہیداز شکستہ ہوتی ہیں جیسی کہ ظاہری آنکھوں سے دیکھی ہوئی یا کانوں سے سنی ہوئی اور یہ کامل یقین الہامی باتوں پر ایسی طاق سے پیدا ہوتا ہے جس طرح سے کہ ظاہری نظر اور شنوائی کی باتوں پر۔ پس یہی نظا ہیں جو دنیا میں کمال یقین اور معرفت کا موجب بنتے ہیں اس سے پہلے جو کچھ سے وہ داعی اور غنی سے جس کے فہم میں ہزار بات شجاعت اور غلط فہمیوں کا احتمال رہتا ہے۔ تمام قرآن مجید ان الہامی اور کشفی عجائبات اور نظاروں کی تفصیلات اور تمثیلات سے بھرا ہوا ہے انشاء اللہ کریم اس فنون کو کسی اور موقع پر علیحدہ رسالہ میں بیان کریں گے وما توفیقی الا باللہ العزیز الحکیم۔

۸۔ ہر اک انسان کے واسطے شقی بننا فرض ہے قرآن مجید اس حکم کو بڑی تکرار اور طرح طرح کے پیراؤں میں فرماتا ہے۔ واتقوا اللہ لعلکم تفلحون۔ اللہ سے ڈرو تاکہ تم نجات پاؤ۔ یعنی خدا ترسی ان تمام اصلاحوں اور ترقیات کی بنیاد ہے جو موجب نجات ہوتی ہیں۔ پھر دوسرے پیرایہ میں اس طرح پر فرماتا ہے۔ واتقوا اللہ التي اعدت للکافرین۔

اس آگ سے ڈرو جو کافروں کو واسطے تیار کی گئی ہے پھر فرماتا ہے وَاَعَاوَنُوا عَلَی الْاَبْرِ  
وَالْتَقَوْا عَلَی الْاَشْمَدِ الْعِدْوَانِ یٰلَی اور خدا ترسی کے  
اور میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرو اگر گناہ اور بغاوت پر ایک دوسرے کے  
معاون مت بنو۔ وَاَتَقُوا لِلّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ شَدِیدُ الْعِقَابِ۔ اللہ سے ڈرو تحقیق  
اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔ چونکہ یہاں خوفِ خدا کی بات خدا ترسی  
کی آئی ہے اسلئے قرآن مجید فرماتا ہے فَلَا تَحْشَوْا اِنَّا نَسْوَاحِشُونَ۔  
لوگوں سے مست ڈرو بلکہ مجھے ہی ڈرو۔ چونکہ عموماً بُری باتوں کی کثرت ہے  
وجہ سے انسان بُرائی کی طرف زیادہ مائل ہو جاتا ہے۔ عام عادات رسومات  
خیالات تعلیمیں صحبتیں اور طریق خراب اور ناجائز ہونے میں ناقص العقل  
اور ضعیف الایمان کثرت دیکھ کر ان کی طرف مائل ہو جاتے ہیں پھر کچھ نہیں سمجھتے  
اور دیوانوں کی طرح ان کے پیچھے چلے جاتے ہیں۔ یہی جنوں اور بیہودہ میلان ہے  
جو غمی کے موقعوں پر ناجائز موقعہ و ماتم کا موجب بننا شادی کے موقعوں پر  
ناچ تماشہ اور منہیات کا باعث ہوتا۔ سادہ لوح انسانوں کو حقہ چرٹ پان تھام  
بھنگ۔ چرس۔ افیون۔ سنکھنے اور دھتورہ کا عادی بنا دیتا۔ لباس اور  
مکانات کو بریا کاری اور بیہودہ نمائش کا اکھاڑہ بنا دیتا طاش شطرنج مرغبازی  
اور دیگر بربطیات کو رواج دیتا بیہودہ بکواس غزالی اور ترنم کی گرم بازاری کرتا ہے  
تمام عیب اور گناہ اسی کو راہ اطاعت سے پیدا ہوتے ہیں۔ مسلمانوں کو کھڑ  
نخو اور معقول و منقول کا دیوانہ اور قرآن سے متفراسی بھیڑ چال بنایا۔ یہود  
کو عیسائیوں کا دشمن اور عیسائیوں کو مسلمانوں کا دشمن اور یہی طرح تمام مذاہب

کو ایک دو بے کا دشمن اسی بیہودہ نعمانی نے کر دیا۔  
 شرابی تراجم کا رواج اسی نے

ورکھا اور بے معنی پرست کا رواج اسی نے قائم کیا۔ بچوں جو انوار بول رہے  
 مذاق اور لغو اور افترا پسند اسی احمقانہ چال نے بنایا ہر ایک کی فطرتی عقل اور  
 مذاہب کو یہی حماقت بگاڑتی ہے خداوند کریم کی وحدت و عظمت کی بجائے  
 شرک و کفریات یہی رسم پرستی بھرتی ہے اپنے فلسفیانہ طریق پر قرآن مجید  
 اس احمقانہ پرستش کی ترویج اس طرح پر فرماتا ہے۔ قل لا یلیٰ فی حق الخبیث  
 والطیب ولولا عجبک کثرت الخبیث فاقولوا للہ یا اولیٰ الاالباء  
 لعلمکم فضلہ ۵ یہ کہو کہ خبیث اور طیب برابر نہیں ہوتے اگرچہ نبیانت کی  
 کثرت تجھ کو اپنی معلوم ہو پس اسے اہل دانش لوگو خداست ورنہ تاکہ تم فلاح  
 پاؤ۔ پہلا قول ایک توجہ طلب دلیل ہے کہ کثرت و قنات ایک علیحدہ امر  
 ہے جو خبیث ہے وہ خبیث ہے خواہ وہ کیسے قدر کثیر کیوں نہ ہو اور جو طیب  
 ہے وہ طیب ہے خواہ کتنا ہی کم کیوں نہ ہو۔ کثرت و باؤ میں نہیں آنا چاہئے  
 خواہ وہ کثرت کیسی ہی دلکش معلوم ہو بلکہ اسے سمجھنے والے لوگو خداست ہی ورنہ  
 دنیاوی کثرت اور رواج خداوند عالم کی عظمت و جلال کے مقابلہ میں نیا حقیقت  
 رکھتا ہے یہ سراسر حرق اور جہالت کا کام ہے کہ انسان دنیا کے خوف سے خدا  
 کو چھوڑ دے اور اس کے احکام کا کچھ خیال نہ کرے اس بشر کا ایمان خدا پر  
 کہہا کتنا ایمان ہے جو خدا کو دنیا کی برابر بھی سمجھتا بلکہ فی الحقیقت وہ  
 شرک اور بے ایمان ہے اسید واسطے اگر نجات چاہتے ہو تو خوب سوچو

اور سمجھ لو کہ نجات کا راستہ سوائے خوف خدا کے اور کوئی نہیں ہو سکتا کیونکہ خدا سے بے خوف اور لاپرواہ ہو کر انسان مخالف راستوں میں پڑ جاتا اور قرین سے محروم رہ جاتا ہے پھر اس مسئلہ کو اور الفاظ میں قرآن مجید اس طرح پر بیان فرماتا ہے: **فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ** - اگر تم مومن ہو تو سمجھ لو کہ اللہ اس بات کا زیادہ مستحق ہے کہ اُس سے خوف کیا جائے پس اگر خدا کو مانتے ہو تو اس بات کو بھی سمجھنا کہ اُس کا خوف اور اُسکی اطاعت سب سے مقدم ہے جو عملاً ایسا ظاہر نہیں کرتا وہ فی الحقیقت شرک اور بے ایمان ہے پھر دوسرے الفاظ میں اس مسئلہ کو یاد دلانا ہے: **وَيُحْذِرُكُمْ اللّٰهُ فَتُفْسَدُ طَوَالِحُ اللّٰهِ مَصِيْسَ** - اللہ تمکو اپنی ذات سے ڈراتا ہے کیونکہ اللہ کی طرف سب کی بازگشت ہے۔

۹۔ خدا سے نہ ڈرنا حماقت اور غوث کی ویل ہے خلقت کا خوف ریاضہ اور بدی کی طرف لیجاتا ہے۔ پر خدا کا خوف صفائی رستی اور نیکی کی طرف رسم و رواج کا خوف مشرک و احمق بناتا ہے پر خدا کا خوف موصود و ناشمند حکام کا خوف خوشامد بیوفائی اور حرامخوری کی طرف مائل کرتا ہے مگر خدا کا خوف صدق و وفا اور نمک حلائی کی طرف۔ برادری اور شہداری کا خوف رسم پرست اور زیاں کار بناتا ہے۔ پر خدا کا خوف خدا پرست اور صلاح کار۔ پھر کیسی نادانی اور جہالت ہے کہ رسم و رواج سے ڈریں مخلوق سے ڈریں حکام اور برادری سے ڈریں پر خدا سے غافل اور بے خوف بنے رہیں۔ بدیہی نظر میں یہ سراسر نادانی کی بات ہے کہ خائف کے مقابلہ پر اُسکی مخلوق کا خوف کیا جائے رب العالمین

کے احکام کے مقابلہ پر رسم و رواج کو مانا جائے احکم الحاکمین کے مقابلہ پر دنیاوی حکام کا خوف کیا جاوے۔ اسے انسان کیا تیرے نزدیک اس رب العالمین کی کچھ حقیقت نہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے جس کے رزق کو چاہے کم کر دے اور جس کے رزق کو چاہے زیادہ کر دے جسکو چاہے عزت بخشے اور جسکو چاہے ذیل کر دے جسکے حکموں میں کوئی مخل نہیں سکتا جو چاہے تو ایک دم میں زمین اور پہاڑوں کی گرد بنا کر ادا کر دے۔

تو ہے بندہ ناتواں چیز کیا ہو	جو خالق سے بخوف ایسا ہوا ہے
جو ہے مالک ملکاتِ خلاق عالم	قدیر اور عزیز اور رزاق عالم
جو چاہے تو ایک دم میں نابود کر دے	دکھوں سے ترے گھر کو اور درگاہ کو
جو چاہے تجھے سخت بیمار کر دے	تو انگریز سے یکدم میں نادر کر دے
کھڑے کھیت و باغات یا خوشگیا	زمانہ کو خشکی کے دکھ سے رلا دے
زمین اور پہاڑوں کو تھر تھر ملا دے	مناجات عالی و صراطِ حق گرا دے
و باؤں سے آدم پہ لاؤ تنباہی	ہزاروں کو یکدم میں کر دیو راہی
نہیں اسکی پرواہ کچھ بھی سمجھتا	خداوند عالم کو یوں ہی سمجھتا
بھلا کیا خدا اکثر انسان سے ہے	کہہ بخوف و بفکرِ حمان سے ہے

الغرض خدا سے نہ ڈرنا ہر پہلو سے حماقت و رعوت میں داخل ہے قرآن مجید اس حق کی تشریح اپنے فلسفیانہ طریق سے بہت مقامات پر فرماتا ہے ذیل میں تمثیل کے طور پر چند مقامات درج کئے جاتے ہیں افا من اهل القرۃ ان یا تئیسہم باسنا بیاتاً و ہم ناثمون ۵ افا من اهل القرۃ

ان یاتئہم باسنا ضحیٰ وہم یلعبون ۝ افا منول مکر اللہ ج فلاویا  
 من مکر اللہ لا القوم الخاسرون کیا ان بستیوں کے لوگ اس بات  
 سے نڈر ہو گئے کہ انہیں ہمارا عذاب راتوں رات آپڑے اور وہ سوئے پڑے  
 ہوں یا ان بستیوں کے رہنے والے اس سے نڈر ہیں کہ انہیں ہمارا عذاب دن  
 میں آپڑے اور وہ لبو ولب میں مشغول ہوں تو کیا اللہ کے نامعلوم فعلوں  
 سے نڈر ہو گئے سو (یا ورکسو) کہ اللہ کے نامعلوم فعلوں سے وہی لوگ نڈر  
 ہوئے ہیں جو برباد ہونے والے ہیں انما یخشی اللہ من عبادہ العلمیۃ  
 اللہ سے تو بس یہی لوگ ڈرتے ہیں جو اُس کے بندوں میں سے اہل علم ہیں  
 مثال کے طور پر ایک احمق و شکبر کے بیان میں قرآن مجید فرماتا ہے ۔ واذا  
 قیل لا اتق اللہ اخذنا العزۃ بالاضۃ فحبسہم ولبس المہادۃ  
 جب اُسکو کہا جاوے کہ خدا سے ڈر عورت اُسکو پکار کر گناہ کی طرف مائل کرتی  
 ہے پس اُس کے واسطے جہنم کافی ہے اور وہ بہت برا سمجھنا ہے پھر ایک  
 اور مقام پر فرماتا ہے افا من الذین مکر والسیات ان یخسف اللہ  
 بہم الارض او یاتئہم العذاب من حیث لا یشرعون ۝ او  
 یاخذ ہم فی قلبہم فما ہم بمعین ۝ او یأخذہم علی ثقیف  
 فان ربکم لورق الرحیمہ ۝ تو کیا جو لوگ ہدی کے منصوبہ باند بنے ہیں انکو  
 اس بات کا خوف نہیں کہ خدا انکو زمین میں سے یا جدھر سے انکو خیر  
 بھی نہ ہو عذاب اُنپر نازل ہو یا اُنکے چلتے پھرتے خدا اُنکو کھٹکے لی حالت میں  
 پکڑے مگر اصل یہ ہے کہ تمہارا رب بڑی شفقت و رحمت والا ہے ۔ (یہی



وجہ سے کہ سخت بیباکی کی حالتیں بھی لوگوں پر کوئی عذاب اچانک  
 نازل نہیں ہوتا ایک اور مقام پر فرماتا ہے ۱۰ انتقم من فی السماء  
 ان یخسف بکم الارض فاذا ہی تمورہ ۱۱ ام انتقم من فی السماء  
 ان یرسل علیکم حاصباً فستعلمون کیف کان نذیرہ کیا تم اس کے  
 غضب سے نہیں ڈرتے کہ کہیں زمین میں نگوں دھوا سے اور پھر وہ پڑے جھگولے  
 مارے یا خدا جو آسمان میں ہے تم اس کے غضب سے نہیں ڈرتے کہ کہیں  
 تم پر پتھر برسائے تو حقیر تم معلوم کرو گے کہ ہمارا ڈرانا کیا تھا الغرض  
 خدا سے ڈرنا ہر لمحہ وجہ کے حماقت و عنوت اور ہمیشہ سکے واسطے برباد  
 ہو جانے کی علامت ہے۔ ہماری بیباکی اس بات کی متقاضی ہے کہ کوئی  
 سخت عذاب ناگہانی طور پر ان میں یا راستہ میں نہ پڑے اور نہ ہی سخت  
 اور بڑے یوگت اٹھیں جس جا میں یا آسمان کے پتھر برسائے اور نہ ہی  
 کریں مگر خدا کا حکم اور رحم ہماری پناہ ہے وہی بکری چار ہا ہے ورنہ ہمارے  
 اعمال ایسے نہیں کہ ہم ایک دم کے واسطے امن سے زندہ بچ سکتے جاویں۔  
 ۱۰۔ شمریوں کے درمیان مومنوں کو بھی خوف نہیں رہنا چاہیے بلکہ بہت  
 ڈرنا چاہیے جو تک ہم اپنے جان و مال کو غفلت و غفلت میں صرف نہ کریں  
 اور تبلیغ احکام کا بار جو یوحنا بے ایماںوں اور بے دینیوں کے درمیان ہم  
 میں فرض ہے سبکدوش نہ ہو جائیں اسوقت تک کہ عذاب الہی سے بری نہیں  
 ہو سکتے۔ ایسی حالتوں میں جب عذاب الہی نازل ہوتا ہے تو چن چن کر تیرے  
 کو نہیں پکڑنا چاہیے میں بہت سے شست اور غافل مومن بھی پکڑے جاتے ہیں

چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے : **وَ اتَّقُوا فِتْنَةً لَا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْكُمْ خَاصَّةً ۚ وَ اعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ**۔ فتنہ سے ڈرو جو تم میں سے شرریروں کو چن چن کر نہیں پکڑے گا اور اس بات کو جانتے رہو کہ تحقیق اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔

۱۱۔ جو خدا سے نہیں ڈرتا وہ سخت جھگڑا و فساد ہی اور شرک اور دین دُنیا میں برباد ہو جاتا ہے۔ یہ سکہ اوپر کے بیانات سے صاف ہو چکا ہے کہ تمام نیکی اور دینداری کی بنیاد خدا ترسی ہے اور تمام بدی اور بیدینی کی بنیاد اُس کی خلاف ہے۔ پہنچ ڈرتا ہے وہ ہر طرح سے اپنی اصلاح کرتا اور فساد سے بچتا ہو اُسکی آنکھیں روشن اور عقل صاف و صحیح ہو جاتی ہے ہر طرح کے ظلم و فساد سے اُسکی روح کا پتی اور دور رہتی ہے برعکس اُسکے جو بیباک ہے وہ ہمیشہ بدی اور فساد کی طرف مایل رہتا اُس کی آنکھیں اندھی اور عقل خراب رہتی ہے ہر طرح کی شرارت اُسکو اچھی معلوم ہوتی ہے اس طرح پر اُس کا دین برباد ہو جاتا اور ظلم و شرارت کی وجہ سے دنیا میں جلد تر زلیل و خوار یا نیست نابود ہو جاتا ہے چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے **اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ وَ مَا يَآمِنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَلِيْلُ الْخَاسِرِيْنَ** کیا اللہ کے نامعلوم فعلوں سے نڈر ہو گئے اور اللہ کے نامعلوم فعلوں سے وہی لوگ نڈر رہتے ہیں جو برباد ہونے والے ہیں شرک بھی اُس وقت تک انسان کو اچھا معلوم ہوتا ہے جب تک خدا کی طرف سے بخشنے کا ہاتھ ہے بلکہ شرک میں مبتلا ہونا اس امر کی دلیل ہے کہ خدا کی عظمت و مہبت اُس کے اندر کچھ نہیں تبھی ایک انسان یا حیوان یا پتھر یا جانور سورج یا ستارہ کو خدا جانتا اور اُس کے

آگے جھکتا ہے چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے قال يقوم اعبدوا الله ما لكم  
 من الاغیر لا افلا تلتقون ہ (ہود علیہ السلام نے) کہا کہ اے میری  
 قوم اللہ کی عبادت کرو تمہارے واسطے اُس کے سوا اور کوئی معبود نہیں  
 پس کیا تم خدا سے نہیں ڈرتے ہو (جو اللہ کے شریک ٹھہراتے ہو) واذا قيل  
 اتق الله اخذت العزة بالاثم فحسبه جهنم وليبس المهاد جب  
 اس کو کہا جائے کہ اللہ سے ڈرتے اس کو عورت  
 کھینچ کر گناہ پر آمادہ کر دیتی ہے پس ایسے شخص کے واسطے جہنم کافی ہے اور  
 وہ بہت بڑا ٹھکانا ہے ۔

گناہوں سے جو ہو جاتا ہو بڑا	خدا کا خوف ہر ایک میں ہو جو
شرارت سے بے ہو جاتا فنا یہ	نکو کا جس سے پاتا ہے جلایہ
گناہوں پر یہی کرتا ہے فریاد	کلام حق دلاتا ہے استیاد
سدا ہوتا ہے جس سکون عقبہ	ہر اک فطرت میں ہو جو تقویٰ
اسی سے ٹھیک ہو ویں بگڑا و	سدا ہرے ہیں اسی ساری اعمال
ترقیات روحانی انسان	وہیستہا ایمانی انسان
بنا ان کی ہے بس خوفِ خدا	سراسر شمع ہیں اتقا سے پر
ترقی اور اصلاح اور نجات	اسی پر منحصر ہے سب شرافت
مردب ہے یہی فعلِ جلی میں	محافظ ہے یہی فعلِ خفی میں
عجبت اور ہدایت کبریٰ کی	میسر اس سے ہو قربتِ خدا کی
کہ پکڑے زور اس سے دینِ ایک	اسی سے دور ہوں دس شیطاں

ملے انسان کو اس کے صاف فرائض  
 اسی کا تذکرہ ہے سارا قرآن  
 سمجھتا ہے وہی جہیں بقاء  
 حیاتِ طیبہ ہے نام اس کا  
 بقاء جہیں ہو روحِ اقدس کو  
 اگر باقی نہیں ہے اتنا کچھ  
 وہ رہتا ہے سدا مردود و بکار  
 بیاں قرآن ہے صالح اور شقی کو  
 صداقت سے کشش ہے متقی کو  
 خدا ترسوں پر ہے رحمتِ خدا کی  
 خدا سے جو کوئی ڈرتا ہے غیب  
 تو کیوں بخوف ہے اتنا خدا سے  
 کہ جس کے ہاتھ میں ہے بزرگ و عزت  
 ایسی سلطنت کون و مکان میں  
 کوئی اسکو نہیں ہے روک سکتا  
 قدیر مطلق و مختار ہے وہ  
 اشارے سے پہاڑوں کو ہلاک  
 زمیں کو چاہے گرد لعل بنا دے  
 بہت بد بخت ہیں ڈرتے نہیں جو

جلا پائے اسی سے نورِ ایمان  
 اسی کا ہے بیانِ صافِ فرائض  
 اسی پر منحصر خوف و حیا ہے  
 درستی عمل ہے کام اس کا  
 وہی ہے چاہتا ذکرِ خدا کو  
 اشر کرتا نہیں ذکرِ خدا کچھ  
 نہیں رہتے صلاحیت کے آثار  
 ہدایت اور نصیحتِ متقی کو  
 مگر خدا اور منفرد ہے شقی کو  
 ولاؤ قربت و نصرتِ خدا کی  
 وہی بس جنتی ہو و گئے گلاب  
 نہیں ڈرتا ہے کیوں اُنکی بلا سے  
 حیات و موت اور آمان و آفت  
 ایسی ملکیت ہر دو جہاں میں  
 نہ کوئی اسکو ہرگز ٹوک سکتا  
 عزیز و قاہر و جبار ہے وہ  
 اگر چاہے تو یکدم میں اوراد  
 شہریروں ظالموں کو بچھ دھسا دے  
 خدا کا خوف کچھ کرتے نہیں جو

تمام اعمال کی ہے جان تقویٰ	بدی نیکی کی ہے میزان تقویٰ
بیاں ظاہری ہے سترو زینت	مگر بہتر ہے اس سے خوف و خشیت
حقیقی سترو زینت اتقا ہے	حجاب بھائی اتقا ہے
معلم خود خدا ہے متقی کا	سپر رب العلا ہے متقی کا
خدا کا خوف ہے بنیاد حکمت	یہی ہے چشمہ اسرار رحمت
عجب ناداں ہیں جو ڈرتے ہیں	خدا کا خوف کچھ کرتے نہیں ہیں
ضرارت میں وہ رہتے ہیں گرفتار	انہیں سے بنتے ہیں کفار و فجار
مہی ہوتے ہیں بس مزدور احمق	سدا رہتے ہیں وہ جہاں مطلق
وہی ہوتے ہیں جھگڑا و فساد	جنہوں نے باطنی خشیت گنوا دی
جہاں میں جس قدر صدق و صفاء	پناہ کی فقط خوف خدا ہے
عبادت اور توبہ کی یہ جاں ہے	سعادت کا یہی کامل نشان ہے
ہدایت کی پناہ ہے روح تقویٰ	حیات اولیا ہے روح تقویٰ
رفیق ازکیا ہے روح تقویٰ	انیس اصفیا ہے روح تقویٰ
یہی صیقل ہے بس رنگارنگ دل کا	یہی مشرق ہے سب انوار دل کا
خدا کا خوف مفتاح چناں ہے	یہی مفتاح اسرار نہاں ہے
نہیں کچھ حج و قربانی سے ہوتا	نہ حاصل جب تک ہوا اس سے ہوتا
نازین بھی نہ ہونگی بار آور	نہ روکیں جب تک وہ فحش و منکر
زکوٰۃ و صوم و بیع و نوافل	بتائے ہیں نہ ہو سولی غافل
غرض خوف خدا راہ چناں ہے	یہی بن مل اسرار نہاں ہے

شرح طمان۔ اور مزاج الارواح۔ وغیرہ سے دو سال میں نہیں پہنچتا جو صاحب نقل القرآن کو اچھڑکڑھنا  
 چاہیں۔ وہ ایک مہینہ میں ہی ختم کر سکتے ہیں اگر بعد کسی دوسری کتاب صوفی یا بخوی کی ضرورت نہیں رہتی  
 م مقید عالم۔ عرف معین الحکیم۔ یہ ایک نجات ادویہ و علاج ہی بہ مرض اور دوا کا نام۔

انگریزی۔ ارو۔ فارسی۔ عربی زبان میں نجات کی ترتیب پر درج کیا گیا ہے جس مرض یا دوا کا حال معلوم  
 کرنا ہو تو فوراً نجات کو طور پر آپس نکالو اور دیکھ لو خواہ اس کا نام آگوار و زبان میں آتا ہو یا فارسی۔ یا  
 عربی۔ یا انگریزی میں اگر کسی مدد کو خود کامل طور پر علاج کر سکتے ہو یا کم از کم کسی خاص نسخہ و ساجہ کی  
 حاجت پڑتا ہے۔ اور قابل اخفا امراض میں جب چاہو کامل راجع حاصل کر سکتے ہو۔ بہر مرض و کلا جہیں۔ انگریزی  
 دیوانی نسخہ جات جو اعلیٰ درجہ پر قابل اعتبار ہیں درج کئے گئے ہیں۔ پہلے اصول اور دوسری ادویہ کی طرف  
 خاص توجہ دی گئی ہے تاکہ اگر کسی مدد کو شہر و دیہات میں علاج بلا وقت ہو سکے۔ ہر قسم دوزی علم کے لئے یہ کتاب  
 حالت صحت میں فنیق خانقہ۔ اور ایام مصیبت میں ہوش و غلہ ساز ہوگی اگر تہمت میں اطلاق اور درجانی امراض  
 کا علاج نہایت ہی دلچسپ اور معقول طور پر درج کیا گیا ہے۔ یہ ایک ایسی جامع اور مفید۔ اور قابل اعتبار  
 کتاب ہے کہ اگر کسی فطرت زمانہ سابق و حال کی کتابوں میں نہیں کبھی جاتی یہ کتاب تین جلدوں میں ہے  
 قیمت فی جلد سہ کل قیمت ہر سہ جلد ۷۰۔ کچھ بڑوں۔ طالب علموں۔ اور غریب علم دوست شخص کو  
 بشر تصدیق ڈاکٹروں۔ ہیڈ ماسٹروں۔ اور غیر عہدہ داروں کی نصف قیمت پر دیا جاسکتی ہے۔

۵۔ رسالہ اعضا مخصوصہ۔ اس میں تمام امراض مخصوصہ مثلاً آنتک۔ سوزاک و جریان۔ نامر و سی۔  
 منترات جلق۔ عقر۔ سرخ آنتال۔ اختتام عسرت لطف۔ استفاہ و غیرہ کا علاج۔ جماع کے قواعد  
 اور آداب۔ اور بہت سے ضروری مضامین صحت کی ترتیب پر درج کی گئی ہیں۔ نیز تمام ادویہ جو ان کو  
 اعضا کو متعلق ہیں درج ہیں زمانہ موجودہ کی تمام خرابیوں اور مسائدات کا اس میں کامل علاج و ترقیت  
 م مقید النساء و البصیان۔ اس رسالہ میں تمام ناگہانی و شکوں۔ اور درد و ناخ علاج ہے  
 جو عورتوں کی بخبری درد یا ناگہانی۔ اور دہیات سے بڑھتی پابندی سے حاملہ۔ اور زچہ اور نوزائیدہ  
 بچہ کو مہار سے ملک میں وبا و عالمگیر کی طرح ہلاک کر رہی ہے۔ قیمت ۳۰

کے منتخب مضامین کا مطالعہ اس کتاب میں مفید علم کی طرح تمام اہل علم کی ترغیب پر درج  
کئے جا رہے ہیں۔ اس کتاب کی تعریف، اسباب، کیفیت، علامات، امتحان اور تحقیق درج کئے گئے ہیں۔  
طب، جراحی، امراض قبلہ، امراض العین، امراض النساء، امراض البصائر، امراض العین وغیرہ  
میں سے کوئی مرض منتخب نہیں رہا۔ تاہم یہ کتاب کامل طور سے حاوی اور جامع ہے۔ یہ کتاب  
مفید عام کے ساتھ ملکہ ڈاکٹری، یونانی کا ایسا کامل کتب خانہ بناتا ہے کہ بھروسہ کتاب کی ضرورت نہیں رہتی  
اگرچہ پہلے سے اس کتاب کی نسبت مبارک اور ادھن مفید تھا کہ ہر ایک مرض کی تعریف اور تحقیق درج  
کی جاوے مگر نظر ثانی، اسباب و علامات و امتحان و کیفیت کا بھی مختصر مگر کامل ہاں شامل کر دیا گیا ہے  
باوجود زیادتی حجم کے نظر آقاؤ عام نیت دہی دور دہیہ آٹھ آنہ ہے۔

۱۸۸۱ء شہادۂ توفیق کے بعد آقاؤ عام نیت دہی دور دہیہ آٹھ آنہ ہے۔  
ماہواری شایع ہو کر گیا۔ شرح اندراج فی ماہ چار چہ فی صفحہ فی سہ ماہی غلے فی صفحہ فی ششماہی  
امین دہیہ اور فی سال سے دو چہ فی صفحہ ہوگی۔ جو صاحبان اپنی طبیعت شدہ اشتہارات بار سال بیان  
اوردہ یا دیگر نئی وغیرہ اشاعت کیواسطے ارسال فرمیں وہ مشہور ذیل شایع کئے جاسکتے ہیں  
تقریباً سہ ماہیہ فی عدد چار روپیہ ماہوار۔ سہ ماہیہ سے زیادہ ایک تولد تک ملے دو روپیہ ماہوار۔

ایک تولد سے زیادہ فی تولد یا دو کی گھر سے ملے دو روپیہ ماہوار۔ شاجروں کے لئے اپنی اپنی اشاعت  
کا یہ نہایت آسان و عزیز ہے۔ اجرت اشتہار خواست کو ساتھ آتی جاسکتی ہے۔ ورنہ عدم قہر ملے  
نوٹ۔ تمام درجہ اولیٰ بنام فتح محمد خان منیر تذکرۃ القرآن مقام تراوڑی ضلع کرنال آئی سٹیج

المکتبہ  
خاکسار فتح محمد خان منیر تذکرۃ القرآن مقام تراوڑی ضلع کرنال۔ صوبہ پنجاب





— رت

۲۹۷۶ / ۸

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار  
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی  
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

---





